

تحفۃ الملوک

# دعوتِ الامیر

(فارسی)

یعنی

امیران اللہ خاں سابق شاہ افغانستان رادعوتِ حق

منجانب

شیخنا حضرت صاحبزادہ نواب شیرالدین محمد صاحب امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابعی

ایہ اللہ تعالیٰ امام جماعت احمدیہ قادیان

در ۱۹۲۷ء ۶

سرورق شائع کردہ: عبدالعظیم نذیر پرائیمر احمدیہ بکڈ لو قادیان ایلان

ہدیہ دو روپے سچاس نئے پیسے

مجلد تین روپے

# فهرست مضامین

۲۴ - دلیل هشتم - سجده طائفه صفحہ ۲۴ تا ۲۸	۱ - تفاوت صفحہ ۱ تا ۱۴
۲۵ - دلیل نهم - انکشاف علوم سماویہ	۲ - اختلافات با بادیگر مردان صفحہ ۱ تا ۷۲
۲۶ - دلیل دهم - اخبار علوم غیبیہ	۳ - دعویٰ حضرت مسیح موعود " ۷۲ تا ۷۴
۲۷ - دلیل اول - پیش خبری اول صفحہ ۳۱۵ تا ۳۱۶	۴ - دلائل حقیقت دعویٰ " ۷۴ تا ۷۵
۲۸ - دلیل دوم - نسبت انقلاب " ۳۱۶ تا ۳۲۹	۵ - دلیل اول ضرورت زمانہ " ۷۵ تا ۹۶
۲۹ - دلیل سوم - پیش خبری سوم " ۳۲۹ تا ۳۳۸	۶ - دلیل دوم شہادت سیدان نبیہ معلوم " ۹۶ تا ۱۰۴
۳۰ - دلیل چہارم - پیش خبری چہارم " ۳۳۸ تا ۳۴۵	۷ - حالات دینی زمانہ حال " ۱۰۴ تا ۱۱۳
۳۱ - دلیل پنجم - پیش خبری پنجم " ۳۴۵ تا ۳۵۳	۸ - حالت مذہبی گذشتہ در مسلمانان " ۱۱۳ تا ۱۲۲
۳۲ - دلیل ششم - پیش خبری ششم " ۳۵۳ تا ۳۵۵	۹ - حالت اخلاقیہ اقوام عالم " ۱۲۲ تا ۱۳۰
۳۳ - دلیل ہفتم - پیش خبری ہفتم " ۳۵۵ تا ۳۶۴	۱۰ - حالت علمیہ این زمانہ " ۱۳۰ تا ۱۳۳
۳۴ - دلیل ہشتم - پیش خبری ہشتم " ۳۶۴ تا ۳۸۳	۱۱ - حالت تمدنی زمانہ مسیح موعود " ۱۳۳ تا ۱۳۴
۳۵ - دلیل نهم - پیش خبری نهم " ۳۸۳ تا ۳۸۸	۱۲ - حالت جسمانی این زمانہ " ۱۳۴ تا ۱۳۵
۳۶ - دلیل دہم - پیش خبری دہم " ۳۸۸ تا ۳۹۴	۱۳ - تناسب نسلی " ۱۳۵ تا ۱۳۸
۳۷ - دلیل یازدہم - پیش خبری یازدہم " ۳۹۴ تا ۴۰۱	۱۴ - تعلقات بین الاقوام " ۱۳۸ تا ۱۴۲
۳۸ - دلیل شانزہم - پیش خبری شانزہم " ۴۰۱ تا ۴۰۸	۱۵ - حالت مالی زمانہ مسیح موعود " ۱۴۲ تا ۱۴۳
۳۹ - دلیل ہجدهم - پیش خبری ہجدهم " ۴۰۸ تا ۴۱۹	۱۶ - حالت سیاسیہ " ۱۴۳ تا ۱۴۴
۴۰ - دلیل نوزدهم - پیش خبری نوزدهم " ۴۱۹ تا ۴۲۵	۱۷ - تفرات ارضیہ " ۱۴۴ تا ۱۴۵
۴۱ - دلیل بیست و نہم - پیش خبری بیست و نہم " ۴۲۵ تا ۴۳۰	۱۸ - علامات سماویہ " ۱۴۵ تا ۱۴۶
۴۲ - دلیل بیست و نہم - پیش خبری بیست و نہم " ۴۳۰ تا ۴۳۵	۱۹ - دلیل سوم نفس نااطفہ " ۱۴۶ تا ۱۴۷
۴۳ - دلیل بیست و نہم - پیش خبری بیست و نہم " ۴۳۵ تا ۴۴۰	۲۰ - دلیل چہارم - غلبہ اسلام بر ادیان " ۱۴۷ تا ۱۴۸
۴۴ - دلیل بیست و نہم - پیش خبری بیست و نہم " ۴۴۰ تا ۴۴۵	۲۱ - حملہ حضرت اقدس بر مذہب کلیسا " ۱۴۸ تا ۱۴۹
۴۵ - دلیل بیست و نہم - پیش خبری بیست و نہم " ۴۴۵ تا ۴۵۰	۲۲ - یک حربہ بر جمہ مذاہب باطلہ " ۱۴۹ تا ۱۵۰
۴۶ - دلیل بیست و نہم - پیش خبری بیست و نہم " ۴۵۰ تا ۴۵۵	۲۳ - دلیل پنجم تجرید دین " ۱۵۰ تا ۱۵۱
۴۷ - دلیل بیست و نہم - پیش خبری بیست و نہم " ۴۵۵ تا ۴۶۰	۲۴ - دلیل ششم - نصرت الہی " ۱۵۱ تا ۱۵۲
۴۸ - دلیل بیست و نہم - پیش خبری بیست و نہم " ۴۶۰ تا ۴۶۵	۲۵ - دلیل ہفتم - تہای دشمنان " ۱۵۲ تا ۱۵۳

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ  
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ  
 هَمْدُهُ وَنُصَيْدٌ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيمِ

بفضل خدا و رحم او تعالی  
 هوال

از جانب عبد اللہ تعالیٰ الضعیف نیز ابشیر الدین محمد و احمد خلیفہ یحیٰ اشانی و امام حجاج  
 بخدمت اعلیٰ حضرت امیران اعدان فرزند و اکثر افغانستان و ممالک محروسہ  
 السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت والا! میں چند سطور کہ بنظر ترفع جاہ جناب الا و بہ نیت افادہ عام طبع  
 نمودہ پیش میکنم! امید دارم کہ آن والا جاہ با وجود قلت فرصت بمطالعہ آن کیف گمارا  
 فرمودہ بر این بندہ منت نہند و پیش حضرت حق تعالیٰ باسر خروئی کونین عزت دارین  
 حاصل کنند۔

تحریر این مکتوب مبنی بر دو غرض است :-

اول این کہ میں عاجز آن ندائے را کہ بجهت فراہم آوردن کافہ الناس بر کلمہ  
 اسلام از جانب حق تعالیٰ درین زمانہ بلند شدہ بحضرت والا برساندہ  
 دوم۔ اینکه چند افراد جماعت احمدیہ کہ زیر سایہ مملکت حضرت والا سکونت میدارند

مستفادات حالات ایشان را بر جناب والا آشکار کند تا اگر سخنی دربارهٔ آن گروه در آن  
بارگاه گفته آید۔ بحسب وقوف ذاتی علی وجه البصیرۃ نسبت آن فیصلہ صادر گردد۔  
قبل ازین کہ سخنی دیگر عرض شود۔ اظہار این مدعا لازم می شناسم کہ جماعت  
احمدیہ قطعاً پیغمبر دین جدید را عاقل نیست۔ بلکہ دین او دین اسلام است۔ و  
یکے م زان انحراف و زیدن احرام قطعی و موجب شقاوت ابدی میدانند و نام  
جدید او هرگز هرگز بر جدت دین دلالت ندارد۔ بلکه غرض ازین صرف این است کہ  
تا این جماعت از دیگر طوائف مردم کہ بمجوعے خوشنشین را به دین اسلام نسبت  
مے دهند۔ به حیثیت ممتاز و در نظر کافۃ الناس ظاهر شود۔

اسلام محبوب ترین نامے است۔ کہ خود او سبحانه و تعالی بر امت محمدیہ کرامت کرده  
و آنرا چنان عزت و عظمت ارزانی فرموده کہ دربارهٔ آن بوسیله حضرت انبیاء سابقین  
علیهم الصلوٰۃ والسلام قرن بعد قرن پیشخبرها بیان کرده است۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔

هو یشکم المسلمین من قبل و فی هذا۔ (ج۔ ۱۰۴)

یعنی حضرت حق سبحانه و تعالی در صحف اولین و ہم درین کتاب بنام مسلمانان نامیده است  
چنانچہ در کتاب اشعیاہ نبی این پیشخبری تا این زمان ہم موجود است کہ  
”باسم جدیدے کہ دہان خداوند بر تو مے گذارد۔ مسمی خواہی شد“

(کتاب اشعیاہ نبی۔ فصل شخصت و دوم۔ آیت دوم)

پس ازین نام پاک تر نامے دیگر چه تواند بود۔ کہ خود حضرت حق تعالی آنرا بحیثیت  
بندگان خود گزیده و آن قدر عظمت بخشیده کہ بر زبان انبیائے سابقین علیهم السلام  
پیشخبرها جاری فرموده۔ و آن کدام اہل ہوش است کہ این نام ممیزت فرجام را



برائے خود پسند۔ مابین نام را از جان عزیز تر می داریم و این بین پاک اسوجبات  
حقیقی خود می نگاریم :

آما از آنجا که درین زمان دیگر طوائف مردم بنظر خیالات مختلفه خود نشان  
ناهمانے مختلف برائے خویش وضع کرده اند۔ ازین جهت اقتضائے حالات مجبور  
ساخت کہ جماعت احمدیہ نیز بجهت امتیاز خود نامے گزیند۔ پس بہترین نامے کہ  
بنظر حالات این زمانہ انسبائی باشد یہی نام احمدی بود۔ زیرا کہ این زمانہ زمانہ اذاعت کائنات  
کہ رسول اکرم سرور عالم صلی اللہ علی آلہ وسلم از خدا آورده بود۔ و وقت و وقت  
اشاعت حمد الہی۔ پس از ان جا کہ این آیام آیام ظہور صفت احمدیت آنحضرت  
صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم است۔ یہی نام بہتر ازین نام نامی داسم گرمی صورت امکان  
مذارد :

الغرض از جان و دل پیرو اسلام ہستیم۔ و بہر عقیدہ و بہر امرے کہ ایمان  
بداں یک مرد مسلمان صادق الایمان را واجب است۔ مے گویم۔ و بہر چہ  
رد آن بر ہر مسلمان راسخ الایقان ضروری است۔ اورا رد مے کنیم۔ و شخصے کہ با وجود  
تصدیق کردن ماتمام معتقد است اسلامیت را۔ و تسلیم کردین ہمگی احکام خداے  
عزوجل را بر ماتہمت کفر مے ہند۔ و ارا پیرو دین جدید قرار مے دہد۔ و بہر ما  
خیلے ظلم میکند۔ و روز جزا پیش خداوند تعالی زیر پا نہ پرس در آید :

مواخذہ شخصے بہ گفتہ او کردہ میشود۔ نہ بہ خیالات اندرون سینہ او۔ کسے  
چہ میداند کہ در دل دیگرے چیست۔ و شخصے کہ کسے را بہ این چنین حرف الزام میدہد  
کہ آنچہ او بزبان خود میگوید۔ در دل او نیست۔ بیگان دعوائے خدائی میکند۔ نیز کہ

و انائے اسرار قلوب علیم بذات الصدور صرف ذات پاک او سبحانہ و تعالیٰ است و هیچ  
کس جزو تعالیٰ دم نہ تواند زد که من بر خیالات اندرون سینہ ہائے مردم آگاہی میدارم  
از رسول اکرم صلی اللہ علیہ آلد وسلم کہ رام کس عارف تراست۔ آل سرور عالم  
مے فرماید :-

انکم قنصمون الی۔ و انما انا بشر مثلكم۔ و لعل بعضکم ان یکون  
الحق یحجتہ من بعض فان قضیت لاحد منکم بشئ من حق اخیه فانما  
اقطع له قطعۃ من النال۔ فلا یأخذ منه شیئاً۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الاحکام۔ باب عظمة الامام للخصوم)

یعنی بعضی از شما نزاع یا خصومتی بنقض الفضائل پیش من آرند و من نیز مثل شما ہستم  
و باشد کہ یکے از شما بنسبت دیگرے در حجت آوردن قابل تر بود۔ پس اگر من کسی  
از حق برادر او چیزے بدہم۔ پس جزایں نیست کہ من او را یک پارہ آتش میدہم۔  
اور باید کہ ازو چیزے نگیرد ۔

و همچنین در حدیث آمدہ است از اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہ گفت :-  
بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سریۃ۔ فصبحنا الحرقات من  
جھینۃ۔ فادرکت رجلاً۔ فقال لا اله الا الله۔ فطعنت فوقع فی  
نفسی من ذلک۔ فذکرته للنبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقال رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم اقال لا اله الا الله وقتلتہ؟ قال قلت یا رسول  
انما قالها خوفاً من السلاح۔ قال افلا شققت عن قلبہ حتی تعلم  
اقالہا ام لا۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الايمان۔ باب من مات لا یشک باللہ)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مارا در سریہ فرستاد۔ مابا دواں بر قبیلہ حرقات کہ از نبی حبشہ است رسیدیم۔ پس یک نفر ازیشان گیم آمد و کلمہ توحید بر زبان راند۔ من بدان اعتنائے نہ کردہ اوراکشم۔ اما ازین کار در دل من خلجانے پیدا شد۔ پس ایں واقعہ را پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرض کردم۔ فرمودند۔ آیا با آنکہ لا الہ الا اللہ گفتہ بود اوراکشتی؟ گفتم یا رسول اللہ! آں کس محض از خوف سلاح کلمہ توحید بر زبان راندہ بود۔ فرمودند۔ اخلا شققت عن قلبہ۔ آیا دل اورا شگہ ندیدی۔ تا تر معلوم شدے کہ او ایں کلمہ از دل گفتہ بود یا نہ؟

الغرض فتویٰ بر بیان زبان مے باشد۔ نہ بر خیالات اندرون سینہ۔ چرا کہ بر خیالات دل بجز خدا تعالیٰ دیگرے را اصلاً اطلاع نیست۔ و ہر کہ بر خیالات دل مردم فتویٰ میدہد۔ اولاً ریب کاذب است۔ و بدر گاہ و خداوندی قابل مواخذہ ❖

پس ہر گاہ ما مردم کہ افراد جماعت احمدیہ ہستیم۔ خود را مسلمان دانستیم۔ بیچ کس را نہ رسد کہ در بارہ ما انجین فتویٰ دہد کہ اسلام ما صرف نمودنی و دعوائے اسلام ما محض بفرص نمائش است۔ و از دل منکر اسلام ہستیم یا ایمان بر رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نداریم۔ و کلمہ دیگر غیر کلمہ اسلام بر زبان مے رانیم۔ یا قبلہ دیگر احداث نمودہ ایم ❖

و اگر ایں گونہ اتہامات و الزامات کاذبہ نسبت ما جائز است۔ دین صورت مایز متعلق انجین مردم افترا پرداز تو انیم گفت کہ ایشاں رطاہر دعوائے اسلام دارند۔ اما چون بہ خانہ ہائے خود مے روند۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را دشنام

مے دہند۔ و بر دین اسلام طعنہ مے کنند۔ لیکن بامردم بنا بر مخالفت کسے ہرگز حق را  
از دست نہ ہیم۔ بالنسبت یسح کس بریں بنا یسح فتویٰ نہ ہیم کہ او ہر چہ ظاہر میکند۔ در  
باطنش خلاف اوست۔ بلکہ باز چرم شریعت متعلق بہاں سخن بحث کنیم کہ او خود میگوید  
بعد ازین من عقائد جماعت خود را پیش آل شاہ والا جاہ می آرم تا جناب والا  
غور فرمایند کہ ازین عقائد کہ ام عقیدہ خلاف دین متین است :

۱۔ بالیقین میداریم کہ خدا تعالیٰ موجود است۔ و برہتی او ایمان آوردن اقرار  
بزرگ ترین امور راست حق است۔ نہ اتباع دہم و گمان۔

۲۔ بالیقین میداریم کہ اللہ تعالیٰ یگانہ است۔ یسح کس شریک او نیست نہ در آسمان  
و نہ در زمین۔ و ہر چہ با سوائے حق تعالیٰ ہست ہمہ مخلوق است۔ و در ہر حال  
ہر آن محتاج بہ اعانت و ہستی او سبحانہ و تعالیٰ۔ او نہ پسرے دارد۔ نہ دختر۔ نہ پدر۔ نہ مادر  
نہ زن۔ نہ برادر۔ و در توحید و تفرید خود یگانہ است۔

۳۔ بالیقین میداریم کہ ذات او تعالیٰ پاک است۔ و منزہ از جملہ عیوب و نقائص۔ و  
جامع جمیع حامد و محاسن یسح عیب نیست کہ در ویافتہ شود۔ و یسح حسن و جملہ نیست  
کہ در وی موجود نباشد۔ قدرتش را حدے نیست۔ و علمش را پایانے نے۔  
او محیط کل استیبار است۔ و یسح چیزے نیست کہ احاطہ او تعالیٰ تواند کرد۔ او  
اول و آخر و ظاہر و باطن است۔ خالق جمیع کائنات و مالک جملہ مخلوقات۔ تصرف  
او نہ گاہے پیش ازین باطل شدہ۔ و نہ اکنون عاقل است۔ و نہ بعد ازین اہل شود۔  
او زندہ است۔ و موت و فوت را بدور راہ نیست و پایندہ است۔ فنا و زوال  
بر وی روا نیست۔ جملہ کار ہائے او بہ ارادہ او تعالیٰ مے باشد۔ نہ بر وجہ منظر

انکو نیز پہنچان بر عالمین حکومت و فرمان روائی میکند چنان کہ در سابق میکرد و تعطیل ہر گاہ  
بہ صفاتش راہ نیاید۔ بلکہ او در ہر آن و ہر زمان قدرت خود را واسع نماید۔

۴۔ یاقین میداریم کہ ملائکہ مخلوقے است مر خدا تعالیٰ را کہ مصداق یفعلون ما  
یومرون حکمت بالغۃ او تعالیٰ ایشان را برائے نظام امور

مخلوقہ فریدہ است۔ و ایشان فی الواقع موجود اند نہ اینکه وجود ایشان فرضی و  
خیالی باشد و حق تعالیٰ ذکر ایشان محض بطور استعارہ فرمودہ باشد و بنات و اعم  
ہمانساں احتیاج و افتقار دارند چنان کہ نوع انسان یا دیگر مخلوق بہ احتیاج و مفقور  
است۔ و او تعالیٰ در انہما قدرت خود محتاج بہ ایشان نیست۔ اگر بخوایست۔

بغیر آفریدن این نوع مخلوق مشیت خود را ہوید اے ساخت۔ مگر حکمت کاملہ اش  
اقتضائے آفرینش زمرہ ملائکہ کرد۔ و ایشان را از کتم عدم بہ وجود آورد۔ و بہ پنجے  
کہ بواسیلہ روشنی آفتاب بینائی چشم را قوت بخشیدہ و بذریعہ قرص نان آتش جوع را  
فرو نشانده احتیاج او بہ آفتاب و نان لازم نمی آید۔ ہم بریں نسق از انظار بعض  
ارادت خود بواسطہ ملائکہ محتاج بہ ملائکہ نمیکرد۔

۵۔ یاقین میداریم کہ او سبحانہ و تعالیٰ بایندگان خود کلام مے کند۔ و رضائے خود را  
بر ایشان ظاہر بیسازد۔ و این کلام در الفاظ خاص نازل میشود۔ و در زبانش  
بندہ را پیچ گوشتہ دخل نباشد نہ معیش اندیشدہ آن بندہ مے باشد۔ و نہ الفاظ  
آن تخریز کردہ آنکس۔ بلکہ فحوائش ہم از جانب حق تعالیٰ مے باشد۔ الفاظش ہم از  
سبحانہ و تعالیٰ۔ و ہماں کلام برائے انسان غذا مے حقیقی و ملاک مدار زندگی  
است۔ و بذریعہ ہماں کلام او را با حضرت حق تعالیٰ تعلق پیدا میشود۔ و این کلام

در قوت و شوکت خود ہمیشہ باشد۔ و یکس نظیرش نتواند آورد۔ او خزان لائق و  
لاستحق با خود می آورد۔ و همچو معدنی باشد کہ چند آنکہ بکاوندش جواهر زوہر از آن بر می آید  
بلکہ از معاون ہم افزوں تر۔ زیرا کہ خزانہ ہر معدن را نہایتی وحدے باشد و حقائق  
و معارف این کلام را حدے و عدے نیست۔ این کلام همچو یک بحر زخار زاید انکار  
کہ بر سطح آن عنبر سارا طافی و درقراں لولے لالا خانی باشد۔ ہر کہ بر ظاہرش نگاہ بر گمارد  
از بولے خوشش دماغ خود را معطر می یابد۔ و ہر کہ در قراں غوطہ زند از دولت علم و  
عرفان دامن آمل را مالامال می نماید۔

و این کلام بر چند نوع می باشد۔ گاہے متضمن بر احکام و شرائع باشد۔ و گاہے  
مشتمل بر مواظظ و نصائح۔ گاہے بذریعہ آن حق تعالی ابواب علم غیب می کشاید۔ و  
گاہے بوسیله آن خزائن علم روحانی و انماید۔ و گاہے بواسطہ نزولش بر بندہ  
اظہار از خوشنودی خود میفرماید۔ و گاہے از نارضا مندی اش آگاہی می بخشد۔ و گاہے  
بہ سخنان محبت آمیز مسرت می افزاید۔ و گاہے بہ زجر و توبیخ اورا بر ادائے فرائض و  
متنبہ می سازد۔ و گاہے پردہ از اسرار سر بہ مہر اخلاق فاضلہ براندازد۔ و گاہے  
بر عیوب پنهانی نفس اطلاع میدہد ۛ

الغرض ایماں میداریم کہ حضرت حق تعالی بایندگان خود مکالمہ و مخاطبہ میکند  
و آن کلام نظریہ حالات مختلفہ مردم مدارج متفرقہ میدارد۔ و بہ صورت تنوع نزول می یابد  
و از ہر کلاسیکہ او سجانہ و تعالی بایندگان خود کردہ است۔ قرآن مجید اعلیٰ و افضل و اولیٰ و  
اکمل است شریعتی کہ در آن نزول یافتہ است۔ و ہدایتی کہ بذریعہ آن دادہ شدہ است  
زمان آن الی ابد الابدین ممتد است و هیچ کلام حق اورا منسوخ نتواند کرد ۛ

۴۔ وچہنیں یقین میداریم کہ ہر گاہ دنیا از تاریکی مملو گشت۔ و مردم مبتلائے فسق و فجور  
 شدند و بغیر مدد آسمانی خلاص مردم از پنجہ شیطان دشوار شد۔ و راہنہیں تنگام  
 ہموارہ اللہ تعالیٰ بہ شفقت کاملہ و رحمت شاملہ خود بعضے را از میان بندگان پاک  
 و نیک و مخلص خود برگزیدہ برائے ہدایت بنی آدم مامور کردہ است۔ چنانچہ می  
 فرماید۔ و ان من اُمَّۃ الا خلا فیہا نذیر (فاطر ۳۶) یعنی پیچ قومے نیست کہ  
 دروے پیغمبر کے از جانب مانیادہ باشد ۛ

وایں برگزیدگان بارگاہ حق تعالیٰ بہ عملہائے ستودہ و سیرتہائے زکیہ و مرضیہ  
 خود برائے جہانیاں رہنمائے صراط مستقیم مے بودہ اند۔ و حق تعالیٰ بوسیلہ ایشاں  
 بنی آدم را از مرضیات خود آگاہی مے بخشید۔ و ہر کہ از ایشاں سرپیچید رُوئے  
 ہلاکت دید۔ و ہر کہ با ایشاں محبت و رزید محبوب خدا گردید۔ و ابواب برکات الہی  
 بر رویش مفتوح شد و رحمتہائے نامتناہی بروے نازل گشت۔ و بجهت پس  
 آیندگان سیادت و قیادتش مسلم شد۔ و صلح دارین و بہبودی کونین نصیب او  
 گردید ۛ

و نیز یقین میداریم کہ ایں فرستادگان خدا کہ مومنان را از ظلمت بدکرداری  
 طلاع بسوئے نور بخواری و صلح مے کشیدند۔ بہدایح متفاوتہ و مقامات مختلفہ  
 فائز بودند۔ و سر در این جبلہ برگزیدگان و قافلہ سالار ایشاں حضرت محمد مصطفیٰ  
 بودہ است صلی اللہ علیہ وسلم کہ ذات والا صفاتش را خدا تعالیٰ سید ولد آدم  
 قرار دادہ۔ و کافئہ للناس مبعوث فرمودہ۔ آنکہ حق تعالیٰ جملہ علوم کاملہ بروے  
 ارزانی داشت۔ آنکہ خدائے عز و جل اوراہ آن رعب شوکت مؤید کرد۔ کہ شاہان

جابر بن عبد اللہ نام مبارکش پر خود لرزاں ہو دندہ آنکہ ایزد تعالیٰ روئے زمین را از  
برائے او مسجد ساخت۔ حتیٰ کہ آستین مرحومش از روئے زمین بقدر یک شہر ہم  
نگذاشته کہ اورا بسجده آں وحدہ لا شریک لہ زینت نہ داده باشد۔ و وجود  
شرفش سطح غیر را بعد از اں کہ از ظلم و جور مضور بود۔ بعد از انصاف معمر شدہ  
و یقین میداریم کہ اگر انبیائے پیشین عہد فرخ مہر آں رسول اکمل صلی اللہ  
علیہ وسلم را یافتندے۔ جز اتباعش چارہ نہ دیدندے۔ چنانچہ ایزد تبارک  
تعالیٰ میفرماید :- وَاِذَا اخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ  
وَحَكْمَةٍ تَحَرَّجَ عَنْهُ رُسُلُكَ مَصَدَّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ  
(آل عمران ع ۹) و چنانکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است۔ لو کان موسیٰ  
وعیسیٰ حیین لما وسعما الا اتباعی (تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۴۶) یعنی اگر موسیٰ  
و عیسیٰ زندہ بودندے۔ ناگزیر ہر دو اتباع من نمودندے :-

۷۔ و نیز یقین میداریم کہ حق تعالیٰ دُعاے بندگان خودے شنود و حل مشکلات  
ایشان میفرماید۔ و او زندہ خداست کہ انسان در ہر زمانہ و در ہر حال زندگی  
اور محسوس میکند۔ و او تعالیٰ بمثل آں نردبانے نیست کہ چاہ کن بجهت کند  
چاہ میسازد۔ و ہر گاہ کہ چاہ مکل میشود۔ آزا بے مصرف پیدا شدہ بلکہ مغل مقصد  
انگاشتہ خرد شکستہ دور می اندازد۔ بلکہ او بچو نوریست کہ بغیر او ظلمات محض  
است۔ و بچو جان است کہ بدون آں در چار سوئے عالم جز موت چیز دے  
نیست۔ نہ اینکه او در وقتے کائنات را آفریدہ بود۔ و حالانما شش و مصل در  
گوشہ فراموشیدہ است۔ او در ہر آن و در ہر زمان بایندگان خود تعلق و رابطہ



دارد۔ و عجز و انحراف ایشیاں دیدہ روئے توجہ بدیشاں می آرد۔ و اگر ایشیاں و  
 را فراموش کند و تعالیٰ خود وجود خویش را فرایا دیشاں میدهد۔ و بذریعہ بریدن  
 خاص خویش ایشیاں را آگاه می بخشد۔ کہ انی قریب احیب دعوة الداع  
 اذا دعان فلیستجیبوا لی و لیؤمنوا بی لعلمهم یرشدون۔ یعنی ہر آئینہ من  
 نزدیک ہستم۔ قبول میکنم دعائے دعا کنندہ را و فتنیکہ بخواند مرا۔ پس باید کہ فرمانبرداری  
 کنند برائے من و باید کہ یگر و ندکمن تابا باشد کہ راہ یابند ۛ

۸۔ و نیز یاقین میداریم کہ قادر مطلق تقدیر خاص خود را در کائنات جاری میدارد  
 و محض برائے قانون قدرت خود را حصر نفرمودہ است کہ آنرا قانون طبعی میگویند  
 بلکہ از ذات او تقدیر سے خاص ہم جاری است کہ بہ آن انہما قوت و شوکت خود  
 می نماید۔ و از قدرت خود نشان میدهد۔ و این ہماں قدرت است کہ بعضی از  
 بہ خرداں انبے بصیرتی انکار آں میکنند۔ و بغیر قانون طبعی با قانونی دیگر اعدا  
 ندارند۔ و این قانون طبعی را قانون قدرت می نامند۔ و حالانکہ آں را بس قانون  
 طبعی توان گفت۔ نہ قانون قدرت۔ زیرا کہ سوائے این قانون او تعالیٰ قانون ہماں  
 دیگر ہم میدارد۔ کہ بواسطہ آں معاونت دوستاں خود میفرماید۔ و دشمنان ایشیاں  
 را ہلاک می نماید۔ اگر انجمنین قوانین خاص نبودے۔ چگونہ حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 با وجود ضعف و ناتوانی بر باد شامیے جابر و قاہر فرعون غالب آمدے و آں  
 با وجود طاقت و قوت در ورطہ ہلاکت افتادے۔ و اگر بجز قانون طبعی قانونی  
 دیگر نیست۔ پس چگونہ صورت امکان میداشت کہ با آنکہ قوم عرب ستر تا سر در پے  
 ہلاک سید المرسلین بود۔ اور سچانہ آں سرور را در ہر میدان مظفر و منصور فرمود

دائرہ حملہ دشمنان مصون دامن داشتے۔ و بے انجام کار برہاں سرزمین کہ  
ازاں بایک تن جان نثار و یار غار بحالت اضطراب حیرت کردہ بود۔ بازادہ ہذا  
قدوسیان تسلط یافتے۔ آیا ہجو و اقعات را با قانون طبعی منسوب توان کرد؟ حاشا  
و کلا۔ زیر کہ اس قانون طبعی بما بس ہمین میگوید۔ کہ ہر نا توان بمقابل توانا ہزیمت  
می یابد۔ و ہر زیر دست بر دست زبردست پست شدہ شکست میخورد ؟

۹۔ و نیز یقین میداریم۔ کہ بعثت بعد الموت شدنی است۔ و در یوم الحساب از مردم  
پرسش اعمال ضرور باشد۔ پس ہر کہ عمل نیک کند جزائے نیک یابد۔ و ہر کہ از احکام  
آہی سر تافتہ باشد۔ موردِ سخطِ آہی گردد۔ و سپیچ حیلہ یابد میرے نیست کہ بذریعہ اس  
مردم را از بعثت و نشر مقرر دست دہد۔ خواہ استخوان انسان را بسوزند و خواہ جثش را  
پرندگان ہو یا درندگان صحرا بخورند و یا حشرات الارض ہر ذرہ اعضائے او را  
از ہم جدا سازند۔ و صورت نوعیہ او را بگردانند و بصورت دیگر در آرند۔ باز ہم در  
روز قیامت مبعوث گردد۔ و در پیش گاہ داد و از برائے حساب دادن جواب  
گفتن ایستادہ کردہ آید۔ چہ کہ قدرت کاملہ آفریدگار احتیاج بہ این ندارد کہ جسم  
نخستین انسان با ہیئت کذا می خود موجود باشد۔ تا او را مبعوث تواند کرد۔ بلکہ اصل  
حقیقت این است کہ او جانہ و تعالی بریں ہم قادر است کہ انسان را از بار یک  
ذرہ او از لطیف ترین حصہ روح او بر پائناید۔ و لاریب ہمچنین خواهد بود در صورت نوعیہ  
اجسام فنا پذیر است۔ مگر ذرات صغارا اجسام را فنا نیست۔ الا شاء اللہ۔ و ہم  
بریں نفس روحیکہ در قالب انسانی است۔ بغیر از آن آہی فانی نگردد ؟

۱۰۔ و یاقین میداریم کہ منکران وجود باری تعالی و مخالفانِ مین حق را اگر اوجنا با رحمت کاملہ

خود غفور مہربان البتہ در مقامے جاوہد کہ ناشی جہنم است کہ در آن عذاب گم می آتش  
 و عقاب سردی یخ ہر دوشدید باشد و غرض از آن محض ایذا و تحقیر نباشد۔ بلکہ اصلاح  
 حال آئندہ ایشان منظور نظر رفت اثر او سجاہد باشد۔ و جہنم جائے ست کہ در آن  
 اسیران بد نصیب را بجز لب گردیدن و دندان غریبہ کردن و بغیر شیون و بکا پیچ کار  
 نباشد۔ حتی کہ آن روز جنایت سوز فرارسد کہ رحمت خداوندی کہ بر ہمہ صفات  
 غالب است۔ جوش زده ایشان را بخود در کشد۔ و وعدہ یاتی علی جہنم زمان  
 لیس فیما احد و نسیم الصبا حقیرک ابوابہا بہ انجا زرسد ۛ

۱۱۔ و یقین میداریم کہ ہر کس کہ بر خدا تعالی و انبیائے او ملائکہ او و کتب او ایمان سید  
 و با جان و دل احکام الہی را عمل می آرد۔ و قدم در راہ عجز و انحراف می سپارد و با وجود  
 بزرگی بودن خود را حقیر می پندارد۔ و با تواضع و تواضعی مثل یکساناں بسر  
 می برد۔ و خدمت خلق خدا میکنند و راحت دیگران را بر راحت جان خود مقدم  
 میدارد۔ و رؤو بنظم و خیانت و تعدی نمی آرد۔ و حامل اخلاق حسنہ و فاضلہ  
 و مجتنب از عادات رذیلہ و ذمیمہ می باشد۔ بمقامے رسد کہ بہشت نام او ست  
 و در آنجا بغیر روح و ریحان و جزئیات النعیم نشانے دیگر از رنج و آلام و اسقام  
 نیست۔ و رضائے حق او را حاصل شود۔ و دیدار خدا نصیب گردد۔ و او نیز بر خدا  
 فضل خداوندی آئندہ آن قدر قرب حاصل کند کہ آئینہ جمال الہی گردد۔ و صفات  
 الہیہ بروے بوجہ اتم و اکمل جلوه گر شود۔ و از جملہ خواہشات و نیہ پاک گردد۔ و  
 رضائے او رضائے خدا بود و حیات جاودانی یافتہ منظر صفات ایزدی شود  
 این است عقاید جامعہ ما۔ و نمیدانیم کہ سوائے این معتقدات دیگر کہ ام

اعتقادات است۔ کہ گرویدن بدان در دین اسلام داخل میکند جمیع المومنین قرناً  
بعد قرن ہمیں عقائد را عقائد اسلام قرار داده اند۔ و مادرین عقائد با ایشان ہم زبا  
دہم فواسیم و بقدر سہولت ہم مخالفت نداریم ❖

## اختلاف با دیگر مردمان

ممکن است کہ جناب الامام حیرت رود کہ چون احمدیان قائل بہ اعتقادات اسلام  
ہستند۔ باز وہاں اختلاف با دیگر مردم چیست ؟ و بعض علماء را بر خلاف ایں جماعت اینقد  
جوش و تعصب از چہ سبب است و از برائے چہ فتویٰ کفر بر ایشان نگاشته اند۔

پس اے بادشاہ ذی جاہ اللہ تعالیٰ ترا از شر دنیا و پناہ خود دارد و دروازہ  
افضال و نوال خود بر روی تو کشاید۔ اکنون من جواب آل اعتراضات را بیان  
میکنم کہ بہ ہمانہ آل مردم را خارج از دائرہ اسلام قرار میدہند ❖

(۱) اعتراض اولین کہ مخالفین بر ما میکنند۔ ایں است کہ ما بروفات حضرت مسیح ابن  
مریم علیہ السلام اعتقاد میداریم و میگویند کہ ما بدین عقیدہ خود ہتک حرمت عیسیٰ  
علیہ السلام و تکذیب قرآن شریف می کنیم۔ و فیصلہ و جناب سید المرسلین رو حنا فدا  
را رد می سازیم۔

اگرچہ ازین محصلہ اینقد ریحیح است کہ ما حضرت عیسیٰ علیہ السلام را وفات یافته  
میدانیم۔ مگر ایں سخن درست نیست کہ ما بدین طور از تکاب ہتک حرمت عیسیٰ علیہ السلام  
و تکذیب قرآن کریم می کنیم و فیصلہ و سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم را رد نمی نمائیم زیرا کہ  
چندان کہ غور بکاریم ہمیں می بینیم کہ ایں الزامات از قائل بودن ما بوفاۃ مسیح علیہ

براعاید نمی شود۔ بلکه برخلاف آن اگر محضرت عیسیٰ علیہ السلام رازنده پیدا ریم۔ البتہ  
این الزامات برآورد گردد ۛ

ما سلمان، مستقیم و بحیثیت مسلمان بودن اول خیالے کہ در دل پیدای میشود۔ آن  
خیال عظمت و جلال خداوندی است جل جلالہ۔ و عزت رسول اکرم است صلی اللہ  
علیہ وسلم۔ و اگرچہ ما برہم رسولان ایمان میداریم۔ لیکن بالطبع رگ غیرت و حمیت ما  
بیشتر برائے آنکس (فداہ ابی و امی) در حرکت می آید کہ از جہت ما بسان شمع جان  
خود را بنعم و نذوہ گذاخت۔ و از بہر سبکساری ما بر ذات شریف خودش بار ہائے گراں  
انداخت۔ و ما را بر بہر مرگ و در حالت نزع دیدہ آنقدر رنج و تیمار ما برداشت  
نمودہ کہ گویا مردن را بر خود گوارا فرمودہ۔ و بحیث آسایش ما ہر گونه راحت و آرام  
خود را ترک کردہ۔ از برائے برداشتن و بلند کردن ما خود را خم نمودہ روز بایش  
در فکر بہود ما گذشت و شبہایش از بہر ما بہ بیداری بسر شد۔ حتی کہ ایستادہ ایستادہ  
پائے مبارکش را ورم میگرفت۔ و با وجودیکہ از جملہ صغائر و کبار معصوم بود۔ اما  
برائے تطہیر ما از معاصی و برائے نجات ما از عذاب الہی آنقدر گرہیہ و زاری کرد کہ  
زمین سجہ گاہش از سر شک روان تر شد۔ و رافت و رجعتش از بہر ما چنداں افزود  
کہ در کجا جوش سینہ اش از دیگ تفتندہ ہم خیلے بلند صد اگر دیدہ رحم ایزدی را بجا  
ناکشید۔ و رضائے حق را براہی جذب نمود۔ و درائے افضال الہی را بر مفارقت اولیادہ  
رحمت ناقتنا ہی را بردوش ما انداخت۔ و راہ ہائے وصال محبوب ازل برائے ما جستجو  
فرمود۔ و از بہر ماطری وصول تا مقام اتحاد با آن ذات بیچون نقص نمود۔ و از جہت ما  
آن آسانہا بہم رسانید کہ پیش از آن هیچ پیغمبرے از بہر امت خود بہم نہ رسانیدہ بود

خطابات تکفیر مارا پسندیدہ تر است ازین کہ با خالق و مربی و محیی و رازق و  
 ملهم علوم و حافظ و دہر ایت دہندہ خود تعالیٰ شانہ مسیح ابن مریم را مساوی و ہم پایہ  
 شماریم۔ و اعتقاد کنیم کہ ہمچنان کہ ذات او تعالیٰ حی و قیوم است و بخوردن و نوشیدن  
 احتیاج ندارد و حضرت عیسیٰ علیہ السلام نیز بالائے آسمان زندہ و پایندہ است۔  
 و از جمیع ضروریہ و لوازم بشریہ آزاد است۔ مایح علیہ السلام را نبی محترم و رسول  
 مکرم میدانیم۔ اما نہ بنظر ہمچو سخنہا بلکہ محض ازین جہت کہ او فرستادہ خدا و پیغمبر است  
 و باوے محبت میداریم۔ اما بنائش محض برین است کہ او با خدا تعالیٰ محبت میداشت  
 و خدا تعالیٰ باوے۔ الغرض ہمہ تعلقات با حضرت مسیح طفیلی است۔ پس چگونہ صورت  
 مے بند و کہ برائے او از کتاب توہین رب العزت کنیم۔ و احسانات او تعالیٰ را فراموش  
 سازیم۔ و قیسان کیش عیسویہ را کہ معاندان دین اسلام و مخالفان ملت خیر الانام  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام ہستند۔ معاونت نمائیم۔ و آن دشمنان دین را موقع دسیم۔ تا  
 بگویند کہ آنکہ بر آسمان زندہ است آیا خدا نیست؟ اگر بشر مے بود۔ چرا ہمچو سائر بنی آدم  
 وفات نمی یافت۔ ما بزبان خود چگونہ بر توحید و تفرید آں وعدہ لا شریک لہ حملہ آوریم  
 و چہاں بدست خود تبر بر رخ و بن اسلام بنہیم۔ ملایان و علماء را این زمانہ در حق ما ہرچہ  
 خواہند فتویٰ دہند۔ و بہ پنجے کہ از دست شاں بر آید۔ سلوک نمایند۔ خواہ ما را  
 بردار کشند یا بر دیوار ہنند۔ سنگ ساز کنند یا گرفتار۔ ہرچہ دل شاں بخواہد کردہ باشند  
 لیکن ما از ہر مسیح علیہ السلام خدائے خود را ترک نمی تو نیم کرد۔ و ما از اں ساعت کہ بر  
 زبان ما این کلمہ کفر جاری شود۔ کہ مسیح ابن مریم (کہ اورا سیجیان ابن اللہ قرار دادہ است)  
 حرمت خدائے قیوم میکنند) با خدائے ما زندہ و پایندہ بر آسمان نشستہ است

مرگ خود را هزار گونه تزیین میدادیم۔ اگر ما را علم نبودے دریں صورت البتہ ممکن بود کہ  
ما این عقیدہ را تسلیم میکردیم۔ مگر از آنجا کہ فرستادہ بارگاہ الہی چشمان ما را بر کشادہ مقام  
توحید و جلال و رفعت و عظمت و قدرتش را بر ما مہویدہ ساخت۔ دریں صورت ہر چہ  
باد اباد۔ ما توحید و تفرید خداے خود را گذاشتہ مسیح بندہ را اختیار نمی توانیم کرد۔ و اگر  
خدا سخاوتہ نجیبین کلمہ الحاد را بر زبان برانیم۔ نمیدانیم کہ از غضب خدا پناہ ما کہ  
باشد۔ و کار ما یکجا برسد۔ زیرا کہ ہمگی عزت و حرمت و ہمہ مدارج بلند و جملہ مراتب  
ارجمند از جانب اوست سبحانہ تعالی شانہ و چون آشکار مے بینیم کہ در اعتقاد سچا  
مسیح توہین حضرت باری تعالی است پس این عقیدہ را چگونہ صحیح پنداریم۔ و در فہم نامی  
آید کہ از اعتقاد بونا مسیح چگونہ ہتک مسیح علیہ السلام لازم می آید۔ زیرا کہ چون  
آن رسولان عظام کہ بر مسیح علیہ السلام خیل فضیلت میدارند و وفات یافتند و ازین امر  
ہتک حرمت ایشان لازم نیاد۔ پس چگونہ عقیدہ و وفات عیسی علیہ السلام مستلزم  
ہتک او باشد۔ اما اگر گاہے ناگزیر افتد کہ ما یا ہتک توہین خداے تعالی کنیم و یا  
ہتک حرمت عیسی علیہ السلام۔ دریں صورت ما بطیب خاطر با آن عقیدہ تن دہیم کہ  
در آن ہتک حرمت عیسی علیہ السلام باشد۔ و ہرگز ہرگز بہ توہین باری تعالی شانہ  
نہ گرانیم۔ و مایقین میداریم کہ مسیح علیہ السلام را نیز کہ از عاشقان خدا بود۔ ہرگز گوارا  
نہ تواند بود کہ عزتش بر قرار داشتہ توہین الہی کردہ آید۔ لن یستنکف المسیح ان یکون  
عبداً لله ولا المملکۃ المقربون (نارع ۶۴)۔

کلام خداے بے ہمتا را کجا بریم و چگونہ آیہ وافی ہدایہ و کنت علیہم شہیدا  
منادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرفیق علیہم و انت علی کل شیء شہید

کہ در آن حق تعالی از زبان خود عیسیٰ علیہ السلام بیان فرموده کہ نصاریٰ بعد از وفات عیسیٰ  
 علیہ السلام دین حق را گذاشته اند۔ و تا زمان حیات او بر دین حق قائم بودند (بہ زبان خود  
 خوانده باز بہ ہمال زبان بگوئیم کہ مسیح علیہ السلام زندہ بر آسمان است فیما بین یسعی  
 اتی متوفیک و ادفعک الی و مظهرک من الذین کفروا و جعل الذین اتبعوک  
 فوق الذین کفروا الی یوم القیامہ (آل عمران ع ۶) را کہ بر ما ظاہر مے کنند  
 کہ رفع عیسیٰ بعد از وفاتش بودہ است) چہاں از نظر بینہ ازیم۔ آری آنانیکہ  
 دعویٰ میدارند کہ ما از خدا تعالی نصیح تر تکلم میکنیم کہ دیکہ بگویند کہ اگرچہ او تعالی متوفی  
 را کہ از وفات عیسیٰ خبر میدہد۔ قبل از دفعک ادا کردہ اما فی الحقیقت را دفعک پیشتر  
 از متوفیک می باید۔ مگر کلام خدا را از جملہ کلامہا انصیح و این میدانیم۔ و از ہر  
 نقص و عیب مبرا و منزہ یقین مے کنیم۔ ما کہ مخلوق او هستیم۔ بکہ ام علم و فضل این  
 حرف از زبان براریم کہ کلام خدا غلط است۔ و با وجود جلال و دون بہ چہ جرات و جہا  
 آن علیم و خیر را تعلیم دہیم ۵

ما را گفتہ مے شود۔ کہ اینچنین بگوئید کہ درین آیتہ از خدا تعالی خطا در سخن واقع  
 شدہ است۔ مگر این سخن ہرگز گوئید کہ علماء را در فہم معنی کلام اللہ خطا واقع شدہ  
 است۔ لیکن ما این چند علماء را چگونہ گردن بینیم۔ چوں میدانیم کہ در پذیرفتن این عفتہ  
 سراسر طاقت و تنہائی است۔ ما کہ چشم بینا میداریم۔ چگونہ دانستہ در مغاکہ دہیم  
 و دست و بازو داشتہ چہاں پیالہ نہ ہر طایل را از دہان خود رد نہائیم ۵

بعد از خدا ما را بجاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم محبت است۔ و چہ ازین  
 جہت کہ حق تعالی ذات و الاصفات او را در جملہ فضائل بر ہمہ انبیاء فوقیت عظیم



دادہ است۔ وچہ ازین رو کہ ہر چہ از انعامات باری عزہ اسمہ بجا رسیدہ است۔ محض طفیل  
 اور سیدہ است۔ وچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے یہودی ماصنہتا کشیدہ است  
 عشر عشیر آں ہم از کدام دیگر انبیاء و غیر انبیاء بظہور نہ سیدہ است۔ ماہرگن تکبیس را  
 ازاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در عزت فزوں تر نتوانیم داشت۔ فہم ماہرگن قبول  
 کردن این سخن ہرگز آئادہ نیست۔ کہ مایسح علیہ السلام را بر آسمان زندہ و سید الکونین  
 را بر زمین مدفون پنداریم۔ و باوجود این عقیدہ باز ہم این یقین داریم کہ سید المرسلین  
 از مایسح افضل است۔ عقل انسان جہاں باور کند۔ کہ آنکہ او را برائے اندک ناخیز  
 صلیب کہ پیش آید۔ خدا تعالیٰ بر آسمان برداشت۔ او در درجہ ادنیٰ باشد۔ و آں کہ  
 او را تارہ دور دست دشمنان تعاقب کردند خدا او را تالکہ سحاب ہم برداشت  
 او در رتبہ اعلیٰ و برتر باشد۔ اگر فی الواقع یسح بالائسے آسمان زندہ و سید و مولائسے  
 ماہر زمین مدفون است۔ پس برائے مایسح مرگے بدتر ازین مرگ نیست۔ فایسہ  
 را روئے خود نمی توانیم نمود۔ مگر عا شاو کلا حقیقت امر ہرگز چنین نیست۔ و ممکن نمود  
 کہ خدا تعالیٰ با محبوب خویش این سلوک روا داشتے۔ او حکم الحاکمین است۔ شایان  
 شان او کے تواند بود۔ کہ محبوب خود را سید ولد آدم قرار دادہ باز یسح زیادہ تر  
 محبت در زیدے۔ و اعتنا بدفع تکالیف سے بیشتر از اں سرور عالم فرمودے  
 چوں آں خدا کے غیور برائے نصرت و قیام عزت رسول مقبول یک عالم را تہ و جا  
 کردہ۔ و ہر کہ اندک ہمسایہ عزت آں سرور را ارادہ نمودہ او را ذلیل و رسوا خستہ  
 است۔ پس چگونہ باور تو اں کردہ کہ بدست خود شان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را  
 پست ساختہ و ثمنان دین متین را جائے اعزاز و موقع شہادت میدادے ؟

من کہ ہر گاہ اس خیال ہم مے گنم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی دمی زیر زمین  
مدفون و مسیح بالائے آسمان زندہ است۔ موعے بر بدن من راست میشود و جلان من  
در تن من می کاہد۔ دنی الفور دل من از اندرون سینه فریاد می کند کہ ہرگز چنین نیست  
و حاشا کہ خدا تعالیٰ چنین کردہ باشد :

او تعالیٰ شانہ بجناب رسالتا ب را از جملہ انام زیادہ تر دوست میداشت بخیرت  
چہ طور پسند میتواند کرد کہ فخر رسل وفات یافتہ زیر زمین مدفون باشد۔ و مسیح بالائے چرخ  
بریں زندہ بود۔ اگر کسی استحقاق زندہ بودن و بر آسمان قیام نمودن میداشت۔ ہمانا  
آل رسول است صلی اللہ علیہ وسلم۔ و اگر آں سرور عالم وفات یافتہ است۔ و بریں  
صورت ہمہ انبیاء وفات یافتہ اند :

ما مردم شان رفیع و قدر یمنح محبوب اب العالمین را دیدہ و مقام بلند و رتبہ ارجمند  
اور افہمیدہ چہاں باور کنیم کہ در حالیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در وقت ہجرت  
بر فراز جبل ثور و گذر گاہ سنگلخان بردوش ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما مبارک خود را می  
بہاد۔ تا بالائے کوہ بر آید۔ خدا تعالیٰ یک فرشتہ را ہم نفرستاد تا بردوش برداشتہ بالا  
کوشش رساند۔ اما چون یہوداں قصد گرفتن مسیح کردند بے هیچ درنگ سوئے آسمان  
برداشتہ بر چرخ چہارم اگر امگاہش ساخت۔ و ہمچنین چگونہ تسلیم کنیم کہ چوں در غزوہ  
احد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را دشمنان با چند نفر از اصحاب فرادیدہ محصور یافتند در آں  
وقت خطرناک خدا تعالیٰ توجہ فرمود۔ کہ انہ برائے چندے محبوب خود را بالائے آسمان  
بہ برد۔ و دشمنی را شبیہ او ساختہ بر جائے دندانند آن شخص را پوست اعدا بشکند  
بلکہ بر عکس ایں رواداشت کہ دشمنان از ہر جانب بر او حملہ آرند۔ و آں رسول مقبول

کالمقتول بر زمین مدہوش و مہوش بیفتد۔ و دشمنان نعرہ ہائے خوشی بلند کنند (معاذ اللہ)  
 محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) را قتل کر دیم۔ ابا براٹے ابن مریم گوارا نکرد کہ یہ سچ تکلفی  
 بجسم او برسد۔ وہیں کہ یہ ہواں بردے حملہ کر دن خواستند۔ اور اسوئے آسمان برداشت  
 و بجائے او یک دشمن اور اشیہ او ساخته بر صلیب آویخت۔

ماہر انیم کہ مردم را چہ شد کہ از یک طرف دعویٰ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 می کنند۔ و از جانب دیگر حملہ بر عزت آن سرور عالم می نمایند۔ و صرف بر ہمین کفایت  
 نمی کنند۔ بلکہ کھانے را کہ در محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجبور گشته پیچکس را  
 بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فضیلت دادن رد انہی دارند۔ ازیت می رسانند و این  
 فعل ایشاں را کفر قرار میدہند۔ آیا کفر نام قائم کردن عزت آن سرور عالم است۔  
 صلی اللہ علیہ وسلم۔ و آیا بے دینی نام اقرار در جہ تحقیقی آن سرور و جہان است۔  
 صلی اللہ علیہ وسلم۔ و آیا با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محبت داشتن را ارتداد میگویند۔  
 اگر کفر ہمین است۔ و اگر بے دینی ہمین است و اگر ارتداد ہمین است۔ پس قسم بخدا کہ ما این  
 کفر را از ایمان مردم و این بیدینی را از دینداری مردم و این ارتداد را از ثبات  
 مردم ہنر در جہ بہتر میدانیم۔ و با آقا سرور خود حضرت میرزا غلام احمد مسیح  
 موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم فاشدہ بنحوت ملامت آشکاری گوئیم کہ  
 بعد از خدا بے شکی محمد محترم۔ اگر کفر این بود بخدا سخت گافرم

آخر ہمہ را یک روز مردن و در حضور پروردگار پیش شدن است۔ و باوے معاملہ  
 افتادنی است۔ پس از مردم چہا بترسیم۔ مردم چہ ہنر بیا میتوانند رسانند۔ با صرف از  
 خدای ترسیم و صرف باوے محبت میکنیم۔ و بعد از اوے از ہمہ زیادہ تر در دل با محبت و با

آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر ہم عزت ہائے دنیا و ہر تعلقات آرام دے برائے  
 او را ترک کردن افتد۔ برائے ما سہل آسان است۔ مگر ہتکِ فِیات او از برداشت  
 بیرون است۔ ما ہتکِ انبیائے دیگر نمیکنیم۔ مگر قوت قدسہ و علم و عرفان و تعلق باللہ  
 آن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم را دیدہ ہرگز این سخن را تسلیم نمیکنیم۔ کہ خدا تعالیٰ را با هیچ  
 نبی بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر صحبت بود۔ و اگر ما انجینس میکنیم۔ از زیادہ  
 تر قابلِ سزا و دیگر کسے نخواہد بود۔ ما با وصفِ دنیا بودنِ این سخن را چگونه باور کنیم کہ  
 و قتیکہ مردم عرب با محمد رسول اللہ بگویند کہ او ترقی فی السماء ولن نؤمن لقولک  
 حتی تنزل علینا کتاباً مفروضہ ط (بنی اسرائیل ع ۱۰) یعنی ما بر تو ایمان نیاوریم تا قتیکہ  
 تو بر آسمان بالا نروی۔ و ما بر آسمان رفتن تو یقین نکنیم۔ تا وقتیکہ تو کلامِ کتابی ہم از آسمان  
 نیاری کہ ما آنرا بخوانیم۔ خدا تعالیٰ بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بگوید کہ قل سبحان  
 ربی هل کنت الا بشرا رسولا۔ یعنی باینان بگو کہ رب من از کموری پاک است۔  
 من صرف یک انسانم۔ لیکن حضرت مسیح را برداشتہ بر آسمان ہر برد۔ و قتیکہ سوالی محمد  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیش بیاید انشائیت را مخالف بر آسمان رفتن گفته شود  
 لیکن چوں سوال مسیح علیہ السلام در میان آید۔ بلا ضرورت آنجناب را بر آسمان بردہ شود  
 آیا ازین این نتیجہ نخواہد آمد کہ مسیح علیہ السلام آدم زاد نبود۔ بلکہ خدا بود۔ انشود باللہ  
 من ذلک۔ و یا آیا باز این نتیجہ برخواہد آمد کہ مسیح از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل بود  
 و زیادہ تر محبوب خدا بود۔ لیکن ہر گاہ این امر از من انشاس است۔ کہ آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم از ہر مصل و انبیاء افضل است۔ پس عقل چگونه باور تواند کرد کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم بر آسمان نرود۔ بلکہ ہر زمین فوت شوند۔ و ہر زمین مدفون شوند۔

لیکن یسح علیه السلام بر آسمان برود - و نیز از سال زنده بماند ؟  
 و باز این سوال صرف متعلق غیرت نیست - بلکه متعلق صدق آنحضرت صلی الله  
 علیه و سلم نیز هست - آنحضرت صلی الله علیه و سلم میفرمایند: لو کان موسی و عیسیٰ حبیبین  
 لما وسعهما الا اتباعی (البواقیت و الجواهر فی بیان عقاید الاکابر مصنف امام عبدالوهاب شمرانی رحمه الله)  
 یعنی اگر موسی و عیسی زنده می بودند - ایشان را از اطاعت من هیچ چاره نبود پس اگر  
 حضرت عیسی علیه السلام زنده اند - درین صورت این قول آنحضرت صلی الله علیه و سلم  
 باطل قرار مییابد - زیرا که آنحضرت صلی الله علیه و سلم لو کان فرموده و با حضرت موسی  
 حضرت عیسی را شامل نموده از وفات هر دو نبی خبر میداد پس بعد از شهادت نبی کریم  
 صلی الله علیه و سلم کسی که خود را اُتشی نبی کریم صلی الله علیه و سلم میگوید - چگونه یقین می تواند کرد که حضرت  
 عیسی علیه السلام زنده است - اگر عیسی علیه السلام زنده است - درین صورت از علم و  
 صدق بکریم صلی الله علیه و سلم خلل واقع می شود - زیرا که آنحضرت صلی الله علیه و سلم ایشان را  
 وفات یافته قرار می دهند ؟

از رسول کریم صلی الله علیه و سلم این نیز مروی است که آنحضرت صلی الله علیه و سلم  
 در آن مرض که وفات آن سرور عالم در آن واقع شد - فرمودند که ان جبریل کان یحاضی  
 القرآن فی کل عام مره واته عارضی بالقرآن العام مرتین و اخبرنی انه لم یکن  
 نبی الا عایش نصف الذی قبله و اخبرنی ان عیسی ابن مریم عایش عشرين و  
 مائة سنة و لا اذی الا ذاهباً علی راس الستین (مواهب اللدیه مصنف قطانی جلد ۱)  
 یعنی جبریل هر سال یک نوبت مرا قرآن می شنواید مگر این بار دو نوبت شنواید - و مرا  
 جبریل خبر داده است که هیچ نبی نگذشته که عمرش از منی سبقت نگیرد - و این نیز

خبر داده که عیسیٰ ابن مریم یک صد و بیست سال زندگی یافته پس من خیال می کنم که عمر من قریب شصت سال خواهد بود، مضمون این روایت الهامی است زیرا که درین روایت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم از طرف خود هیچ سخن بیان نمی فرماید بلکه گفته جبریل را پیش نموده است و آن این است که عمر عیسیٰ علیہ السلام یک صد و بیست سال بود پس خیال مردم که عیسیٰ علیہ السلام بعمری و دو یا سی و سه سال بر آسمان برداشته شده غلط بر آمد۔ زیرا که اگر مسیح علیہ السلام درین عمر بر آسمان برداشته شده عرش بجائے یک صد و بیست سال تا عهد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قریباً شصت سال می شود۔ و درین صورت بایستی که رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نه صد سال عمر می یافت مگر بعمر شصت و سه سالگی فوت شدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و الهاماً خبر داده شدن آن سرور عالم که حضرت عیسیٰ علیہ السلام در عمر یک صد و بیست سالگی فوت شده ثابت می کند۔ که زندگی عیسیٰ علیہ السلام و نشست او بر آسمان سراسر خلافت تعلیم رسول خدا است صلی اللہ علیہ وسلم و الهامات نبوی تردید آن سیکند۔ و هرگاه امر واقع این است۔ پس با گفته کسی چگونه قائل حیات عیسیٰ علیہ السلام می توانیم شد۔ و چگونه آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را از دست میتوانیم داد ؟

ما را گفته می شود۔ که آیا این مسئله اکنون بعد از سیزده صد سال بر شما منکشف شده و بزرگان پیشین ازین آگاه نبودند۔ مگر افسوس که متقرضین نظر خود را بر یک گروهی که از جمله اقوال مختلفه بیک قولے گرایده بودند گماشته آن قول را بنام اجماع می نامند و نمی بینند که علمائے اولین اسلام خود صحابه رضی اللہ عنہم بوده اند۔ و بعد از قرآن زمانه ایشان سلسله علماء و سعت گرفته در اکتاف عالم انتشار یافته است۔ و چون نظر

بر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم می اندازیم۔ ہمہ ادریں مسئلہ با خود ہم تو اُمی یا بیہم۔ و ایں گونه  
 ممکن ہم گئے بود کہ آں گروہ عشاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یک عقیدہ مزیل شان  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را قبول میکردند۔ و لولطفت عین حقیقت امر ایں است کہ  
 جملہ صحابہ کرام دریں عقیدہ با مانہ صرف اتفاق دارند۔ بلکہ روز وفات آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم۔ اول اجماعیکہ در میان ایشان واقع شد۔ بر ہمین مسئلہ وفات حضرت عیسیٰ  
 علیہ السلام بود۔ چنانچہ در کتب احادیث و سیر و تواریخ موجود است کہ جمیع صحابہ از  
 وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنقدر متاثر گشتند۔ کہ سرسگی بر ایشان مستولی شد۔  
 و بعضی از ایشان یارائے تلک ہم ندانستند۔ و بعضی نتوانستند کہ پائے را از جائے بردارند  
 و بر رخ را ہوش و حواس گم شد۔ و بر رخ ازین صدمہ جانگاہ تا بہ حدی رسیدند کہ  
 بگدازش رفتہ در چند روز رہ گرائے عالم آخرت شدند۔ و ایں فرقت نبوی بر حضرت فاروق  
 چنداں اثر کردہ بود۔ کہ وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را باور نہ کرد۔ و تیغ اہمیختہ  
 می گفت۔ اگر کسی میگوید کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات یافته است۔ سر او را  
 از تن جدا میسازم۔ و گفت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات نیافتہ است بلکہ  
 مثل حضرت موسیٰ بفرمان داور می پیش وادار رفتہ است۔ چنانکہ توی الجہیل و زبانیس  
 آمدہ بود۔ سید و سرور ما نیز بعد از چہل روز مراجعت میفرماید۔ و آں مردم را کہ نسبت کذب  
 بدان مخبر صادق میدہند بقتل رساند و بردار کشد۔ و بآن جنش خروش برین عوی اصرار میداشت  
 کہ از جماعت صحابہ کسی را یارائے آں نہ بود۔ کہ سخن او را رد نماید۔ و بعض مردم را از  
 دیدن جوش عمر رضی اللہ عنہ یقین پیوست۔ کہ حقیقت الامر ہمین است۔ کہ سرور عالم رحلت  
 فرمودہ است۔ بر روئے ایشان بشاشت ہویداشدن گرفت۔ و قبل ازین ایشان

کہ از فرط غم داند و سرنگون کرده بودند۔ ہمیں کہ اس سخن حضرت عمرؓ را شنیدند رشاد  
 شدند۔ دوسرا را برداشتند اما بعضی از صحابہؓ دُوراندیش اس حالت را دیدہ یکے را  
 از میانِ خود پیش حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (کہ از اس سبب کہ بارے طبع شریف آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم را افادہ رُو نماندہ بود۔ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجازت  
 گرفتہ بجانب یک قریہ کہ متصل مدینہ منورہ بود تشریف بردہ بود) فرستادند تا ایشان  
 را از اس حادثہ آگاہ نمودہ بہ مدینہ طیبہ باز آرد۔ ہمیں کہ او را ہراہ آور دہ بود۔ در را  
 با حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دو چار شد۔ چون ایشان را دیدہ از دیدہ اش اشک  
 روان شد و گریہ را ضبط نتوانست کرد و حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دانست کہ سائنہ حدیث  
 پُرسیدہ آیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات یافت۔ گفت کہ عمر رضی اللہ عنہ  
 تیغ کشیدہ است کہ ہر کہ حرفِ وفات حضرت بر زبان راند۔ گردنش مے زخم جھرت  
 ابوبکر رضی اللہ عنہ در حجرہ اُم المؤمنین عائشہ رسیدہ گوشہ چادر از چہرہ مبارک برداشت  
 و دانست کہ فی الواقع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرمودہ است۔ از صدمہ  
 مفارقت اشک از چشم او روان شد۔ بر حسینؓ بین بوسہ دادہ گفت سو گند  
 بخدا کہ حق تعالی ہرگز دو موت بر تو وارد نکند۔ از وفات تو عالم را آن قدر نقصان  
 عظیم پیش آمد است۔ کہ از موت یسح یک از انبیائے کرام روئے نمودہ بود۔ ذات  
 تو از مدح و ثنائے مابالا تراست۔ و چنان شانے سیداری۔ کہ یسح ماتم صد مہ جالی  
 ترا کم نتواند کرد و گویا داشتنِ موت از تو در حیز امکان مای بود۔ جان خود را فدائے  
 تو کردہ موت را از تو باز مے داشتیم۔ اس گفت۔ و باز گوشہ ردائے مبارک بر  
 چہرہ اقدس کشیدہ ہذاں جانب کہ حضرت عمرؓ در حلقہ صحابہ نشستنہ بہانگ بلند میگفت



کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز وفات نیافتے بلکہ زندہ است رسید حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ  
 ابن الخطاب خطاب کرو۔ ایھا الرجل ادع بنفسک۔ یعنی اسے شخص خود را ازین سخن  
 بازدار و جوش کم کن۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انقدر مدہوش بود کہ بہ سخن حضرت ابو بکر نہ گوش نداد  
 ہچنان بر سخن خود بماند۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ زیادہ بد و ملتفت نہ گردید۔ و بہ یک جانب  
 مسجد رفتہ با مردم گفت۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقع فوت شدہ صحابہ  
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ را گذاشتہ گردید صدیق اکبر حلقہ زدند۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نیز ناجا  
 گوش خود بسوئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نہاد۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ  
 این آیات تلاوت فرمود۔ ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان  
 مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم وَاللّٰهُ يَاقُوتَ السَّامِیّ انک میت و انہم میتون یعنی مجبور  
 نیست کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یک رسول است۔ و ہمہ رسولان پیش از و در گذشتہ اند  
 پس اگر او وفات یابد۔ یا کشتہ شود۔ آیا شما بر پاشتنہائے خود باز گردید (آل عمران) <sup>۱۵۴</sup>  
 بہ تحقیق تو وفات خواہی یافت۔ و ایناں ہم فوت خواہند شد (زمر ۳) و گفت  
 یا ایہا الناس من کان یعبد محمدًا فان محمدًا اقد مات و من کان یعبد <sup>اللہ</sup>  
 فان اللہ حی لا یموت۔ یعنی اے مردمان بدانید کہ آنکس کہ از شما پرستش محمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم میکرد۔ او بداند۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات یافت است۔ و کسی کہ خدا  
 عز و جل را می پرستید۔ او را معلوم شود کہ خدا تعالی زندہ است۔ ہرگز نمیرد۔  
 (صحیح بخاری باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کہیں کہیں را بر خواند و صحابہ کرام را از وفات نبوی آگاہ  
 ساخت۔ ہمہ از حقیقت حال آگاہی یافتہ بے اختیار بگریہ در افتادند۔ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ

گفتہ است کہ چوں ابو بکر رضیہ ایں آیات وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نمودمین  
دران حالت آنچنان پنداشتم کہ گویا ایں آیات امروز نزول یافته اند۔ و از شنیدن  
این آیات زانوهای من بلرزید۔ و پائے من بر جانانند۔ و بدشت صدمہ بر زمین  
افتادم ۛ

ازین روایت سدائور بپایہ ثبوت میرسد۔ اول اینکه بروقت وفات آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم اولین اجراع صحابہ کرام بہیں امر بودہ کہ تمام انبیائے پیشین وفات  
یافتہ اند۔ زیرا کہ اگر دین امریک صحابی را ہم شکے می بود کہ بعض انبیاء ہمنوز بقید  
حیات ہستند۔ لابد فی الفور در ہماں مجلس پر خاستہ میگفت کہ ایہا الصدیق ایں استدلال  
کہ بروفات جمیع انبیاء پیش کردہ۔ درست نیست۔ چو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام از  
شدش صد سال بر آسمان زندہ موجود است۔ پس ایں سخن غلط است کہ جملہ انبیائے  
پیشین قبل از بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت شدہ اند۔ چون بعضی ازاں انبیاء  
حالا ہم زندہ اند۔ پس چگونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نتواند ماند ۛ

دوم اینکه بروفات جملہ انبیاء یقین صحابہ محض بر خیال خود شاں نبود۔ بلکہ ایں یقین  
را ثابت از قرآن کریم می دانستند۔ اگر انچنین نمی بود احدی از میان صحابہ علی القور  
ایستادہ شدہ میگفت۔ کہ اگرچہ ایں سخن راست است کہ ہمہ انبیائے گذشتہ وفات یافتہ  
اند۔ لیکن ایں آیت کہ تلاوت کردہ۔ بروفات جمیع انبیاء دلالت ندارد۔ پس استدلال  
ابو بکر رضی اللہ عنہ از آیت قد خلت من قبلہ الرسل بروفات جمیع انبیاء و قبول  
کردن صحابہ کرام ایں استدلال ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ را و نہ محض خاموش ماندن  
ایشان برے بلکہ از ولادت و سرور یافتن و خواندن گرفتار ایشان ایں آیات را در

هر کچه باز در دلیل بن این امر است که جمیع صحابه برین استدلال متفق بودند ؟  
 سوم. این که خواص صحابه را یقین وفات کدام نبی دیگر از انبیاء حاصل بود یا نبود  
 مگر این قدر ضرور به ثبوت می رسد که حیات عیسی علیه السلام در دهم دگمان آن گروه  
 هم نبود. چنانچه این اقامه (که از احادیث صحیح و روایات معتبره ثابت است) شاید  
 این معنی است که چون حضرت عمر رضی در جوش خود صحابه را تهدید می نمود. که هر آنکس که  
 این سخن بر زبان خود آورد. که رسول اکرم صلی الله علیه و سلم وفات یافته است. من  
 سر او را از تن جدا میکنم. درین حال بجهت ثبوت دعوی خویش واقعه مراجعت حضرت  
 موسی علیه السلام پس از چهل روز از طور بیاد مردم داد. لیکن متعلق حیات عیسی  
 علیه السلام یکوقت هم از دمان خود نه بر آورد. احاصل اگر صحابه رضی این عقیده میداشتند  
 که حضرت عیسی علیه السلام بر آسمان زنده است. حضرت عمر رضی با دیگر همخیا لان خود  
 در تأیید عقیده خود چنان خیال ظاهر نه کردند. پس ذکر حیات حضرت عیسی را ترک  
 نموده با واقعه مراجعت حضرت موسی استدلال نمودن همچو روز روشن ثابت میکند که  
 در ذهن هیچ صحابی عقیده حیات عیسی علیه السلام نبود ؟

علاوه برین مامی بنیمیم که اهل بیت نبوی نیز بروفات مسیح علیه السلام اتفاق  
 میداشتند. ابن سعد در جلد ثالث کتاب طبقات در تحت ذکر وفات حضرت علی  
 کرم الله وجهه از حضرت امام حسن مجتبی رضی الله عنه روایت کرده است که بروز وفات  
 حضرت علی رضی الله عنه حضرت حسن خطبه خواند. و در آن خطبه فرمود. ایها الناس قد  
 قبض الملیة رجل لم یسبقه الا ولون ولا یدیه الا اخرون قد کان رسول الله  
 صلی الله علیه و سلم یبعث البعث فی کتفه جبریل من یمینه و میکائیل من شماله

فلا یبشی حتی یفتح الله له وما ترک الا سبعاۃ درہم اراد ان یشتري بها  
 خادماً ولقد قبض فی اللیلۃ الی عرج فیہا بروح عیسیٰ ابن مریم لیلۃ سبع  
 وعشرین من رمضان - یعنی اے مردمان امروز شخصے جان خود کو بچن تسلیم کر دے است  
 کہ بعض صفاتِ اور اولین ہم نیافتہ اند۔ و آخرین نیز نیابند۔ ہر گاہ رسول کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم اور ابر غزوہ میفرستاد۔ جبریل در دست راست و میکائیل در دست چپ  
 حفاظت می کردند۔ و بغیر از ظفر یافتن مراجعت نمیکرد۔ صرف نہ ہنفسد درم در تر کہ  
 گذاشت است کہ بہ آن ارادہ خریدن خادم میداشت۔ و در میان آن شب قضا  
 کرد است کہ در آن روح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بر آسمان برداشته شدہ است و  
 آن تاریخ ثبت و ہفتم ماہ رمضان است \*

ازیں روایت ثابت میشود کہ حضرات اہل بیت اہلما نیز ہمین اعتقاد میداشتند کہ  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات یافتہ است۔ اگر وفات عیسیٰ پیش حضرت امام حسن رضی اللہ  
 عنہ ثابت نہ بود پس چگونه پیش روئے مردم در خطبہ بیان فرمود کہ در شبے کہ روح  
 عیسیٰ بسوئے آسمان برداشته شدہ است۔ در ہماں شب حضرت علی نیز وفات یافتہ است  
 و اگرچہ از ہر یکے اذا کا بر المہ دیں کہ بعد زمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بودہ  
 اند۔ فرداً فرداً بالتفصیل مروی و منقول نیست کہ ایشان تنفیص بعقیدہ وفات حضرت  
 عیسیٰ علیہ السلام کردہ اند۔ اما قرین قیاس ہمین است۔ بلکہ بہ یقین می پویند کہ ایشان ہم  
 مثل صحابہ کرام رضہ ہمین اعتقاد می داشتند۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مثل سایر انبیاء  
 وفات یافتہ اند۔ زیرا کہ ایں بزرگان دین عاشق و شیدائے قرآن کریم و کلمات طیبات  
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و اقوال صحابہ کرام و مسلک اہل بیت عظام بودند پس

باور نمی توان کرد که ایشان را بهیچ دیگر خلفا راه رسول کریم صلی الله علیه و سلم و صحاب  
 کرام رض و ضد هدایت قرآن کریم و رزیده باشند را با چون نظر بر حالات زمانه خود این  
 مسئله را آنقدر اہم ندانستند که در پٹے تصحیح و تنصیص اومی شدند چنان می نمایند که  
 ازین سبب مردم نسبت این مسئله اقوال ایشان را محفوظ نداشته اند و با این همه تا حدیکه  
 سراغ بہم می رسد ثابت میشود کہ مذہب ایشان ہمین بوده است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 وفات یافته است و خلفا آل از ایشان ثابت نمی شود و لیکن چون اکثر متاخرین  
 معتقد بر حیات عیسیٰ علیہ السلام شدند و اقوال متقدمین درین بارہ بسبب مذکور کمتر  
 یافتند زمانہ ایشان را بر زمانہ خود قیاس کردہ نظر بر کثرت قائلین بحیات عیسیٰ علیہ السلام  
 در زمانہ خود گمان بردند کہ اکثر متقدمین ہم قائل بحیات عیسیٰ علیہ السلام بودند  
 اما حق این است کہ اگرچہ متاخرین قائل بحیات بوده اند و لیکن ہر چہ از متقدمین بہ ثبوت  
 می پیوند خلفا این عقیدہ متاخرین است چنانچہ در مجمع بحار الانوار محمد طاہری نویسد  
 قال مالک مات - یعنی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ گفته است کہ حضرت عیسیٰ وفات ینہ است  
 الغرض علاوہ از قرآن کریم و احادیث نبوی از اجماع صحابہ و اراکے اہل بیت  
 و اقوال ائمہ تصدیق عقیدہ ما میشود و این امر بہ پایہ ثبوت می رسد کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 داعی اجل را لبیک اجابت گفته است پس بر این تہمت نہادن کہ ابعقیدہ وفات مسیح  
 ارتکاب توہین حضرت مسیح می کنیم - و از قرآن مجید و احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 انکاری داریم ہرگز درست نیست یا ہرگز توہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام نمی کنیم آری  
 بہ ابطال عقیدہ و اہمیہ حیات مسیح توحید و تفرید حضرت باری عز اسمہ را و عزت عظمت  
 جناب رسول مقبول را قائم و ثابت می نمایم و با این طور خدمت حضرت مسیح را بہم انجام

میدیم۔ بالفرض اگر حضرت مسیح خود درین مانع موجود بودے۔ ہرگز گوارا نیکمہ دکر اور ارادہ  
مقامے ایستادہ کردہ آید کہ منافی توحید و تفرید الہی و باعث توہین و کسر شان حضرت  
رسالت پناہی باشد۔ خود جناب والا دریں بارہ غور فرمایند کہ آیا مخالفان مادیین حضرت  
برحق ہستند یا حق بجانب است۔ و آیا ایشان استحقاق دارند کہ بر ما خفا شوند۔ یا  
ماحق سیداریم کہ بر ایشان خفا باشیم۔ زیرا کہ ایں مردم برائے خدائے ماسٹر یکے قرار  
دادہ اند توہین رسول اکرمؐ ماکردہ اند۔ و دوست و یگانہ بودہ ہیچو دشمنان و بیگانگان  
حکمہ کردہ اند ۛ

(۲) اعتراض دوم کہ بر ما کردہ می شود ایں است کہ ما بر خلاف عقیدہ اُمت محمدیہ  
رایس موعود و مہدی مسعود پنداشتہ بہ دے گردیدہ ایم۔ و ایں امر خلاف احادیث  
نبوی است۔ زیرا کہ ازاں واضح می شود کہ مسیح علیہ السلام از آسمان نازل گردد۔ آری  
ایں سخن راست است کہ ما مردم باقی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت میرزا غلام احمدؑ  
ساکن قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب ملک ہندوستان رایس موعود و مہدی مسعود  
میدانیم۔ ہر گاہ کہ از قرآن کریم و احادیث و عقل سلیم ثابت است کہ حضرت مسیح وفات پذیرتہ  
است۔ پس ہرگز بفہم مانہی رسد۔ کہ بکدام دلیل ایں عقیدہ ما بر خلاف قرآن و حدیث  
می افتد۔ و چون وفات مسیح از قرآن و حدیث ثابت است۔ و نیز از احادیث نبویہ  
ایں ہم ثابت است کہ یک موعود و دینام مسیح ابن مریم می آید۔ پس ازیں تہا متر صفائی و  
وضاحت ثابت میشود کہ آل موعود فرستے از افراد ایں امت باشند۔ نہ خود حضرت مسیح صلی  
کہ شربتِ حیات چشیدہ است ۛ

گفتہ می شود کہ اگرچہ از قرآن و حدیث و وفات مسیح ثابت ہم گردد۔ باز ہم از انجا کہ

اعتراض دوم

نبی اول

در حدیث شریف پیشخبری آمدن حضرت مسیح علیہ السلام وارد شده است۔ ازین جهت  
بر آمدن خود حضرت مسیح ناصری علیہ السلام یقین باید داشت۔ زیرا کہ او سبحانہ تعالیٰ نشانی  
قادراست۔ براینکہ باز او را برائے اصلاح حال مسلمانان در دنیا فرستد۔ و بر این روش  
براعتراض میکنند کہ گویا ما بزعم ایں مردم از قدرت خدا تعالیٰ انکار میداریم لیکن ماہرگز  
نہ ہونائے انکار بقدرت بل بر بنائے ایمان قدرت و تعالیٰ قائل ہستیم کہ حضرت مسیح ناصری را ہرگز  
با دیگر در دنیا نفرستد۔ بلکہ فردے را از افسوس آمدت محمدیہ بقدرت کاملہ خود مسیح  
موعود ساختہ فرستادہ است ۛ

ما فہم ایں سخن نمی توانیم کرد۔ و نہ امید می کنیم کہ ہیچ کسے بعد از آنکہ دریں امر غور کامل  
کرده باشد تسلیم تواند کرد کہ دوبارہ آمدن مسیح در دنیا علامت قدرت خداست  
زیرا کہ مامی سینیم۔ و ہر ذی ہوش روزمرہ مشاہدہ می کند کہ یک مرد دولت مند رخت  
کہنہ را بچو مردم فرومایہ قطع و برید کرده از جیبہ قمیص و از قمیص صدرہ نمی سازد۔ بلکہ بجا  
آں رخت نو می سازد۔ اما یک گدائے بینوائے کہ بر ساختن کالائے نو دسترس ندارد  
نزدہ پارینہ را پینہ دوزی در فوکاری کرده برائے زمستان سال آیندہ در بغچہ پیچیدہ  
بحفاظت تمام و احتیاط مالا کلام نگاہ می دارد۔ ولیکن یک بختیار کا مگار مناسب  
فصل و ہر موسم رخت جدید و کالائے نو بپاراید۔

دنیا  
آں قادر مطلق را بچیت رہنمائی بندگان خود بر باز زندہ ساختن و دوبارہ در  
فرستادن یکے از انبیائے وفات یافتہ پیشتر ازیں کے ضرورت رود نمود است۔  
و او تعالیٰ مدام برائے ہدایت بندگان خود یکے را از مردم ہماں زمانہ بر منصب  
رسالت فائز ساخت است۔ ظاہر است کہ از زمان آدم علیہ السلام تا عہد فرخندگی مہد

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیچ گاہ انجین نہ کردہ است کہ پیغمبر وفات یافتہ را باز  
زندگی بخشید بجهت رہنمائی عالمیان فرستادہ باشد۔ آری براثر کتاب جنین فعل در آن  
صورت مجبور شود کہ تزکیہ نفوس مردم کدام زمانہ از قدرت او بیرون باشد و حکومت  
او تعالی از سر بنی آدم نازل شود۔ آقاچوں انجین بودن بپیش صورت ممکن نیست پس  
ایں ہم امکان ندارد کہ او تعالی پسخ نبی را از انبیائے وفات یافتہ برائے اصلاح دنیا از بہشت  
بیرون آورد۔ و برائے اصلاح دنیا بفرستد۔ نے نے او تعالی قادر مطلق است چون بعد از وفات  
مسیح علیہ السلام یک انسان عظیم الشان یعنی رسول کریم را بیا فرید پس از قدرت و بیعت کہ شخصے را  
الغرض مانکار از دوبارہ آمدن مسیح بہ ایں وجہ نمی کنیم کہ بابر قدرت باری تعالی  
نداریم۔ بلکہ بایں وجہ کہ ما خدا تعالی را قادر میداریم کہ ہر گاہ کہ خواہد برائے اصلاح مردم  
یکے را از بندگان خاص مبعوث گرداند۔ و بوسیله وے کم گشتگان بادیہ ضلالت را بجا  
صراط مستقیم گامزن ہدایت فرماید۔ و آنانکہ می پندارند کہ او تعالی انجین نتواند کرد  
بلکہ بوقت ضرورت از انبیائے گذشتہ یکے را باز بدنیامی فرستد۔ خیلہ غلط اندیشیداند  
و را کہ گزیدہ - ما قدر و اللہ حق قدرہ -

علامہ ہرین کہ در دوبارہ فرستادن مسیح بر قدرت خدا صحت می آید۔ بر عزت رسول اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم نیز صدمہ واقع میشود۔ زیرا کہ از باز پس آمدن مسیح ایں نتیجہ برمی آید کہ  
چوں اُمت ہائے انبیائے گذشتہ گمراہ می شدند۔ حق تعالی از میان خود ایشان پیغمبرے را  
برائے اصلاح ایشان مبعوث می ساخت۔ اما ہر گاہ در اُمت پیغمبر ما کہ جان جہان ایشان  
با دفساد پیدا کرد و پیغمبرے را از پیغمبران گذشتہ بجهت اصلاح حال ایں اُمت از  
دار اسخاں باز گرداند۔ گویا در میان اُمت محمدیہ آں وقت ہیچکس را صلاحیت آن نباشد

تفسیر ساز و یا از برائے را پیدا کند



کہ اصلاح امت او کھنڈ اگر ایں عقیدہ را تسلیم کنیم۔ لاجرم مابین در توہین و عداوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از یہود و نصاریٰ کم نتوانیم بود۔ زیرا کہ آں ہر دو گروہ بر قوت قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اعتراض می کنند و مابین بذریعہ ایں عقیدہ انکار قوت قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم می کنیم۔ ہر گاہ کہ چرانغے فروزان باشد۔ بالیقین از دے چرانغے دیگر توان افزوخت۔ و چرانغے کہ زرا و مردہ بود۔ چرانغے دیگر از و بر افزوختن ممکن نباشد۔ پس اگر خدا نخواستہ در اُمت محمدیہ آنچنین زمانہ آمدنی است و ایں قدر حالت او خراب شدنی است کہ ہیچکس از ایں اُمت برائے اصلاح او نتواند برخاست۔ پس معاً ایں امر نیز تسلیم نمودن خیلے ضروری گردد۔ کہ در آں زمانہ فیضان قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسدود گردد۔ و نفوذ باللہ من ذلک ۛ

آں کہ اُم مسلمانے است۔ کہ نمیداند۔ کہ تا آں زمان کہ خدا تعالیٰ میخواست کہ سلسلہ موسویہ را جاری دارد۔ از اتباع موسیٰ علیہ السلام آنچنان مردان کامل العرفان پیدا می شدند کہ اصلاح اُمت موسیٰ میکردند۔ لیکن چون مشیت ایزدی خواست کہ سلسلہ موسویہ منقطع گردد۔ باب نبوت بروئے قوم موسیٰ مسدود فرمود۔ و دروازه رسالت بر روئے بنی اسرائیل کُشود۔ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روحانفادہ را مبعوث نمود۔ پس اگر بعد از رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باز رسولے از سلسلہ موسویہ بیاید۔ لاجرم معنی ش غیر از ایں نباشد کہ او سبحانہ تعالیٰ شانہ سلسلہ محمدیہ را ہم قطع سازد۔ و نفوذ باللہ در آں حین قوت قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضعف پذیرد۔ زیرا کہ فیضان او کسے را از اُمت او بہ ایں رتبہ نتواند رسانید۔ کہ از وزیر محمدی بر قوے یافتہ اصلاح اُمت کند۔ افسوس کہ مردم ہلے ذات خود زیادہ از ضرورت غیرت می کنند۔ پسند نمی نمایند کہ ہیچ

عصبے بجانب ذات ایشیاں منسوب گردند و اما بر ذات اقدس نبی معصوم صلی اللہ علیہ  
علی آلہ وسلم ہر عیب کہ میخواہند بہ جرأت تمام و جبارت مالا کلام منسوب میکنند و لیکن  
ما آل محبت را چہ کنیم کہ محض بہ زبان باشد و بادل تعلق ندارد و آن دعوی محض چہ کار  
می آید کہ با خود و لیسے و بر مانے ندارد ؟

اگر مردم بہ آل حضرت صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم فی الواقع محبت میداشتند -  
برائے یک دقیقه ہم گوارا نمیکردند کہ یک پیغمبر از بنی اسرائیل آمدہ اصلاح امت محمدیہ  
نماید آیا پسچ غیر کنند کہ در خانہ خود سامان ہر قسم مہیا و موجود وارد برائے چیزے  
پیش دیگرے دست دراز می کنند و یا وجود توانائی برائے یاور و دیگرے را بخواند  
ہماں ملایان زمانہ کہ میگویند کہ نعوذ باللہ برائے اصلاح امت محمدیہ و بجهت  
مخلصی ایشاں از مصائب صعبہ مسیح ناصری می آید - برائے خود اینقدر را ظہار غیرت  
کنند کہ اگر چہ در بحث حالت شان بہ مغلوبیت ہم رسیدہ باشد - باز ہم اعتراف بر مغلوب  
بودن خود نمی کنند - و از دیگر کسے یاری جستن و مدد خواستن پسند نمی نمایند - و بالفرض اگر  
احدے بر معاونت ایشاں از خود آئادہ گردد - بجائے ممنون احسان او بودن بر او ظہار  
ناخوشنودی مے نمایند - کہ آیا من جاہل و نادان ہستم - کہ تو در دہن من لقمہ میدہی - لیکن  
نسبت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم بچہ قدر گستاخی و بے پردائی میگویند  
کہ بلے بجهت اصلاح امت محمدیہ از سلسلہ بنی اسرائیل یک پیغمبرے بالضروری آید -  
گو یا قوت قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر ہم ایشاں خود کار اصلاح امت خود نتواند کرد  
واحدے بجهت سرانجام این مہام از امت خود برپا نتواند نمود - بلکہ برائے انصرام  
این کار دست استعانت و استمداد پیش یک نبی سلسلہ بنی اسرائیل بگشاید - آہ یا ہفتا

نمی دانم که دلہائے این مردم مرد است یا خود عقل ایشان را دزد بردارست۔ آیا  
 تمام غیرت و حیثیت شاں برائے فنہائے خودشان است۔ و بر آ خدا و رسول در  
 دل ایشان یاسج غیرت باقی نماند است۔ و یکی خشم شان بر مخالفان جان شاں ختم  
 شدہ است و از بہر خفگی بر آنانکہ بر خدا و رسول حملہ میکنند۔ در دلہائے شاں جابے نماندہ است  
 مارا گفتم می شود کہ چہ از آمدن پیغمبر اسرائیلی انکار می کنید۔ مگر ما دلہائے خود  
 را کجا بریم۔ و نقش محبت رسول پاک را از لوح دل چگونہ بشوئیم۔ کہ ما را بر تر از عزت  
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عزت کسے بنظر نمی آید۔ و ما برائے یک لحظہ ہم تحمل نمی توانیم  
 کرد۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم روح فداہ منبت کش و احسانند غیر گردد۔  
 غیرت ما برائے یک چشم زدن برداشت تصور این سخن ہم نتواند کرد۔ کہ چون ہم مخلوق  
 از ابتدائے آفرینش تا انتہائے دور زمان بروز قیامت جمع آیند۔ و کار نامہ ہائے ہر  
 نبی مرسل علی رؤس الاشہاد بیان کردہ شود۔ اللہ اندراں وقت گردن نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم زیر بار احسان مسیح اسرائیلی خم شود۔ و فرشتگان پیش روئے  
 اولاد آدم و اقوام عالم صبا بلند کنند۔ کہ چون در قوت قدسیہ خاتم النبیین ضعف پدید  
 آمد۔ اندراں وقت مسیح اسرائیلی بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبت داشتہ از جنت  
 بیرون آمدن برائے خود پسندید۔ و بہ دنیا باز آمدہ اصلاح امتش کرد۔ و او را از تباہی  
 مخلصی داد۔

ما مردم این امر را برائے خود خیلے پسند داریم کہ زبانہائے ما با کار دہائے تیز برون  
 شود۔ از نیکہ چنین سخنانے اہانت آمیز در بارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم بر زبان انیم  
 و دستہائے مائل شدہ بہتر است۔ از نیکہ اینچنین کلمات را نسبت بذات بابرکات

فخرِ مُسلّٰی تخریرِ نایم۔ رسولِ الثقلین محبوبِ خدا است۔ زینہٴ قوتِ قدسیہٴ آلِ محشوقِ الہی  
 در هیچگاہ محفلِ و مہملِ شدنِ امکانِ ندارد۔ او خاتمِ النبیین است فیضِ او الی ابد لا بدین  
 جاری بماند۔ و گردنِ مبارکِ او زیرِ بارِ منتِ هیچکسِ خمِ نگرود۔ بلکہ احسانِ آنحضرتِ صلی اللہ  
 علیہ وسلم بر جمیعِ انبیاء ثابت و محقق است هیچ پیغمبرِ نیست کہ از اقوامِ مختلفہٴ عالم  
 رسالتِ نبی کہیم صلی اللہ علیہ وسلم تسلیمِ کنانیدہ باشد۔ لیکن آیا لکو کہا بلکہ لکو کہ در لکو  
 انسان نیستند کہ آنحضرتِ صلی اللہ علیہ وسلم از ایشان تصدیقِ سائرِ انبیاء علیہم السلام کنانیدہ  
 است در ہندوستان مطابقِ آنکہ بیانِ کردہ میشود بہشتاد و بیون اہلِ اسلام سکونتِ میدادند  
 کہ اکثرے از ایشان از دینِ ہنودِ توبہ کردہ مسلمان گشتہ اند۔ و پیروانِ دیگرِ مذاہب از  
 مسلمانان در تعدادِ کمتر اند۔ و باقیِ تمامِ بُتِ پرستانِ ہنود ہستند کہ قبل از مسلمان شدن  
 نامِ هیچ پیغمبرِ را نمیدانستند۔ مگر بر رسالتِ آنحضرتِ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان آورده بر  
 موسیٰ و عیسیٰ و دیگرِ انبیاء نیز ایمان آورده اند۔ اگر اسلام در خانہٴ لائے ایشان داخل  
 نمی شد۔ امروز ہمہٴ شاںِ این انبیاء کرام را دشنام میدادند و ناسزا می گفتند۔ ایشان  
 را از مدعیانِ کاذبِ می شمردند۔ چنانچہ اکنون نیز برادرانِ شاں کہ مشرف بہ اسلام نگشتہ  
 اند۔ کلماتِ ناشائستہ نسبتِ انبیائے گذشتہ بر زبان می رانند :

و ہم بریں خطِ ظاہر است کہ مردمِ افغانستان و چین و ایران قبل از مسلمان شدن  
 کے بر موسیٰ و عیسیٰ و دیگرِ انبیاء ایمان میداشتند۔ این جوہِ خاص و جوہِ ذی جودِ آنحضرت است  
 صلی اللہ علیہ وسلم کہ ایشانرا مقرر رسالتِ موسیٰ و عیسیٰ و دیگرِ انبیاء ساخت است۔ لہذا  
 احسانِ آنحضرتِ صلی اللہ علیہ وسلم بر جمیعِ انبیاء ثابت و محقق است۔ زیر کہ صداقتِ شاں  
 از نظرِ خلاقِ مخفی و محجب بود۔ آنحضرتِ صلی اللہ علیہ وسلم از آپیش رویِ خلاقِ ہویدا آشکارا

نمود۔ وبرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم احسان پیچ پیغمبریت۔ خدا تعالیٰ ہرگز صبح آن  
 روز را در رؤئے دنیا آشکار ننماید۔ کہ در آن روز فیضان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 منقطع گردد۔ و پیغمبرے دیگر اصلاح امت کند۔ بلکہ در ہر زمان کہ ضرورت اصلاح این  
 امت پیش آید۔ اللہ تعالیٰ از پیروان او وقتاً فوقتاً بعض فرمندان را کہ از علم اذنیض  
 یافتہ باشند مبعوث نماید۔ کہ اصلاح کم کردگان راہ ہدایت نمایند۔ و ہمہ کارنامہ شان  
 کارنامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باشد۔ چہر کہ شاگرد از استاد و امتی از نبی خود جدا قرار  
 دادہ نمی شود۔ و گردن ہائے شان زیر بار احسان او خم شدہ باشند۔ و دہائے شان  
 از یادہ محبت او لبریز دسربائے شان از نشہ عشق و شہر الفرض در باز آمدن یک سئل  
 از رسولان گذشتہ برائے اصلاح امت محمدیہ خیلہ توہین آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم و نیز از  
 دوبارہ آمدن یک نبی از انبیائے بنی اسرائیل در جہر بلند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ حتی تم  
 باذات بابرکات او کہ امت فرمودہ بسیار ساقط مے شود۔ حق تعالیٰ میفرماید :-  
 ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم۔ یعنی خداوند کریم کسے را نعمتی کہ  
 بخشیدہ است۔ تا آنکس در جان خود تغییر ندہد آن نعمت از ذرائع نمی سازد۔

حالا بعد از تسلیم کردن این عقیدہ ضروری است کہ یا آئیں امر قبول کردہ شود کہ  
 نعوذ باللہ و ذات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تعیسے واقع گشتہ است۔ یا خدا تعالیٰ عہد خود  
 را بشکست۔ یا آئیں سخن را باور باید کرد۔ کہ بادیگر ہمہ بنی نوع انسان عادت خداوندی  
 ہمین است کہ نعمت بخشیدہ خود باز پس نمی ستاند۔ مگر معاذ اللہ بآں حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم بخلاف عادت خود سلوک فرمودہ۔ و این ہر دو عقیدہ مستلزم کفر است۔ چہر کہ  
 در یکے انکار خدا تعالیٰ است۔ و در دیگر انکار رسول او تعالیٰ پس باید پس وجہ از ہمچو

عقاید سخیفہ اظہار بیزاری مے نمایم۔ و عقیدہ ما این است کہ آل مسیح کہ مارا وعده داده  
 شده است۔ لاسمالہ از میان ہمین امت است۔ و این در قبضہ قدرت اوست کہ ہر کس را  
 بخواہد۔ بر مقامیکہ ارادہ کند۔ ایستادہ نماید۔ و بر تہ کہ خواہد۔ متکین سازد۔ و از احادیث  
 نبویہ ثابت می شود کہ مسیح موعود از امت محمدیہ باشد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ  
 است کہ لا المہدی الا عیسیٰ۔ (ابن باب شدہ الزمان) یعنی بغیر عیسیٰ دیگر هیچ مہدی  
 نیست۔ و نیز فرمود کہ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و اما مکم منکم (بخاری  
 کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم) یعنی در آن وقت حال شما چگونه باشد کہ در میان شما  
 ابن مریم نازل شود۔ کہ امام شما و از شما باشد۔ اگر اندرین ہر دو ارشاد نبوی بنظر غائر  
 دیدہ شود۔ صاف ظاہر میشود۔ کہ در جہد فرخندگی مہدی مسیح موعود مہدی دیگر نباشد  
 و ذات او امام امت و ازین امت باشد۔ و یکس غیر این امت دیرین ازین امت  
 نیاید۔ پس این خیال کہ مسیح موعود وجود علیحدہ از مہدی و مہدی وجود علی  
 از مسیح موعود است۔ سراسر خیال باطل و خلاف حدیث لا المہدی الا عیسیٰ است  
 و کار یک مومن دیندار این است کہ برگفتہ آقا کئے خود اعتماد کردہ غور کند۔ و اگر او را  
 در دو ارشاد آقا تضاد بنظر آید۔ آل را بتدبر و تفکر خود رفع نماید۔ اگر رسول اکرم  
 صلی اللہ علیہ وسلم بیک بار فرمودہ است۔ کہ اول مہدی ظاہر گردد۔ و بعد از آن  
 عیسیٰ نازل شود۔ و او در اتباع و اقتدائے مہدی نماز ادا کند۔ و بار دیگر ارشاد  
 کرد است۔ کہ بجز مسیح مہدی کسی نیست۔ پس آیا لازم است کہ ما زین ہر دو قول  
 یکے را رد کنیم یا اینکہ بر ہر دو قول غور نمایم۔ و اگر در ہر دو قول صورت وفاقی بہر  
 آل طریق توفیق بین القولین را با جان و دل قبول نمایم۔ و اگر کسی تدبر قلیل بعمل آرد

برو آشکارا گردد که درین هر دو قول صورت وفاق همین است که حدیث لا الهدی الا  
عیسی حدیث ثانی را مفسر است یعنی اول پیشگوئی نزول مسیح که آنحضرت صلی الله علیه  
وسلم به آن الفاظ بیان فرموده است که ازاں در فهم انسان متبادری شود که وجود مسیح  
از وجود مهدی جدا باشد - باز آنرا بحدیث لا الهدی الا عیسی واضح گردانید که کلام  
تحتین بطریق مجاز و استعاره بود که ازاں محض این مراد بود - که اولاً از اُمت محمدیه  
یک انسان کامل بر اصلاح اُمت محمدیه مأمور شود - در بدو حال او را در مقام هیچ  
یاب از سؤالات خاص استاده کرده نشود - سپس پیشگوئی نزول ابن مریم در حق او  
به اتمام برسد - داود عویسی مسیح موعود بودن نماید همانا بهمین پنج اظهار و منصب طویل برآ  
او فرموده است یعنی اولاً دعوی عام اصلاح مردم نماید - بعد ازاں دعوی خاص  
یعنی دعوی مسیح موعود بودن کند در پیش خبریهائے انبیاء این گونه کلام بسیار واقع  
شده است - بلکه اگر بمجراستعارات را از پیش خبریها دور کرده شود - فهم معانی آن  
پیش خبری مادی دشوار گردد - اگر از احادیث مذکوره این معانی را مراد نگرفته شود باز این  
دو امر یک امر را که هر یک از آن خبیثه خطرناک است تسلیم کردن ناگزیر باشد - یا این  
سخن را مسلم داشتن ضروری باشد - که حدیث لا الهدی الا عیسی دروغ است - و یا  
این امر تسلیم کردن لابدی باشد - که درین حدیث نفی وجود مهدی دیگر که علاوه بر مسیح باشد  
نکرده شده است - بلکه درین حدیث مقابل درجاست مسیح و مهدی کرده و فرموده که  
اصل مهدی خود مسیح موعود باشد - که بمقابل او مهدی موعود مرتبته و حقیقتی نداشته باشد  
چنانکه گفته میشود - لا عالم الا فلان و ازین قول هرگز این مراد نباشد که بغیر از دویگر  
کسی در دنیا عالم نیست - بلکه معنی این سخن سوائے ازین نمی باشد - که او در علم خود

فاضل تر است که علم دیگران در مقابل او بیچ است ۵  
 پس ازین هر دو معنی نتائج خطرناک حاصل میگردد - زیرا که یک حدیث را بلا وجه  
 موجه باطل قرار دادن خطر عظیم دارد - علی الخصوص آن حدیث که با خود شما پذیر دارد  
 و این سخن که مهدی بمقابل مسیح بیچ است - این نیز خلاف مضامین آن احادیث است  
 که در آن مهدی را امام مسیح را مقتدی او قرار داده شده است - الغرض ماسوا  
 این معنی که است محمدیه را خبر داده شده است - از وجودیکه اولاً دعوی مطلق مصلح بود  
 کند - و بعد از آن دعوی مسیح موعود بودن و بجز این معنی هیچ معنی صحیح ازین حدیث نمی آید  
 حقیقت امر این است که مردم را تمام تر مخالطه ازین جهت افتاده است که  
 در حدیث نسبت مسیح اللفظ نزول آمده است - و ازین لفظ فهمیده اند که همان مسیح  
 اول دوباره بدینا باز آید - حالانکه لفظ نزول در آن احادیث بدان معنی نیامده است  
 که این مردم فهمیده اند - بلکه هرگاه ذکر آفرینش چنانکه کرده می شود که مفید و با  
 باشد - یا ذکر تنسیخ کرده آید که بابرکت کثیر بود یا ظاهراً هر گسسته جلال ایزد متعال باشد  
 پس بزبان عربی ظهور و وقوع آنرا بلفظ نزول تعبیر کنند - چنانچه حق جل و علا در قرآن مجید  
 فرموده است **ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ (توبه)** و نیز فرموده **ثُمَّ أَنْزَلَ**  
**عَلَيْكُمْ مِنَ بَعْدِ الْغَمِّ أَمْنَةً فَغَاثًا (آل عمران)** و همچنین ارشاد کرده - **وَأَنْزَلَ لَكُمْ**  
**مِنْ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ (زمر)** و هم برین نق است - **قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ**  
**لِبَاسًا يَوَارِي سَوْآتَكُمْ وَرِيشًا (انعام رکوع ۳)** و نیز فرموده **وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ**  
**الْمَنَّاءَ وَالسَّلَوى (بقره)** و **أَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ**  
**وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَرِسَالَهُ بِالْغَيْبِ أَنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ (حدید ۳)** و نیز



بسط الله الرزق لعباده لبغوا في الارض فمكن ينزل بقدر ما يشاء ان الله بعباده  
خبير بصير (شوری رکوع ۴)

وظاہر است کہ سبکینہ در دل انسان پیدا میشود۔ و نفاس یعنی خواب نام یک فعل مجزئ  
و مانع است۔ و انعام یعنی بہائم و بہائس و سمار و غ و بود و نہ و آہن و رزق و سائر  
اشیائے دنیوی برہیں زمین پیدا میشوند۔ نزول این چیزہا از آسمان کسے نہایت  
و نہ از آسمان فرو آمدن این اشیاء از قرآن و حدیث ثابت میشود۔ بلکہ حق تعالی در  
قرآن مجید بصرحت فرمودہ است۔ وجعل فیہما رواسی من فوقہما و بارک  
فیہما و قد رزقہما اقواتہما فی اربعۃ ایام سواء للسانکین (حم سجده) یعنی در  
زمین و بر سطح آل کوہ ہا را پیدا کرد و در زمین بکثرت سامان خلق فرمود۔ و ہر نوع  
غذا در آل بیا فرید۔ این ہمہ کار ہا یعنی پیدایش زمین و آفرین کل اشیا و جانوران  
در چہار ایام بہ اختتام رسید۔ و این امر ہر اے جمیع اصناف پرستندگان یکسان است  
یعنی این مضمون ہر چند متضمن علوم عالیہ و فائق حکمیہ است کہ چندے ازاں دریں ایام  
حاضرہ ظاہر شدہ است و جیسے ازاں علوم در از سنہ آتیبہ ہوید اگر دد۔ و سوالات  
جدیدہ و مسائل عدیدہ دریں بارہ پیدا شود۔ مگر ما این مضمون را بطورے ادا کردہ ایم  
کہ مردم ہر طبقہ و اقوام ہر زمانہ مطابق علوم و موافق عقول و ترقیات زمانہ خود از  
بیان جواب ہائے صحیح حاصل نہایند۔ کہ برای طبائع شان موجب اطمینان باشند۔

الغرض از قرآن مجید ثابت است کہ این ہمہ اشیاء کہ ذکر آہنا دریں آیات بنیات  
بلفظ نزول وارد شدہ است از آسمان فرو نیامدہ است۔ بلکہ خالق الارض و السموات  
این چیزہا را از زمین برانگیخت است۔ لہذا برائے سیح موعود نیز لفظ نزول بجا و تعظیم

منزلت جلالت مقام او مستقل شدہ است۔ دہرگز اس مِراویت کہ او در نفس الامراہ  
 آسمان فرود آید چنانچہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ لفظ نزول در شان سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہم استعمال فرمودہ۔ وجہ تفسیرین ازیں لفظ نزول شرف و عظمت و رفعت درجہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم مراد گرفته اند۔ و بر ہمین ایں عا و مراد و مقصد مجبور گشتہ اند کہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روحاً فداہ در کہ معظمہ در دو مال نفع الشان و ریش تولد  
 فرمودہ است۔ و اسم پدر مبارکش عبد اللہ و نام مادرش آمنہ خاتون بودہ است۔  
 و آیتہ کہ در ان کر نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان شدہ این است کہ قد  
 انزل اللہ الیک ذکراً رسولاً یقول اعلیٰکم آیات اللہ مبینات لیخبرکم بالذین  
 امنوا و عملوا الصالحات من الظلمات الی النور (سودہ طلاق ۲) یعنی حق تعالیٰ  
 بر شما ذکر یعنی رسول را نازل فرمودہ کہ بر شما آیات بنیات الہی را بخواند تا مومنان و  
 نیکوکاران را از تاریکی با بسوئے نور بر آورد۔ چہ قدر مقام تعجب است کہ ہاں یک لفظ  
 نزول است کہ بجهت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و براہی مسیح علیہ السلام مستقل شدہ  
 است۔ مگر علمائے زمانہ معنی آزادی حق حضرت رسالت پناہ دیگر می گیرند۔ و بر آن  
 حضرت مسیح معنی دیگر می کنند۔

ہر گاہ کہ رسول کہیم صلی اللہ علیہ وسلم درین نیامیداشدہ است۔ و در شان دال  
 لفظ نزول دارد شدہ است۔ اگر ہمیں لفظ نزول در حق مسیح موعود استعمال گردد۔ و  
 مراد از ان پیدایش مسیح و بعثت او گرفته شود۔ کدام جائے حیرت و تعجب است  
 شبہ دوم این ارد کردہ میشود کہ مسیح موعود در احادیث بلفظ ابن مریم ذکر یافتہ است  
 و ازین نام ہمین ثابت میشود۔ کہ ہاں مسیح ناصری باز آمد۔ و خیال ندارد کہ چون در اشعار

بنی آدم

ایشان لفظ عیسیٰ بکثرت در حق دیگران استعمال شده است۔ و گاہے ایشان بر سچو اطلاق  
اعتراض نہ کرده اند۔ پس اگر خدا تعالیٰ شخصے را بنام عیسیٰ یاد فرماید۔ کلام جائے تعجب  
باشد۔ و همچنین ایشان در محاورات خود اسخیا را حاتم و شیدا میاں فلسفہ را محقق طوسی۔ و ارباب  
ملکہ استخراج مسائل را فخر رازی میگویند۔ مگر لفظ ابن مریم در دل ایشان شبہات پیدا  
می کند۔ اگر لفظ ابن مریم افادہ تعین و تشخص ذات خاص میکند۔ چرا الفاظ طائی  
و طوسی و رازی و غیر ذلک افادہ تعین و تشخص ذوات معلومہ نمی کنند۔ پس اگر بخواہد  
استعمال نمودن ایشان این الفاظ را مراد ایشان این امر نمی باشد کہ آن شخص از قبیلہ  
طے یا از شہر طوس یا رے است۔ باز چرا از لفظ ابن مریم این نتیجہ نمی بر آید کہ آن موعود  
ہماں عیسیٰ بنی اللہ است کہ پور مریم صدیقہ بود۔ و پیشتر ازین بہ نوزدہ صد سال گذشتہ  
است۔ حالانکہ الفاظ طے و طوس و رے چنان نیستند۔ کہ مجازاً در سنی دیگر استعمال  
یافتہ باشند۔ اما لفظ ابن مریم اک اسم است کہ در قرآن کریم بجهت انبہار حالتے خاص  
استعمال شدہ است۔ کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ۔ و ضرب اللہ مثلا للذین امنوا  
امراة فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتاً فی الجنة و نجی من فرعون  
و علمہ و نجی من القوم الظالمین۔ و مویسا بنت عمران الّتی احصنت فرجہا  
فنفخنا فیہ من روحنا و صدقنا بکلمات ربہا و کلتہ فکانت من القانتین  
(سورہ تحریم) یعنی حق تعالیٰ مومنان را بازن فرعون مثال داده است۔ ہر گاہ کہ آن  
زن دعا کرد کہ لمے پر دو گار من بر آئے من نزدیک و دور بہشت یک خانہ بنا فرما و مرا از  
فرعون و کار و کردار او نجات دہ۔ و مرا از پنج نظاماں راہی عطا کن و مثال دیگر با مریم  
بنت عمران داده کہ او فرج خود (یعنی سوراخ ہائے بدن خود) را حفاظت کرد و است

پس مبر دل او کلام خود نازل کردیم۔ و او تصدیق کلام ما و تصدیق کتابہائے ما را کرد  
 و از فرمایند داران ما شد۔ ہر گاہ کہ حضرت حق نام یک حالتے را کہ در حینے از احیان مرد  
 مؤمن را پیش می آید۔ بحالت مریمی یا دمی فرماید۔ و آن مومن را مریم نام می بندد۔ پس اگر  
 خدا تعالی در حق موعودے لفظ ابن مریم استعمال فرماید۔ آیا درین صورت معنی آن ہے  
 نباشد کہ او از حالت مریمی بتدریج ترقی نموده تا حالت ابن مریمی یعنی حالت عیسیٰ پرید  
 کہ روزگار حیات او در بدو حال پاک و بے لوث مثل مریم باشد۔ و در آخر ایام حیات  
 مثل عیسیٰ بن مریم موبد بروح القدس گردد۔ و روزائے آخر عمر خود در اصلاح عالم  
 و قائم کردن راستی بسر کند۔

در معانی کلام آہی تدبیر و تفکر کردن و در بحر زخار بیانش غوطہ خوردن و لائی  
 بیضائے حقایق و معارف بدست آوردن شاید کہ نزد علمائے این زمانہ حرام است۔  
 اگر ایشان ہیں میگردند کہ در علوے کہ علمائے روحانی در قرآن کریم تدبر کرده و بر حیات  
 انبیاء علیہم السلام تأمل نموده و براقوال ایشان فکر و اندیشہ استنباط کرده اند۔ و در  
 کتب خود نوشته اند۔ نحو میکردند پیش پائی نمی خوردند۔

شیخ شہاب الدین سہروردی در کتاب عوارف المعارف می نگارد کہ علاوہ از ولادت  
 صوری جسمانی برائے انسان یک ولادت دیگر است کہ آنرا ولادت مضموی گویند۔ و  
 در تأیید این مقدمہ نہ از دیگر کسے بلکہ خود از حضرت عیسیٰ قوے نقل میکنند کہ (یصیر  
 المرید جزء الشیخ کما ان الولد جزء الوالد فی الولادة الطبیعیۃ و تصیر  
 هذه الولادة انفاً و لادۃ معنویۃ کما و رد عن عیسیٰ صلواتہ اللہ علیہ لیس  
 ملکوت السماء من المرید مرتین فی الولادة الاولی یصیر لہ ارتباط بعالم  
 الملکات

و بهذا الولادة يصبر له ارتباط بالملكوت. قال الله تعالى وكذلك نرى ابن آدم  
 ملكوت السموات والارض وليكون من الموقنين) یعنی مُرید جزو پر خود  
 میگردد۔ چنانچہ در ولادت طبعی پس جزو پر خود می باشد۔ و این ولادت بجہت او  
 در آن حال ولادت معنوی می باشد۔ چنانچہ از عیسیٰ علیہ السلام مروی است کہ در  
 سلطنت آسمان ہرگز کسی داخل نگردد۔ تا دوبارہ ولادت نیاید۔ باز شیخ از جانب خود  
 میگوید کہ از ولادت اولی اورا بہ عالم ملک یعنی بعالم طبعی تعلق پیدا می شود۔ و ولادت  
 ثانیہ اورا بعالم ملکوت تعلق دست دہد۔ چنانچہ حضرت افریدگار تعالیٰ شأنہ میفرماید  
 کہ ماہمین طور ابراہیم را آن اقتدار خود کہ ما را بر آسمان و زمین حاصل است و انمودیم  
 تا از یقین یافتگان گردد۔ انتہی کلام شیخ۔

از عبارت مذکورہ ظاہر است کہ نزد شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ  
 برائے ہر مومن ولادت معنوی ضروری است۔ و در تأیید این مقدمہ یک آیت  
 از آیات کلام اللہ و قولے از اقوال حضرت عیسیٰ نوشتہ است۔ پس چوں ولادت معنوی  
 برائے ہر مومن از بس ضروری است۔ و حضرت عیسیٰ اورا بجہت ترقیات روحانی  
 شرط قرار دادہ اند۔ باز آیا تحقق این ولادت معنوی صرف برائے مثیل مسیح محال و  
 ناممکن است ؟

خلاصہ اینکہ دوبارہ زندہ شدن یا باز آمدن مسیح علیہ السلام مخالف شان الہی  
 و خلاف فرمان او و منافی عظمت رسول کریم و ضد فرمودہ ہائے اوست صلی اللہ علیہ وسلم  
 و امورے کہ براں بنائے ایں عقیدہ ہنارہ شدہ است۔ ناشی از قلت تدبر است۔  
 حقیقت امر ایں است کہ بعثت شخصے از ہمیں اُمت مرحومہ کہ در رنگ مسیح ابن مریم

زنگین باشد. یک امر ضروری بود که بوقوع رسید. و او بروقت خود نمایان گردید و خیلی  
کسان از طفیل او راه منزل مقصود دیدند. و گروه کثیر از مکرانان بر رهنمائی او بشکوه  
رشد و هدایت رسیدند.

اعتراض سوم - بر جاعت این میکنند که ما مردم بعد از رسول کریم صلی الله علیه و سلم  
سلسله وحی الهی و نبوت را منقطع ننیداریم. این اعتراض نیز نتیجه قلت تدبیر یا ثمره عداوت  
و دشمنی است. حقیقت الامر این است که ما بر الفاظ انحصار نداریم. تعبیر بدعا بهر  
لفظی که باشد بوده باشد پسند ما همان است که در آن عزت و عظمت خدا تعالی و رسول اکرم  
صلی الله علیه و سلم باشد. ما هرگز برائے محمدیم قائل این عقیده نمیگردیم که چنین کسی بعد  
از خاتم النبیین آید که رسالت آنحضرت صلی الله علیه و سلم را باند نموده کلمه جدید و قبله  
فوتخویر نکند. و احداثا شریعت جدیده ننماید. یا حکمی را از احکام شریعت منسوخ  
گرداند. یا مسلمانان را از اطاعت آل سراج رسل برآورده بر اطاعت خود مائل  
سازد. یا خود از جاده اتباع آل سرور قدم بیرون ببرد. یا او را از جناب ایزدی  
به واسطه و به وسیله و به ذریعه رسول کریم صلی الله علیه و سلم فیض حاصل شده باشد  
بافرض اگر همچو شخص در دنیا پیدا شود. البته دین اسلام منسوخ و باطل گردد. و  
وعدہائیکه حق تعالی با محبوب خود فرموده است. همه دروغ میفرود بر آید. نفوذ  
بالله من ذلک. ولیکن ما این امر را نیز گاهی پسند نمی توانیم کرد که وجود ذی جلال و جلالین  
سید المرسلین را آتینان قرار داده شود که اتمام فیوض الهی را از مردم دریغ داشته  
ابواب رحمت الهی را بر روی پیچ آینه گان مسدود فرموده است. و بجائے اینکه  
آمدن آل سرور عالم در ترقیات عالمیان مدد و معاون باشد. سدا راه ترقیات ایشان

گشتہ است۔ گویا بجائے اینکه بنی نوع انسان را بجا دیر سازند۔ از اعلیٰ مقامات حصول  
الی اللہ ایشان را محروم ساختہ است ۛ

چنانکہ خیال اول یعنی بعثت پیغمبر تشریفی برباد کننده اسلام است۔ همچنان  
ایں خیال نیز یعنی مبعوث نشدن پیغمبر غیر تشریفی بر ذات رسول اگر مصلعہ یک جملہ  
خطرناک است۔ و ما مردم جماعت احمدیہ نہ آنرا قبول توانیم کرد۔ نہ این را۔ زیرا کہ  
ما یقین میداریم۔ بر اینکه آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے عالمیاں یکا رحمتے بود  
بس عظیم۔ و بر یقین ماچہ حصرا ایں امر را ہر بینندہ بچشمان خودی بیند۔ آل فخر اولاد آدم  
بقدم میمنت لزوم خود اہل عالم را از فیوض سماوی محروم نگردانیدہ بلکہ از بعثت  
شریفہ خود دریائے فیوضات الہیہ بیشتر از پیشتر جاری فرمودہ۔ اگر قبل از بعثت  
مبارکہ فیض الہی مثل یک رودے یا نہرے بود۔ بہمن تشریف آوری او بجهت  
تشنہ کامان معرفت مثل بحر زخار موجزن گردید است۔ زیرا کہ پیش از ظہور آں ذات  
مقدسہ جوہر علم بحال خود زسیدہ بود۔ و ظاہر است کہ بغیر علم کامل عرفان کامل دست  
نمی دہد۔ در مصحف مجید آں حقایق و معارف بیان شدہ است کہ در مصحف اولی مذکور  
نیست۔ پس اہل ایمان را از کفش برداری آں خلاصہ اکوان در ایقان و عرفان  
ترقیات بے پایان حاصل آمدہ است۔ و افراد این اُمت مرحومہ بہ آں مقامات  
علیاد مدارج قصوی می توانند رسید کہ اہم سابقہ را بہ آں را ہے نبود۔ و اگر ایں  
چنین ایمان نداشتہ آید۔ باز برائے رسول کریم صلعم کد ام فضیلت بر سائر انبیاء  
تواند بود۔ لا رب ماچہ نبوتے کہ بغیر اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل آید  
مانند آں ہستیم۔ و بہیں سبب ما آمدن ثانی مسیح ناصری را بعد از پیغمبر خدا انکار نمی کنیم

میگویند که اگر از وعظ آنحضرت صلی الله علیه وسلم افزودن ثابت شود نفی نمیشود کرد.  
 اے پادشاه ذی جاه! حق تعالی ذات ترا مہبط انوار خود نماید و سینه ترا بر  
 قبول حق وسیع فرماید. همان نبوت سلسله نبی سابق را که نبوت تشرعی باشد. مسدود  
 می نماید. و همان نبوت ناسخ شریعت نبی گذشته تواند بود. که بلا واسطه حاصل آید.  
 اما نبوتی که از فیض اتباع نبی سابق کسے را دست دهد. و غرض از آن محض اشاعت  
 دین و اظهار علو شان آن نبی باشد. او هرگز کاسر شانش نبود. بلکه مظهر عزت و عظمت  
 آن باشد. و بقائے این قسم نبوت از قرآن کریم ثابت است. و عقل سلیم نیز دلالت  
 می کند. که وجود اینچنین نبوت در امت مرحومه ممکن است. و اگر اینچنین نبوت این  
 امت را حاصل نشود. پس این امت مرحومه را بر ائم سابق فضیلت و مزیت نماند  
 رسول کریم فرموده است که در امت موسی علیه السلام محمد ثانی کثیر بوده اند. اگر  
 قوت قدسیه آنحضرت صلی الله علیه وسلم هم در مقام محدثیت می تواند رسانید و در  
 صورت ذات بابرکات آن فخر رسل را بر دیگر انبیا رکد ام فضیلت و مزیت باشد. و  
 لقب سید دل آدم و فخر رسل و سید المرسلین بر ذات شریف چگونہ صادق می آید. لاریب  
 صفت خیر الرسل بودن مقتضی است که در ذات قدسی صفات آنحضرت بعض اینچنان  
 کمالات موجود باشد که در پیغمبران پیشین موجود متحقق نبوده. و آن کمال مختص آنحضرت  
 صلی الله علیه وسلم نزد ما این است که امتیان پیغمبران گذشته بقوت جذب و کشش انبیا  
 خود در مقام محدثیت می رسیدند. اما امتی آنحضرت صلی الله علیه وسلم به فیض  
 اطاعت و اتباع آن سرور عالم بمقام نبوت نیز فائز می گردد. و همین کمال قوت قدسیه  
 است که دل یک مؤمن را از محبت و عشق آنحضرت صلی الله علیه وسلم کبر و بزرگوار سازد



اگر دروازه این نبوت بالواسطه نیز باعث بعثت آنحضرت صلعم سدود شده است پس تشریف آوری آنجناب موجب محرومی قسمت بنی نوع انسان ثابت گردد و وجود قرآن کریم ہم بے سود ثابت شود۔ زیرا کہ ازین عقیدہ لازم می آید کہ قبل از بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مردم نائل درجات اعلیٰ می شدند۔ ولیکن بعد از بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مردم ازاں مدارج علیا باز داشته شده اند۔ و نیز یک عاقل مجبوس میگردد۔ تسلیم این سخن کہ کتب سابقہ سماویہ در حصول مرتبہ نبوت محمد معاون اہم خود بوده است۔ و بذریعہ عمل پیرا بودن انسان بر تعلیم آن کتب برای نقطہ کمال میرسید کہ حق تعالیٰ او را بجهت رتبہ نبوت پسندی فرمود۔ اما بر تعلیم قرآن عمل نمودن برآں درجہ رفیع نتواند رسید۔ بفرض محال اگر این سخن صحیح است۔ پس باید کہ دیہاتے پرستاران در گاہ خداوندی اندرون سینه باخون شود۔ و کمہمت شان بشکند۔ زیرا ایشاں اُسید ہستہ بودند۔ کہ طفیل بعثت مبارکہ سید ولد آدم برائے ترقیات مدارج روحانیہ ابواب جدیدہ بر رویہ ما مفتوح گردد۔ و بسیلہ حضرت رحمۃ للعالمین بامحبوب خود کہ رب العالمین است۔ نزدیک تر گردیم۔ لیکن نحوذ باشد نتیجہ برعکس برآمد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف آورده آن دروازه را کہ تا زمان تشریف آوری او مفتوح بود بر رویہ طالبان قرب آہی سدود نمود :

آیا یک مؤمن برائے یک حشیم زدن این خیال غلط را نسبت ذات رؤف درجیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم در خاطر خود راہ تواند داد؟ و آیا یک عاشق فضائل مصطفویہ برائے یک طرۃ العین بر این عقیدہ خفیجہ قائم تواند ماند۔ حاشا و کلا۔ قسم بذات ذوالجلال کہ وجود ذی جود سرور عالم یک بحرے بود۔ از فیوضات ربانی و برکات روحانی کہ وسعتش با هیچ

فرد بشر اور اک نتواند کرد۔ راہِ اب رحمت الہی و فیوضِ ناقتاہی را بند نساخه بلکه  
 دا کرد است۔ و در میان رتبه پیغمبرِ مصلی اللہ علیہ وسلم و مراتبِ انبیاء دیگر فرقی است بین  
 کہ پیروانِ انبیاء پیشین از مقامِ محدثیت فراتر قدم نتوانستند نہاد۔ و از برای  
 نائل شدن رتبه نبوت بسوئے تربیت علیحدہ ہم محتاج می بودند۔ مگر از پیروی آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم یک انسان بمقام نبوت ہم فائز میشود۔ و معذک از دائرہ اُمت  
 بودنِ آلِ سرورِ عالم بیرون ہم نمی رود۔ و ہر قدر کہ درجہ او بلند شود۔ از غلامی  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آزاد نتواند شد۔ ارتفاع مقامش اور از اُمتی بودن  
 بیرون نیارد۔ بلکہ حربِ بلندی و برتری مرتبہ خود کمر او زیر بار احسان آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم خم تر میشود۔ زیرا کہ پیغمبرِ باآن نقطہ قرب الہی رسیدہ است کہ تاباں دیگر کسی  
 ہرگز رسانی نیست۔ و ذاتِ شرفش چندان معارجِ رفعت را طے فرمودہ است کہ  
 دست دیگران ازال کوتاہ است۔ و ترقیاتِ آلِ سرورِ صلی اللہ علیہ وسلم بہ آلِ درجہ  
 سیرت جاری است۔ کہ دہمہ انسان از اندازہ کردنِ آلِ قاصر است و از سبقت  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این اُمت مرحومہ را نیز دیگر اہم سبقت فی المذابح دست داد  
 است۔ این مقام رفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ مذکور شد۔ عقول و افہام ما را مجبوء  
 می کند کہ بعد از وئے سلسلہ نبوت غیر تشریعی را در میان اُمت مرحومہ اوالی یوم القیامہ  
 جاری و ساری اعتقاد کنیم۔ زیرا کہ این امر باعثِ عزت و افتخارِ آلِ فخرِ رسول است۔  
 و در سرد و پنداشتنِ آلِ خیلہ توہینِ اوست صلی اللہ علیہ وسلم و علامتِ شاہنشاہ بودنِ غیرِ این  
 نیست۔ کہ شاہانِ گردن بلند در تحتِ حکم او باشند۔ اگر شاگردانِ استادِ در حالتِ  
 ادنی اہمانند۔ لاریب اینچنین استاد را استادِ کامل تسلیم کردہ نشود۔ و ہمچنین اگر تحت

حکومت یک بادشاہ ہے بحر احاد الناس در عایائے فرومایہ نباشند۔ ویسچ فرمانزدائے  
 ربقہ اطاعت او در گردن ندارد۔ بیگان آں بادشاہ قابلیت آں ندارد۔ کہ اورا شہنشاہ  
 گفتہ آید لقب شہنشاہ در دنیا لقب عزت است۔ نہ موجب ذلت۔ ہم بریں نسق  
 ہمال پیغمبر از پیغمبران دیگر در رتبہ افزوں تر باشد کہ خادمان در گاہش بر رتبہ پیغمبری  
 برسند۔ و با اینہمہ خدام او و امتیان او باشند پس خطاب مستطاب و خوشورال و خوشور  
 مثبت رفت شان آنحضرت <sup>۴</sup> است نہ موجب کسر شان۔

در حقیقت این غلط فہمی کہ علمائے ایں زمانہ در اں افتادہ اند رقبہ "ایں نام"  
 اذال حیت می افزائیم۔ کہ کتب بزرگان پیشین از ابطال ایں عقیدہ فاسدہ ملوئیم  
 مثل کتب شیخ محی الدین ابن عربی و تصانیف حافظ ابن قیم و مشنوی مولانا روم و  
 مکتوبات شیخ احمد مجدد سمرندی (ازین پیدا شدہ است کہ در فہمیدن معنی نبوت خطا  
 کردہ اند و گمان بردہ اند کہ نبی ہمال می باشد۔ کہ شریعت و باوجود بیار و یا بعض احکام  
 شریعت سابقہ را خط نسخ در کشد۔ و یا از اطاعت نبی سابق بیرون باشد۔ اما ایں  
 سخن ہرگز مطابق واقعہ نیست۔ زیرا کہ امور مذکورہ برائے نبی لازم نیست۔ بلکہ ممکن  
 است۔ کہ او در قسمہ ازین اقسام ثلاثہ مذکورہ داخل باشد۔ ممکن است کہ در آں  
 هیچ ازین سہ امور نباشد۔ نہ کتابے جدید آورد، باشد۔ نہ حکمے را از احکام شریعت  
 سابقہ منسوخ کند۔ و نہ او را نبوت بلا واسطہ حاصل شدہ باشد۔ و با اینہمہ نبی ہم باشد  
 چرا کہ نبوت یک مقام خاص است از مقامات قرب آہی ہر کس کہ بہ آں مقام فائز

لہ و خوشور پیغمبر۔ و خوشورال و خوشور بہ اضافت معکوبہ را اصطلاح دساتیر آسمانی آبتاناس  
 پیغمبر اعظم کہ دیگر پیغمبران تابع شریعت او باشند۔ مترجم

گردد۔ کار و محض اینقدر راست کہ اصلاح حال اعمال و مقصدات بنی آدم کند۔ و مردم را بسوسے حق جل و علا بجشد۔ و دلبائے مرده را زندگی بخشد۔ و زمین خشک افتاد را با زیراب سازد۔ و کلامیکہ ببلٹے ہدایت مردم برونازل شود۔ بہ پیشاں برساند و آنچنان جماعتے فراہم آورد۔ کہ ہمہ زندگانی خود را در راہ اشاعت دین حق صرف سازند۔ و اعمال خود را درست نمایند۔ و اسوہ حسنہ اور دستور العمل کار و کردار خود کنند۔ الغرض ایں علماء نفی نبوت از نہ فہمیدن معنی نبوت کردہ اند۔ و رنہ بعض اقسام نبوت بجائے اینکہ باعث کسر شان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باشد موجب فتنہ شان آل افضل الرسل است ۛ

سلسلہ  
اکثر علماء ایں حجت را پیش می کنند کہ قرآن کیم بعد از نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت را منقطع نمود است۔ چرا کہ میفرماید ما کان محمد ابدا احدی من رجا لکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پدر کسی نیست از مردان شما و لیکن رسول خدا و خاتم النبیین است۔ پس صورت امکان ندارد کہ اکنون کسی خاتم رتبہ نبوت شود۔

لیکن هیچ کسے از بیان قرآن کریم را و کردہ نمی بیند کہ اللہ تعالیٰ در ایں آیتہ وافی ہدایت خاتم النبیین را بفتح تائے ارشاد فرمودہ است۔ نہ کبر تار۔ و خاتم بفتح تائے فوقانیہ بمعنی مہر است نہ بمعنی بند کنندہ۔ و فربت خاتم یعنی مہر برائے تصدیق می باشد پس معنی ایں است کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مہر انبیاء است۔ چنانچہ امام بخاری علیہ الرحمہ و صحیح خود معنی خاتم النبیین اینچنین کردہ است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از جملہ انبیاء علیہم السلام نبی صاحب مہر است۔ و در تفسیر ایں آیتہ حدیثے آورده کہ ازال

معلوم می شود۔ کہ برکت مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہر نبوت بود کاش مردم در الفاظ  
 قرآن مجید تامل کردند۔ تا در مغالطہ نیفتادند۔ اگر ایشان می دیدند کہ سوق  
 کلام دریں آیت برائے کدام مقصود است۔ و مضمونش چیست؟ برایشان واضح می شد  
 کہ خدا تعالی در ابتدا لے این آیتہ بیان فرمودہ است کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پدر کسی  
 از مردان شمانیت۔ و بعد ازاں کلمہ استراک یعنی و لکن آوردہ در عقب او الفاظ  
 رسول اللہ و خاتم النبیین ارشاد فرمودہ است۔ و این خود ظاہر است کہ کلمہ لکن  
 برائے ازالہ شبہتہ می آید۔ و این سخن نیز ہر کسی میداند کہ از فقرہ اول یعنی ماکان  
 محمد ابا احدی من رجالکم این شبہ ناشی میشود۔ کہ در سورہ کوثر خدا فرمودہ است  
 ان شاتک ہواک ابتر۔ یعنی دشمن تو ابتر و بیہ اولاد نرینہ است۔ یعنی تو ابتر نیستی  
 بلکہ بہ تحقیق دشمن تو ابتر است۔ و دریں آیتہ خود تسلیم میکند کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 را اولاد نرینہ نیست۔ پس بجهت ازالہ این شبہ صرف لکن استعمال کردہ ظاہر ساخت کہ  
 انہ بیان کہ در دل مردم شبہ پیدا میشود یا آن شبہ را دوری بنایم کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم چند  
 بطور جسمانی پدر کسی نیست۔ و لکن ابتر ہم نیست۔ زیرا کہ او رسول خدا است  
 پس سلسلہ اولاد روحانی او خیلیہ وسیع باشد۔ زیرا کہ ہر رسول پدر روحانی امت خود  
 است۔ بعد ازاں خاتم النبیین آوردہ بر مضمون اول مزید ترقی کردہ فرمود کہ نہ  
 صرف بسیاہی از مومنان اولاد او باشند۔ بلکہ او مہر پیغمبران ہم است کہ بہ مہر  
 انسان تا بمقام نبوت نوازند رسید۔ پس او نہ صرف پدر عامہ مومنان خواہد بود۔ بلکہ  
 پدر انبیاء ہم خواہد بود۔ الغرض دریں آیت باب این قسم نبوت کہ مذکور شد و اگر دہ  
 شدہ است نہ مسدود۔ آری این آیت باب اکل نبوہ را بکلی بند کردہ است۔ کہ

حامل شریعت و نباشد۔ یا بغیر واسطہ آنحضرت ص حاصل شود۔ زیرا کہ اگر انجین نبوت  
باقی باشد۔ البتہ باب ابوت روحانی آن سرور بند گردد۔ دابوت روحانی آن نبی  
جدید جاری شود۔ و در این آیہ کریمہ نفی انجین نبوت و رسالت کرده شدہ است۔

و همچنین علمای گویند کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است۔ انا آخر الانبیاء  
و نیز ارشاد کرده است لا نبی بعدی۔ پس از روئے این احادیث بعد از  
سرور کائنات هیچ کس نبی نتواند شد۔ مگر حیث کہ این علماء فقرہ انا آخر الانبیاء  
را می بینند۔ و فقرہ دیگر کہ مسجدی هذا الممساجد است کہ در حدیث مسلم با فقرہ  
مذکورہ بالا موجود است۔ بسوئے آن مطلق التفات نمی کنند۔ اگر فقرہ انا آخر الانبیاء

این معنی دارد کہ بعد از من نبی هیچ قسم نمی آید۔ پس در صورت معنی فقرہ دوم نیز این  
باشد کہ هیچ مسجد کے بر روئے زمین بعد این مسجد من تعمیر نشود۔ لیکن ہاں گروہ علماء کہ  
از انا آخر الانبیاء استدلال بر نفی نبوت ہر قسم بعد از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم می کنند  
با وجود موجود بودن الفاظ مسجدی هذا الممساجد نہ صرف مساجد دیگر تعمیر می کنند  
بلکہ چنداں مساجد بکثرت بنامی نمایند کہ در بعض شہر یا بوجہ کثرت مساجد خیلے مساجد  
ویران افتادہ است۔ و در بعض مقامات بامین مساجد فاصلہ چیل ذراع ہمہ شکل  
یافتہ میشود۔ اگر باعث بعثت آخر الانبیاء هیچ انسان نبی نتواند شد پس با وجود  
لفظ آخر الممساجد دیگر مساجد چہ بنا کردہ میشود ؟

در جواب این سخن گفتہ می شود کہ این مساجد ہم مساجد نبی کریم است صلی اللہ علیہ وسلم زیرا  
این مساجد برائے ہماں طریقی عبادت بنا کردہ میشود کہ آنحضرت ص برائے آن مسجد نبوی  
را تعمیر کردہ بود۔ پس بسبب ظلیت این مساجد از مسجد نبوی جدا نیستند پس بکے مساجد آخرت

شیخ مسلم باب فضیلة صلوۃ بین مسجدی کہ درین

مسجد نبوی را نفی نمیکند :

بنی این جواب با صواب است۔ مگر بامیگوئیم کہ چنانکہ مساجد روئے زمین ظل مسجد نبوی است۔ ہم بریں نق با وجود انا و الا نبیاء بعثت آسمان انبیاء نیز جائز است۔ کہ نبی مارا بر جائے ظل و بروز باشند۔ و بر جائے شریعت جدیدہ آوردن پیروی شریعت محمدیہ نمایند۔ و محض برائے اشاعت تعلیم محمدی مبعوث گردند۔ و ہر چہ یاقۃ باشند از فیض و احسان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یاقۃ باشند پس از بعثت جنین انبیاء و اواخر انبیاء بودند سید ولد آدم ہماں طور فتور نمی افتد چنانکہ از مساجد نو کہ بہنوئے مسجد نبوی بنا کنند پیچ ظل در آخر بودن مسجد نبوی پیدا نمیکرد

ہم بریں نقطہ معنی الانبیاء بعدی ہرگز اس نیست۔ کہ بعد بعثت سید الکونین صلاً پیچ نبی بعثت نہ پذیرد۔ بلکہ معنی آن ہم ہمین است کہ آن نبی پیدا نگردد کہ شرع محمدی را منسوخ سازد پس ہر آن نبی کہ برائے تائید نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ باشد اورا "بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم" نتوان گفت۔ زیرا کہ او درون دائرہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است۔ "بعد آنحضرت" در آن صورت می بود کہ حکم را از احکام شریعتش منسوخ میکرد۔ کار خردمند آن می باشد کہ ہر ہر ضمون غور تام فرماید۔ و درنگ ہر نقطہ فراموشد۔ غالباً حضرت صدیقہ بخوف اینکه میباد انجینس کوتاہدیشاں در مخالطہ بیفتد۔ فرمودہ است۔ قُولُوا اِنَّ خَاتَمَ الْاَنْبِیَاءِ وَلَا تَقُولُوا الْاَنْبِیَاءُ بَعْدَہُ (تکلمہ جمع البحار ص ۸۷) یعنی خاتم النبیین بگوئید۔ ولیکن اینطور بگوئید کہ بعد از وسیع پیچ نبی نیاید۔ اگر بعقیدہ حضرت عائشہ صدیقہ بعد بعثت سرور عالم بعثت نبی پیچ قسم نامکن بود۔ چرا مردم را از گفتن الانبیاء بعدی منع فرمود۔ و اگر عقیدہ صدیقہ درست نبود۔

صحابہ کرام چار تردید قول صدیقہ نکر دند پس منع کردن حضرت عائشہ از گفتن لانی بعدہ ثانی  
 میکند کہ بعقیدہ صدیقہ بعد از بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعثت نبی دیگر ممکن است  
 مگر بعثت نبی صاحب شریعت یا بعثت آن نبی کہ از قید اطاعت و اتباع سرور انبیاء  
 آزاد باشد ممکن نیست۔ و خاموشی اصحاب کیار و اعتراض ناکردن بر قول صدیقہ داعی نماید  
 کہ ہمہ صحابہ مثل صدیقہ دارائے ہمیں عقیدہ بودہ اند :

افسوس بر مردم کہ در معانی کلام الہی پیچ غوی می کنند و خود ہم خطا می کنند و  
 دیگران را ہم در ورطہ خطا می اندازند۔ و باز افسوس بر آن مردم کہ ایشان بر کسانیکہ  
 مثل ایشان راہ غلط زرفتہ اند۔ خیلے اظہار غیظ و غضب می کنند۔ و بہ لقب بیدین و کافر  
 یاد می نمایند۔ مگر مرد مؤمن اذیں سخناں درشت نمی ترسد۔ بلکہ او از غضب نارضا مندی  
 خدا می ترسد۔ انسانے انسان را چہ ضرر تو اندر رسانید۔ و غیر از نیکہ او را بقتل رساند دیگر  
 چہ تواند کرد۔ اما مرد مؤمن از موت نمی ترسد۔ موت برائے مے ذریعہ لقائے محبوب  
 باشد۔ اے کاش ایں مردم در معانی قرآن کریم تدبر میکردند تا بر ایشان واضح و واضح  
 می شد کہ قرآن خزائنہ الہیت بس وسیع۔ و ذخیرہ الہیت غیر نافذ۔ ہمہ ما یحتاج انسانی را کفایت  
 میکند۔ و در مے آفندہ حقایق و معارف بیان شدہ است۔ کہ در کتب سابقہ عشر عشر  
 آل ہم مذکور نیست :

اگر ایشان را ایں حال معلوم می شد۔ همچو خوک چاہ بر حال تنگ خود شاد نبودندے  
 بلکہ در طلب راہ ہائے قرب الہی گام زدندے۔ اگر ایشان بجائے تمناعت نمودن بر الفاظ  
 قدر اصلاح دلہا می شناختند۔ بقلقہ علوم ظاہری تمناعت نمیکردند۔ بلکہ می کوشیدند تا ایشان  
 را تعلق بخیراتعالی میسر آید و اگر ایشان را ایں ہش پیدا شدے۔ البتہ در ایشان ایں تجوہ پیدا شد کہ



قرآن کریم تا بحدام حدی برائے انسان راہ ہائے ترقیات کشودہ است و آنگاہ برایش  
 واضح شدی کہ ایشان مخزرا گذاشته بر قشر قناعت و رزیدہ اندر دبیالہ ہتی را پیش لب  
 آورده آرزوئے مستی داشتند :

آخر سبب چیست کہ با آنکہ سورہ فاتحہ را میخوانند و در دلہا شای این آرزو گاہی  
 پیدا نمی شود کہ آن انعامات کہ حق تعالی دریں سورہ بیان کردہ ایشانرا نیز از انی گرد  
 ہر روز پنجاہ بار اھذا الصراط المستقیم صراط الذین النعمت علیہم را تلاوت  
 می کنند۔ لیکن در خاطر ایشان این خیال پیدا نمیگردد کہ آخر آن کدام انعام است کہ  
 مامی طلبیم۔ اگر یک نوبت ہم فہمیدہ نماز میگذاردند۔ و ہائے شای دریں فکر می  
 افتادند کہ از "الصراط المستقیم" و صراط الذین النعمت علیہم "مرا دعیت و آنگاہ عنان  
 توجہ ایشان بجانب این آیات سورہ ناس منقطع می گشت۔ ولوانہم فعلوا ما  
 یوعظون بہ لکان خیارا لہم واشد تنبیئا واذ الّا یتنبہوا من لدنا اجر  
 عظیم و لہدینہم صراطا مستقیما و من یطع اللہ والرسول فاولئک مع  
 الذین النعم اللہ علیہم من البیین والصدیقین والشہداء والصالحین و  
 حسن اولئک رفیقا و ذالک الفضل من اللہ و کفی باللہ علما (سورہ ناس ۱۰)  
 یعنی اگر میگردند آنچہ بہ آل پند داده میشوند۔ ہر آئمہ بہتر بودی ایشان را و محکم تر  
 و راستوار می دین و آنکہ البتہ میدادیم ایشان را از نزد خود مزدی بزرگ و دالالت  
 میکردیم ایشانرا بہ راہ راست و ہر کہ فرمان برد خدا و رسول را پس بخشنی جماعت انان  
 مردمان اند کہ انعام کردہ است خدا بر ایشان از پیغمبران و صدیقان و شہیدان و  
 صالحان و چہ نیکوتر اند آن گروہ ہم نشینان این بخشایش است از خدا و بندہ است

خدا شے خدا نا :

اگر آیات ہویدا میشود کہ مراد از ہدایت او گروہ منعم علیہم داخل کردن است  
در زمرة انبیاء و صدیقان و شہیدان و صالحان - ہر گاہ خدا تعالیٰ بواسطہ رسول خود ارشاد  
فرمودہ است کہ ما ہر روز قریباً چہل بار پیش خدا ایستادہ از برای خود صراط مستقیم  
بطلبیم - و تفسیر ہدایت صراط مستقیم کہ خود خدا فرمودہ است این است کہ در گروہ انبیاء  
و صدیقان و شہیدان و صالحان داخل کردہ شود - پس چگونہ امکان دارد کہ من کل الوجوہ  
بر روی ایں اُمت بابت نبوت مسدود باشد - آیا ایں ہزل نیکو دہ و شان حق تعالیٰ  
از نسخہ بالاتر است - آیا ممکن است کہ او تعالیٰ از یک طرف با مردم تاکید کند - کہ از من  
ہمال الغامات را طلب کنئید کہ بر انبیاء و صدیقان و شہداء و صاحبین کردہ ام -  
و باز از جانب دیگر بگوید کہ من ایں الغامات را برائے دوام بر روی ایں اُمت بند کردہ ام  
حاشا و کلا ! ذات اوستجانت تعالیٰ از حلقہ نقائص مُبرا است - و از ہمہ عیوب مُنزه اگر  
او تعالیٰ ایں الغامات را بر روی خلایق مسدود میکرد - در سورہ فاتحہ ما را ہرگز تلقین  
طلب ہدایت بسوئے راہ گروہ منعم علیہم نمی فرمود - و نیز در تفسیر صراط مستقیم ہرگز نفی  
کہ انسان بذریعہ ابتداء و اطاعت ایں رسول در زمرة انبیاء ہم داخل میشود :

گفتہ می شود - کہ در سورہ نسا مع الذین انعم اللہ علیہم وارد شدہ است  
نہ من الذین انعم اللہ علیہم - لہذا مراد ایں آیت شریفہ ایں است کہ خاصان ایں اُمت  
ہمراہ انبیاء باشند نہ داخل زمرة انبیاء - لیکن ایں معترضان نمی اندیشند کہ در آیہ کریمہ  
خدا تعالیٰ حصن بر ذکر انبیاء کفایت فرمودہ است - بلکہ با ذکر انبیاء صدیقین و شہداء و  
صالحین را نیز یاد فرمودہ است - اگر بسبب لفظ "مع" معنی ایں آیہ آن است کہ ایں

می گویند درین صورت این هم واجب التسلیم خواهد بود که درین اُمت هیچ کدام صدیقی  
 بهم نخواهد بود۔ بلکه محض اینقدر است که چند افراد این اُمت با صدیقان باشند نه داخل  
 زمره صدیقان۔ و نیز هیچکس شهید هم درین اُمت نباشد آری این قدر باشد که بعضی مردم  
 در رکاب شهید ایا باشند نه داخل زمره شهیدان۔ و نیز صاحب هم هیچکس ننماید بود بلکه چند  
 از ایشان محض در محبت صلح باشند یا بلفظ دیگر اینکه جمیع افراد این اُمت از همگی  
 مدارج تقوی محروم باشند۔ و نصیب ایشان صرف این قدر باشد که ایشان را انعام  
 یافتن همراه کامل افراد اُمم سابقه که با علی مدارج تقوی رسیده اند شامل کرده  
 خواهند شد و بس۔ آیا هیچ مسلمانی انجین خیال در دل می تواند گذرانید؟ زیاده  
 ازین توہین قرآن کریم و اہانت نبی رؤف رحیم و تحقیر و تذلیل دین اسلام و بیگجه توان  
 شد۔ کہ در اُمت محمدیہ مردم نیکو هم نباشند صرف اینقدر باشد کہ چند نفر ازین اُمت  
 باینکواں اُمم سابقه شامل کرده شوند۔

الغرض اگر بلفظ "مع" زور داده سلسلہ نبوت را بند کرده آید لامحالہ نتیجہ  
 خیر ازین نمی برآید کہ ہر یکے مسلمانان دروازہ صدیقیت و شہادت و صلاح نیز  
 مسدود باشد۔

اما حقیقت سخن این است کہ معنی لفظ "مع" محض یہیں نمی باشد کہ دو چیز یا دو کس  
 در یک جائے یاد یکے مان با ہم شریک باشند۔ بلکہ این لفظ گاہے برائے اشتراک  
 مناصب مدارج ہم استعمال کرده می شود۔ چنانچہ حق تعالی فرمودہ است۔ ان الثانی  
 فی الذلک الاسفل من النار ولن یقد لهم نصیراً الا الذین تابوا واصلحوا  
 واعتصموا باللہ واخلصوا دینہم للہ فاولئک مع المؤمنین۔ و سوف یتوقی اللہ  
 المؤمنون اجمعاً (سورہ نساء ۲۴)

یعنی ہر آئینہ منافقان در طبقہ زیر ترین انداز آتش۔ و نیابی ایشان را بسچ یاری ہند  
مگر آنانکہ توبہ کردند و صلاح پیش گرفتند و چنگ زدند با خدا و خالص گردند و دین خود را  
برائے خدا پس آں گروہ مع المومنین باشند و زود باشد کہ خدا بدہد مومنان را مزد  
بزرگ ۛ

درین آیت برائے تابان و نیکو کاران و فرمانبرداران خالص لفظ "مع المومنین"  
مستعمل شدہ است۔ پس اگر معنی "مع" صرف "ہمراہ" کردہ شود مفہومش غیر ازین نباشد  
کہ با وجود اینہمہ نیکو تہا کہ ایشان کنند باز ہم مومنان خالص نگردند۔ بلکہ محض با مومنان  
ہمراہ کردہ شوند۔ و این امر بالبداہت باطل است لہذا معنی "مع" گاہے برائے  
اشتراک فی المنصب و الدرجہ ہم باشد۔ و درین آیت کریمہ اولئک مع الذین انعم اللہ  
علیہم نیز لفظ "مع" افادہ معنی اشتراک فی الدرجہ و فی المرتبہ می دہد ۛ

محض یہی آیت تصدیق مدعاے مانمیکند بلکہ از خیلہ آیات کلام اللہ استفاد  
می شود کہ باب آل نبوت یریں اُمت مفتوح است کہ ظل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
باشد و بچہر اشاعت نبوتش عطا کردہ شود و بہ اطاعت و علامی آنحضرت حاصل آید  
چنانچہ خدا تعالیٰ در آئنائے ذکر آل سرور صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر اُمت او در سورہ اعراف  
میفرماید:۔ قل انما حرم ربی الفواحش ما ظہر منها و ما بطن و الاثم و لبغی  
بغیر الحق و ان تشرکوا باللہ ما لم یُنزل بہ سلطاناً و ان تقولوا علی اللہ

ما لا تعلمون ۛ و لکل اُمت اُجل فاذا جاء اجلہم لا یستأخرون ساعة ۛ و لا  
یستقدمون ۛ یا بنی آدم اما یا تیکم رسولکم منکم ۛ یقتون علیکم ایاقی ۛ  
فمن اتقی و اصلح فلا خوف علیہ و لا هم یحزنون ۛ یعنی بگو جز این نیست کہ حرام

کہ پروردگار من کا رہائے ناشائستہ را انجہ پیدا است ازاں د انجہ بنظر دقیق بر بدی  
 آہنا پے توان برو و گناہ را و تعدی ناحق را۔ و آنکہ شریک سازید بخدا چہیزے را کہ  
 خدا هیچ دلیل براں نازل نکرده است۔ و اینکہ گوئید بر خدا انجہ نمی دانید۔ و  
 مہر گروہے را میعاد است پس چوں بیاید مدت آہنا۔ پس نادن نتوانند یک  
 ساعتی و نہ بیش توانند شد۔ لے فرزندان آدم اگر بیایند بہ شمار سؤالاں از میان  
 کہ بخوانند بر شا آیتہائے مرا پس ہر کہ پر سیز گاری کند و کار خود را بہ صلاح آورد پس  
 نیست بچ تر سے برا آہنا و نہ ایشاں اندوگین شوند :

ازیں آیت پُر بشارت روشن است کہ دریں اُمت نیز سؤالاں خدا مبعوث گردند  
 زیرا کہ حق جل و علا در انمائے ذکر اُمت محمدیہ فرمودہ است کہ اگر نزد شمار سؤالاں  
 بیایند باید کہ ایشاں را قبول کنند۔ ورنہ در عذاب گرفتار شوید :

ایں نتواں گفت کہ دریں آیت لفظ اَما وارد شدہ است کہ دلالت بر شرط  
 می کند۔ چر کہ بعد از واقعہ خروج آدم علیہ السلام نیز یہیں لفظ اَما را ارشاد فرمودہ  
 است۔ علاوہ بریں اگر لفظ اَما را برائے شرط ہم قرار دادہ شود باز ہم ظاہر میشود  
 کہ سلسلہ نبوت را خدا تعالیٰ بند فرمودہ است زیرا کہ ایں امر خلاف شان اوست  
 کہ ہر امرے را کہ قطعاً مسدود و مقطوع ساختہ باشد باز آں را بطور شرط بیان نماید۔

و همچنین خیالے شواہد و نظائر از قرآن کریم و احادیث رسول رؤف رحیم ثبت ایں  
 مدعا است کہ باب نبوت مطلقاً مسدود نیست۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار بار  
 میس موعود را بہ لقب نبی اللہ یاد فرمودہ است۔ اگر بعد از حضرت محمد مصطفیٰ ص نبی  
 میس قسم قابلیت نبوت نہ داشت چہرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میس موعود را بہ لفظ نبی یاد

مے فرمود :

القرآن چارم

واعتراض چہارم کہ برنامی کنند این است کہ با انکار جہاد میگوئیم۔ مہم ہوا رہ بریں  
امر تعجب می آید کہ مردم بریں قدر کذب چگونہ جسارت توانند کرد۔ زیرا کہ این سخن کہ با  
منکر جہاد هستیم۔ کذب محض است۔ در عقیدہ ما ایمان ہرگز بغیر از جہاد کامل نمی شود۔  
این ہمہ ضعیف کہ در اسلام و مسلمانان پیدا شدہ است و این کمزوری ایمان بلکہ فقدان  
کہ در ایشان بنظر نمی آید نزد ما بسبب کتب ہائی رزیدن و مست شدن ایشان در امر جہاد است  
پس در بلکہ ما این قول ایشان کہ ما منکر جہاد هستیم سراسر افترا است۔ چون در  
صد مقامات قرآن کریم ما را تعلیم جہاد داده شدہ است باز کہ بحول اللہ و قوت  
مسلمان هستیم و بتعلیم قرآن بادل و جان قربانیم۔ از جہاد چگونہ انکار توانیم کرد۔ البتہ  
ما خیلہ مخالفت باین امر میداریم کہ بہ بہانہ جہاد غداری و خونریزی و رہزنی و فساد  
کرده آید زیرا کہ از ارتکاب چنین افعال بر چہرہ زیبائے اسلام یک دغ بد نما حاش  
میگردد و ما بارائے برداشت این امر نداریم کہ از راہ حرص و ہوا و طمع حطام دنیا  
برائے فوائد نفس آمارہ احکام مقدسہ اسلام را تغیر داده آید :

فساد نام جہاد گذاشته آید :

اے شاہ ذی جاہ ! جناب والا خوب میدانند کہ اگر شخصہ بر محبوب کسی خورہ گیرد  
محبت او را این امر چہ قدر از دست می رساند۔ و بر محرک این فعل اورا چہ قدر طیش می آید  
ہمچنین ما ہم ازیں مردم کہ اسلام را بہ اعمال و افعال دکا رو کردہ و خود بدنام می کنند  
شکوہ بوقیم است کہ خود را مسلمان و انمودہ باز با اسلام خیلہ دشمنی می نمایند :

امروز مردم دیگر مذاہب میں اسلام را ایک مذہب غیر مہذب نبی اسلام را علیہ الصلوٰۃ والسلام یک بادشاہ جابر می انگارند۔ آیا این خیال ایشان را ازین وجه پیدا شده است کہ ایشان در حیات طیبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چینیہ اند کہ خلاف تقوی و دین باشد حاشا و کلا۔ بلکہ باعث آن غیر ازین نیست کہ مسلمانان با اعمال خود در دین مخالفان مذہب اسلام بعض چنان امور را مرتسم و منتفش کرده اند کہ ایشان ہنہارا از برا یک لمحہ ہم فراموش نمی توانند کرد :

بہ نزدیک من از جملہ آل مظلوم خطرناک کہ بر عزت آل رسول ثقیلین امام فقہین کرده شدہ است۔ یک ظلم عظیم کہ بس فحیم است این است کہ مسلمانان نادان صورت زیبا ئے دلربا ئے آن نبی روف و رحیم را کہ از ستر پا رحمت مجسم بود و یک موزنا توان را ہم ایذا رسانیدن گوارا نمی فرمود۔ پیش دشمنان اسلام در سنیۃ ظاہر کرده اند کہ دہائے آل مردم از آنحضرت متوحش گشتہ و دماغہائے شان از خیالات مخالفانہ پُر شدہ است :

من دریں اوان از چہار سوئے جہان صدائے الجہاد و الجہاد می شنوم و مگر حقیقت آن جہاد را کہ بجانب او خدا و رسول خدا دعوت میفرمود ایشان ہرگز نمیدانند کہ آن چہ چیز است۔ جہاد سے کہ خدا تعالی بجانیا و میخواند این است۔ خلا تعط الکافرین و جہاد ہم بہ جہاد اکبیر (سورہ فکان ع ۵) یعنی فرمان بہر کافران را و جہاد کن با آہنابہ قرآن پاک جہاد کردنی بزرگ۔ مگر آیا امروز مسلمانان بسوئے ہمیں جہاد بالقرآن مردم را میخوانند۔ چہ قدر مردم ہستند کہ قرآن کریم را در دست گرفتہ برائے جہاد کردن با کافران بیرون آورہ اند۔ آیا در قرآن دین اسلام

ہنچو جو ہرے نیست۔ کہ بہ آں دلہائے مردم را بسوئے خود جذب کنند؟ معاذ اللہ  
 اگر در قرآن کریم اس گونہ کشش جذب نیست۔ پس بر راست بودن اسلام و بر نجات  
 بودن او چہ دلیل و برہان است۔ چون سخن مردم آنقدر تاثیر دارد کہ دل اکثر کساں  
 بسوئے آن منجذب میگردد پس آیا صرف کلام الہی استخوان بے اثر مانده است کہ باو  
 بردلہائے مردم فتح نتوان یافت و تا وقتیکہ تیغ خون آشام از نیام بر نیاید دل  
 کافک دعوت حق را بیک اجابت نگوید لیکن تا این زمان بمشاهده نیامده است  
 کہ دلہا بذریعہ شیر مسخر کردہ شدہ باشند۔ و قرآن کریم بر بخشنین مسلمانان کہ مبنی بر نفاق  
 باشند و بجهت طمع یا خوف اختیار کردہ شود لعنت می فرستد۔ كما قال اللہ تعالیٰ  
 اذ اجامک المنافقون قالوا نشہد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ  
 واللہ یشہد انک المنافقین لکاذبون (سورہ منافقون) یعنی چوں کہ نزد تو منان  
 می آیند۔ میگویند۔ گواہی میدہیم۔ کہ ہر آئندہ تو رسول خداستی۔ و خدا میداند۔ کہ  
 بدرستی تو پیغمبر اوستی۔ و خدا گواہی میدہد کہ بہ تحقیق منافقان دروغ گویند۔  
 اگر شاعت اسلام بذریعہ جہاد بالسیف جائز می بود۔ آیا قرآن مجید ذکر آن  
 کساں کہ بظاہر اسلام آوردہ بودند و در دل نفاق می داشتند۔ بہ آں الفاظ  
 کہ بالا ذکر یافت میگردد؟ چرا کہ اندرین صورت ایمان شاں نتیجہ تعلیم قرآنی بودے۔  
 و روئیاں کیست کہ اس امید تواند داشت کہ من با حسام خوں آشام جماعت  
 مخلصان را تو انم فراہم آورد پس اس خیال باطل است کہ اسلام حکم داد است کہ  
 دیگر اہل مذاہب را با تیغ و سنان جالستان مقہور و بر قبول اسلام مجبور باید کرد۔  
 اسلام در دنیا اں اولین مذہب است کہ بہانگ بلند میگید کہ در امر مذہب مردم را



آزاد باید اشت چنانچه فرموده - لا اکراه فی الدین قد تبین الوشد من الغی (بقره ۲۵۶)  
یعنی در امر دین هیچگونه جبر و اکراه جائز نیست - هر آینه هدایت از گمراهی جدا شده  
است و امتیاز نمایان پیدا کرده است - پس هر یک را می رسد که حق را از روی  
دلائل قبول کند یا رد کند \*

و در آیت دیگر فرموده است - قاتلوا فی سبیل الله الذین یقاتلونکم و لا  
تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین (بقره ۲۵۶) یعنی جنگ کنید در راه خدا  
با کسانی که با شما جنگ می کنند و زیادتی نکنید - هر آینه خدا دوست نمیدارد از حد  
گذرندگان را - پس هرگاه اسلام محض با آنکس فتوی جنگ دینی میدهد که با مسلمانان  
در باره دین جنگ می کند و مسلمانان را جبراً از اسلام برگردانیدن اراده  
میدارند و باین همه بر آنها حکم زیادتی نمیدهد - بلکه میفرماید - که اگر آنها از جنگ  
بازمانند شما هم از جنگ ایشان بازمانید - پس چگونه توان گفت که دین اسلام  
حکم میدهد که با اهل دیگر مذاهیب از بهر اشاعت اسلام جنگ بکنید لغرض حق تعالی  
بغرض افشائ مذاهیب مختلفه هرگز حکم جنگ نداده است - بلکه برای حفاظت آنها حکم جنگ داده  
است چنانچه فرموده اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا و ان الله علی نصیرهم (تحدید)  
الذین اخرجوا من ديارهم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا الله و لو لا دفع  
الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد  
یذکر فیها اسم الله کثیراً و لینیصرون الله من ینصرون ان الله لقوی عزیز  
(ج ۶) یعنی دستوری داده شد آنان را که کارزار می کنند مردم با ایشان بسبب  
ستم رسیده اند - و بدستی خدا برای کردن ایشان هر آینه توانا است - انانکه بیرون

کرده شده اند۔ از خانہائے خود بہ ناحق۔ مگر آنکہ میگویند پروردگار ما خدا است  
 و اگر نبودے رفع کردن خدا مردمان را بر خنہ از ہنہارائے خنہ ہر آئندہ ویران کردہ می شد  
 صومعہا و کلیسیا ہا و کشتہا و مسجد ہا کہ یاد کردہ می شود در ان نام خدا را بسیار و البتہ  
 یاری میدہد خدا کہے را کہ دین اورا یاری میدہد۔ و ہر آئندہ خدا توانا و غالب است  
 ایں آیات کہیمہ چہ قدر بہ توضیح و تصریح آشکارا می نماید۔ کہ کارزار دینی در ہاں  
 صورت جائز است۔ کہ کفار از رینا اللہ گفتن مانع آیند۔ یعنی کافران در سجا آوردن  
 امور دین دست اندازی کنند۔ و غرض از جہاد ہر گز ایں نیست کہ بہ آن معابد دیگر  
 مذاہب را خراب نمودہ آید۔ و ایشان را بر ترک نمودن مذاہب قدیمہ ایشان مجبور  
 ساختہ شود۔ و در صورت انکار از ترک مذاہب آبائی بے دریغ تہ تیغ کشیدہ شود  
 بلکہ غرض از جہاد آن است کہ حفاظت تمام ادیان و مذاہب کردہ آید۔ و معابد و کنائس  
 ایشان را محفوظ داشتہ شود۔ الغرض ہمیں غرض و مقصد جہاد مطابق مغز تعلیم اسلام  
 است۔ زیرا کہ اسلام را در دنیا خدا تعالی از آسمان بطور شاہد و محافظ نازل فرمود است  
 نہ بطور جابر و ظالم۔

الحاصل جہادے کہ اسلام ہاں اجازت داد است۔ و حکم ہاں فرمودہ ہمیں است کہ  
 با آنکس جنگ باید کرد۔ کہ مردم را جبراً از اسلام برگردانند۔ و یا از اسلام آوردن  
 منع کنند۔ و کسانے را کہ داخل اسلام شوند۔ بجرم قبول اسلام قتل نمایند۔ بغیر ہر کس  
 کہ ذکر شان بالا گذشت۔ با دیگران کہ سدا را قبول اسلام نمی شوند۔ اصلاً جنگ  
 جدال جائز نیست۔ و اگر واقع شود آن جنگ جنگ سیاسی و ملکی باشد کہ احیاناً ما بین  
 دو فریق مسلمانان نیز واقع میگردد۔

این جنگ ظالمانه که بعضی اوقات زیاده از خوریزی و غارتگری هیچ صفته در خود ندارد  
 و مسلمانان بشومی اعمال اقوام مذاهب دیگر پیدا شده است - و الا در اسلام این  
 جنگ بائے سفاکانه هیچ نشانے پیدا نبود و زیاده تر الزام اشاعت این عقیده بر  
 اقوام مذاهب عیسوی است - که دریں زمان به نسبت دیگر جمیع اهل مذاهب بذریعہ این  
 اعتراض بر اسلام حمله می آوردند در قرون وسطی در میان عیسائیان این نوع جنگها  
 آن قدر غوغا و شور و شهاب بود قاطبتہ کل دنیائے فرنگ مصروف جنگ و پیکار و مشغول  
 کارزار بود - و همچنان که دریں اوقات قبائل نیم آزاد و سرحدی بر حدود هندوستان  
 وقتاً فوقتاً حمله می کردند - اقوام عیسویہ در آن زمانہ از یک جانب حدود و ثغور بلاد  
 ممالک اسلامیہ را تاخت و تاراج می نمودند و از جانب دیگر بر آن اقوام یورپ که  
 هنوز در دین مسیحی داخل نشده بودند - یورش و برده خانان آن نادانان را رسوم  
 مذہبیہ را ویران میکردند و اینچنین سفاکی و غارتگری را باعث خوشنودی خداوند  
 میدانستند - چنان می نمایند که همچنان که قاعدہ جاری و عادت مستمره است که بحالت  
 غیظ و غضب هوش و حواس انسان فتور می پذیرد - و پیروہ بر عقل انسانی می افتد مسلمانان  
 از چنین حرکات ناشائسته روزمرہ آن مسیحیان تنگ آمده و متاثر شده در مقابلہ  
 آن حرکات نابالسته که کلونخ انداز را پاداش سنگ است - به روش ایشان غارتگری  
 آغاز کردند - و رفتہ رفتہ خوئے آن درندگان گرفتند و ہماں تیرے کہ از ایشان آموختہ  
 بودند بر روئے ایشان انداختند و انجام کار تعلیم دین خود را پختی فراموش نمودند  
 حتی کہ آن وقت دآں زمانہ فرار سید - کہ ہماں مسیحیان کہ دریں شیبوہ کشت و خون استاد  
 مسلمانان بودند - بر شاگردان خود نسبت بہیں شیبوہ خوریزی و سفاکی اعتراض نمودند

آغاز کردند ۴

آتا ہزار حیف کہ با وجود ایں اعتراضات باز ہم چشم مسلمانان انشد۔ و از طعنہ ہائے  
و لخر اش ایشان مستقبہ نگشتند۔ احوال مسیحیان در کل دنیا ایں اعتراض را بر خلاف اسلام  
استعمال می نمایند مگر مسلمانان چنان بخواب غفلت غنودہ اند کہ چشم ایشان انمیکرد  
و ہموارہ بدست خود شمشیر در دست و شمشاں میدہند و بزبان حال ایشانرا فہمائش میکنند  
کہ ایں حربہ را بگیرد و بادے بر مسلمانان حملہ کند ۵

ولیکن مسلمانان غور نمی کنند کہ ایں جنگہائے سفاکانہ کہ پیش ایشان بنام جہاد شہرت  
دارد۔ بجائے نفع رسانیدن دین اسلام را خیل ضرر میرساند۔ آخر آن کہ ام مملکت یا کلام  
قوم است کہ بہ ایں حربہ مفتوح یا مشرف بہ اسلام شدہ است۔ کثرت مردم در جنگ  
بکار نمی آید۔ بلکہ ہنر و واقفیت از آداب حربہ ترتیب آلات داد و ات طعن و ضرب تربیت  
و سامان حسن انتظام و ہمدردی دیگر اقوام بکار می آید۔ بعض اقوام کم پایہ و کم مایہ  
بواسطہ خوبی انتظام عساکر و دول عظیمہ و افواج کثیرہ را ہزیمت دادہ اند۔ و اگر ایں  
نباشند افواج کالجہ المواج نیز میچکارہ ثابت میشود۔ چہ خوش بودے۔ اگر مسلمانان بجائے  
اینکہ جہاد را در معنی غلط و فاسد گرفتہ اسلام را بدنام میکنند۔ و اسلام را نقصان میرسانند  
و یو مانیو ما خوشن را در تعز مذلت می اندازند۔ برائے صیانت جان و مال و آبروئے خود  
و حفاظت بلاد اسلامیہ در تحصیل امور متذکرہ سعی وافر بکار برند۔ چرا کہ ہر گاہ بر مردم  
ایں امر آشکارا گردد کہ فلاں قوم بہ بہانہ مذہب خود اقدام بر جنگ می نماید ہمہ اقوام  
در مخالفت آن قوم باہم دگر مجتمع میشوند۔ زیرا کہ آن ہمہ از ان قوم و ہمہ خوردہ چنان  
خطر عظیم محسوس میکنند کہ عادل ترین حکومتی نیز از ان خطر محفوظ نمی ماند و ہر دولت

یا حکومت که مخالف مذہب او باشد از ترسکاری برگفتار و کردار او اعتماد نداشته و پس  
 اندیشه می افتد که اگر من باو سے سلوک نیک هم بکنم - باز هم من از او این نیم - زیرا که بنا  
 جنگ مخصوص است او منی بر ظلم و فساد نیست - بلکه بنا بر اختلاف مذہب و ملت است -  
 الغرض ما منکر جهاد نیستیم - بلکه به آن معنی غلط مخالف هستیم - که از و درین ایام  
 دین اسلام را خیلی صدمه و آسیب سخت رسیده است - و از ترقی مسلمانان به نزدیک  
 در فمیدن این مسئله مضمر است اگر ایشان منشأ این مسئله را بوجہ احسن بفہمند کہ جہاد کبیر  
 محض بوسیله قرآن کریم تواند شد نہ بذریعہ تیغ و سنان - و اگر بدانند کہ اختلاف مذہب  
 قطعاً مال و جان و عرض و ناموس کسی را بر مسلمانان حلال نمیکند - در کردار ایشان  
 آن گونه تغیرات رونماید کہ خود بخود بر صراط مستقیم گامزن گردند - و بر فرمان اجبلا دعان  
 لبس البریان تا تو البیوت من ظهورها و لکن المبر من اتقى و اتوا البیوت من ابوابها  
 و اتقوا الله لعلکم تفلحون <sup>(بقعه ۱۲)</sup> عمل پیراشده اصول صحیحہ ترقیات را کار بند شوند

۱۵ فلا تطع الکافرین وجاهدہم بہ جہاداً کبیراً -  
 ۱۶ كما قال الله تعالى - فان اعززلواکم فلم یقاتلواکم و القوا الیکم السلم فما جعل  
 لکم علیہم سبیل (سورہ نمل ۱۲) یعنی اگر از شما کناره گیرند و جنگ نہ کنند و بجانب شما  
 القائے صلح کنند - پس خدائے تعالی شما را بر ایشان راه نداده است - و کقولہ تعالی  
 وقاتلوا فی سبیل الله الذین یقاتلواکم و لا تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین  
 (بقعه ۲۳) یعنی و جنگ کنید در راه خدا با کسانی کہ با شما جنگ میکنند و از حد مگذرید  
 بدوستی کہ الله دوست نمیدارد و از حد مگذرند گان را - و همچنین فرموده است -  
 لا یفہلکم الله عن الذین لم یقاتلواکم فی الدین و لم یخرجواکم من ديارکم  
 ان تبتروا ہم و تقسطوا الیہم ان الله یحب المقسطین (ممتحنه) یعنی خدا تعالی  
 شما را منع نمیکند از کسانی کہ با شما جنگ نہ کرده اند در بارہ دین و شما را از خانه های شما بدر  
 نہ کرده اند - از اینکہ با ایشان نیکی کنید و با ایشان انصاف کنید - بدینکہ خدا تعالی انصاف کند

اے بادشاہ والا جاہ ! بہنجیکہ در نام نامی واسم سامی اشارتے است بہ آمان  
 خدا کمنہ کہ پذیریتہ آل والا جاہ در سر زمین افغانستان وحدود و ثغورال قیام اسمع ان  
 نمایاں گردود من اصول معتقدات جماعت احمدیہ راوامہات اعتراضات را کہ مردم  
 برایشان میکنند وجوابات ہنار بیان کردہ ام۔ اکنون سخنراہم کہ دعویٰ بانی سلسلہ حقہ  
 احمدیہ یعنی حضرت میرزا غلام احمد صاحب رابع دلائل آل بطور ایجاز و اختصار واضح  
 و آشکار ساختہ فرض خود را ادا نمائیم۔ تا در بار گاہ رب علیل سرخرو باشیم۔ کہ پیغام  
 آل فرستادہ حضرت اصیت را بجناب والا رسانیدم و تا جناب الا بنشاکم خداوند یکم  
 آگاہی یافتہ در تعمیل فرمان الہی کوشاں باشند۔ و دارش افضال الہی وجاذب محبت  
 ناقتنای او شوند۔

## دعویٰ حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام را دعویٰ بود۔ کہ حق تعالیٰ مرا محض از  
 برائے ہدایت و رہنمائی عباد مبعوث فرمودہ است۔ و من ہماں مسیح موعود ہستم کہ ذکر او  
 در احادیث نبوی است۔ و من ہماں مہدی معہود ہستم کہ آقائے من محمد مصطفیٰ الامام نبیاً  
 صلی اللہ علیہ وسلم بہ آن وعدہ فرمودہ است۔ و من مصداق و مصدق آل ہمہ  
 پیش خبری ہا ہستم۔ کہ در کتب مذاہب مختلفہ در بارہ منصلح آخر زمان مذکور و مندرج  
 است۔ و حق تعالیٰ مرا بجهت نصرت و تائید دین اسلام مبعوث فرمودہ است۔ و کمال  
 فہم غوامض قرآن و حقائق و معارف فرقان عطا نمودہ است۔ و براہ راستہ باریک  
 تقویٰ آگاہی دادہ است۔ و خدمت سترگ اظہار عظمت شان سید المرسلین

بمن سپرده است۔ و فرض غالب نمودن اسلام بر دیگر جمیع ادیان بزمست من فرمود  
است۔ تاخذ من لیظهر علی الدین کلاً به انجام رسانم۔ و دین پیشین را بر جمیع ادیان  
غالب گردانم۔ و خدا تعالیٰ مرا بر این غرض برین منصب علیل جاوده است۔ تا بر چشم  
دوست و دشمن آشکارا گردد۔ کہ او تعالیٰ باین اسلام تعلیق خاص و بار رسول مقبول  
صلی اللہ علیہ وسلم محبت بالاختصاص میدارد و از متابعت رسول اکرم غفلت و ریزیدن  
بنی آدم هرگز نمی پسندد ۛ

و این ہم دعوی بود۔ کہ ہر گاہ بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ جہت کافرانام  
بود۔ و ارادہ آہی از روز ازل بران متوجہ شدہ بود کہ در آخر دور زمان جمیع ملل و  
نحل را تحت لوائے محمدی جمع کند۔ بناء علیہ بر زبان پیغمبران پیشین و بزرگان ہر  
مذہب از مذاہب عالم پیش خبری ہامتنہن بر دوبارہ بعثت یکے از انبیائے سلف  
خود ہماں مذہب جاری ساخت۔ تا اقوام مختلفہ عالم را در ایمان آوردن بہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم منافرت قومی لغ و مزاحم نگردد۔ و در حقیقت ما بین اینچنین پیش خبریہا  
یک خبر یک مضمون بود است۔ از مہوشت گشتن مامورے از امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم  
تا بوسیلہ او تصدیق جناب رسالتاب شود۔ و مردم جملہ مذاہب تحت علم مصطفوی  
جمع آیند۔ چنانچہ آن ہمہ پیش خبری ہائے مذاہب شتی را بیزد تعالیٰ بواسطہ وجود  
آن موعود بمنصہ ظہور آورد است۔ پس آن مرسل موعود برائے ملت یہود و نصاری  
مثیل مسیح و برائے پیروان کیش زردشت مثیل مسیود رہی۔ و جہت ہنود  
مثیل کرشن گشتہ نازل شدہ است۔ تا بر جمیع ملل و نحل صدق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
روحانداہ از کتب خود شاں ثابت گردد۔ و بذریعہ آن موعود مسعود صد اقت اسلام

را در اک نموده در رتبه غلامی رسول اکرم صلی الله علیه و سلم در آیند \*

## دلائل حقیقت دعوی حضرت مصلح علیه الصلوٰة والسلام

بعد از آن که دعوی حضرت اقدس مسیح موعود و مهدی مسعود علیه الصلوٰة و السلام بطریق اختصار مرقوم شد. اکنون بطور کلیت نوشته می شود. که دلائل حقیقت دعوی مامورے از امور ان آلهی بر چه نوع می باشد. و باز اینکه بر آن دلائل حقه برد عادی حضرت مسیح موعود چه قدر پر ثبوت می افتد. زیرا که اگر ثبوت برسد. که شخصی در نفس الامر از جانب خدا تعالی مامور است و فرستاده او است. درین صورت اجمالاً بر جمیع عادی او ایمان آوردن واجب می شود. زیرا که عقل سلیم هرگز تسلیم نمیکند که شخصی با وجود مامور من الله بودن و با وصف مبعوث شدن بر هدایت خلق الله مودم را در راه غلط انداخته از طریق مستقیم منحرف سازد. و بقرض محال اگر این امر راست باشد پس این یک عظیم است بر علم حق تعالی. زیرا که صاحب این عقیده بخمال خود ثابت میکند که حق تعالی در انتخاب نبی (عیاذ الله) غلط کرده است. و چنان شخصی را از جانب خود مامور فرموده است که دلش خبیله ناپاک است. و بر جائے اقامت حق و حقیقت اشاعت راستی طالب عزت جاه خود بوده هوای نفس را بر احکام آلهی مقدم میدارد. اینچنین خیال نه محض خلاف عقل سلیم است. بلکه کلام ذوالجلال بهم الباطال آن میکند. چنانچه می فرماید. ما کان لبشر ان یوتیه الله الکتاب والحکم والنبوة ثم یقول للناس کونوا عباداً لی من دون الله ولكن کونوا ربانیین بما کنتم تعملون الکتاب و بما کنتم تدرسون ولا یامرکم ان تتخذوا المملکة والنیین ارباباً



ایام رکوع بالکفر بعد از انتم مسلمون (اکل عرغ) یعنی اس امر کے ممکن تواند بود کہ  
 شخصے را کہ ایزد تبارک تعالیٰ کتاب و حکم و نبوت عطا کرده بجانب مردم بفرستد انکس  
 مردم را حکم دهد کہ خدا تعالیٰ را گذاشته بندہ من بشوید۔ بلکہ او بہین خواهد گفت۔ باید کہ  
 شمار بانی بشوید۔ چہ را کہ شما کتاب خدا را بر مردم می آموزید و خود ہم میخوانید و او حکم نمید  
 شمارا کہ فرشتگان و انبیاء را پروردگار ان خود بسازید۔ زیرا کہ ممکن نیست کہ اوسے کہ  
 شمارا بعد سلمان ساختن باز فرمان بکفر دهد :

الفرض بنیاد مسئلہ برین است کہ مدعی ناموریت در نقض الامر صادق است یا نہ ؟  
 پس اگر صدق او بدرجہ ثبوت برسد۔ ہمہ عادی او ثابت است۔ و اگر راستی او  
 ثابت نشد۔ باز در تفصیلات او مشغول گشتن لا حاصل بلکہ سراسر باعث تضییع اوقات  
 است۔ پس بناءً علیٰ ہذا الاصل بر دعویٰ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر  
 کردن خیلے ضروری است تا بر آن دلائل کہ حضرت مسیح موعود بنائے دعویٰ خود را بآہنہا  
 استوار کردہ در پیش عالمیان جلوہ گر نمود است۔ و تا اس زمان لکو کہسا مردم  
 بر آن نظر کردہ بر حضرت موعود ایمان آورده اند جنابہ الاراء علی سبیل الاجال آگاہی  
 بہم رسد :

## دلیل اول

### ضرورت زمانہ

اول دلیلہ کہ بر حقیقت دعویٰ نامور قائم میشود۔ آن اقتضائے حالات زمانہ است۔  
 وانا دانا است و شناسا شناسا کہ سنت مستمرہ حضرت حکیم علی الاطلاق بر آن جاری

شدہ است کیسچ کارے خلاف موقع دے محل ظاہر نمی سازد۔ و تا ضرورت پیدا نگردد۔  
 پیسچ امرے لاہویدا نہیں کند۔ و چون ضرورتے حقیقی متعلق امرے حادث گمردد۔ اکی امر را  
 بفعل می آرد۔ و در اظہار آں دینغ روانمیدارد۔ پیسچ چیزے از ضروریات جسمانی نوع  
 انسانی نیست۔ کہ حق تعالیٰ اورا بہجت بنی آدم ہتیا نہ کردہ باشد۔ چنانچہ ہر کو چاکتہ بن  
 ضرورتے کہ باں انسان متعلق است۔ از فضل خود آں را ہم برائے انسان فراہم ساختہ  
 است ۛ

ہر گاہ آں ذات منہام قدرت آلاؤہ برآمادہ و ہتیا ساختن ضروریات دنیویہ  
 ایں قدر اہتمام بکار بردہ است۔ باشان ربوبیت او خیلے منافات میدارد کہ ضرورتہا  
 روحانیہ انسان را از نظر اندازد۔ و ہر آئے ہتیا فرمودن آں پیسچ اہتمامے بروئے کار  
 نیار و جسم انسانی در معرض فنا و زوال است۔ و ہمہ تکالیف و عوارض او عارضی است  
 و سایر ترقیات او محدود است۔ اما در مقابل آں روح انسانی را حیات جاودانی  
 است۔ و تکلیفات او تا زمان ناقابل شمار مستد می توان شد۔ و راہ ہائے ترقیات  
 انسانی از حدود ادراک عقل بیرون است ۛ

ہر کہ بر صفات ذات و اہرب البرکات او تعالیٰ پذیریمہ آں نوریکہ از لمعات آں  
 درخشان است چشم بصیرت بکشايد۔ ہرگز باور نہ کند۔ کہ حالت روحانی انسان  
 محتاج بہ مصلحے باشد۔ و لیکن از جانب پروردگار پیسچ سامانے برائے رفع احتیاج  
 او پیدا نگردد۔ اگر موافق اقتضائے حالت روحانی انسان سامانے بہجت رفع  
 احتیاج انسان پیدا نگردد۔ لامحالہ غرض آفرینش انسان سراسر عبث ثابت شود۔  
 و ایں امر منافی فحوائے اغسبتم اما خلقناکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون  
 (مؤمنون ع ۶)



(مخصوصاً سورہ ابراہیم ۴) یعنی ہر چہ شما از مجیب الدعوات خواستید شمارا عطا فرمود  
 است۔ و اگر بخوابید کہ نعمتہائے اورا بشمارید۔ نتوانید کہ در شمار آورید ❖  
 دریں آیہ وانی ہدایہ مراد از خواستن ضرورت حقیقی است۔ زیرا کہ ظاہر است  
 کہ انسان ہر چہ می خواہد اورا گاہے میسر میشود و گاہے نمیشود۔ اما ہر آں چیز کہ  
 فطرت انسانی را بدار احتیاج است و بسوئے آں اورا ضرورت حقیقی است  
 یا چیزے کہ اثر آں بر حیات جادوانی انسانی باشد۔ ایزد تعالیٰ آں را برائے انسان  
 البتہ فراہم میسازد ❖

ایں قانون کہ در صدر بیان شد۔ یک قانونے است عام متعلق جمیع ضرورتہائے  
 حقیقی بنی نوع انسان۔ اما در بارہ امر ہدایت آں ہادی و ملہم سبیل رشاد و خصوصیت  
 ارشاد فرمودہ است۔ کہ ہر گاہ کہ نوع انسان ضعیف البیان را ضرورت ہدایت پیش  
 آید۔ لابد خدا تعالیٰ سامان ہدایت آمادہ سازد و سرشتہ آں کار را بدست  
 خود میدارد و کسے را دریں کار سببے نساختم است۔ واحدے را دریں امر دخلے  
 نہ بخشیدہ است۔ کما قال تعالیٰ شانہ، اِنَّا عَلَيْنَا لِلْهُدٰی (اللیل) یعنی سلسلہ  
 ہدایت و ارشاد عباد را بر نفس خود واجب کردہ ایم۔ و تنظیم این کار بذات خود متعلق  
 داشتہ ایم ❖

قرآن کریم حسب تقاضائے زمانہ برائے مردم سامان ہدایت بہم رسانیدن را  
 بر ذات خدا محض واجب قرار نمیدہد۔ بلکہ از مصحف مجید ثابت میشود۔ کہ اگر از جانب  
 خدا انجینس انتظام سامان ہدایت برائے مردم نمی ہُود۔ مردم را حق حاصل می شد  
 کہ در روز جزا پیش روئے خدا اعتراض کنند۔ کہ چوں در زمانہ ضرورت ہدایت

هیچ هادی را پیش نافرستادی - اکنون چرا از کار و کردار ما باز پرس می نمائی - و  
 دروازه عذاب از برائے چه بر ما می کشائی - چنانچه حق تعالی میفرماید: **لَوْ اَنَّا هَلَكْنَا هُمْ**  
**بَعْدَ اَبٍ مِنْ قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا ارْسَلْتَ الْبِنَارَ سَوَاءً فَنَتَّبِعَ آيَاتَكَ مِنْ قَبْلِ**  
**اَنْ تَنْزِلَ وَنُحْنِی (طرح ۸)** یعنی اگر پیش از بعثت رسولے بر مردم عذاب نازل  
 میکردیم کفار بر ما اعتراض می آوردند - که چون ما مردم گمراه و محتال هدایت بودیم  
 چرا رسولے را نزد ما نفرستادی - تا قبل از ذلیل و رسوا شدن خود اتباع احکام تو  
 میکردیم - حق تعالی این اعتراض ایشان را تسلیم می نماید - زیرا که رؤا آن نفرموده است -  
**وَاِزِیْ هُمْ زَیَادَهٗ اِنَّکُمْ بِغَیْرِ سَبُوْثٍ کَرَدْنَ** رسولے حق تعالی عذاب اذن را ظلم  
 قرار میدهد - چنانچه فرموده **یَلْعَشْرُ الْحَقِّ وَالْاَنسَ الصَّیِّئَاتُ تَلْمِزُکُمْ رَسُلًا مِنْکُمْ یَقْصُوْنَ**  
**عَلَیْکُمْ اِیَّاتِیْ وَیَنْذِرُوْکُمْ لِقَاءِ یَوْمَ کُمْ هَٰذَا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰی اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ**  
**الْحَیْوةُ الدُّنْیَا وَشَهِدُوا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ کَانُوْا کَاْفِرِیْنَ ط ذٰلِکَ اِنْ لَّمْ یَکُنْ**  
**رَبُّکَ مَمْلَکَ الْقَرْمِیْ بَظْلَمٍ وَّ اَهْلًا غَافِلُوْنَ (۱۸)** یعنی اگر چه حق و انس آیانزد  
 نیامده بودند رسولان لزمایشان که بر شما احکام ما را میخواندند - و ازین روز که بر شما آمدنی بود  
 می ترسانیدند ایشان را جواب عرض کنند که ما برخلاف خود گواهی بر خود می دهیم -  
 و حیوة دنیا ایشان را مغالطه داد - و خود برخلاف خود با شهادت ادا کنند که ایشان  
 کافر بودند - و این امر (یعنی ارسال رسول و اقامت حجت بر کفار) بجهت آن بود  
 که هرگز ممکن نیست که خدا تعالی ظالمانه شهر بار اهلک کند در آن حال که مردم  
 غافل باشند

ازین آیات هویدا میشود که بغیر تنبیه و بیدار ساختن قومے اقامت حجت بر ایشان

حکم پر ہلاک آہنافرمودن ظلم است۔ یا لفظ دیگر اگر تو مجھے محتاج ہدایتہ باشد۔ و خدا تعالیٰ برائے ایشان ہادی نفرستد۔ و در روز قیامت آہن را بسبب کار و کردارشان بسزا برساند۔ کہ چرا بر احکام الہی عمل نکردید۔ البتہ اس امر ظلم باشد۔ و او تعالیٰ ظالم نیست پس محال است۔ کہ مردم محتاج ہدایت باشند۔ و آن خالق الاشیا سالکین ہدایت برائے ایشان جہتیا سازد :

از مضمون سابق مثل روز روشن ثابت است کہ از روئے تعلیم اسلام در ہر نقطہ کہ مردم محتاج بجانب ہدایت میگرددند۔ حق تعالیٰ از فضل خود سامان ہدایت پیدا می نماید۔ اما از کلام پاک الہی اس ہم بر ماضی و لاحق میگردد کہ علامہ ازین قانون مستمرہ عامہ او سبحانه و تعالیٰ را با ائمت محمدیہ یک عدہ خاص نیز ہست۔ و آن این است۔ کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون (مجموعہ ۱۶)

یعنی این تعلیم قرآن را کہ ما نازل کردہ ایم ما خود نگہداشتہ اں می کنیم : و حفاظت چیزے بر دو نوع می باشد۔ یکے حفاظت ظاہری۔ دوم حفاظت مخفی و مادامیکہ حفاظت ہر دو نوع متحقق نشود۔ چیزے را محفوظ نتوان گفت۔ مثلاً اگر طائفے را با پوست و منقار و سر و پا محفوظ داشتہ درونہ او را بجاہ پُر کنند۔

یہ کس نسبت اں طائر اس حرف بر زبان آوردن نتواند کہ او از فراتبہ و ران و مصائب زمان محفوظ است و اگر پروا بش را بر کنند و پا و منقارش را شکستہ سازند باز ہم او را از حوادث ہر محفوظ نتوان شمرد۔ ہمچنین کتابے کہ دروے مردم از جانب خود عبارتہا میفرمایند یا بعض عبارتہا حذف نمودہ باشد۔ یا زبانے از استعمال مردم بیفتد و کسے بآن حکم نکند۔ و نیز کسے قابلیت فہم اں

نداشته باشد یا آل کتاب ر نفس خود قاصر باشد از افاده مدعائے که برائے آل  
 نازل شده است آنرا نیز بالقیہ محفوظ نتوان یاد کرد۔ زیرا کہ هر چند الفاظ و عبارات  
 او محفوظ باشند اما معانی آن ضائع رفته و اصل مقصود از آن منقود گشته است و  
 پس مراد از حفاظت قرآن کریم هم حفاظت الفاظ است و هم حفاظت معانی۔  
 اما برائے اتمام وعده حفاظت ظاہریہ قرآن کریم سامانے که حضرت حافظ حقیقی  
 بهم رسانیده است مطالعه آل انسان را محو حیرت می سازد۔ قبل از نزول  
 مصحف مجید نہ تدوین لغت عرب بعجل آئده بود۔ و نہ ترتیب قواعد صرفی و نحوی۔ و  
 نہ لغات و محاوراتش در حیطه ضبط آئده بود۔ و نہ استخراج قواعد علم معانی و بیان  
 و بدیع شده بود۔ و نہ تہمید علم رسم الخط الغرض بعد از نزول قرآن کریم رب دود  
 در دل علمائے فحول القار فرمود۔ تا این ہمہ علوم و فنون را صورت تدوین دادند  
 و محض بغرض حفاظت قرآن کریم صرف و نحو و تجوید و معانی و بیان و بدیع و لغت  
 و محاورات زبان و علم تاریخ و علم قواعد تدوین تاریخ و فقه و اصول و تفسیر  
 و غیرہ علوم را بنیاد نهادند۔ و این ہمہ علوم بقدر آن حقائق که تعلق آہنابر قرآن کریم  
 است۔ صورت اتقا قبول کرد۔ چنانچہ علم صرف و نحو و لغت عرب را بحفاظت قرآن مجید  
 از دیگر ہمہ علوم ظاہری تعلق زیادہ تر است۔ و این علوم آنقدر ترقی یافتہ کہ درین  
 جزو زمان و انایان فرنگ نیز صرف و نحو و لغت عرب را از صرف و نحو و لغت ہر  
 زبان و ہر لسان بدرجہ غایت اعلی و افضل و تدوین آہنار اتم و اکمل می پندارند  
 و علاوہ بر ترقیات علوم موصوفہ در دل خلق کثیر خدائے تعالی خواہش حفظ قرآن  
 پدید آردہ است۔ و عبارات و آیات را بہ نیچہ بیان فرمودہ است کہ نہ نشأت

و نہ نظم۔ تا از بر کردن آں بر طبق آسان باشد و گمان نگذرد و آنکس کہ اور حفظ کردن عبارات متنوعہ اتفاق افتاده باشد بوجہ احسن میدانند کہ حفظ نمودن آیات کتاب اللہ العزیز از حفظ کردن عبارات دیگر چہ قدر سہل و آسان است۔ الغرض از یک جانب فرقان حمید را بعبارتے نازل کرده کہ حفظ آں بردہا آسان باشد۔ و از جانب دیگر بکثرت و در دل مردم خواہش حفظ آں القا نمود و در نماز ہا تلاوت فرض قرار دادہ بذمہ ہر مسلمانی حفاظت کدام نہ کدام حصہ از و لازم فرمودہ بفرض محال اگر دشمنی ہمہ نسخائے این کتاب پاک را لغو ذبا شد من ذلک از میان جہان بردارد باز ہم از دست مسلمانان بیرون نرود \*

این چند امثلہ کہ ایراد یافت۔ برائے اثبات این امر کافی است کہ بچہت حفاظت ظاہریہ قرآن حکیم خداوند تعالی فراتر بسیار پیدا کردہ کہ بوجودگی آں ضائع شدن قرآن ہرگز صورت امکان ندارد \*

الفاظ  
اکنون یک سوال پیدا میشود۔ کہ ہر گاہ کہ آں حافظ حقیقی برائے حفاظت عبارات مصحف مجید کہ مقصود بالذات نبودہ این قدر اہتمام بکار بردہ سامان مہیا نمودہ چگونه ممکن تواند بود۔ کہ معانی اورا از دست و اگذار د و حفاظتش نفرماید ہر کس کہ خوگیر بہ استحصال آوردن عقل و دانش است برگشتن این سخن مجبور گردد کہ نے نے۔ انجینس ممکن نیست۔ ہر گاہ حضرت باری عز اسمہ برائے حفاظت ظاہریہ کلام خود این قدر سامان مہیا داشتہ است۔ بیگمان از بہر حفاظت معنویہ زیادہ از اں مہیا و آمادہ فرمودہ باشد و ہمین سخن درست است۔ پس در آیہ کریمہ انا نحن نزلنا الذکر و انالہ لحافظون۔ ذکر ہر دو حفاظت است ہم لفظی و ہم معنوی \*



وحفاظتِ ممنویِ ایں است کہ چوں مردم از ہدایتِ قرآنی دوری ورزند و فُورِ  
 فغانِ حمید در حجابِ الفاظِ ستواری شود و دلبائے مردم از پرتو اثر و تصرفِ او  
 عاری بود۔ پس خدائے رحیم و کریم از جانبِ خود سامانے نمایاں کند کہ بذریعہٗ او باز  
 اثر و تصرفِ قرآن را در دلِ مردم مرکوز سازد۔ و بار دیگر معانیِ او را ہوید کند۔  
 و از صورتِ مردہ و داستانِ پاستان بر آوردہ زندگی و تازگی یک نسخہٗ کا سیایش  
 عطا فرماید و فیلے احادیثِ صحیحہ مصداقِ ایں مدعا است۔ چنانچہ از حضرت ابوبہرہ  
 رضی اللہ عنہ مروی است۔ کہ محبوبُ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است ان اللہ بیعت  
 لہذہ الامۃ علی راسِ کل مائۃ سنة من یجد دلہا دینہا۔ (خبر ابوداؤد)  
 یعنی پروردگار عالم ضرور برائے ایں اُمت بر سر ہر صد سال شخصے را بعثت بخشد کہ  
 برائے فائدہ و نفعِ ایں اُمت تجدیدِ دین نماید ❖

(حجۃ ۱۴)

ایں حدیث و حقیقتِ تفسیرِ آیہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحاظون است۔  
 و پارہٗ مضمونِ ایں آیت را آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعبارتِ عام فہم بیان فرمودہ است  
 تا ظاہرِ پرستانِ کم فہم مضمونِ ایں آیہ را بظاہرِ معنیِ محمول نہ پندارند۔ تا نشود کہ ذریعہٗ  
 قویہٗ دینِ اسلام را از نظر انداختہ برائے خود و برائے دیگران موجبِ پیش پائی گردند  
 ہم از ایں حدیث شریف ظاہر می شود۔ کہ زمانِ بعثتِ کسانیکہ برائے اصلاحِ اہل مفسدہ  
 کہ بسببِ نا فہمیدنِ مقاصد و مطالبِ قرآن و بوجہ دوری و زبیدنِ از کلامِ الہی  
 پیدامی شود۔ بر سر ہر صد سال است۔ گویا باین نمط برائے صیانت و حفاظتِ معانیِ  
 قرآنِ کریم یک سلسلہٗ قلاعِ منیعہ و حصونِ رفیعہ بنا کردہ شدہ است کہ جینے از احیانِ  
 دینِ اسلام از وجودِ آلِ مجددانِ و الاشیان یا از تربیتِ یا از تکانِ ایشان یا از صحبتِ یا از تکانِ

اصحاب آل مجددان خالی نماند۔ بدیں سبب مذہب اسلام از ان مودہ فاسد کہ برہمہ  
ادیان غلبہ یافتہ اکثر مطالب مل مختلفہ و مقاصد محل متفرقہ را متغیر ساخته است (از  
بدوامر تا این زمان محفوظ است۔ و آئندہ ہم در تحت این قاعدہ صادقہ محفوظ ماند۔  
خلاصہ مقالہ بیکہ اولاً از فرقان کیم ثابت میشود کہ حضرت خداوند کریم بایحتاج  
انسانی را خواہ طبعی باشد یا روحانی۔ ضرور مہیا میکند۔ علی الخصوص چون ضرورتہا  
روحانیہ بوجہ اثر وسیع و اہمیت شدیدہ بر ضروریات طبعی مقدم است۔ اگر  
خدا تعالیٰ ضروریات روحانیہ را بہ انجلا نہ رساند۔ ہمہ غرض و غایت فعل  
آفرینش لغو گردد۔

دوم۔ اینکه حق تعالیٰ وعدہ دادہ است۔ کہ ہر گاہ بندگان محتاج ہدایت  
لا بد بر روی ایشان دروازہ ہدایت گشودہ گردد۔  
سوم۔ اینکه اگر حق تعالیٰ اینچنین بندگان را بجهت اعتراض وارد کردن بر فعل  
الہی استحقاق فرارسد۔

چہارم۔ اینکه اگر خدا تعالیٰ بر وقت ضرورت ہدایت نفرتد۔ و مع ذلک  
گمران را بپاداش کردار شاں برساند این ظلم باشد و خدا تعالیٰ ظالم نیست۔  
پنجم اینکه برائے اصلاح مسلمانان در بارہ بعثت آل نفوس کہ محافظ مقاصد  
قرآن باشند۔ وعدہ خاص است۔

ششم۔ از احادیث ثابت است کہ اینچنین مردان خدا در امت محمد  
بر سر ہر صد سال ضرور ظہور پذیر گردند۔  
اکنون لے بادشاہ افغانستان! خدا تعالیٰ برائے قبول کردن فرمودنی

خود سیدئہ ترا بکشاید۔ دریں بارہ تامل بفرما۔ کہ ایں زمانہ محتاج مصلح ربانی  
ہست یا نہ؟ احادیث نبویہ انجینس ظاہری می کنند کہ بالعموم بر سر ہر صد سال  
ایں گونه ضرورت ہمارہ پیش می آید۔ کہ شخصے از جانب خدا بعثت یافتہ ابواب مطالب  
قرآنی و مقاصد فرقانی را باز بر روی مسلمانان بکشاید۔ و حقیقت دین اسلام  
را بر مردمان آشکارا نماید۔ و دریں زمانہ کہ ما سیتیم از قرن چہار دہم قریب  
نصف گذشت است۔ ما از ایں احادیث قطع نظر کردہ بر حوادث ایں زمانہ نظر  
می کنیم۔ آیا دریں زمان ضرورت مصلح ربانی هست یا نہ؟ اگر دریں ایام حالت  
اہل اسلام و دیگر اقوام انجنان بہتر است۔ کہ احتیاج بجانب مسیح مصلحے ندارد  
پس ما را بر شنیدن دعویٰ یک مدعی اصلاح گوش نہادن حاجت نیست۔ اما اگر بر عکس  
اہل سخن حالت مسلمانان بسانگ بلند میگردد۔ کہ اگر بالفرض دریں جنین ایام ضرورت  
مصلحے نیست۔ پس در ہر چگاہ دنیا را ضرورت مصلحے پیش نیامدہ است۔ ولیکن چوں  
عداوت اعدائے اسلام وسی شال در محو کردن نقش اسلام بہ نسبت از منہ  
سابقہ دریں زمانہ بیشتر است۔ بلکہ از حد وہم و گمان در گذشتہ است۔ پس ناچار  
تسلیم باید کرد۔ کہ اندر ایں زمانہ اعدائے از جانب خدا تعالیٰ برائے اصلاح حال مضم  
ضرور مبعوث شدہ است۔ کہ دین اسلام را باز در صورت اولین و شکل پیشین او  
پیش چشم خلایق آشکارا کردہ صولت اعدائے دین متین را بشکند و نقش اسلام  
حقیقی را در دلہائے مسلمانان منقش کردہ محبت دین متین را در سیدئہ ایشان  
مرکز نماید۔ و قوت احمیائے اسلام را باز ظاہر و باہر کند۔ و در جواب ایں سوالات  
کہ دریں زمان حالت مسلمانان عالم چگونه است؟ و چہرہ دستی دشمنان اسلام

تا بجا ترقی کرده است ؟ نزد من دوتی و اختلاف راہ تواند یافت ۔ کیسکہ غرضے  
خاص را نظر داشتہ پوشیدن حقیقت حال مطمح نظر او نیست ۔ یا از انسانیت آن قدر  
دور نہ رفت است ۔ کہ در ذات خود جو ہر تمیز نیک و بد ندارد ۔ از اعتراض این امر  
راہ مفر نہیابد ۔ کہ فی الواقع دریں اوقات مسلمانان عقیدہ و عملاً از مرکز اسلام  
خیلے دور افتادہ اند ۔ و اگر آیہ یارب ان قومى اتخذوا هذا القرآن مہجوراً لفظاً  
و معنی بر حالت یسح قوسے صادق می آید ہمانا آن حالت قوم مسلمانان زمانہ  
ماست ۛ

حال این سوال خیلے ناموزون است کہ مسلمانان از احکام اسلام کدام حکم  
را از دست دادہ اند ۔ بلکہ دریں زمانہ این سوال پیدا شدہ است ۔ کہ در  
مسلمانان کدام رسم اسلام باقی ماندہ است ۔ بے سخن آن کیسکہ گفت است ۔  
”مسلمانان در گور و مسلمانان در کتاباں وقت خیلے راست می آید ۔ نشان اسلام  
محض در قرآن مجید و احادیث صحیحہ و کتب الئمہ بنظر می آید ۔ ہرگز اثر آن در حیات  
مردم این زمانہ یافتہ نمی شود ۛ

حالت این مردم اولاً ہمین است کہ از تعلیم اسلام واقفیت ندارند ۔ و اگر  
بالفرض خواہش آگاہ شدن ہم کنند ۔ پس این امر برائے ایشان قریب بہ محال و  
ناممکن گشتہ است ۔ زیرا کہ ہر نقش زیبائے اسلام را نسخ کردہ شدہ است نسبت  
ذات پاک او سبحانہ این گونه عقائد وضع کردہ اند ۔ کہ در صورت تسلیم نمودن آن عقائد  
یک انسان را است باز را کلمہ سبحان اللہ و سجدہ سبحان اللہ العظیم بر زبان جاری  
ساختن خیلے مشکل است ۔ و نسبت ملائکہ آنچنان عقاید و اہمیہ قرار دادہ اند کہ

از شنیدن آل مومنین براندام انسان راست میشود۔ وآل ذوات مقدسہ کہ در شان ایشان یفعلون مایوس کردن وارد است۔ گاہے ایشان را بر فضل حکیم علی الاطلاق جل جلالہ اعتراض کنندہ قرار میدہند۔ و گاہے ایشان را بصورت انسان از آسمان فرود آورده شنیدائے یک زن رفاصہ نامید چنگاکن بیان می کنند۔ و بخت انبیاء علیہم السلام نسبت کذب و گناہ کردہ رشتہ مجتہ و ارادتے کہ در دہائے مردم استوار و مضبوطی باید اورا بیک حملہ بریدہ اند۔ و کلام الہی را شکار و برد شیطان ساختہ از پایہ اعتبار ساقط کردہ اند۔ و کیفیت حشر اجساد و بہشت و دوزخ را بہ رنگے بیان میکنند کہ نازک خیالی ہائے شاعرانہ از اں پدید می آید و یا بیک حکایت مضحکہ انگیز میگردد ۛ

قطع نظر از اں روایات نابالشتہ کہ نسبت انبیائے کرام کہ زمانہ ایشان ازین زمانہ قدرے دورتر است۔ خود نسبت سید المرسلین کہ عہد مبارکش خیلے زمانہ حال قرب میدارد معاذ اللہ گاہے قصہ رتوش ام المومنین زینب و پناہ بخدا گاہے خفیہ تعلق گرفتن آل ذات مقدس با کنیزے و دیگر ہجو قسم افسانہ ہائے دور از عقل و بعید از اخلاق را و برج کتب نمودہ ذات مطہر و حامل اخلاق عظیمہ آل سرور کائنات را بد شکل و زشت دمی نمایند و شہادت محرم را از رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت عائشہ صدیقہ فراگفت است ان خلق نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاذب القرائت یعنی ہمہ خلق آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن بودہ است بکلی نظر انداز می کنند ۛ و بچنین مسئلہ نسخ آیات قرآن کریم را وضع کردہ در ہجو قرآن کریم کتابے کامل اختلافات کشیرہ ثابت کردہ بعض آیات را بغیر از حکم شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام

از جانب خود منسوخ قرار میدهند۔ و ازین روش بیجا برائے یک صاحب فکر و طالب حق  
 بیس آیت قرآن کریم بالاتفاق عمل و قابل اعتبار باقی نمیگذارند۔ و یک پیغمبر و فاتحانہ  
 اُمت موسویہ را باز مبعوث پنداشتنه ناقابلیت اُمت محمدیہ و بیچارگی رسول اکرم صلی  
 علیہ وسلم را ظاہر می نمایند :

این است حال عقائدِ شال۔ اما حالتِ اعمالِ شال ہم ازین کمتر قابلِ انبیس  
 نیست۔ در ہر صد نفر از مسلمانان بقدر ہفتاد و پنج نفر تارک نماز و روزہ اند۔ زکوٰۃ  
 اکثر نمی دهند و کسانیکہ می دهند۔ شاید کہ از ہر صد نفر دو کس باشند کہ بطور غریبت  
 میدهند۔ حج بیت اللہ بر کسانیکہ فرض است یا مش بر زبان نمی آرند۔ و کسانیکہ بر شال  
 نہ محض اینکہ فرض نیست۔ بلکہ در بعض حالات ناجائز است۔ برائے رسوائی خود و  
 بدنامی اسلام کمر بستہ نہ می روند۔ و بعض کم و بیش مردم کہ این اعمال را بجای می آورند۔  
 بہ نیجہ ادا می کنند۔ کہ بجائے آنکہ اصل غرض از اں احکام حاصل شود۔ شاید کہ برائے  
 شال اں احکام موجب لعنت میگردد و برائے دیگران نیز باعث تذلیل میشوند  
 بغیر اں اشخاص کہ در ملک شال زبان عربی رائج است۔ کمتر کسانے باشند کہ ترجمہ نماز  
 را بدانند۔ باز ہم اں نماز بے معنی کہ معنی نماز نا فہمیدہ میخوانند۔ بطورے ادا میکنند کہ  
 در سجده و کبریا شال امتیاز کہ در شکل است۔ و در میان نماز بر زبان و الفاظ خود دعا  
 کردن را کفر مے پندارند۔ و سچنین حالت روزہ رمضان است کہ اکثر مسلمانان روزہ  
 نمی دارند۔ و آنانکہ دارند اں را بجائے باعث حصول ثواب بودن بکذب و غیبت  
 آلودہ کردہ موجب عذاب میگرددانند :

احکام ترکہ و وراثت را پس پشت انداختہ اند۔ و باخواری را کہ مراد

جنگ کے دن با خدا و رسول قرار دادہ شدہ است۔ بعد و حیلہ ہائے علماء و بہانہ ہائے  
فقہا تعریف و حدیث آں را تغیر دادہ آں قدر شتر الطیبا در آں ملحق ساختہ اند کہ دریں  
اوقات الا ماشاء اللہ شاؤ و نادر کسے از از رکاب آں خالی باشد و با وجود رہا بخوار  
نیز مسلمانان را غنا و تونگری حاصل نیست۔ چنان کہ دیگر اقوام را مبستر است۔  
اخلاق حسنہ کہ در از منہ سابقہ ارش مسلمانان دانستہ می شد اکنون آں قدر  
از مسلمانان دور است کہ کفر از اسلام۔ وقتے بود کہ مردم صرف اقرار سانی و  
بیان زبانی یک سلم را کالفتش فی الجحج خیال میکردند۔ و وعدہ ایشاں را ایک  
قانون غیر متغیری دانستند۔ مگر امروز از حرف مسلمانان زیادہ غیر معتبر قوے  
با سخنے یا نیت نمی شود۔ و فابے نام و نشان است۔ و راستی گفتار و درستی کردار  
ایشاں کم و جرات حقیقی محو شدہ است۔ غدا رسی و کذب و زور و خیانت و تہویر  
جائے آں گرفتہ است۔ نتیجہ اینکہ دریں اوقات ہمہ اقوام عالم دشمن جان  
ایشاں شدہ اند۔ و رعب ایشاں مفقود شد۔ و تجارت ایشاں تباہ۔ علم کہ  
رفیق حال مسلمانان بود۔ و در سفر و حضر دست از رکاب ایشاں بر نمیداشت امروز  
از ایشاں بفرنگ نامی گریزد \*

حالت صوفیہ آچنان بد شدہ است کہ بر جائے دین احکام و بر جائے شرع متین  
اباحت اختیار کردہ اند۔ علمائے زمانہ علاوہ از سماعی و سرگرم بودن در توسیع  
شقاق و نشر اختلافات۔ سخنان خودشان را حکم خدا و رسول گفتہ مشغول در استیضا  
اسلام و مسلمانان اند۔ دولتمندان ایشاں ہر چند کہ پیش دولتمندان دیگر اقوام  
پیش حیثیت ندارند۔ مگر باز ہم بر بیضاعت مرجعہ خود چندال غرور و افتخار و تازش

و اشکبار میدارند که قطعاً آن گروه را با دین و مذہب سرکار نمانده است و بجا آوری احکام الهی در کنار در دل ایشان احترام و ادب مذہب هیچ باقی نمانده است در طبقه معزین اہل یورپ و دولتمندان فرنگ و اعطای دین مسیحی و مبلغان کیش عیسوی بکثرت موجود اند مگر در گروه ذی ثروت مسلمانان دانندگان مسائل ابتدائی دین ہم کمتر یافتہ می شوند ❖

حالت حکام این است کہ ظلم و جور و رشوت ستانی شیوہ ایشان شد است - ایشان حکومت را یک ذریعہ خدمت مردم نمی انگارند - بلکہ آنرا جزوے از خدائی پنداشته اند ❖

سلاطین مست عیش و کامکاری و وزراء مدہوش شراب خیانت و غداری - عوام ایشان از وحش بدتر شدہ اند - ملیون مسلمانان فہمیدن معنی کلمۃ التوحید بجائے خود ماند - کلمہ توحید در رسالت را بہ الفاظ درست خواندن ہم نمی توانند - آن دین متین کہ تپو از دہادیان باطلہ را بدم در می کشید - اکنون مثل جیفہ افتادہ طعمہ سرگان و کرگسان است - ہر طائفہ مردم را برائے مصارف امور ضروریہ در اہم و دنا نیر در دست می افتد - مگر کار اشاعت دین است - کہ برائے آن فلسفہ از جیب بر آوردن گویا استخوان از پہلو کشیدن است برائے تراش خائی و ہر ذہ درائی و بذلہ نجی و ترتیب مجالس و آرایش محافل و قسب کافی میسر می آید - مگر برائے فہم معارف قرآن و اشاعت اسلام فرصت یکہ قیقہ بہت افتادن ہم مشکل است - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف تارک نماز را بلکہ تارک جماعت نہ پنج وقت بلکہ صرف آنکہ در جماعت عشا و صبح شامل نشود - منافق قرار دہد



است۔ و باوجود درجہ مجسم بودن فرمود:- واللہ نفسی بیدار لقلہ شمت  
 ان امر محط فی محط ثم امر بالصلوٰۃ فیوزن لها ثم امر رجلاً فیؤم  
 الناس ثم اخالت الی رجال فاحرق علیہم بیوتہم یعنی دو قسم سجدائیکہ جان من  
 در قبضہ قدرت اوست۔ میخوام کہ حکم کنم بفرایم آوردن ہمیتہ تا آنکہ فرایم آورده شود  
 پس حکم دہم برائے اذان نماز۔ بعد ازاں کسے را بجائے خود امام نماز کنم۔ پس  
 ازاں در خانہائے کسانیکہ شریک جماعت نشدہ باشند بروم و خانہائے ایشان  
 را با ساکنان آہنا آتش در زخم آتا دریں اوقات کہ ما ستیم مردم را در مسجد قدم نہاد  
 دشوار است۔ لکو کہ در لکو مسلمانان را سوائے عیدین فرصت نماز نیست نہی آید  
 و ازیشان ہم خیلے کسان انچنان ہستند۔ کہ نماز را بلا شرط و آداب ادا کردہ محض برا  
 زیاد نایش خلق داخل جماعت میگردند۔ و مسائل طہارت را نمیدانند \*  
 اکااصل اسلام دارثے ندارد۔ برائے ہر نفس انسانی دارثے ہست۔ مگر برائے  
 اسلام دارثے پیدا نیست کہ تولیت او نماید۔ چنانکہ حضرت امام زمان مسیح موعود  
 و مہدی مہمود علیہ الصلوٰۃ والسلام نسبت حال اسلام فرمود است :-

می سزد گر خون بہار و دیدہ ہزارین	بر پریشان حالی اسلام و قحط المسکین
دین حق را گردش آمد صعبانک سہمگین	سخت شورے فساد اندر جہاں از کفر و کین
آنکہ نفس اوست از ہر خیر و خوبی بے نصیب	می تراشد عیب ذات خیر المسکین
آنکہ در زندان ناپاکی است محبوب اسیر	ہست در شان امام پاکبازان نختہ چین
تیر بر محصوم می بار و خبیث بد گھر	آسمان را می سزد گر رنگ بار و بر زمین
پیش چشمان شما اسلام در خاک افتاد	چیت عذر بے پیش حق اسے جمع المتنعین

ہر طرف کُفرست جوشاں ہچو افواج یزید  
 مردم و بقدرت مشغول عشرتہائے خویش  
 عالماں را روز و شب با ہم فساد از جوش نفس  
 ہر کسے از بہر نفس دُون خود طرے گرفت  
 ایں نے ملے آنچنان آمد کہ ہر ایں الجھول  
 صد ہزاراں اہلماں از دین دُون و نہت  
 بر مسلمانان ہمہ ادبار زیں رہ افتاد  
 گر بگرد عالمے از راو دین مصطفیٰ  
 فکر ایشان غرق ہر دم در رُو نیائے دُون  
 ہر کجا در مجلسے فسق است ایشان صد شاں  
 با خرابات آشنا بیگانہ از کوائے ہڈی  
 ایں دو فکر دین احمد مغر جان گدخت  
 لے خدا زدو آویرا آب نصرت بہر آب  
 لے خدا نور ہڈی از مشرقِ رحمت بآر  
 چوں مرا بخشد صدق اندرین سزو گداز

دین حق بیمار و بے کس ہچو زین العابدین  
 خرم و خداں نشستہ با بتان نازنین  
 از اہداں غافل سراسر از ضرورت ہائے دین  
 طرف دین غالی شد و ہر دشمنے جنت ایں  
 از سفاہت میکنند تخریب ایں دین ستین  
 صد ہزاراں جاہلان گشتند صید الماکین  
 کز پئے دین بہت شاں نیست بانغیر قس  
 از رو غیرت نمی جنبند ہم مثل جنین  
 مال ایشان غارت اندر راو نسلوان دین  
 ہر کجا ہست از معاصی حلقہ ایشان نگین  
 نفرت از ارباب دین بآئے پرستان عین  
 کثرتِ عدلے ملت قلقت انصار دین  
 یا مرا بردار یارب زیں مقام آتشیں  
 مگر ماں را چشم کن روشن ز آیات بسیں  
 نیست امیدم کہ ناکامم بمیرانی دین

کاروبارِ صادقان ہرگز نہماند نا تمام  
 صادقان را دست حق باشد نہاں آستین

الغرض حالت زمانہ بآواز بلند ندائی گشت کہ بآئے اصلاحِ مردم یک مصلحے باید  
 کہ از جانبِ خدا بیاید و اں مصلحے باید کہ عظیم الشان باشد کہ دیوار اسلام از پا افتادہ

باز ایستاده نماید۔ و بدلائل قاطعہ در مقابلہ کفر بایستد \*

چون دریں آیام بر سر این قرن چہار و ہم از جملہ اہل عالم محض ذات یک کس یعنی  
باقی سلسلہ عالیہ احمدیہ دعویٰ بعثت از حق تعالیٰ برائے حمایت اسلام کرد است  
و مدعی این امر خطیر غیر ادو در کل دُنیا کسے نیست۔ بناءً علیہ بر ہر فرد منہ حقیقت پسند  
فرض است۔ کہ بر دعویٰ آلِ مامور خدا غور نماید۔ و دعویٰ را بنگاہ سہر سہری و نظر  
سطحی دیدہ روئے اذال برنگرداند۔ ورنہ برائے وے منکر قانون قدیم اسی شدن  
ناگزیر افتد۔ و بروز جزا بدر گاہ عزیز ذوالانتقام از وجہ غفلت و اعراض در معرض  
باز پرس در آید \*

اے امیر ایدک اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز! دریں مقام بعض مردم ناہم این شبہ  
پیش میکنند۔ کہ چون رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وجود سے ہو دیں اکمل۔ لہذا بعد از نبی  
بجانب هیچ مصلح ضرورت باقی نماند است۔ اکنون صرف قرآن کریم مصلحے کافی است  
و محض قوت قدسیہ اور ایمنائے است دانی +

این خیال اگرچہ در بادی الرائے خیلے دل خوش کن بنظر می آید مگر در نظر غائی  
این ہم یک و سوسہ شیطانی است کہ صریح مخالف قرآن کریم و حدیث شریف و عقل  
و مشاہدات است \*

مخالف قرآن کریم و حدیث بایں طور است کہ در اہل ہر دو صاحت خبر نیست  
مجددین و مامورین دادہ شدہ است۔ اگر بعثت مجددے یا مامورے مخالف کلمات  
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم می بود۔ آل خدا دندے کہ مقرر عالم روحانہ را مرتبہ  
سید المرسلین عطا فرمودہ و ذات ستودہ صفات اور اتانہایت کمال رسانیدن

سطح نظر رفت او تعالیٰ بودہ۔ چہرہ خود او تعالیٰ برائے زمانہ آئینہ وعدہ بعثت مجتہدین و مامورین میداد۔ آیا او تعالیٰ فعل خود را خود باطل میکرد؟ و قول خود را خود رومی نمیداد؟ باز چگونہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم از آمدن مجددین و مامورین برائے زمانہ آئینہ خبر میداد؟ آیا مابہ کلمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از خود آنحضرت زیادہ معرفت میدادیم؟ کہ آن سرور عالم خبر بعثت بسیارے از مجتہدین و بعضے از مامورین دہند۔ لیکن ما این امر امانی شایہ ایشاں صلی اللہ علیہ وسلم قرار دہیم :

وایں وسوسہ خلاف عقل بایں سبب است کہ اولاً عقل را را آگہی میدہد کہ اگر بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعثت مجددین و مامورین جائز نمی بود۔ البتہ حالت مسلمانان خراب نمی شد۔ و ایشاں بر شاہراہ شریعت گامزن می ماندند۔ لیکن شہادت و اذعان صریحاً خلاف این است عقل ہرگز جائز نمیدارد کہ خرابی ہا و بربادی ہا در اہل اسلام پیدا گردد۔ و حالت ایشاں بدترین گردد۔ و لیکن از بارگاہ خدا تعالیٰ برائے درستی حالت ایشاں پیچ مصلحے مبعوث نگردد :

اگر بادیں اسلام بخینیں سلوک مرعی و دشمن رضائے الہی است پس ہرگز ایں علامت بر کمال رسول اکمل دلالت ندارد۔ بلکہ ایں علامت دال است بر آنکہ خدا تعالیٰ میخواہد کہ دین اسلام را تیار کردہ از میان مردم بردارد۔ اگر خدا میخواست کہ سلسلہ مجددین و مامورین را برائے آئینہ موقوف کند۔ علامت ظاہرہ آن بائستہ کہ بریں منطقی بود۔ کہ ما امروز ہم مسلمانان را بچہ صحابہ کرام رضی یا فقیہم۔ آنا چوں در ایشاں تنزل روحانی واقع شدہ است۔ لابد باید کہ سامان ترقیات روحانیہ ایشاں را ہم خدا مہتیا نماید :

ثانیاً - اگر بوجه کامل بودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روحانداہ اکنون مظاهر او  
 نتوانند آمد پس حق تعالیٰ که سرچشمہ جمیع کمالات وحی و قیوم است - چگونه مظاهر او  
 در عالم پیدای شوند -

حقیقت الامر این است که هر چه از دیده با پنهان و مخفی باشد - برآید و مانی  
 و اثبات اثرش بر دلہائے مردم - بموارہ حاجت بر مظاهرش می باشد همچنین بعد  
 از رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم با وجود اکل بودنش بمظاهر و بروزات او حاجت است -  
 کہ بجهت مردم یاد کمالات وجود با جودش را تازه کنند - واسوہ حسنہ اش را باز قائم نمایند  
 و خلاف مشاهده ازین حیث است - کہ ما را بعد از رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 دریں سیزده صدال خیلہ مردان خدا بنظری آیند - کہ از بارگاہ احدیت مشرف بکاملہ و  
 مخاطبہ گشتہ اند - و دعویٰ مجددیت کرده اند - و ما این مردان خدا را اعلیٰ ترین نمونہ  
 اسلام می نمائیم - و در اشاعت اسلام و نشر دین متین ایشان را ید طولیٰ حاصل  
 بود - چنان کہ حضرت جنید بغدادی - حضرت سید عبدالقادر جیلانی - حضرت شیخ  
 شہاب الدین سہروردی - حضرت نجمی الدین ابن عربی - حضرت معین الدین چشتی  
 حضرت بہاؤ الدین نقشبند - حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی - حضرت  
 شاہ ولی اللہ دہلوی و غیر ہم رحمہم اللہ اجمعین - پس بجزود این نفوس قدسیہ نظر داشتہ  
 چگونه تسلیم کنیم - کہ بعد از رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امت را بجهت اصلاح  
 حال ضرورت بیج مصلح نیست -

سخن راست بہین است کہ بعد از سرفرازی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آمدن مصلحان  
 جائز است - و آمدہ ہم اند - و بموارہ خواهند آمد - و درین وقت کہ ما ہستیم زمانہ

نسبت آمدن یک مصلح عظیم الشان خبر میدهد - و چون درین زمان مدعی این قسم مصلح  
بودن صرف حضرت میرزا غلام احمد مسیح موعود علیه الصلوٰۃ والسلام هستند - لهذا  
این امر بر صدق دعوی او دلیله است قاطع و بر آنست ساطع ❖

## دلیل دوم

شهادت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ علی آله و صحابہ وسلم

از دلیل اول همین ثابت میشود - کہ این زمانه خواستگار مصلحی است - تا چون کہ درین  
روزگار دیگر هیچ کس مدعی اظهار شکوکت اسلام نیست - لهذا بر دعوی حضرت اقدسؑ میرزا صاحب  
غور نمودن خیلی ضروری است - و از آنجا کہ دعوی حضرت اقدسؑ علی الاطلاق صرف  
ہمیں قدر نیست کہ من مصلح این زمانہ ہستم - بلکہ دعوی ایشان این است - کہ مصلح موعود  
یعنی مسیح موعود و مہدی معہود منہم - لهذا برائے تأیید مزید این دعوی دلیله دیگر  
نگاشته می آید - و آل شہادت سرور کائنات است - کہ روح عالمیان فدائے  
خاک پایش باد - از ہنوی ذریع انسان شہادت کہ ام کس از شہادت آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم زیادہ قابل پذیرائی تواند بود ❖

درین امر بیچ شکے نیست کہ عقیدہ آمد ثانی مسیح علیہ السلام از زمانہ اسلام  
آغاز شدہ است - بلکہ این عقیدہ از صد ہا سال قبل از طلوع نیز اسلام در امت  
موسویہ رائج و خاطر نشین مردم بود - لیکن درین امر ہم شکے نیست کہ اسلام درین  
عقیدہ بعضی آچنان امور را منضم ساختہ است کہ بہ سبب آنها این عقیدہ در

اہم عقائد اسلام شامل گردیدہ است۔ واک امور این است :-

(۱) در زمان مسیح موعود نسبت بعثت یک مہدی خبر داده شدہ است۔ کہ اگرچہ در احادیث دیگر لا المہدی الا عیسیٰ فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد از منسوب قرار دادہ است لہذا بسبب این پیشخبری مسلمانان را بوجود مسیح آنچنان دلچسپی پیدا شدہ است ہچنان کہ بایک بزرگ ملت خود میباشند۔

دوم :- آمد مسیح را نسبت ترقی اسلام یک دور جدید قرار دادہ شدہ است۔ حتی کہ غلبہ اسلام بر ادیان باطلہ تا وقت آمدن مسیح ملتوی دانستہ شدہ است :- سوم :- مسیح دہدی را یک وجود دائمی و آبدی مسیح را بعثت ثانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ و یاران اورا در صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشرار دادہ در دل عشاق رسالت آب اشتیاق و ولولہ انگیز بجانب مسیح پیدا کردہ شدہ است :- چهارم :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بارہ یک زمانہ پُر آشوبے کہ از اثرات ہیبت ناک خود کا داک کن یخ دین اسلام ثابت شدنی بودہ بالفاظ پس مندر خبر دادہ منصب از الہ آفات آن و کار حفاظت اسلام برائے دوام بہ مسیح موعود منوط کردہ بود۔ ازین جہت مسلمانان ہمانساں در انتظار مسیح موعود بودند۔ چنانکہ انتظار یک فرشتہ رحمت کردن می شاید۔ این الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ کیف تھلک ائمۃ انانی اولھا و المسیح فی اخرھا (سنن ابن ماجہ باب الہ مقام بالسنۃ) یعنی آن ائمتہ چگونه ہلاک گردد۔ کہ من در اول او ہستم۔ و مسیح در آخر اوست۔ ہی خواہان اسلام را خیلہ در انتظار مسیح بے تاب میداشت۔ نہیرا کہ می دیدند کہ بعد آمدن او اسلام از چارسو در یک حصن حصین در آمدہ تا مدام از حملہ شیطان محفوظ بماند :-

ایں چہار امور بہ اتفاق یکدیگر برائے مسلمانان بخت سیح موعود و ایک مسئلہ از اہل  
مسائل قرار داده بود۔ و ہرگز صورت امکان نمیداشت۔ کہ آن زمانہ مسرت افزا را  
کہ در سے مقدر آن بود۔ کہ از یک جانب طالبان عہد رسالت و باز جوئندگان  
صحابہ کرام بر بروئے محبوب خود نشینند۔ اگرچہ در پردہ ظلیت و محالیت باشد۔ و از  
جانب دیگر اسلام از ورطہ طوفان صدمات برآمدہ بر ساحل ایمان متکثر شود۔ بغیر نشاہنگ  
کافی و علامات دانی گذشتہ نمی شد۔

ایں امر بیچ گاہ و بوقوع نیامدہ و نہ گاہے واقع شود۔ کہ بسوئے ذات بابرکات  
مؤمنان و ماموران و نیز بجانب زمانہ ایشان با پنچنان الفاظ اشارت یاد داشت  
شود۔ کہ گویا دست مطلوب را گرفتہ در دست طالبان دادہ آید۔ زیرا کہ در صورت  
ایمان بے سود شود۔ و تمیز کافر و مؤمن از میان بر خیزد۔ نسبت ماموران و مؤمنان  
ہمیشہ در انچنان الفاظ و اشارات خبر دادہ میشود۔ کہ اہل ایمان و اشتیاق دارندگان  
از ان ہدایت می یابند۔ و شریان را بر انکار و بختی ضد و صرا خود از ان یک  
بہانہ بدست می آید۔ ظاہر است کہ انکار آفتاب تابان کے صورت امکان ندارد  
مگر ایمان آوردن بر آن نیز بیچ اجسے ندارد۔

پس در پیش خبر یہا تا یک حد رہنمائی کردن و تا یک حد اخفا نمودن ناگزیر است  
آنکے ہمچنین می شاید و ہمچنین می باید۔ نسبت زمانہ سیح موعود در پیش خبر یہا پہن اصل  
د نظر داشتہ شدہ است۔ و بجانب زمانہ اش با ہماں الفاظ اشارات رفتہ اند۔  
کہ بر آن با پیش خبری ۱ در بارہ انبیائے گذشتہ کردہ شدہ است۔ مگر با وجود خفا بر آن  
طالب حق و اہل بصیرت نشانہائے تین مثل روز روشن رخشاں و نمایاں است۔



آنکس کہ محض بر ایمان نسلی و تقلیدی کفایت ناکرده بر یکے از انبیائے پیشین  
 با دلائل و براہین ایمان آورده باشد۔ اور ابدیں نشانہا بمنزل مقصود پے بردن  
 پیچ شکل نیست۔ مگر کسانیکہ اگرچہ بر ہزار ہا انبیاء ایمان آورده اند۔ ولیکن بر یک  
 رسول ہم بہ تحقیق خود ایمان نیاورده اند۔ بلکہ محض بہ تقلید آباء و اجداد اظہار ایمان  
 می نمایند۔ برائے ایشان تسلیم نمودن دعویٰ یک راستانہ ہر چند کہ با خود نشانہا  
 در خندہ ب حساب داشته باشد۔ جیسے شکل است۔ در حقیقت ایمان ہمچو کسان وجود  
 ندارد۔ و بذات خود قائم نمی باشد۔ بلکہ ایمان شاں ہماں می باشد کہ از علما و اولیائے  
 خود شاں شنیدہ باشند۔ یا کچھ در روایات از آباء و اجداد گوش و ایشان شنیدہ باشند  
 ایشان پیچ رسولے یا مامورے را در بہت و صورت اصلی خود او ندیدہ اند۔ ازالہ و شناخت  
 رسولے و مامورے بر ایشان بس متعذر می باشد۔ پس تا وقتیکہ اصلاح ضعیف بہت  
 خود بکمال ہوا ہر بدایت آسمانی نہ کنند۔ و نشہ تقلید اقوال و رسوم از سر بردارند  
 معرفت رسولے و مامورے برائے ایشان محال است ۛ

بعد ازین تہیہ مختصر آن نشانہا را کہ مخیر صادق برائے زمانہ مسیح موعود بیان  
 فرمودہ است وافی نمایم۔ و خیال من ہر کس کہ بریں نشانہا از تعصب قطع  
 نظر کردہ تو جہر کار برد۔ برائے وے تعیین زمانہ مسیح موعود مشکل نباشد۔

مگر پیش ازین کہ بر آن نشانہا غور و خوض نمودہ آید۔ ہمیدین ایں امر از بس  
 ضروری است۔ کہ از زمانہ کہ در امت محمدیہ تفرقہ و اختلاف پیدا شدہ خیل  
 مردمان بجهت حصول مقاصد خود احادیث موضوعہ از پیش خود ساخته شائع نمودہ  
 بدیں غرض کہ تا بہ جلد ثابت شود کہ خیالات فرقہ شاں بی بر راستی است۔ مثلاً

خیله احادیث در کتب موجود است که در آن خبر از زمانه مهدی دارد است مگر خود  
الفاظ آن حدیث واضح می نماید که مقصود از آن این می باشد که تا فیصله کدام اختلاف  
زمانه ماضی بحق خود صادر نگردد. اگر چه نسبت بعضی از آن احادیث گمان راستی بهم  
پیدا میشود. مگر باز هم یک طالب تحقیق را باید که لابد کمال روش احتیاط را  
در پیش گیرد و کم از کم این قدر ضروری باید که بر تائید یا تردید آن حدیث بنیاد  
دعوی خود ندارد. مثلاً بسیار احادیث متعلق زمانه بنی عباس است که اگر چه  
بظاهر در آنها علامات زمانه ظهور مهدی مذکور است مگر در حقیقت این آثار کار  
کردن مقصود است که آن بناد هتاک در خراسان بنامید بنی عباس واقع شده بود  
از جانب حق تعالی و مطابق رضائے او بود خود واقعات آن زمانه بطلان این  
احادیث ثابت کرده است. چنانچه زائده از هزار سال بر آن منقضی شد است مگر  
موافق آن نشانهایی مهدی پیدا نگشت است.

همچنین بسیار روایات موجود است که علامات ظهور مهدی با واقعات گذشته  
آن قدر خلط ملط کرده بیان کرده اند که تا وقتیکه آن واقعات را که بطور علامات  
ظهور مهدی بیان کرده اند. و فی الحقیقت تعلق آن با زمانه گذشته است. جدا نموده  
آید. بر حقیقت حال آگاهی دست نمیدهد. کسانی که از تاریخ اسلام واقفیت ندارند  
از چنین احادیث در خیله غلط فهمی افتاده اند. و نسبت زمان آینده منتظر آن امور  
بوده اند که آن امور قبل از وضع آن احادیث واقع شده بود. و آن امور را در  
علامات ظهور مهدی داخل نمودن محض بفضائل و ثبات صدق فرقائے خود بود  
هذا بوقت غور کردن در علامات ظهور مهدی برائے ما ناگزیر است که آن علامات

را جدا کرده باشیم۔ زیرا کہ آن علامات بجانب یسح واقعہ آئندہ اشارت نمیکند تا از مژگان  
افتادن در آن مغاکے کہ مردم چالاک برائے حصول مطلب خود گنبدہ بودند محفوظ بنایم  
رحمت بے پایان بر روان رسول ایزد منان صلی اللہ علیہ وسلم باد کہ در بیان علامات ظهور  
مسیح موعود و مہدی معہود آن طریق تد نظر داشتہ کہ بملاحظہ آن یک انسان بآسانی از  
اغلوٹہ مردمان غلط انداز مصون و مامون می ماند۔ و آن این است کہ آن علامات  
کہ متعلق زمانہ مسیح موعود و مہدی معہود بیان فرمودہ آن را بطور یک سلسلہ دانمود است  
کہ بواسطہ آن بر آمیزش خلط ملط کنندگان و غل پیشہ اطلاعی ہم میرسد۔ مثلاً اگر  
میفرمود۔ کہ نامش ایچنین و نام پدرش آنچنان باشد۔ خیلے کساں بر خود ایں نامہا  
نہادہ برائے دعویٰ مہدویت آمادہ می شدند۔ پس از خبر دادن آن علامات کہ  
پیدا کردین آن در قبضہ قدرت انسانی باشد۔ قطع نظر کردہ آن علامات را (کہ  
واقع شدن آنہا نہ محض اینکہ از تصرف و اختیار انسان بیرون باشد۔ بلکہ پیش از  
تغییرات صدہا سال صورت پذیرفتن آن نامکن بود۔ و یسح نفس واحدہ بلکہ یک  
جماعت کثیرہ بمعاونت ہمہ گمر نیز نسلاً بعد نسل سعی نمودہ بر وقوع آوردن آن علامات  
قدرت ندارد) بیان فرمود :

و نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یکا مرد دیگر در بیان ایں علامات مرعی داشتہ  
کہ منجملہ علامات بعض را آنچنان بیان فرمودہ کہ بغیر از زمانہ مہدی در یسح  
وقتہ از اوقات ظاہر شدن آن علامات ممکن نیست :

پس ایں اصل را مطمح نظر داشتہ ہر گاہ ما را آن زمانہ معلوم گردد کہ متعلق کاروبار  
یسح موعود و مہدی مسعود است۔ و نیز ایں علامات کہ جناب رسالتناجی بارہا

این ارشاد فرموده است که بغیر از زمانه مهدی در هیچ وقت ظاهر نه گردد و وقوع یابد  
 و همچنین آن تغییرات ارضی و سماوی که آن را علامات ظهور مهدی قرار داده شده است  
 نیز هویدا نشود۔ اندرین وقت شناختن زمانه مهدی و مسیح بر آماج دشواریست۔  
 پس اگر در تخمین وقت بعض چنان علامات یافته شوند که هنوز وقوع نیابده  
 اندرین صورت ما را قبول کردن یکے ازین دو امر ناگزیر باشد۔ یا اینکه ما بدانیم که  
 هرگز تعلق آنها بزمانه مهدی نبوده است۔ بلکه بسبب دست اندازی بعض مردم برجم  
 آنها در علامات مهدی مسموم شال کرده آمد۔ و یا اینکه آن علامات در نفس خود  
 تعبیر طلب و قابل تاویل بود۔ مگر از جانب ما در فهمیدن معانی آن غلط واقع شد۔  
 بعد ازین نگارش گذارش این بیان ضروری میدانم۔ که حضرت خیر صادق  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام آن علامات را که برائے زمانه مسیح موعود و مهدی موعود  
 مقرر فرموده است۔ اگر یکا نشمند روشن خمیر بر آنها اندک تدبیر کند۔ بر دل او  
 هویدا می شود۔ که این علامات فرداً فرداً متعلق زمانه مسیح و مهدی نیست بلکه  
 باهم مخلوط شده برائے زمانه ظهور مسیح و مهدی یک علامت کامل و ذوالوجه میشوند  
 مثلاً در یک حدیث وارد است۔ که یک علامت ظهور مهدی این است که در وقت او  
 جوهر امانت بر خیزد۔ و یا مثلاً این حدیث دیگر که حضورش این است که در آن وقت  
 جهالت ترقی پذیرد۔ اگر این علامات را نشانهای مستقله قرار داده شود لازم  
 آید۔ که هرگاه امانت از دنیا برخیزد۔ در آن وقت می باید که مهدی مبعوث گردد۔  
 و یا در حالت رفع علم لابد است که مهدی بیاید۔ و حالانکه درین سیزده صد سال  
 گوناگون مدّ و جزیر بر حالت مسلمانان واقع شده است۔ گاهی ازیشان امانت

برداشتہ شدہ است و گاہے علم امامہدی ظاہر نشدہ است پس ثابت شد کہ این  
 علامات در ذات خود نشانہائے مستقلہ نبودہ است۔ بلکہ این ہمہ علامات کہ نبی کیم  
 از خدا تعالیٰ الہام یافتہ بیان فرمودہ است۔ باہم جمع آمدہ برائے زمانہ مہدی نمود  
 یک علامت کامل است۔ نہ اینکه بعض مردم از پیش فرض ساختہ آہنار ابرہ آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم منسوب کردہ اند :

ہر علامت از علامات مہدی مہود جدا گانہ کم و بیش در اکثر از منہ یافتہ میشود  
 مگر جمیع علامات باہم آمیختہ و یک جاشدہ در پنج زمانہ سوائے زمانہ مہدی مہود  
 نتوان یافت۔ قاعدہ شناختن زمانہ ہمان است۔ کہ قاعدہ شناختن شخصے باشد  
 چوں ما را ضرورت افتد۔ کہ کسی را نشان شخصے بدیم۔ کہ او را گاہے ندیدہ باشد  
 پنج گونہ تعارف سابق بدو نہ داشتہ باشد۔ پس طریق فہمائش غیر ازین نیست کہ ما از صورت  
 و سیرۃ و قد و قامت و عادت و خصالت او نشان بدیم۔ و نشان خانہ او و دیگر  
 حالات متعلقہ او و انعامیم۔ مثلاً اینکه بیان کنیم۔ کہ او نہ خیلے بلند بالا ست و نہ  
 کوتاہ پاچہ سفید رنگ۔ نہ فربہ نہ لاغر۔ کشادہ پیشانی بلند بینی فراخ چشم و سطرلاب  
 و کلاں زرخ است۔ و نیز مثلاً اینکه او عالم علوم عربیہ و از مسلمانان است و مردم  
 قوم او بوجہ اختلاف مذہب با او دشمنی دارند۔ و اخلاقش بدرجہ غایت اعلیٰ است  
 و خانہ اش چنین و چنان است۔ و خانہ ماے گرد و پیش او بر فلان فلان ہیئت  
 الغرض اگر این قدر علامات بیان کردہ آن شخص را بسوئے آن قریرہ رواں کنیم پس  
 باوجود مفاطلہ دادن مردم او را شناختن آن شخص خیلے آسان باشد۔  
 پس ہمچنین اگر ضرورت باشد کہ زمانہ خاص را نشان بدیم۔ بہرہت شناختن

ہمین طریق باشد کہ مثلاً کیفیات و واقعات اجرام سماویہ و انقلابات کرہ ارض و حوادث کائنات الجود حالت تمدن و مذہب و علم و عمل و اخلاق و تعلقات بین القوام و تنگی و ترفہ و اختلاط بین الناس و ذرائع سفر و اسباب سیاحت مردم آن زمانہ را قائم نمایند تا آنحس کہ اورا قبل از وقوع این حالات خبر داده شد است۔ بروقت ظہور این امور بایقین تمام زمانہ نشان داده را بشناسد۔ و در شناخت آن اورا هیچ اشکالے رونماید بلکہ این طریق شناخت چنان باشد کہ در آن شک و شبہ را هیچگونه گنجایش ننماید۔ از ہمین جا است کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم برائے شناختن مسیح موعود و مہدی مرقع حالات آن زمانہ را روانمودہ است۔ تا در ہنگام اختلاف آراء فرقیائے اسلامیہ مردم مسیح روایت را از پیش خود وضع کردن نتوانند۔ کہ بسبب آن معرفت مسیح و مہدی متعذر گردد۔

ہر چند بعضی از خیانت پیشگان علامات کاذبہ از جانب خود احداث نمودہ اند۔ مگر چون بر آن مرقع کہ مخبر صادق علیہ السلام پیش ماہنامہ است۔ مسیح تصرف کردن نتوانستند۔ لہذا ہمہ سعی ہائے شان بکلی رایگان رفت است۔ اگر اکنون ہم کسے بر مرقع بیان سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہ حیثیت مجموعی نظر اندازد۔ این حرف بے اختیار از زبان ادعی برآید۔ کہ ہمین زمانہ زمانہ مسیح و مہدی است ؟

## حالاتی زی زمانہ مسیح موعود

حالا ہر سلسلہ علامت را جدا گانہ بیان کردہ میشود۔ کہ ازاں مثل روز روشن بوضوح می پیوند۔ کہ بغیر این زمانہ در زمانہ دیگر نزول مسیح و مہدی ممکن نیست

و پیش از ہر سلسلہ مانہ بیان حالات مذہبیہ زمانہ مسیح موعود می پردازم ۛ  
 اولاً حالت مذہبیہ ۱- داین بر دو نوع است۔ یکے بیان اعداد و شمار ظاہر  
 مذہب کہ در آن زمانہ باشد۔ دیگر ہر چہ بر مردم آن زمانہ اثرے از مذہب باشد  
 آن را شرح دادہ آید۔ در رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو حالت مانہ مسیح موعود را  
 بیان فرمودہ است۔ و ما ازین ہر دو حالت اول تعداد ظاہر یہ مذہب تناسب  
 ایشان را بیان میکنیم۔ زیرا کہ این حالت ظاہر تراست ۛ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالت این زمانہ را بدین پنج بیان فرمودہ است  
 عن المستور والقرشی انه قال عند عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سمعت  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تقوم الساعة والروم اکثر الناس فقال  
 عمر ابصر ما تقول قال اقول ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 (صحیح مسلم کتاب الفتن) یعنی مستور و قرشی رو بروئے عمرو بن العاص گفتہ است کہ  
 جناب مخبر صادق فرمود۔ قیامت آن زمان بر پا گردد۔ کہ اہل روم یعنی نصاریٰ  
 در آن وقت بکثرت باشند۔ عمرو بن العاص از روئے تعجب گفت۔ بنگاہ کن چہ میگوئی  
 مستور جواب داد۔ من ہماں میگویم کہ از حضرت مخبر صادق شنیدہ ام۔ "قاطبتہ  
 علمائے اسلام را اتفاق است۔ کہ درین حدیث مراد از روم نصاریٰ است۔

زیرا کہ در عہد فرخی مہر رسالتا صلی اللہ علیہ وسلم اہل روم حامل لوائے نصرانیت  
 و علامت بتن ترقی آن مذہب بودند۔ و چون دیدہ شود کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ  
 وسلم این ہم فرمودہ است۔ اذا هلك كسرى فلا كسرى بعده واذا هلك

فلا قيصر بعده والذی نفسی بیدہ لتنفقن كنوزهما فی سبیل اللہ۔ (ترمذی باب الفتن)  
 (بخاری باب علامات النبوة فی الاسلام)

یعنی چوں کسری (شاہ ایران) ہلاک گردید۔ پیسج کد ام کسری بعد از دسے نخواہد بود  
 و چوں قیصر (شاہ روم) ہلاک شود۔ دیگر کد ام قیصر بر پا نخواہد شد۔ و سو گنڈ باں  
 ذات پاک کہ جان من در دست اوست۔ شما خزائن اموال اک ہر دو را صرف  
 خواہید کرد در راہ خدا۔ پس نظر بریں فرمودہ بنوی پیش خبری مذکورہ بالا یعنی  
 والروم اکثر الناس بس عظیم الشان می نماید۔ زیر کہ بعد استیصال حکومت روم  
 بحدیکہ نام و نشان قیصر ہم محو شود۔ باز این قدر غلبہ نصاریٰ خبرے بود بس حیرت انگیز  
 آفرمودہائے خداوندی ضرور بوقوع می پیوند و بے کم و کاست راست می برآید  
 حکومت قیصران روم یعنی شاہنشاهان رومیہ مطابق پیش خبری بنوی محو شد۔ و  
 تا یک عرصہ این خطاب محض از راہ قدامت خاندان برائے شاہان قسطنطنیہ  
 باقی ماند۔ اما بعد از فتح قسطنطنیہ آں خطاب نیز از ایشان زائل شد۔ و اسلام  
 در چہار دانگ عالم غلبہ حاصل کرد۔

اما از سق یک ہزار ہجری زمانہ فیج اعوج باز آغاز نمود۔ بار دیگر یونانیو ما  
 نصرایت را بتدریج در اں ممالک (کہ بوقت پیش خبری فرمودن بخبر صادق صلعم نسبت  
 ترقیات ملت عیسویہ نام و نشان عیسائیاں ہم در اں ممالک نبود) ترقی روئے  
 داد۔ و از عرصہ یک صد سال بر کردہ ارض حکومتہائے مذہب عیسویہ را چنداں  
 استیلا و غلبہ حاصل شد است۔ کہ در صدق مفہوم الروم اکثر الناس گنجایش  
 شکے و شبہتہ باقی نہاند است۔ این پیشخبری را کتاب صلی علیہ سلم را اسچنان اہمیت حاصل  
 است۔ کہ بعض علماء نسبت آں نوشتہ اند۔ کہ ایں پیشخبری یعنی الروم اکثر الناس  
 بعد واقع شدن جملہ غلامات ظاہر گردد۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان در کتاب



حج الکرامه بجال رساله حشریه می نویسد - که چون جمله علامات مبوض ظهور رسد قوم نصاری غلبه کنند - و بر بسیار ممالک متصرف شوند (حج الکرامه صفحه ۳۴۴) پس علاوه برین که این علامت با دیگر علامات یکجا شده به طرف زمانه یسوع موعود علیه الصلوٰه والسلام اشاره کرده تعیین آن میکند - تنها بذات خود هم خیل موجب راهنمایی است

آنحضرت صلی الله علیه وسلم ضعف و ناتوانی اسلام این زمانه را بمقابل ترقیات ملت عیسویه بدین پنج بیان فرموده است - بداء الاسلام غرباً و یستود غرباً فظوبی للغرباء (این ماجه باب بداء الاسلام غرباً) یعنی اسلام در زمانه آخر از پس بے کس گردد و در حدیث دجال فرموده که بسیارے از مسلمانان پیرو دجال گردند (جامع ترمذی - باب ماجاء فی فتنه الدجال) چنانچه اکنون همین حالت است - مسلمانان بعد از شان و شوکتی که ایشان را مالک دژ زمین ساخته بود - احوال چوں بیکس و یکجه میته گشته اند - ایشان را بے مدد طاقتها و دل مسیحیه هستی خود را قائم داشتن دشوار است - و بشمار مسلمانان درین وقت در حلقه نصرانیت در آمده اند و هر روز دین عیسوی را قبول می کنند

### حالت مذہبی اندرونی مسلمانان

علاوه طاقت ظاہریه مذاهب عالم آنچه حالت باطنیه مسلمانان در زمانه یسوع موعود بدو قع آمدن بود - آن را نیز آں صادق مصدوق بدین سوال دانوده است - که اکثر مردم در آن وقت منکر عقیده قدر بشوند - چنانچه از حضرت علی کرم الله وجهه

مردی است۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ از علامات قیامت یکے این است کہ مردم از عقیدہ قدر انکار نمایند۔ و بالیقین مراد از انکار انکار مسلمانان است۔ و نہ کفار پیشتر ہم برین مسئلہ ایمان نمیدارند :

حالت این انکار در مسلمانان بہ آن قوت ظاہر شدہ است کہ حاجت بیان ندارد۔ مسلمانان تو تعلیم یافته کہ شیفتہ علوم جدیدہ یورپ گشتہ اند از خوف اعتراضات مصنفان یورپ کہ از امور دین جاہل اند۔ علی الاعلان انکار مسئلہ قضا و قدر می نمایند و از عظمت و صداقت و فوائد این مسئلہ کجی لاعلم و ناواقف گشتہ اند :

دربارہ تغیرے دیگر کہ در مسلمانان پدیدار شدنی بود۔ فرمودہ کہ آن وقت کم زکوٰۃ را تادان پندارند۔ این تغیر را نیز بزار از حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرد است (رجح الحواصی صفحہ ۱۴۸) چنانچہ دریں احوال کہ از ہر جانب بر مسلمانان آفت نازل شدہ است۔ ہر قدر کہ خیرات و صدقات علاوہ از زکوٰۃ مفروضہ بدہند۔ کم است۔ مگر اکثر مسلمانان از دادن زکوٰۃ ہم پہلوہتی میکنند۔ و در مالک کہ بذریعہ احکام اسلامی زکوٰۃ از جانب حکام گرفتہ می شود۔ آنجا نیز بعض مردم بادل ناخواستہ زکوٰۃ ادا می کنند۔ مگر در ہر ملک است این انتظام جاری نیست۔ بدین وجہ گویا زکوٰۃ دادن شعار مسلمانان نیست۔ الا ما اشار اللہ۔ و آنجا کہ میداد آنان نیز زکوٰۃ دادن را ذریعہ فخر و نمود ساختہ اند۔ و بطورے می دہند کہ آنرا زکوٰۃ گفتن مشکل است۔ بلکہ برائے مصارف قوم چیسکہ ماہانہ یا سالیانہ می دہند و آن را زکوٰۃ تعبیر میکنند :

و دربارہ یک تغیر عظیمی کہ در مسلمانان پیدا شدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اینچنین فرموده است - که مسلمانان که هر چیز عزیز را بفرمان خدا و رسول قربان می نمودند -  
 و دنیا و مافیها در چشم ایشان بیش از حیفه قدر و قیمت نمیداشت - آن وقت برای  
 دنیا دین را بفرود شدند - و این تغییر درین زمان در قوم مسلمانان به این کثرت و وفرت  
 رونما شده است - که دل مجبان اسلام به نظاره این کیفیت درون سینه می گذارد -  
 علماء و صوفیاء و توکلگران و عوام اهل اسلام همه دنیا را بر دین مقدم میدارند - و  
 به جهت ادنی فائده دنیا دین را و هر چه در آن فائده اسلام باشد - فدای می سازند -  
 و یک تغییر این مردود بر دایت ابن عباس رضی الله عنه از رسول اکرم صلی الله علیه و سلم  
 این بیان نموده است که در آن وقت نماز متروک گردید (رجع الکرامه صفحه ۲۹) و این  
 تغییر هم بوقوع آمده - بنظر تعداد و شمار مسلمانان از هر یک صد یک نفر هم بشکل  
 پابنده صلوٰه خمس به نظر می آید - حال آنکه نماز از جمیع ارکان اسلام رکن اولین است  
 و نزد بعض علماء تا رکن صلوٰه به حد کفر می رسد - درین روزگار مساجد بسیار است  
 مگر نماز گذاران خیل کم به نظر می آیند - بلکه بسیاری از مساجد را جانوران مسکن خود  
 ساخته اند - و بجز سگی آنها می کنند :

و تغییر دیگر که آنحضرت صلعم روح فداه بیان فرموده است - این است که  
 مردم در آن وقت ارکان نماز را بجلالت تام ادا ننمایند - چنانکه ابوالشیخ از حضرت  
 ابن مسعود رضی الله عنه در اشاعت نقل کرده که رسول کریم صلی الله علیه و سلم خبر  
 داده است - که پنجاه مردم نماز نکنند - مگر اذان جمله یک نماز یک کس هم قبول  
 نگردد - مطلب این حدیث شریف این است که در ادای ارکان نماز خیل مجتلت  
 ورزند - و ظاهراً است - که علامت قبولیت نماز امر باطنی است - و پراثر باطنی

بغیر خدا متعالی کسے را اطلاع نیست۔ مگر علامت ظاہری عدم قبولیت نماز عجلت در نماز است۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شخصے را کہ نماز خود را بجلت ادا کردہ بود فرمود کہ نماز تو ادا نشدہ باز از سر نو ادا کن۔ پس اس تغیر عظیم ہم دریں وقت پیدا است۔ مردمانے کہ نماز میکنند۔ بہ اکل سرعت و عجلت ارکان نماز را بجای آرند کہ گویا خود سے منقار خود بہ جہت چیدن دانہ بر زمین می زنند۔ و بعد از ادا سے نماز اوراد و وظائف و ادعیہ طویلہ و احزاب کثیرہ میخوانند ۛ

و همچنین یک نشان دیگر ایں زمانہ حضرت مخبر صادق علی اللہ علیہ وسلم این بیان فرمودہ کہ دران آدان خداے تعالیٰ قرآن را از میان مردم بردارد۔ و محض نقوش الفاظ و حروف باقی ماند۔ پس ایں علامت نیز دریں زمانہ نمایان است کہ قرآن کریم موجود است۔ مگر مردم در آیات قرآنیہ غور و تدبر نمی کنند۔ تعجب است۔ کہ بجز جماعت پیردان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام در تمام روئے زمین در هیچ جادرس قرآن مجید چنانکہ شاید و باید روزانہ جاری نیست۔ و ملایان جید کہ ماہران فقه و حدیث اند۔ از ترجمہ قرآن کریم ہم نابلد ہستند۔ و دروے تدبر کردن و ترجمہ اش خواندن حرام می شمارند۔ و می فہمند کہ آنچه بعض علمائے گذشتہ معانی قرآن بیان نمودہ اند۔ غیر آں در قرآن کریم هیچ معنی نماندہ است۔ و ہرگز جانب ایں امر غور نمیکنند۔ کہ اگر باب تفسیر قرآن و فہم معارف آں بعد از عہد مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیش ازین مفتوح ماندہ است۔ اکنون بجدام دلیل و کچہ سبب مسدود گردیدہ است ۛ

ہمچنین یک علامت دیگر متعلق حالات زمانہ آخرین ابن مردویہ بروایت

حضرت ابن عباس از جناب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرده است کہ در آں  
 هنگام از یک جانب مردم بسوئے قرآن توجہ ندارند۔ و از جانب دیگر بر زینت  
 زینت و آرایش و پیرایش قرآن آنقدر مشغول شدند کہ برائے قرآن غلافهای  
 زرین و ریشمین بسازند۔ پس این علامت نیز دریں زمانہ موجود است۔ مسلمانان  
 بالعموم از خواندن قرآن کریم سرپا در غفلت افتاده اند۔ و قرآن را باز کرده نگاه  
 تدبیر در آں بکار بردن حرام می پندارند۔ لیکن اوراق قرآن کریم را مطلقاً و مذہب  
 ساخته در غلافهای زرین پیچیده بالائے طاق در خاںهای خود میدارند۔ و  
 آنچنان آرایش مصحف مجیدی نمایند کہ در قرون اولی ازان هیچ اثری نبود است  
 حالانکہ آں بزرگان قرون اولی چہ بلحاظ تقوی و چہ بلحاظ دجاہرت دنیا بر مردم  
 این زمانہ فوقیت میداشتند ❖

و تفسیرے دیگر کہ نسبت حالت اندرونی مسلمانان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمودہ  
 این است کہ در آں ایام مردم مساجد را خیلی بیار آیند۔ چنانچہ این تغیر نیز دریں  
 وقت در مسلمانان موجود است کہ مسلمانان بہ اتباع اقوام دیگر مساجد را خیلی  
 آراستہ میکنند۔ و بانقش و نگار زینت میدهند و قنادیل بلورین و پردہ رنگین  
 در آں می آویزند۔ کہ بجائے اینکہ مساجد عبادت گاہ سادہ اسلامی باشند۔ حسب  
 الفاظ حدیث با سادہ و بتکدام زیادہ تر مشابہ میگردد۔ (رجع الکرامہ بروایت ابن دؤید)  
 از حضرت ابن عباس رضی

و تفسیرے دیگر کہ متعلق این زمانہ بیان فرمودہ این است کہ در آں زمانہ  
 عرب از دین خیلی دور افتاده باشند۔ و دینے کہ بر ذرات بابرکات شخصی از ایشان

نازل شدہ و در ملک ایشان نشو و نما یافتہ و از ایشان شیوع پذیرفتہ و آخرین کتاب  
 آسمانی بزبان ایشان نازل گشتہ و تا حال در زبان ایشان مردم میخوانند۔ و بواسطہ آن  
 کتاب زبان ایشان زندہ است۔ ولیکن ایشان آنرا از دست نخواهند داد و باوجودیکہ  
 زبان عربی دارند۔ از دین اسلام بے بہرہ باشند۔ و قرآن مجید ایشان را نفع ندہد  
 بلکہ دہائے شاں از عرفان ہمانسان تہی باشند۔ ہمچنان کہ قلوب کسانیکہ قابلیت  
 و استعداد فہمیدن قرآن ندارند۔ دلیلی از حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت کردہ  
 است۔ کہ در آن وقت زبان ایشان عربی ولیکن دہائے شاں مثل اعاجم باشد  
 (حج الکرامہ) یعنی مردم عرب بزبان عربی تکلم کنند۔ مگر از دین عربی مثل اعاجم  
 نابلد باشند۔ دیں زمانہ کہ ما ایم۔ این تغیر ہم نمودار است۔ اہل عرب را از دین متین  
 آتچنان دوری و بعد لاحق شدہ۔ کہ چہالت ایشان از دین متین از جہالت آنکسان  
 کہ ایشان بوجہ نابلد بودن از زبان عربی قرآن کریم را نتوانند فہمید۔ و نہ از معلمان  
 آن کتاب پاک ہیچ کس نزد ایشان رسیدہ است۔ کثریت ۛ

و دیگر تغیرے کہ حضرت رسالتا صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمود این است۔ کہ  
 در آن اوان آزادی ادا مرا ہم مذہب این قدر مفقود گرد۔ کہ در دیار عرب مردم نیکیا  
 ظاہر ساختن طریق خود دشوار گردد۔ چنانچہ دلیلی از حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کردہ  
 کہ صاحبین در میان شان مستور باشند۔ (حج الکرامہ فی آثار القیامہ)

این تغیر نیز در سرزمین عرب وقوع یافتہ کہ در آن مرز و بوم اجرائے شعائر  
 و رواداری ہیچ مذہب بکلی نماندہ است۔ اہل عرب بر رسوم و خیالات خود آتچنان  
 دلدادہ اند۔ کہ جان و مال و عرض و ناموس آن اشخاص کہ بر دعوت خدا و رسول لبیک

میکوبیند۔ از دست برد ایشان هرگز محفوظ نیست۔ هر چند این آفت در دیگر ممالک اسلامی  
 نیز موجود است۔ مگر حالت عرب خیلے قابل تاسف است۔ زیرا کہ ہر ذی استطاعت را  
 بحکم آہی بچیت ادائے فریضہ حج بدان مقام پاک فتن ناگزیر است۔ اما بلاحظہ تغییر  
 حالت ایشان راستی در معرض خطری آید۔ و صورت ادائے فریضہ حج محض درین بکرمنگ  
 محدود است۔ کہ انسان تاواند فریضہ حج را بجا موشی ادا کردہ مراجعت نماید۔ الا  
 ماشاء اللہ! اسے کاش ہادی مطلق ساکنان آن خطہ پاک را ہدایت کرامت فرماید  
 و ایشان باز ہمانسان حامل علم اسلام باشند۔ همچنانکہ قبل ازیں بسیزدہ صد سال  
 بودند ❖

## حالت اخلاقیہ اقوام عالم

بعد از بیان تغیرات مذہبیہ حال اسن آن علامات را کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متعلق  
 حالت اخلاقیہ زمانہ مسیح موعود بیان فرمودہ و امی نامم۔ بمجملہ آن علامات یکے این است  
 کہ در آن وقت فحش بکثرت شائع گردد۔ بلکہ فحش ہم۔ مردم آن زمانہ بر فحش خویش ناز  
 باشند۔ چنانچہ روایت است از ابن ابی شیبہ کہ از علامات قرب قیامت ظهور فحش و  
 بے حیائی است (رجح الکرامہ) و همچنین در صحیح مسلم از ابن مالک روایت است۔ کہ  
 یکے از اشراط ساعت کثرت زناست۔ و ابن مردویہ از ابو ہریرہ روایت کردہ است  
 کہ اولاد زنا در آن وقت بکثرت باشد۔ (رجح الکرامہ) و ماورین زمانہ این ہمہ انواع فحش  
 را بکثرت می یابیم۔ و علاوہ از بدکار یہائے سخت می بینیم۔ کہ تہذیب تمدن فرنگ  
 رنگے عجیب اختیار کردہ کہ ہر چہ در شریعت اسلام فحش قرار یافتہ آن ہمہ پیش اقوام

متمنه یورپ جزو تہذیب شدہ است۔ مثلاً مردان درست در کمر زنان نامحرم کرده  
می رقصند۔ و در میان مجلس تعریف حسن و جمال زنان بر زبان آوردن بازنان غیر بیہ  
تفرج بجا نائے دور و راز رفتن این ہمہ آں فعلہا است۔ کہ قبل ازین در خیال مردان  
پیشین ہرگز موجود نبود۔ نہ در عرب این گونه فحش بود نہ در عجم۔ بلکہ در ہندوستان باوجود  
آں قدر بت پرستی و اداہام پرستی این گونه فحش و بے حیائی نبود۔ و ایران نیز باوجود  
کثرت روایات تمییز از ارتکاب چنین افعال قبیحہ و حرکات شنیعہ مامون بود۔ روم  
باوجود تنگیہ گاہ و پشت و پناہ بودن مسیحیت و باوجود پذیر مردگی اخلاق حسنہ از قید و  
بندای ہوا و ہوس محفوظ بود۔ ہرچہ ازین قسم افعال شنیعہ درین جزو زمان شیوع  
یافتہ است۔ اگر مرقع آں حالات را بالتفصیل نگاشتنہ پیش روئے اسلان نہاد  
می شد۔ ایشان ہرگز باور نمیکردند۔ کہ ہمہ افراد قومے از کہ تا مرہ باین لاف تہذیب  
انچنین افعال را بعمل آرند۔

این نیست کہ صرف از اذل و ادغام درین گونه حرکات شنیعہ ملوث ہستند۔ بلکہ  
قاطبتہ جمیع افراد قوم از کاب چنین افعال را جزو تمدن و تہذیب و باعث فخر و مباہات  
میدانند۔

در ازمنہ سابقہ ہم مجالس رقص و سرود منعقد می شد۔ لیکن ہیچ کس ہیچت از کاب  
این امر آلودہ و مستعد نبود۔ کہ دختران و زنان آں خاندانہا کہ خود را بیخ و بنیاد شرف  
و تمدن میدانستند چنین افعال قبیحہ را مشغلہ کار و شیعوہ و شعار خویش گردانند  
و ایں حرکات موجب فخر و نازش و دشینہ گان و زنان شال شود۔ و قدر و منزلت  
ایشان را بیفزاید۔ و در شرف و افت شان ازین امور ہیچ فتور پیدا نشود۔



علاوہ ازین بیجائی کہ شائع و ذائع است۔ سر جملہ بیجائی ہا کہ زناست۔  
 آن نیز بکثرت و وفرت رائج است۔ کہ در اکثر بلاد یکہ در اں عیسویت قدم خود را رائج  
 ساخته است۔ زنا را ایک فعل نابائستہ از قسم کمزوری نفسانی خیال نمیکند۔ بلکہ یک  
 فعل طبیعی و شغل روزمرہ میدانند۔ هیچ شک نیست کہ وجود لولیایان رقاصہ و ضیاگر  
 در زمان سابق ہم بودہ است۔ مگر کسے را این وہم و گمان نبود کہ روزے حکومت  
 وقت ایں طائفہ زنان را بجهت کامرانی و اجرائے مسافت سر بازار ان انواع  
 بر مشاہرہائے بیش قرار ملازم بگیرد۔ و بجهت ملازمت ایں طائفہ بد قانونی منع  
 نماید۔ و در قشو تہائے خویش جائے دہد۔ تا بخر و نشان عساکر شاہی را برائے  
 حصول رو سیاہی داریں و رفع ایں ضرورت تخلیف بیرون رفتن از معسکہ پیش  
 نیاید ❖

در ازمنہ سابقہ کسے چہ میدانست۔ کہ وقتے تعلقات زناشوی بر این درجہ  
 وسیع گردد۔ و جوہر غیرت از میان مردم برخیزد۔ کہ زن کسے را در خانہ مردم  
 نامحرم رفتن گناہ اخلاق ہم دانستہ نشود۔ بلکہ ایں خلا و ملا را جزو حریت قرار  
 دادہ آید۔ نکاح را برائے زنان یک علامت بندگی و بیچارگی و ذہنی گمان کردہ  
 شود۔ چنانچہ امروز خیلہ از مردم فرسا و امریکہ جبالہ نکاح را ایک قید بے زنجیر  
 می نامند ❖

در خیال کہ ام کس بود۔ کہ آن وقت ہم می رسد۔ کہ مردم آنقدر خیرہ چشم گردند  
 کہ بے تحاشا در مجالس و محافل با خیے سنجیدگی و متانت بریں مسئلہ بحث نمایند۔ کہ  
 نکاح کہ دن یکا خیالے است دقیانوسی۔ و ہر مرد و باہر زنے کہ خواہد تعلق خود

پیدا کنند۔ وزن یک آلہ یا یک ماشین است۔ کہ بذریعہ آن یک خواہش نفسانی را  
 انجام داده ملک و قوم را بدین فائدہ می توان رسانید۔ و زیادہ ازین این صفت ضعیف  
 هیچ حیثیتہ ندارد و چنانچہ درین زمانہ فرقہ مسوشلسٹ و بالشویک این خیال میدانند  
 چوں حالت بھیمانی بر این درجہ رسیدہ است۔ خود خیال میتوان کرد۔ کہ کثرت  
 اولاد زنہا بچہ غایت باشد۔ ظاہر است۔ کہ مادامیکہ فعل زن را در ملک یا قوم عیب  
 میدانند۔ مردم اولاد حرام را در عقب خود واگذاشتن پسند ندارند۔ تا طعنے و لہذا  
 بر آن عاید نگردد۔ اما در ملک و قوم کہ خود از وجود زنہا انکار کردہ آید۔ کجای یک  
 بیجا درست اندازی مذہب تصور نمودہ شود۔ لابد در این سرزمین دوران قوم دیر  
 یازد و بغیر اینچنین اولاد اولاد سے دیگر یافتہ نہ گردد۔ چنانکہ در اقوام مذکورۃ الصد  
 این نوع اولاد بکثرت متولد می شود۔ و هیچ عیب نمیدانند۔ علاوہ برین کسانیکہ  
 کجای را یک رسم قدیم دانستہ از دست نمیگذارند۔ در میان ایشان نیز در تائید  
 اولاد زنہا یک جوشے پیدا شدہ است۔ بلکہ فلاسفران نامدار آن دیار اینچنین اولاد  
 را برائے ملک و ترقی ملت یک نعمت عظمیٰ قرار میدہند۔ و بجهت وراثت یافتن  
 اولاد زنہا از والدین بقوت تمام سحر یک ہا میکنند۔ و بصورت دیگر حکومت وقت  
 مشورہ میدہند۔ کہ اینچنین بچہ ہا را فرزند این دولت تصور باید کرد۔ چوں حالت  
 اینچنین است۔ بہ کثرت اولاد زنہا کہ در این ممالک است۔ در زمان گذشتہ هیچ  
 مثالے نتوان یافت۔ بلکہ این ہم در قیاس نمی رسد۔ کہ در زمانہ پیشین مردمان  
 اینچنین کار و کردار را در ذہن خود تصور ہم کردہ باشند ؟  
 و بارہ تغییرے دیگر کہ در حالت اخلاقی این زمانہ پدیدار گردیدہ است

رسول خدا صلی الله علیه و سلم بیان فرموده است که در آل ایام شراب خوری  
بکثرت باشد۔ چنانچه از حضرت انس رضی الله عنه در صحیحین مروی است که آنحضرت صلی  
فرموده ان من اشراط الساعة ان يرفع العلم ويكثر الجبل ويكثر الزنا ويكثر  
شرب الخمر یعنی از اشراط ساعه این است که علم برداشته شود۔ و جهل کثرت پذیرد۔ و  
زنا را کثرت یافد۔ و شرابخوری عام باشد۔ و ابونعیم در صلیه از حذیفه بن الیمان  
رضی الله عنه روایت کرده که آنحضرت صلی الله علیه و سلم فرموده است که در آن زمان  
خمر بر سر راه مانوشیده شود ❖

پس کثرت شراب نوشی که در این زمان است محتاج بیان نیست۔ در ممالک  
فرنگ آں قدر کثرت شراب خوری است۔ که مردم شراب را از آب زیاده تر می  
در زمان گذشته هم مردم شراب میخوردند۔ مگر بنحیال عیش و کامرانی یا بنحیال علاج۔  
اما احوال در چار دانگ دنیا بطور غذا و بر جائے آب شراب را استعمال می کنند  
علی الخصوص این علامت که حضرت در حدیث دیگر بیان کرده است که شراب را  
در راه ها و کوچه ها و گذرگاه ها بخورند۔ و این علامت زمانه حال را از ازمینه سابقه امتیاز  
می بخشد۔ زیرا که در زمان گذشته شراب را از سامان عیش و عشرت می شمردند و بنا بر آن  
در مهتیا کردنش آسپخان اهتمام بخارنی بردند۔ چنانکه اکنون می گسندند بلکه در مقامات  
مختصه و کاهنای شراب بود۔ که از آن مردم می خریدند۔ اکنون که شراب بجائے  
آب استعمال میکنند۔ بدین ضرورت در هر شایع بلکه در هر کوچه و در هر برزن بقاصله  
خیله نزدیک و کاهنای شراب خانه خراب ناگزیر باز کرده اند۔ چنانچه در هر شهر  
ملک فرنگ در هر شاهراه متصل یکدیگر دو کانات سامان این خرابی موجود است۔

تالب صادر و دارد از شاشه شیطان خشک نماند - بلکه در هر عراده کالسکه بخار برآید  
 این اسباب مدہوشی دو کائنات آراسته اند - برائے خوردن و نوش و مایحتاج دیگر اگر سامان  
 دستیاب نشود ریاضت مضائقه نماند - مگر در هر استاسیون بجهت مسافران و کاران  
 باوه فروشی باید که کشاده دارند - در لوندی بفاصله اندک اندک جامہائے بلورین  
 شراب آب بقیمت مسادی میفروشند - مگر آب بجهت دیگر خوانج بکاری آید - نہ  
 برائے نوشیدن - زیرا کہ بر قدح شراب از خوردن آب قناعت میدارند -  
 نمونہ کثرت شرابخوری از واقعه کہ بیان میشود - خوب ترین درجے ذہن نشین  
 میگردد - کہ واضع و مبلغ جاہلیت احمدیہ را پیش آمده کہ بغرض تبلیغ اسلام در انگلستان  
 رفته بود - مالک مکانی کہ آن مبلغ دروے سکونت میداشت - از راست روی  
 و خوش معاہلی او سجدے خوش بود - کہ بہ محبت تمام روزے با او گفت - من شمارا  
 نصیحت میکنم - کہ تا صحت شما بدرجہ غایت نیکو باشد - تاوانید دریں ملک آب  
 ہرگز نہ نوشید - پدرم در مدت العمر یکبار جرعه آب خورده بود - ہماں روز دنیا را  
 گذاشت - من خود در ہمہ عمر یکبار ہم آب نوشیدہ ام - بدیں وجہ صحت من خراب  
 نشدہ است - مبلغ در جواب گفت - من ہمیشہ آب میخورم - و در تمام عمر با یک قطرہ  
 این نجس العین دامن لب را تر نہ کردہ ام - آن مردک فرنگی در ورطہ حیرت فرو رفت  
 و سخن آن مبلغ اسلام را بغایت مستبعد پنداشت -

تغیرے دیگر کہ جب پیش خبری نبوی در میان مردم این زمانہ رو دادہ تغییر اخلاق  
 است کہ قمار بازی و لہو و لعب را رونق حاصل آندہ است - ولی از حضرت علی کرم اللہ  
 روایت دارد - کہ یکے از علامات قرب قیامت این است - کہ در آن زمانہ اسباب

قمار بازی بکثرت باشد پس اس تغیر نیز بحد سے رونما شدہ است۔ کہ حاجت بیان نیست  
 قمار بازی در اٹلی یورپ و امریکہ مشغلہ زندگی نیست۔ بلکہ بچت تہذیب تمدن جزو  
 لاینفک قرار داده شدہ است۔ دایں بازی خانہ بر انداز در ہر شعبہ زندگی بوجہ  
 من الوجہ دخل میدارد۔ معمولی قسم قمار بازی۔ بعد از مجالس طعام یک مشغلہ معمولی  
 است۔ علاوہ ازیں خیلے اقسام از لام کہ بنام لاٹری شہرت دارد۔ آنقدر کثرت  
 دارد۔ کہ احصائے آں مشکل است۔ بلکہ بے مبالغہ چہارم حصہ تجارت دریں کا  
 صرف می شود۔ ہر ادنیٰ و اعلیٰ کار قمار شغل روزگار خود میدارند۔ دایں نیست۔ کہ  
 گاہے یا بعد ماہیہ باشد۔ بلکہ لاٹری عادت روزمرہ ایشان است۔ و مجالس قمار  
 از دیگر مجالس زیادہ تر سرمایہ ہا میدارد۔ مانتی کار لو مجلس قمار در ملک اطالیہ  
 مخصوص برائے اہرار است۔ در آں مجلس در یک روز ہزار ہا ملیون زر نقد  
 از دستے بدستے منتقل میگردد۔ الغرض کثرت قمار بحد سے رسیداست۔ کہ اس سخن  
 نادرست نیست۔ کہ اگر قمار بازی را از تہذیب تمدن جدیدہ یورپ دور کردہ شود  
 لاریب در آں خلایع عظیم واقع شود۔ کہ آنرا بچیزے دیگر پُر کردن صورت نہ بندد۔  
 بخوف تردید و انکار میتوان گفت۔ کہ اگر قمار بازی کہ ام سالے از سالہائے  
 زمانہ گذشتہ را بر قمار بازی اس زمان قیاس کردہ شود۔ آں بازی یک سالہ از بازی  
 یک روزہ این زمان چندین ہزار حصہ کمتر بر آید۔ لائف انشورنس (شرکتہ تجارتیہ ضمانت  
 زندگانی) و فائرنشورنس (کمپنی ہائے ضمانت آتشزدگی خانان) و کھفٹ انشورنس  
 (کمپنی ہائے ضمانت دزدی) وغیر ذلک خیلے بسیار اقسام۔ خود ہمیں یک نوع قمار  
 یعنی بیمہ (ضمان) را ہست۔ کہ بقول شاں امروز بغیر ہنا کار و بار مرم و لاج نتواند پذیرفت

پیشینان از نام چندین کمپنی ہامہ بالمرہ آگاہ نبودند :  
 دیگر تغیر اخلاقی کہ سرور دنیا و دین علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرمودہ این است کہ  
 نفس زکیہ کشتہ شود (نعیم بن حماد عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ) ہر چند مردم درین  
 حدیث شریف تاویلات مختلفہ کردہ اند لیکن سخن درست و دل نشین یہی است کہ در  
 قرب قیامت نفس پاک انسان مڑہ گردد۔ و یک انسان پاکیزہ نفس بدست آمدن  
 باشد۔ انھون لے شاہ والا جاہ ! اثر تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام را  
 یک سو داشتہ باز درین روزگار در انکاف عالم نظر بفرمائید۔ نفس زکیہ بیچ جایافتہ  
 سخاوت شد۔ یک وقت آل بود کہ در مسلمانان در ہر زمانے لکوکھا مردم با خدای بودند  
 و انھوں آپنجان وقت آمد۔ کہ با وجود ضرورت یہ پیش آمدن مصائب میبشیرن یک اہل دل  
 از قبیل محالات است۔ لاریب این زمانہ نیز از وجود سجادہ نشینان و علماد مشائخ و  
 دعویداران تصوف معہور است۔ کہ مریدان بے شمار میدارند۔ لیکن نفس زکیہ مفقود است  
 از انجملہ یکے ہم با خدا تعالی علاقہ حقیقی ندارد۔ از جانب خود ایجاد کردن وظائف و  
 اوراد علامت تصفیہ باطن و تزکیہ نفس نیست۔ بلکہ علامت طہارت نفس این است  
 کہ ایں مردم محبت الہی را در خود جذب کنند۔ و خداے تعالی با ایشان اظہار محبت و  
 رضائے خود بنماید۔ و غیرت خود را برائے ایشان در جوش آورد۔ و عزم و ارادہ شال  
 را بہ انجام برساند۔ و اسرار کلام اللہ را بر دل ایشان بکشاید۔ و دریائے حقائق  
 و معارف درون سینہ ہائے شال جاری سازد۔ تا وجود ایشان باعث رفع مصائب  
 اسلام و سبب شفاے امراض باطنیہ مسلمانان گردد۔ مگر ازان میاں کہ مردم ایشانرا  
 مشائخ و اقطاب و ابدال و او تاد میگویند۔ یک مرد ہمہ ہا این صفات متصف

بنظر نمی آید پس مردمان زمانه حال گویا که نفس زکیّه را کشته و نفس امّاره را زنده کرده اند و بهوائے نفس مطلوب مقصودشان شده است :

و علامتے دیگر که آنحضرت صلعم قرار داده است این است که در آن وقت امانت مرفوع گردد - چنانچه دلمی از حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت دارد که یکے از علامات قرب قیامت اضاغت امانت است (حج الکرامه) این علامت ہم مستحق شده است - آل نظاره مانے که دریں جزو زمان از مرفوع گشتن جوهر امانت و شائع شدن وبائے خیانت دیده شود - قابل بیان نیست - مردمان هر خانه و هر محله و هر شهر بجز بے ناگوار آل سجوبی کرده اند +

و تغییرے دیگر که در اخلاق این زمانه پیدا شده این است که آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در باره آل چنین پیش خبری فرموده که مردم با مادر و پدر رفتار نیک نکنند - بلکه با دوستان خود بوجہ احسن سلوک مرغی دارند - ابو نعیم در حلیه از حذیفه بن الیمان روایت کرده است - که در آن اوقات پسران با پدران بنا فرمائی و با دوستان بے نیکی رفتار نمایند - پس این تغییر شدت مالا کلام رو نمائده است که دل یک مرد خدا ترس از نظاره آل همچو شمع در درون سینه می گدازد - دلدادگان تهذیب و تمدن جدید و تعلیم یافتگان علوم یورپ که بزعم خود خود را روشن ضمیر میدانند بزرگان خود را خرف و دیوانه می شمارند - و از صحبت شان استکراه و احتراز ہم میدارند - و اوقات خود را در مجالس حیا سوز جلیسان و بهنجیالان خود صرف نموده راحت دل خود می انگارند - و برائے مصارف و عواید دراهم و دنانیر خود را تلف می سازند - مگر بهوائے باجتناج والدین پاسخ پروا ندارند :

در ملک ہندوستان خیلے مشاہدے تھے سچو قسم موجود است کہ والدین فرزندان  
خود را با وجود گرسنه ماندن و قلاش بودن بہ محنت شباروزی در مدارس انگلیسی تعلیم  
دادند۔ وچوں نور چشمان ایشان علم حاصل کردہ بر سر کارے یا منصبے فائز شدند۔  
صحبت پدر و مادر را برائے خود ننگ و عار پنداشتند۔ و کسے را کہ آگہی از قربت  
ایشان نباشد۔ پدر را غلام یا خادم پسر انگار د۔ و پسر را آقائے پدر داند۔  
دریں اوقات ازیں قسم ہزار ہا امثال و نظائر ہر روزہ مشاہد و معاین میگرد۔  
ولیکن قبل ازین درازمنہ پیشین اینچنین واقعات حکم النادر کا معدوم میداشت۔

### حالت علمیہ این زمانہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمچنان کہ حالت اخلاقیہ عہد سح آخر الزمان را بیان فرمودہ  
است۔ ہم بر آن نسق حالت علمیہ این زمانہ را نیز شرح داد است۔ چنانکہ ترمذی از انس  
ابن مالک آوردہ کہ مجز صادق نسبت اشراط الساعۃ فرمود است کہ یرفع العلم  
و یتظہر الجہل۔ یعنی علم برداشتہ شود۔ و جہل آشکارا گردد۔ و امام بخاری نیز  
ایں حدیث را با فرقی قلیلے از انس بن روایت کردہ۔ الغرض ایں تغیر عظیم نیز دریں  
عہد نمودار شدہ است۔ زملنے بود کہ زنان مسلمانان ہم در نقہ و ہم در حدیث طوطی  
میداشتند۔ چنانکہ روایت است۔ از حضرت عمر بن الخطاب ہم از عمر بن قرآن  
را بہتر میداند۔ مقصد فاروق رضی اللہ عنہ ایں بود۔ کہ در زمانہ من ہر طفل و خیر و  
زن خانہ نشین در فہمیدن مطالب قرآن کریم آن قدر مہارتے ہم رسانیدہ است  
کہ بر فتاویٰ یک علامہ قرآن و حدیث جرح تواند کرد۔ و آن حج نہ بر بنائے جہالت بلکہ



بوجہ دلائل و براہین موجودہ۔ اُن کیست۔ کہ از علم و فضل حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا انکار تو اند کرد ؟

اما احوالِ علم دین بر اُن حالت رسیدہ کہ بغیر اُن کسانیکہ استعداد کسبِ علوم و فنون دیگر ندارند۔ پیچ کہ اُمّ اُن مائل در اغیب نمیکرد۔ و باز علم محض از برائے ایں غرض میخوانند کہ بر حصولِ اُن پیچ در ہم و دنیا رخص نمیشود۔ بلکہ بذریعہ اُن معاشِ خوبے و باعزت میسر میگردد۔ پس بر اُن علم ثمرہ برکت چہ مترتب گردد۔ و حاصل کنندہ اُن را بدین نیت فاسدہ چہ نفع اخروی دست دہد ؟

مضمون این حدیث را خیلے احادیث دیگر تأیید میکنند۔ و مطلب ازین حدیث این نیست۔ کہ علوم و فنون ہر قسم از دنیا بر خیزد۔ بلکہ مراد از رفع علم مرتفع گردیدن علوم دینی است۔ ورنہ از احادیث صحیحہ ثابت است۔ کہ در قرب قیامت علوم و فنون دنیویہ را خیلے ترقی حاصل آید۔ چنانچہ ترمذی از ابو ہریرہ روایت کردہ است کہ در آخر زمان مردم علوم را بغیر از غرض دینی بجهت اغراض دیگر آموزند (باب اجاء فی حلول المسیح۔ ابواب الفتن) و ہمین حالت دریں وقت نمایان است کہ علوم و فنون دنیویہ چندان کثرت گرفتہ کہ یک جہاں بر ترقی اُن حیران است۔ و علوم مذہبیہ اُن قدر شکار بے قوجی و تغافل گشتہ است کہ جہاں را علما رگفتہ می آید ؟

## حالت تمدنی زمانہ مسیح موعود

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرقع حالت تمدنیہ زمانہ مسیح موعود کشیدہ است و بپا چنیں علامات بیان فرمودہ۔ کہ از اں ہر نقش صورت تمدن ایں ایام بصغائی تام

بنظر می آید چنانچه فرموده که در آن طایفه ای اسلام تغیر و تبدل پذیرد. امام احمد بن حنبل <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup>  
 علیہ از مسافرن اش روایت کرده که این نشان زمانه برآیدی و خرابی این امت  
 (که بهماں زمان بعثت مسیح موعود است) یکی این باشد که مردم چون باہر گر ملاقات  
 کنند۔ بر یکدیگر لعنت کنند۔ ہر چند شرح حدیث در معنی این حدیث بیان نموده اند  
 کہ درین حدیث دشنام دادن مردمان کینہ طبع مرکبہ گر را مراد است۔ مگر فی الحقیقت  
 درین حدیث یک اشارہ لطیف است۔ بجانب تغیرے دیگر کہ خیلہ عظیم است۔ کہ  
 آن نہ حالت اذال است۔ بلکہ این ملیت در اکثر جا در طبقہ مشرقا مسلمانان نیز  
 موجود است۔ و آن رواج پذیرفتن لفظ بندگی و تسلیم است۔ کہ در طبقہ اکابر مسلمانان  
 ہندوستان یافتہ می شود۔ کہ بوقت ملاقات السلام علیکم گفتن را متکبر عزت خود  
 پسندارند۔ و بر جائے آن الفاظ "آداب تسلیمات" میگویند۔ بلکہ بتقلید ہندوان  
 لفظ "بندگی" ہم۔ کہ معنی اش این است کہ من "پیش جناب اطہار عبودیت می نیام"  
 و این چنین الفاظ را بجائے لفظ سلام (کہ معنی اش سلامتی و حفاظت آہی است)  
 از زبان و دہان خود بیرون آوردن فی الحقیقت یک قسم ملامتہ است۔ زیرا کہ ہر کس  
 کہ کلمات شرک بر زبان می راند۔ و اطہار فرمانبرداری و طاعتی کہ مخصوص بذات  
 خدا است۔ برائے غیر ذات خدا بکند۔ خود نیز مستحق لعنت می گردد۔ و ہر دیگرے  
 ہم لعنت خدا ئے تعالی را می اندازد۔ و لفظ (آداب) کہ رواج آن در مسلمانان  
 بکثرت است۔ در حقیقت مطلبش ہمہن این است کہ ما بندگی تسلیم می کنیم۔ و این لفظ  
 را بجهت آن اختیار نموده اند۔ تا ملا متیکہ استعمال اینچنین الفاظ اندرون دل خود  
 می یابند۔ از اثر آن محفوظ بمانند ۛ

و تفسیر کے دیگر تفسیر کنندہ کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمودہ این است کہ در آن وقت عزت مسلمانان از وجه دین نباشد۔ بلکہ از وجه مال و منال و ثروت و دولت و مشاغل سیاسی و امثال آن باشد۔ ابن مردودیه از حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آوردہ است کہ سیدہ ولد آدمؑ فرمودہ است کہ یکے از اشراط ساعتہ این است کہ در آن وقت مروم تعظیم صاحب مال کنند۔ و این حالت نیز دریں زمانہ پیدا است۔ آن رسم قدیم کہ وجاہت خاندانی را بر ہمہ اسباب عزت مقدم میداشتند۔ دریں آئیم برافشا است۔ و مجوشہ است و معیار عزت صرف یک چیز است کہ شخصے باید کہ مالدار باشد۔ تا پیش ہر کس عزت یابد۔ قبل ازین افغنیاء و ارباب مناصب و مجالس علماء حاضر می شدند۔ و اکنون علماء ایں امر را برائے خود باعث فخر میدانند کہ در مجالس اُمراء ایشان را رؤسوخے حاصل آید۔ یا بہ الفاظ دیگر بر آستان امیرے جبہ سودن را باعث عزت و افتخار میدانند ❖

و همچنین حذیفہ بن الیمان را روایت است کہ بر سر مسلمانان وقتے فرارسد کہ شخصے را باین الفاظ ستائش کنند۔ ما اجللہ و ما اظرفہ و ما اعقلہ۔ یعنی گفتہ شود کہ چہ قدر بہادر شخص است۔ و چہ قدر خوش طبیعت میدارد۔ و خیلے نیکو اخلاق و بسیار عقلمند است۔ و ما فی قلبہ مشقال جبۃ من خردل من الایمان یعنی حال آنکہ در دل او بقدر یک جبۃ ایمان نباشد (ترمذی) و ایں حالت نیز در ایں وقت ظاہر شدہ است کہ ہر کس کہ از دین بہرہ ندارد۔ اگر بنام مطالبہ حقوق مسلمانان برخیزد۔ لیڈر یعنی پیشوائے مسلمانان شمرده می شود۔ و ہیچ کس بر او حرف نمی گیرد۔ و کسے یارائے حرف زدن ہم نمیدارد۔ کہ بگوید۔ ایں کس کہ در راہ اسلام یک قدم گاہے

نہ برداشته است چگونہ پیشوائے قوم مسلمانان گردید است۔ بلکہ سپین کفایت میکنند  
 کہ این کس در انجمن لاتفریقہ نیکیومی کند۔ یا بدنامانی حریف خود را جواب خوب میدهد  
 یا برائے انجام مطالب سیاسی آمادہ است۔ کہ جان خود را در معرض خطرات انگند۔  
 و تفسیرے دیگر کہ رسول بارگاہ حق جل و علا بیان فرمودہ این است کہ در آن  
 وقت مؤمنان ذلیل باشند۔ بلکہ از خوف مردم پوشیدہ گردند۔ ابن مردویہ از حضرت  
 ابن عباس نقل نمودہ است۔ کہ سرور دنیا و دین سید المرسلین نسبت اشراط ساعۃ  
 فرمود۔ کہ یک مرد مؤمن از کینز ہم زیادہ ذلیل دانستہ شود۔ مطلبش غیر ازین نیست  
 کہ مردم با کینز ان خود ہم گاہے رشتہ محبت قائم کردہ می باشند۔ و با ایشان ہم جواب  
 میگردند۔ و بخارج ہم کنند۔ لیکن با یک مرد مؤمن تعلق دوستی پیدا کردن در آن  
 اوقات پسند ندارند۔ همچنین دلیلی از حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت دارد۔ کہ در آن  
 ایام نیکیو کاران در زمین پوشیدہ و رو بگذرند۔ پس این حالت نیز از مدتے پیدا است  
 کہ با یک صاحب ایمان تعلق داشتن ناجائز خیال کردہ میشود۔ ہر کس کہ با جان و دل  
 متبع قرآن و سنت رسول صلعم است۔ مسلمانان پیچ کس را از ان بدتر نمیدانند حتی کہ  
 بعد از بعثت حضرت مسیح موعود و این علامت قرب قیامت درین صورت آشکارا و  
 ہویدہ است۔ کہ با زنان فاحشہ و بیعہ سازان و خائنان و دروغگویان و بد زبانان و  
 بدگویان خدا و رسول سلوک نیک کردن و با ایشان ملاقات داشتن و دوستی در زید  
 جائز دانستہ اند۔ مگر کسانیکہ بر ندائے آسمانی لبیک گفتہ اند ایشان را رانندہ و با  
 ایشان دشمنی داشته می شود ۛ

و علامتے دیگر کہ بہرہت این زمانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمودہ این است

کہ در آں زمان مشغلہ زبان عربی در مسلمانان خیلے کم باشند۔ چنانچہ ابن مردودہ از حضرت ابن عباس روایتیے دارد کہ حضرت سالت پناہی فرمودہ کہ از علامات اشتراط اساعۃ یکے این است کہ در آں وقت صفہا بسیار دراز باشند۔ آمانہ باہنائے شاں مختلف باشد۔ پس این صورت در آیام حج بخوبی بنظری آید۔ از اغراض و فوائد عظیمہ حج یکے این است کہ بذریعہ آں اجتماع اسلامی قائم ماند۔ لیکن مردم در آں بقعہ مبارکہ و بلدہ طیبہ جمع شدہ بہ سبب نابلد بودن از زبان عربی بغیر ادائے فریضہ حج بیس فائدہ رہی و اجتماعی نمی کنند۔

اگر مسلمانان زبان عربی را در خاندان ہائے خود زندہ میداشتند۔ مردمان جمیع اکثاف عالم در یک رشتہ اتحاد و منسلک می بودند۔ کہ ہرگز حملہ سیچ دشمنی قوی آنرا قطع کردن نمی توانست۔

و حالتی دیگر کہ متعلق تمدن این زمانہ قرار دادہ این است کہ زنان با وجود پوشیدن لباس مردوار و برہنہ باشند۔ (منہ احمد بن حنبل عن ابن عمر) و این حالت نیز بر دوجہ پیدا است۔ یکے اینکه جامہائے نفیس و فاخر درین زمانہ آنقدر از رازاں شدہ کہ مردم علی العموم بر پوشیدن آں مقدرت میدارند۔ کہ پیش ازین با امراء و دولتمندان مخصوص بود۔ و نیز جامہا در منگی و باریکی بحدی رسیدہ است کہ بہ پوشیدن آں شاید زینتہ مہوم بنجیال رسد۔ مگر بالیقین ستر بہ آں ممکن نیست۔ و اکثر حصہ عالم درین وقت بر چنین لباس شیدا است۔ و آنرا بحیث عالم نسوان نیز تانگاشہ اند۔ و صورتی دیگرش این است کہ لباس زنان امریکہ و انگلستان و فرنگستان با انداز است۔ کہ بعض اعضائے قابل ستر ایشان برہنہ باشد۔ مثلاً علی العموم سر و سینہ خود را

و باز در آثار پنج برهنه میدارند ❖

الغرض ظهور این علامت قیامت بر دو طریق وقوع پذیر است - یکے در مسلمانان  
 با استعمال لباس نازک و باریک - و دوم در مسیحیان بر عریان داشتن سر و سینه و بازو  
 و علامتے دیگر بر آئے وقت ظهور مسیح موعود که آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرار  
 داده این است - کہ در آن ایام زنان مؤمنائے سر را مثل کوبان شتر بلند دارند  
 (رواه احمد فی مسنده عن ابن عمر) و این علامت ہم درین زمان متحقق شده است  
 زنان فرنگستان اندرین دوران ہمیں شیوہ میدارند - کہ ایشان مؤمنائے سر را  
 بافتن پسند دارند - بلکه موہار را کشادہ میدارند - کہ گویا چپکے بر سر برداشته اند  
 و زنان اقوام دیگر کہ از تہذیب و تمدن شاں متاثر گشته اند - تقلید شاں می نمایند  
 بلکه همچنان کہ سائر اقوال و افعال ایشان را از روحی آسمانی زیادہ تر قدر و منزلت  
 میدہند - ہمانسان درین امر ہم اتباع ایشان را موجب ترقی تہذیب می انگارند  
 علامت دیگر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجهت این زمانہ دانمود است - آن را  
 ابن عباس رضی اللہ عنہ چنین روایت کردہ کہ زنان آل زمان با مردان در تجارت شرکت  
 ورزند (صحیح الکرامہ بحوالہ ابن مردودہ) پس این علامت نیز ہویداشتہ است - بلکہ  
 آن قدر قوت یافتہ است کہ در تجارتے کہ دست زن در آن شریک نباشد - صورت  
 ترقی نہ بیند - بلکہ انہیں ہم زیادہ تر اینکہ اکنون این کیفیت پیدا شدہ است کہ بعض  
 شہرہائے اروپا محض ازین جہت زنان خوش رگل را در دکان ہا ملازم داشتہ  
 می شود - کہ تا خریداران را ملاقی شدہ در دلربائی ایشان سعی کردہ باشند تا ایشان  
 ضرورتیں مطلوب از ہماں دکان بخرند - و دست خالی بنگردند ❖

و علامتے دیگر برائے تمدن این زمانہ این بیان فرموده که در اں اواں چند  
 زمان خود سرو آزاد باشند۔ کہ لباس مردانہ پوشند۔ در اسپاں سوار شوند۔ بلکه بر شویہ  
 حکمرانی کنند (نقلہ ابن مردویہ عن ابن عباس) پس دریں جزو زمان این تعیر نیز  
 در یورپ و امریکہ و دیگر ممالک عیسائیان رونماست۔ و بہ تقلید ایشان در  
 پیروان دیگر مذہب ہم در باب آزادی زنان یک مفهوم غلط رواج یافته است  
 کہ بہ مجرد استماع سخنان ایشان حیرتے عظیمہ و انگیر دل می شود۔ و ماتحت اثر آنچو  
 خیالات و اہمیہ تمدن موجودہ از تمدن گذشتہ بکلی متبدل گشتہ۔ زنان کثیرہ ہمہ ایے  
 مردان بریگانہ دست در بغل کردہ در شکار و تگ و تاز و اسپ دوانی و سیر و تفریح  
 می روند۔ بلکہ در تماشاخانہائے سرکش کار ہائے عجیب و حرکت ہائے غریب میکنند  
 و پوشیدن لباس مردانہ در ممالک عیسائیاں از برائے زنان عیبہ ندارد۔ علی الخصوص  
 بعد از جنگ عظیم الشان جرمن زنان بے شمار لباس مردانہ زیب تن کردن شیوہ خود  
 ساختہ اند۔ بر حبس و خفان کوچک در ایشان وضع خاص اختیار کردہ است۔  
 فرقہ سنون کہ حکومت و سروری بر رجال حاصل شدہ است۔ آن نیز د  
 نوعیت خود پراز غرابت است۔ فی الحقیقت دریں بارہ در تمدن اروپا۔ و نیز در  
 تمدن دیگر ممالک بسبب متاثر شدن آہنہا از اروپا آنچنان تغیرے رودادہ  
 است۔ کہ اگر لطف آہنی نتائج بد آں را دور نہ کند۔ باز بیچ تدبیر انسانی آں رافض  
 نتوان کرد۔ بلکہ نتیجہ آں غیر از برپاشدن فساد عظیم مسیح نباشد۔ و رسم خلج از میان  
 زنان و مردان بکلی بر خیزد۔ و ترقی نسل انسانی را صدمہ عظیم و ناقابل برداشت برسد۔  
 نشان دیگر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روح فداہ نسبت تمدن این زمانہ انگار

ساخته است۔ این است کہ در آن وقت مردان خوشیستن را بہ زینت ہائے زنان آراستہ کنند (حکیم ابو نعیم از حدیث بن الیمان) پس این تغییر ہم صورت خود را آشکار ساخته است اکثر حصہ فرقہ رجال ریش را خیر باد گفته با فرقہ نسوان تشبہ پیدا کردہ است۔ وقتے بود کہ ریش و برودت مرد باعث زینت خیال کردہ می شد۔ و برائے مسلمانان باتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعار اسلام بود۔ پس اکنون از چہر ہائے مردان غائب است۔ بلکہ کسانی کہ ایشان را در مسلمانان وقعتے حاصل است۔ در تراشیدن ریش وداشتن برودت مثل اہل فرنگ زینت خود میدانند ❖

تغیر دیگر درین باب کثرت تیاتر ہا است۔ کہ در آن جا مردان بہ لباس زنان و زنان بہ لباس مردان خود را آراستہ می رقصند و می سرائند و بچنین رجال ویرپ و امریکہ آل قدر آرایش و پیرایش موبہائے سر می کنند۔ کہ اگرچہ از فرقہ زنان این زمانہ زیادتے نداشتہ باشد۔ لیکن از آرایش زنان زمانہ گذشتہ خیلی افزونی پیدا کردہ است ❖

### حالت جسمانی این زمانہ۔

مجتہد صادق روح عالم ندایش باو حالت جسمانی مردم این زمانہ را کہ زمانہ مسیح موعود است۔ بدین سال شرح دادہ است۔ کہ چون دجال ظاہر گردد۔ و بجانب مدینہ منورہ متوجہ شود۔ در آن وقت طاعون پیدا شود۔ و عاقبت حقیقی جل سلطانہ آل بلدہ طیبہ را از حملہ دجال و ذریت طاعون مامون دارد (ترمذی از حضرت عائشہ روایت فرمودہ است) پس این حالت نیز ہوا است۔ کہ از بہشت پنج سال



طاعون طاعونی آسم را بساں دانہ مانے گندم می ساید۔ بیشمار خانہا ویران و صدق قریبا  
غیر آبادان شده است۔ مگر آن ذات دافع الامراض و البلیات مقامات مقدسه  
را ازین ہر دو حملہ شدید محفوظ داشت است۔ و ذریعہ ظاہری آن از حکمت خود  
این ساخته کہ در جہات مختلفہ آن مقامات قرظینہ بر پا کردہ شدہ است۔ ازین سبب  
زہر آن وبائے جان گزار آب و ہوائے حجاز سراسرایت نہ کردہ است ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امی دانی در بارہ طاعون بہ الفاظ مختلفہ خبر  
داد است۔ در مقامے آن را بلفظ دایہ تعبیر کردہ شدہ است۔ زیرا کہ حدوث  
این مرض از سبب کرے است۔ کہ از مواد ارضیہ و جسم انسان داخل گشتہ این  
مرض را پیدامی نماید۔ و در قرآن مجید ہم نامش بہ لفظ (دایہ) نشان دادہ شدہ است۔  
وبائے طاعون وبائے معمولی نیست۔ کہ سہل انگاشتہ آید۔ بلکہ این دبا و را کثر  
حصص ربع سکون دام ہلاکت گزردہ است۔ و با خصوص در ہندوستان از  
بست و شش سال تا ایندم خمیہ زن است۔ در پیش خبری خروج این دبا محض  
خبر انتشار مرض طاعون نیست۔ بلکہ ازالاں این اشارہ نیز ہویدا است کہ چند  
امراض بہ قسمے پیدا شوند۔ کہ اثر آہنا بذریعہ جوایشیم باشد۔ کہ بغیر خوردین دیدن  
آن شکل است۔ و امی پیہیم۔ کہ دریں زمانہ بکثرت ہچو امراض پیدا شدہ است  
کہ سبب وجود آن کرہا است۔ کہ یا قبل ازین خود پیدا نہ شدہ بود۔ و یا بہ این طریق  
پدید آمد است کہ در ازمنہ سابقہ گاہے صورت پذیر نگشتہ بود ۔

دریں پیش خبری قرآنی داندار نبوی فی الحقیقت از ایجاد آلہ خوردین  
اثر صفاتش ہم ایسائے رفتہ است۔ زیرا کہ بغیر این آلہ برائے انسان چگونه ممکن بود

کہ برین امر اطلاعے ہم رساند۔ کہ باعث این بیماری ہا کہ مہائے کوچک مستحکم است  
 و پیش ازین جملہ اطباءے روزگار سلسلہ جمیع اکام و اسقام را بر اخلاط اربعہ  
 دم و صفراء و بلغم و سودا مقصور میدانستند۔ اما طبیب روحانی نوع انسانی صلی  
 علیہ وسلم در بارہ صحت عامہ بنی آدم زمانہ مسیح موعود علامتہائے دیگر ہم بیان فرمودہ  
 از انجملہ یکے این است۔ کہ در آن وقت مرگ مفاجات بکثرت واقع گردد۔ (ابن  
 ابی شیبہ در مصنف خود از مجاہد روایت کردہ۔ حج الکرامہ) یعنی واقعات مرگ  
 مفاجات بکثرت و وفات وقوع یابد۔ ورنہ وقوع آن بہ ندرت و قلت خصوصیت  
 بزمانہ ندارد۔ بلکہ یک دو بار انجمنین واقعات در سالے علی العموم وقوع پذیر  
 می شود۔ چنانچہ بر طبق پیش خبری مرگ مفاجات ہم بکثرت یافتہ میشوند۔ کہ از  
 جملہ اسباب او یک کثرت شراب خوری است۔ و دیگر کثرت علوم۔ کہ از کثرت  
 شراب خوری در دل و دماغ ضعف پیدا می شود۔ و از کثرت مطالعہ کتب و  
 کثرت کار در اعصاب سخامی فتور واقع میگردد۔ و این ہر دو سبب درین زمانہ  
 بشدت و زور متحقق است۔ و نتیجہ اش این است۔ کہ مرگ مفاجات در اقوام  
 شرابخوار کار خود زیادہ میکند۔ و ہر سال ہزار ہا نفوس از بیماری ہائے دل و دماغ استاد  
 استادہ یا نشستہ نشستہ یا خفتہ خفتہ جان خود دادہ است۔ الغرض در زمان گشتہ نظیر  
 امراض این زمانہ موجود نہ بود ❖

نشانے دیگر متعلق صحت عامہ عوام سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام شرح دادہ  
 است۔ کہ در آن وقت یک مرض پیدا شود کہ تعلق بدماغ و انف یعنی بینی مردم  
 داشتہ باشد۔ و ذریعہ آن بسیار مردم روئے ہلاکت بینند۔ این مرض ہم در وقت

رؤسے بمردم آورده است۔ کہ آنرا در اصطلاح اطباء الفلوتنز گویند۔ در ۱۹۱۸ء  
 دو صد لک مردم به این مرض اہل گم فتنہ است۔ حالانکہ در جنگ پنج سالہ کہ خیلہ  
 عالمگیر بود۔ صرف شصت لک مردم ضائع شدہ بودند۔ گویا از تمام عمر انات عالم  
 در سر ہر صد یک فتنیم نفر بہ این مرض تلف شدہ است۔ و این مرض صعب عالمی  
 را از وجود قیامت تلقین یقین نمودہ است۔ زیرا کہ مردم پیدا شدند۔ کہ اگر آن فتنہ  
 صحیحی و میت خواہد کہ خاتمہ دنیا نماید۔ پیش وے خیلہ آسان است ۛ

## تناسب نسلی

حضرت صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم مرقع تناسب نسلی این زمانہ را  
 نیز پیش چشم اہل بصیرت گذاشتہ است۔ چنانچہ فرمودہ کہ در آن ایام فرقہ نسوان  
 از رجال در تعداد و زائد باشد۔ حتی کہ یک مرد نگہانی حال پنجاہ زن نماید پس  
 این پیش خبری نیز صورت وقوع پیدا کرد است۔ کہ دریں وقت شمارہ زنان از مردان  
 افزون تر است۔ و در اکثر ممالک فرنگستان بہ سبب قتل عظیم کہ در جنگ پنج سالہ  
 واقع شدہ فرقہ نسوان را کثرت پدید آمدہ است۔ کہ کسانیکہ بر اسلام بوجہ تعدد  
 ازواج اعتراض میکردند۔ بحال خود با خیلہ متانت بر این مسئلہ و فوائد آن غور میکنند  
 و میگویند۔ کہ علاج این خرابیہا و خانہ بربادیہا کہ از قلت رجال و کثرت نسوان  
 نمایان شدہ است۔ بغیر از جاری کردن رسم تعدد ازواج نامکن است۔ و حکما و  
 فلاسفران و مدبران اک ممالک بریں موضوع اکنون مضامین می نگارند کہ در وقت  
 حاضرہ ماک را محفوظ و نظام تمدن را برقرار داشتن بجهت حکومتها و شورا است

الّا درین صورت که عوام را اجازت کثرت ازواج داده آید - ورنه باید که افضل  
 زمانه غن برداشته شود لیکن طبائع اکثر مردم بدین جانب مائل شده است که کسانے  
 را که زیاده از یک زن بخارج می آرند - و رعایتها نباید کشید - و بر فعل شان نظر  
 نباید افکند - پس این همه تغیر که در خیالات مردم یوژپ اقتاده است - و جبر آن  
 کثرت فرقه نسوان است - و ریشه هنوز دیر نشده است - که در نظر مردم آن یار  
 کثرت ازواج یک فعل شینج و جر می قبح شمرده می شود - بیج نصرائی اشاره  
 یاکمیتاً در تائید این سکه یار اسے حرف زدن نمیداشت - بلکه خیلے مسلمانان  
 تعلیم یافته علوم یورپ نیز نفرت قوم نصاری از تعدد ازواج دیده از جانب  
 دین اسلام درین باره معذرت کردند در گرفتند :

## تعلقات بین الاقوام

فخر اولین و آخرین خاتم النبیین که در دود خدا بر روانش باد - نسبت زمانه یح  
 این نشان هم قرار داده است - که در آن جزو زمان تعلقات اقوام عالم برین  
 منطبق باشد - که مردم مراکب قدیم را گذاشته به هیبت سوار شدن چه در بر و چه در بحر  
 مراکب جدید - احداث نمایند - چنانچه فرموده ولی یترکین القلاص فلا یسعی  
 علیها - یعنی در آن وقت ناچه را بهوار مبروک گردد - و مردم پروا نمانند  
 چنانچه این حالت درین زمانه نمایان شده است - که در اکثر ممالک به سبب اجراء  
 کالسکه بخار و عرا بهائے آهنبین سواری شتران بیکار ثابت شده است اگر  
 صرف کالسکه بخار می بود - البته مردم را بعد از آن که از کالسکه بخار پاشین شدند

بجانب سواری اسپ و شتر یعنی سواری ہائے قدیم ضرورت می افتاد۔ آناچل  
موٹرو بائسکل وغیرہ خرکرہ ہائے دجال بکثرت پیدا شدہ است۔ ضرورت اسپ  
خروئیل و شتر نمائندہ است۔ و ہر قدر کہ مراکب جدیدہ کثرت پذیرد۔ ہمارے  
ضرورت مراکب قدیمہ رو بچی نہند :

و همچنین در بارہ نشا ہائے این زمانہ خیر وادہ است۔ کہ علاوہ از ریل مراکب  
دُخانی نیز بکثرت پیدا شود۔ چنانچہ فرمودہ کہ خرد جال بر آب برود۔ و وقت فتن  
ابر پس و پیش او باشد۔ مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازین ہمیں ریل و مراکب  
دُخانیہ است۔ چرکہ ہمیں آن خرے است کہ در خشکی و تری مے دود۔ و اقوام  
کلیسیا آنقدر کار خود را ازین ناگرفتہ اند۔ کہ بیچ قوم غیر از اقوام نصاریٰ بہ استعمال  
نیادردہ است۔ و بذریعہ ہمیں سواری نا فرقیہ پادریان اناجیل و درست گرفتہ  
از یک کنار برج مسکون تا کنار دیگر رسیدہ اند۔ و تمام عالم را در دام و جل خود  
آوردہ اند۔ و ظاہر است کہ دُخان مثل ابر گاہے در پیش کالسکہ بنجار و مراکب  
بکریہ می باشد۔ و گاہے در پس ہوارہ ہمراہ او بود۔ و غوراک این ہر دو مراکب  
سنگ است۔ یعنی زغال سنگی کہ در حدیث شریف خوراک خرد جال قرار دادہ شدہ  
است۔ و این سواری ہا تعلقات اقوام عالم را از ستر تا ستر مبدل ساختہ است۔

## حالت مالی زمانہ مسیح موعود

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالت مالیہ مردم حال را نیز بیان فرمودہ است۔  
ابو نعیم در صلیب از حدیث ابن ابی یان رضی اللہ عنہ روایت دارد کہ سید الشقیلین عالم فقیرین

علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمودہ است۔ کہ از نشانیائے ظہور قیامت یکے این است  
 کہ طلائے احمد و سیم بعض بکثرت مطلوب مردم باشد (حج الکرامہ) پس این نشان  
 نیز نمایاں شدہ است کہ کثرت زر سرخ بحدے رسیدہ کہ در زمانہ پیشین بقدر عشر  
 عشیر این ہم نبود۔ صد ہا معادن ذہب و فضہ نو دستیاب شدہ است۔ و بر آبر آوردن  
 ہر نوع فلذات خاصہ بجهت استخراج زر و سیم آلات و ذرائع جدیدہ پیدا شدہ است  
 کہ بذریعہ آں مقدار آں ہر دو فروزی یافتہ است۔ اگر صرف زر انگلستان یکجا گروہ  
 شود۔ وزیر تمام عالم را نیز پیش آں انبار کنند۔ زر انگلستان بدرجہ افزون بر آید  
 و اثر نمایان آں بدیں طور در ذہن می آید۔ کہ فن تجارت دریں وقت بہ نہایت مزجہ  
 ارتقا رسیدہ است۔ و واسطہ خرید و فروخت و بیس روزگار بہ سیم و زر است۔ و  
 در زمان گذشتہ ہمہ داد و ستد بیع و شراء بپول سیاہ و خر مہرہ ہا بود۔ اکنون خر مہرہ  
 را قیمتے سماندہ است۔ و در بعض ممالک پول سیاہ را ہم بہ پیشینے نمی خرند۔ بلکہ آں  
 نیز نمی برند۔ چنانچہ در انگلستان کہ کوچک ترین سکہ مروجہ آنجا سکہ یک آنہ است بس  
 فروتر ازین برائے خرید و فروخت بیع سکہ نیست۔ اما در امریکہ سکہ کوچک ترین دو پیسہ  
 است۔ و اکثر داد و ستد در آں ممالک محض بواسطہ سکہ ٹائے طلاست ۔

دیگر حالت مالیہ این زمانہ را کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمودہ این است  
 کہ بوقت ظہور مسیح موعود در رسم ربا خواری در نہایت ترقی باشد۔ و ملی را روایت ہے  
 از حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہ از جملہ نشانیائے قرب قیامت یکے این است کہ در اوق  
 ربا خواری بکثرت باشد۔ پس این ہم واقع شدہ است۔ کہ رسم ربا خواری آنقدر شیوع  
 یافتہ است کہ بقدر ہزار م حصہ آں بلکہ صد ہزار م حصہ آں در ازمنہ سابقہ موجود

بنود ہر انواع واقسام تجارت بوجہ جاری است۔ چنانچہ اکثر مردم را اعتقاد  
 است کہ اگر بار از میان بردارند۔ اجرائے کار تجارت نامکن گردد۔ بیک  
 بہ آن کثرت و وفرت برپا شدہ است کہ صدے و حسابے ندارد۔ سلاطین و زمین  
 و حکام و اُمراء و تجار و صنّاعان و حرفہ کاران و فلاحاں الغرض قاطبۃً جمیع طبقا  
 الناس سود میدہند۔ وی ستانند۔ سودائے ہر کار بر سود مبنی است۔ بلکہ مینوال  
 گفت۔ کہ این زمانہ است کہ دریں وقت ہر یک عہد موقوف کردہ است کہ از سرمایہ  
 دیگران کار خود را رداد ہد۔ و سرمایہ خود را برائے کار بادیگراں حوالہ کند  
 اگر تجارت یک کردہ سرمایہ باشد۔ اداں میاں شاید کہ چند ہزار روپیہ از آلائش سود  
 پاک باشد۔ ورنہ ہمہ سرمایہ در ورطہ سود چرخ می زند۔ و بیج شرکت تجاری نیست  
 کہ قیام ادبر سود نباشد \*

آن مسلمانان کہ ایشان را حکم محکم از جانب خدا آندہ بود۔ کہ اگر شما از باخوار  
 باز نیائید۔ فاخذوا بحرب من اللہ ورسولہ۔ یعنی پس برائے جنگ کردن با خدا  
 و رسول او آمادہ باشید۔ بحال حال ایشان بریں منوال است۔ کہ اکثرے از  
 ایشان بار بار منافع نام نہادہ داد و ستد می کنند۔ و بعضے اقرار بحج و قصور خود  
 کردہ بواسطہ آن معاملہ می نمایند۔ و بعض علمائے این زمانہ بہ توجہات حیرت افزا  
 فتاویٰ جواز ربائے بنک انگاشتہ اند۔ و بہر این فتویٰ کہ در ممالک کفار و باگفتن  
 جائز است۔ از جملہ اقسام ربایہ رفع حرمت کردہ اند۔ و بعد از شریعت آخرین تکب  
 احداث شریعت جدیدہ گشتہ اند۔

از حالات مذکورہ بالا واضح میگردد کہ جملہ طبقات بلائے ربائے ہیمنت زوائے

دریں زمانہ آل قدر صعب است۔ کہ بغیر از فضل خدا، هیچکس را ازال محفوظ ماندن ممکن نیست \*

و نشانے دیگر کہ سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات ارشاد فرمودہ این است۔ کہ در اں اوقات صلیب پرستان ملت نصاریٰ اقصیا۔ و دیگران فقرا باشند۔ ترمذی از نو اس بن سمان روایت میکند۔ کہ مخیر صادق علیہ الصلوٰۃ و السلام فرمودہ است۔ دجال با مردم صدا دهد۔ کہ بمن بگریزید۔ پس ہر کہ انکار کند مال و منالش در تصرف دجال آید۔ و ہر کہ بسوے وے بگریزد مالدار شود۔ دجال بر آن مردم از آسمان باران را فرود آورد و در میدان ہارا از زمین برویاند۔ پس این حالت اکنون مشہود است۔ کہ نصاریٰ روز و شب در مال و دولت ترقی میکنند۔ و مخالفان ایشان یومافو ماتنگدست میگروند۔ و از صد سال ہمیں صورت رونما است۔

## حالتِ سیاسیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صورتِ حالاتِ سیاسیہ زمانہ سیرح موعود را ہم ہوید است است۔ کہ مجرود دیدنِ آلِ حدیث شریف حالتِ سیاسیہ ایں روزگار خود بخود بے وقت نظر پیش چشم مرقم میگردد و تغیراتِ مختلفہ سیاسیہ کہ در زمانِ حضرت سیرح موعود پیدا گشتن ناگزیر است۔ بعضے ازال ہا این است۔

اول۔ ابونعیم در حلیہ از حذیفہ بن الیمان آدرودہ است کہ سید ولد آدم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است۔ کہ از نشانہائے قیامت یکے این است۔ کہ در آن وقت چند اں مصائب بر مسلمانان فرود آید کہ ایشان مثل قوم یہود گردند۔



مراد از ازل این است - که در آن وقت حکومت از دست مسلمانان بدر رود - و اقتدار ایشان نماند - و مثل قوم یهود مدار زندگی ایشان بر رحم دیگران باشد پس این علامت نیز واقع شده است - و ذولی اسلامیه محو شده است - و نشان قلیل از حکومتشان باقی است - و قتی بود - که در کثات عالم ما هیچ علم اسلام در روئے هوا بر آسمان می درخشید - و احوال عالمی است که مسلمانان را مانع و مانع میسر نیست - و حکومتهائے شان در قیام خود محتاج اعانت سلطنت مسیحیه هستند - انالله و انا الیه راجعون -

و تغییر دیگر متعلق امور سیاسیّه زمانه سیح موعود که دشوران و دشور فرعیست سید المرسلین علیه الصلوٰۃ والسلام بیان فرموده این است که شام و عراق و مصر از دست مسلمانان بدر رود - و حالت عرب بجانب حالت طوائف الملوک کی باز رجوع نماید - چنانکه در مسلم از ابوهریره رضی عنہ میست - که آنحضرت صلی الله فرموده است که عراق در هم و غله خود را در یغ و شام و ینار و غله خود را و مصر غله خود را باز دارد و شما همچنان در حالت خود باشید - که پیش ازین بوده اید - یعنی در سرزمین عرب مثل ایام جاہلیت باز حالت طوائف الملوک کی پیدا گردد - پس این نشان نیز همچو روز روشن نظر بینندگان آشکارا شده است - که عراق و شام و مصر از قبضه سلاطین عثمانیه بیرون رفته است - و از خراج عراق و شام و مصر به خزانه سلطنت عثمانی نه در هم میرسد نه دینار و نه غله - و عرب باز در حالت طوائف الملوک افتاده است اگر چه اندرون سرزمین حجاز حکومت شریف مکّه قائم شده است - مگر تا حال بوجه کثرت اعدا و قلّت مال حکومت او محفوظ نیست - و دیگر هر حصّه اطراف عربستان

ایک خود سرانہ امارت جدا گانہ میدارد۔ و حکومت ہائے آنجا از جملہ حکومت ہائے  
مستعذہ نیست ❖

و تغیرے دیگر متعلق سیاسیات آل زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از زبان  
معجز بیان خود آنچنین فرمودہ کہ یا جوج و یا جوج را آن قدر قوت و شوکت حاصل آید  
کہ اقوام دیگر را با ایشان اصلاً تاب مقابله و مقاتلہ نماند۔ چنانچہ مسلم دترمذی از  
نواس بن سمان آورده اند۔ کہ خداے تعالیٰ مسیح موعود را وحی فرماید کہ حرز عبادی  
الی الطور فانی قد انزلت عباداً لی لا یدان لاحد لقتالہم۔ قال و یبعث  
اللہ یا جوج و یا جوج۔ پس این نشان ہم واقع شدہ است۔ یا جوج و یا جوج پدید  
آمدہ است۔ و ہیکس را طاقت مقاومت شان نیست۔ و یا جوج و یا جوج  
حکومت روس و انگلستان است۔ چنانچہ در عہد عتیق بائبل است۔ (لے جوج  
بادشاہان روس و ٹو باسک و یا جوج کہ در جزائر بہ امن حکم می رانید) این ہر دو  
قوم مع حلیفان خود بہ عروج تمام رسیدہ اند۔ و عروج شان چنانکہ از حدیث ثابت  
است۔ بعد نزول مسیح موعود مقدر بود۔ پس عروج ایشان بذات خود ہم دلائل  
واضح می دارد۔ براینکہ مسیح موعود نازل شدہ است ❖

و تغیرے دیگر کہ متعلق حالت سیاسیہ این زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان  
فرمودہ است۔ این است کہ طاقت مزدوران آل زمانہ یقوت ہرچہ تمام تر ظہور کند  
چنانکہ ابونعیم در حلیہ از حدیث ابن ابیہان نقل کردہ است۔ کہ از نشانہائے اشراط  
الساعۃ یکے این است۔ کہ در آن وقت پابہ ہنگان و دریابان بعبودہ سلطنت بر  
و مراد از برہنگان برہنگان نسبتی اند کہ غریبار بہ نسبت اُمراء بوجہ قلت ملائین ہنہ

خیال کرده میشوند پس این علامت نیز سمت وقوع یافت است. و حکومت غربار  
 بار تقاضای حکومت نیابتی دوش بدوش در تزلزل است. و طائفه غرباد را امور مملکت  
 چندان دخل یافته اند که به پادشاهی رسیده اند. و پیش طاقت این طائفه دل پادشاهان  
 از هیبت می لرزد. و هر قومی خواهی هر چند مقتدرت عظیم بهم داشته باشد باز هم  
 قیام خود را بغیر مصاحت با مزدوران و معرض خطر می بیند. و در بعضی دیار آن ملک  
 کلیه حکومت در دست این طائفه است. چنانچه در روس و در سوئیس و لیندو  
 و بعضی حصص آسٹریلیا قوت و طاقت این طائفه روز بروز در افزونی است.  
 آنحضرت صلی الله علیه و سلم یک خصوصیت سیاسیة زمانہ مسیح موعود را بدین طور  
 بیان فرموده است. که در آن هنگام حکام و دولاة بسیار شوند. چنانچه حذیفه بن  
 الیمان روایت کرده است. که سرور دو جهان صلی الله علیه و سلم فرموده است که  
 از علامات قیامت یکمی این است. که در آن ایام شرط بسیار باشد (علیه ابو نعیم)  
 و شرط مدد گاران و نایبان حکام و دولاة را میگویند. چرا که پیشتر ازین نظام حکومت چنان  
 می بود که در دوسه دایان محتاج باینقدر مدد گاران نمی بودند. بلکه در هر پرگنه یک دو  
 حاکم کافی دانسته می شدند تا درین زمانه نظام سلطنت آنچنان تغییر پذیرفته است. و  
 شعبه های ذمه داری حکومت این قدر افزوده است که نسبت سابق صد یا چند  
 زیاده احتیاج به افسران مدد گاری افتد. صیغه های پرتیس صحت عامه. تسهیلات  
 تعمیر عامه. بوسیله ریل. طلغراف. اتلار. نگرانی مخدرات و مسکرات و معاینه و  
 نگرانی ذخیر ذلک چندان وسعت گرفته است. که پیش ازین به این وسعت و کثرت نبود  
 ازین جهت حکومت را ناگزیر است که با هر دایم عمده و فعله وسیع و کثیر معین نماید تا او

امور سلطنت ہرج و مرج واقع نہ کر دو ۴

تغیر سے دیگر کہ در امور سیاسیہ زمانہ مسیح موعود واقع گردد۔ در بارہ آل آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم بدین گونه ارشاد فرمودہ است کہ در آل حسین حدود شرعیہ موقوف گردد  
چنانچہ ولیمی از حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کردہ است کہ از نشانہائے زمانہ  
آخرین یکے ترک انفاذ حدود است (حج الکرامہ) پس ایں ہم واقع شدہ است۔  
الامام شاعر اللہ۔ در حکومت ترک و عرب و مصر و ایران و مراکش بلکہ خود در ممالک  
محروسہ آل جم جاہ نیز بکجرت انی حد رجم و برائے سارق حد قطعید جاری نیست۔  
بعض حکومتہائے اسلام بذریعہ معاہدات بدیگاہل دول از تعزیرات شرعیہ بازداشتہ  
شدہ اند۔ ایں علامت است آنچنان واضح و لائح است کہ در ازمنہ اقتدار اسلام هیچ کس  
تصور ایں امر ہمہ گز نمی توانست کرد۔ کہ روزے احکام اسلام را انجمنیں پس پشت  
انداختہ آید۔ و دول اسلامیہ اگر خواہند۔ باز ہم حدود اسلامیہ را نافذ نتوانند کرد۔

علاوہ از بیان ایں علامتہا کہ بازندگی مذہبی یا اخلاقی یا علمی یا جسمانی یا سیاسی  
یا نسلی یا تمدنی بنی نوع انسان تعلق دارد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از علامات  
زمانہ مسیح موعود آل علامتہا را نیز ظاہر ساختہ است۔ کہ با تغیرات مکانی تعلق میدارد  
مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالات ارضیہ و سماویہ آں زمان را ہم بیان فرمودہ است  
بعضہ از اہناد را اینجا نقل میکنم ۴

### تغیرات ارضیہ

حذیفہ بن الیمان نسبت حالت اندرونی زمین متعلق اشرط الساعتہ از آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرده است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیلے علامات قیامت را بیان فرموده گفت است کہ ہر گاہ این نشانیہا بوقوع برسند پس منتظر ظهور بعض بلاہا باید بود۔ یکے ازال خسف است۔ و خسف چنانکہ از علم طبعیات ثابت است بہ سبب زلزله شدیدہ پدید میگردد۔ پس مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از بیان خسف بیان زلازل است۔ و ایں تغییر اندرونی طبقات ارضیہ نیز کہ بہ سبب آل زلازل بکثرت پیدامی شود۔ ظہور پذیر شدہ است۔ و در عرصہ بست سال گذشتہ آل قدر زمین لرزہا پدید آمدہ است۔ کہ در مدت سہ صد سال قبل ازیں ہم نبودہ است و آنقدر اموات دریں سنوات واقع شدہ کہ در چند صد سال ماقبل ہم واقع نشدہ بود۔

### علامات سماویہ

علاوہ از تغییرات ارضیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعضی از تغییرات فلکیہ زمانہ مسیح موعود را ہم بیان فرمودہ۔ مثلاً اینکہ در آل او ان در ماہ رمضان آفتاب بزرگسوت و ماہتاب بزرگسوت بصورت خاص درآید۔ و نسبت ایں نشان آل قدر تاکید کردہ کہ ازاں باز کہ آسمان و زمین پیدا شدہ ایں ہر دو علامت در تصدیق مسیح پیغمبرے یا رسوے ظاہر نگشتہ است۔ کما قال ان لمہدینا آیتین لمر تکوننا منذ خلق السموات والارض یخسف القمر لا و ل لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منه و لم تکوننا منذ خلق اللہ السموات والارض (دارقطنی صفحہ ۱۸۸) یعنی از حضرت امام باقر محمد بن علی بن زین العابدین رضی اللہ عنہ و عنہم روایت است۔ کہ برائے

تصدیق مہدیؑ مادونشان است۔ واین ہر دو نشان از ابتداء آفرینش زمین و آسمان پدید نیامده۔ یکے اینکہ ماہ را در شبِ اول ماہ رمضان خسوف واقع شود و دوم اینکہ آفتاب را در شبِ میانیہ رمضان کسوف گیرد۔ واین ہر دو از ابتداء آفرینش آسمان و زمین واقع نشدہ :

این نشان فی حد ذاتہ خصوصیات بسیار در خود میدارد یکے این کہ این نشان بغیر مہدیؑ از بدو خلق عالم الی یومنا ہذا برائے پیچ مدعی ظاہر نشدہ۔ دوم۔ اینکہ بریں حدیث کتب اہل السنۃ و الجماعت و کتب مذہب امامیہ ہر دو اتفاق دارند پس این حدیث از شبہ تدلیس بالبداهت مبرا است۔ و خصوصیت سوم درین نشان این است کہ آن علامات خاص کہ دریں پیشخبری بیان شدہ است۔ در کتب انبیاء و سابقین علیہم السلام نسبت آمدن مسیح مرقوم است۔ چنانچہ در انجیل متی است :-  
 و لوقت بعد ضیق تلك الايام تظلم الشمس والقمر لا يعطى ضوءه۔  
 یعنی در آن وقت آفتاب تاریک خواهد گشت۔ و ماہ نور خود را نخواہد بخشید (متی باب ۲۴ آیت ۲۹) مطلبش بہ الفاظ دیگر این است۔ کہ در آن وقت آفتاب و ماہ تاب را کسوف و خسوف پیش آید :

ہر چند ما آن پیش خبری ما را بقلم می آریم۔ کہ اکثر آن در احادیث است۔ اما در اینجا ذکر این امر ہم بے موقع نیست۔ کہ در قرآن مجید نیز خداے تعالیٰ کسوف و خسوف را علامت عظیم برائے قرب قیامت قرار داده است۔ در سورۃ قیامت میفرماید۔ یسئل ایان یوم القیامہ۔ فاذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر یعنی منکر قیامت می پرسد کہ برائے قیامت کدام وقت مقرر است

ما علامت آن را شرح میدیم کہ قیامت وقتی برپا شود کہ چشم السان خیره گردد۔  
 یعنی چنان قسم حوادث ظاہر شوند کہ مردم متحیر مانند و قرص قمر تیره گردد۔ و باز ہمز  
 ماہ راجع گردد۔ یعنی چنانکہ قمر را حالت خسوف پیش آید۔ آفتاب را نیز حالت کسوف  
 روی نماید۔ پس از آنجا کہ بعثت مسیح موعود از نشانات قرب قیامت است بناء  
 علیہ از مصحف مجید تا مبدی حدیث مذکور ظاہر است ۛ

الغرض این پیش خبری چنان کہ در صدر مذکور شد۔ اہمیتہ خاص دارد۔ و  
 درین زمانہ کہ ما ایم۔ در سال ۱۳۸۹ مطابق ۱۴۱۰ این نشان عظیم الشان بالفاظ  
 و مفهوم خود کہ در حدیث شریف وارد است۔ در ماہ رمضان المبارک در اول  
 شب از شب ثانی مقررہ خسوف یعنی در شب سیزدہم قمر منکسف شد۔ و همچنین در روز  
 میانہ روز ہائے معینہ کسوف یعنی روز بیست و ہشتم جرم شمس منکسف گردید۔ و این نشان  
 و رحمد آن شخص فرخ مہد واقع شد۔ کہ بحکم خدا دعویٰ مہدویت کرده بود۔ پس برائے  
 ہر یک از مسلمانان از دو طریق یک طریق راگزیدن ناگزیر است۔ یا بر پیش خبری  
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایمان آورد۔ و آن بیان آن کہ در وے ذکر یافتہ است  
 کہ این نشان کہ در روزگار بعثت او در شب سیزدہم ماہ رمضان قمر را۔ در روز بیست  
 ہشتم از ہماں ماہ رمضان شمس را خسوف و کسوف واقع شود برائے یکس بجز از  
 مہدی قرار دادہ نشدہ۔ و قرآن کریم و مصحف انبیاء ہم مؤید آن است (تصدیق کند  
 و آن مدعی مہدویت را کہ خدا ئے تعالیٰ این نشان را بعد دعویٰ مہدویت او ظاہر کرد  
 است۔ بدل دہان قبول کند۔ و یا خدا را در رسول اورا بگذارد۔ و بگوید کہ این  
 نشان کہ برائے مہدی بیان کردہ شدہ است۔ در حقیقت ہیچ نشان نیست زیرا کہ

از اثبات صداقت دعوی مدعی خلاف عقل است :

بعض مردم اعتراض میکنند که درین پیش خبری این خبر داده شده است که  
 قمر را در شب اول خسوف واقع شود و شمس را در نیمه ماه کسوف گیرد و اما آن خسوف  
 و کسوفی که او را شما پیش میکنید او در شب سیزدهم و روز بست و ششم واقع شده  
 لیکن این اعتراض به اندک تدبیر غلط و خلاف مضمون حدیث ثابت می شود  
 این مقررین نمی بینند که آفتاب و ماهتاب را غیر از تاریخی که مقرر خاص آنها  
 کسوف و خسوف پیش نمی آید و درین قاعده مستمره تا وقتیکه کائنات عالم زیور  
 زبر نگرود و نظام دنیایه و بالانشود فرقی واقع شدن محال است و اما اگر آن معنی  
 را صحیح تسلیم کرده شود که این مقررین گمان کرده اند آں علامت قیام قیامت میتوان  
 شد نه علامت قرب قیامت و زمانه مهدی :

علاوه ازین این مردم لفظ "اول" و "نصف" را نمی بینند لیکن بجانب لفظ قمر نظر  
 نمی اندازند که ماه شب اول را در زبان عربی هلال میگویند نه قمر نام قمر از شب  
 چهارم بر و اطلاق می یابد چنانچه در اقرب الموارداست : و هو قمر بعد ثلاث  
 لیالی الى اخر الشهر اما قبل ذلك فهو هلال یعنی ماه را بعد از شب سوم قمر  
 گویند تا آخر ماه اما تا سه شب بنام هلال موسوم است پس با وجودیکه در حدیث لفظ  
 قمر است و با وجود این قانون قدرت که ماه را در شب سیزدهم و چهاردهم و پانزدهم  
 خسوف می افتند در روز غره از لفظ "اول" شب اول از ماه مراد داشتن و شب  
 اول از شبهای خسوف نه فهمیدن سراسر خلاف عقل و انصاف است و غرض دعا  
 او جز ازین که کلام خدا و کلام رسول دروغ گردد و مردم بر کسی که از آسمان آمده



است۔ ایمان نیاں نہ دیگے مسیح بہ نظر نمی آید ❖  
 حاصل این نشاںها آن است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے زمانہ مسیح موعود  
 قرار داده است۔ و ہر چند بعض ازینہا از اں قبیل است کہ بر مسیح موعود و بر زمانہ او  
 شہادت و علامت است۔ لیکن فی الحقیقت غرض اں سرور دو جہان از بیان  
 این نشاںها این است کہ حالات زمانہ مسیح موعود بحیثیت مجموعی بہ پنجے پیش مردم  
 واضح و واضح گردد۔ کہ مسیح کسے را اصلاً گنجایش شکے و شبہتے نہ ماند ❖  
 دریں امر شکے نیست کہ طاعون در زمانہ پیشین نیز انتشار یافتہ است۔ و  
 زلزله ہا نیز آندہ است۔ قمار نیز بکثرت بود۔ و اخلاق مردم در زمانہ گذشتہ اکثر متغیر  
 می شد۔ و فساد می را نیز قبل ازین ہم در زمانے در یک حصہ معتد بہ عالم اقتدار مبین  
 بودہ است۔ مگر سوال این است۔ کہ گاہے این ہمہ حالات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم در بارہ زمانہ مسیح موعود بیان فرمودہ است۔ در یک وقت جمع شدہ است  
 یا جمع شدن اینہا در زمانے دیگر امکان میدارد؟ جواب این سوال غیر ازین نیست  
 کہ نہ ہرگز نہ۔ اگر شخصے را کہ از حالات این زمانہ آگاہ نہ باشد۔ اول از اخبار آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم آگاہ کردہ آید۔ و بعد از اں در دست او مجموعہ تواریخ عالم دادہ  
 شود۔ کہ ایں را من اولہ الی آخرہ بغور مطالعہ کردہ بیان نماید۔ کہ مسیح موعود در کدام  
 زمانہ ظاہر شدہ است۔ پس اں شخص از زمان آدم علیہ السلام تا آغاز زمانہ حال  
 قطعاً مسیح زمانہ را از زمانہ مسیح موعود قرار نہ بد۔ لیکن چون بر حالات ایں زمانہ کہ بہ سیرما  
 می رود۔ نگاہ اندازد۔ بے اختیار ایں حرف بر زبان او جاری شود۔ کہ اگر آنچہ  
 خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است۔ راست است۔ پس لاریب ہمیں

زمانه لائق بعثت مسیح موعود است. زیرا که از یک طرف که توچهی مردم را نسبت  
 امور دینی ملاحظه کند. و از طرف دیگر ترقی علوم دنیوی را بدرجه غایت رسیده  
 مشاهده نماید. سلطنت مسلمانان را از پایه اقتدار یکی افتاده یابد. و شوکت و ولت  
 عیسوی را بعد از تنزل رونق ترقی و عروج معاینه کند. بلکه نصاری را بر سائر دول  
 متصرف و مخالفان ایشان را در حالت مسکنت ببیند. با وجود ترقی علوم طبیعی و طبیه  
 اگر نقشه بر بادی عمرات از امراض طاعون و انفلوئنزا که تباہ کننده عالم است.  
 پیش نظر دارد. و نسبت یافتن این امراض بر کرمهای ارضیه یابد. و باز مردم را  
 در رسوم و بدعات مبتلا ببیند. و بر کالسه که بخار و مرکب دخانیه اطلاق پیدا کند و  
 گرمی بازار بانکهای سود را ملاحظه کند. و زلزله را که بکثرت واقع شده معلوم  
 کند. و خروج یاجوج و ماجوج را در اوج و عروج یابد. و بر کسوف و خسوف آفتابی  
 مابیناب در وقت خاص نظر برگمارد. و در ممالک کثرت و قوت زمره مزدوران  
 و اهل حرفه را ببیند. لاریب هر هر صفحه و هر هر سطر تاریخ این زمانه و واقعات و سوانح  
 این روزگار حاضره دامن دلش را می کشد. که همین زمانه زمانه مسیح موعود است  
 و علیحدّه علیحدّه بر یک یک نظاره نظر ناکرده بلکه بر حیثیت مجموعی جمله نشانهها که در این زمان  
 هویدا گشته اند. اگر غور نماید. البته دلش در سینه بر خود بطبیده و در دست و پایش  
 لرزه در افتد. و نظر از مطالعه کتاب سوانح زمانه گرفته این حرف بر زبان خود  
 براند. که کار غور و تفحص و تدبر و تفکر من بپایان رسیده است. زیاده از این جستجو  
 فضول است. بیشک مسیح موعود درین زمانه نازل شده است. و اگر نازل نشده

سلامه درین مقام بیان نمودن آن اعتراض مناسب می نماید که مخالفان ما آنرا بر علم خود

است۔ باز گاہے نازل نخواهد شد ❖

# دلیل سوم

## نفس ناطقه

### آفتاب آمد دلیل آفتاب

بعد از اثبات این مدعا که زمانه مستعدی مصلحی است۔ و به آواز بلند یک اصلاح  
نماینده حالات خود را صد امید بدر که ع۔ پس از آنکه من نانم بچه کار خواهی آمده و  
پس از ثابت کردن بپشهادت نبی صلی علیہ وسلم که مصلح این زمانه پیر آشوب خیر از مسیح موعود  
و مهدی مسعود کسے دیگر نتواند بود۔ و نیز بعد از اثبات این امر که از آنجا که بانی سلسله  
احمدیہ خاصه بدعوی مسیح موعود و مهدی مسعود بودن قیام نموده است۔ پس دعوی  
رد کردن گویا ابطال سنت الہی و توہین اقوال حضرت رسالت پناہی صلی اللہ  
علیہ وسلم است۔ حالا آن دلائل و براہین را پیش می کشم۔ کہ بدان ثابت و مستحق

بقیہ حاشیہ ۱۔ یک اعتراض قوی تصور میکنند۔ و ہر ہذا کہ قبل از بشت مسیح موعود خبر خروج  
دجال در احادیث وارد است۔ اما دجال ہنوز خروج نہ کرده است۔ لہذا مسیح موعود نیز نازل  
نشده است ❖

اما اگر خبر خروج دجال بطور پیش خبری نمی بود۔ لامحالہ این اعتراض حقیقتی میداشت لیکن  
ظاہر است کہ این خبر بطور یک پیش خبری واقع شده است۔ و در پیش خبری ما عادت اللہ تعالیٰ  
است کہ آہنا (بہ استثنائے بعضے) ہمارہ تعبیر طلب می باشد۔ لہذا این پیش خبری نیز محتاج تعبیر  
است۔ بناءً علیہ اعتراضیکہ کہ وہ اندیشہ حقیقتی ندارد۔ یک مسلمان در سورہ یوسف آیت  
والشمس والقمر را یتھم لیں ساجدین۔ و در سورہ الصافات اتی اری فی المنام اتی  
اذ بھک تلاوت کردہ و تعبیر این ہر دو را ہمیدہ باز ہم اگر در تجوئے دجالے غریب الحکمت

می گردد - که حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام در دعوی خود راست باز و  
از بارگاه وصیت باموریت و رسالت ممتاز و سرفراز بودند - و پیشتر از جمله دلائل  
دلیل نفس ناطقه را بیان می کنم .

و مراد من از نفس ناطقه اینجا آن نیست که یک اصطلاح کتب علوم فلسفیه است  
بلکه مراد من از نفس ناطقه آن نفس است که حق تعالی در قرآن کریم دلیل صادق بودن  
آن خود آنرا قرار داده است - چنانچه فرموده است :- وَاذِنتُ لَهُمْ اٰیٰتِنَا اِنَّا  
قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَاءَنَا اِنَّهُمْ یَقْرَءُوْنَ غَیْرَ هٰذَا وَاُوْبَدِلَ لَهُ قُلُوبُ مَا یَكُوْنُ لِمَنْ  
اَبَدًا لَهُ مِنْ تَلْقَآءٍ فَنَفْسٍ اِنْ اَتَّبَعَ اِلَّا مَا یُوحٰی اِلَیْهِ اَخَافُ اَنْ عَصِیْتَ رَبِّیْ عَذَابٌ  
یَوْمَ عَظِیْمٍ - قُلْ لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَیْكُمْ لَا اَدْرٰکُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عَمْرًا  
مِنْ قَبْلِهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (سوره یونس) ترجمه - هرگاه خوانده میشود - بر ایشان آیات  
احکام میگویند منکران لقاء ما که باید که بیاری قرآن را بخوانی - یا آنچه در قرآن  
اعتراض است آنرا بدل کن - بگو هرگز مرا لائق نیست که از نفس خود تبدیل کنم قرآن را

یقیناً حاشیه - باشد - وائے برمال او افسوس که مردمان را فهمیدن خبر دجال احادیث دیگر و  
سنت الله را از دست می دهند - هرگاه از احادیث صحیح ثابت است که پیش از آمدن یحیی موعود  
دجال خروج نماید - و این نیز ثابت است که در آن حین بر روی زمین غلبه نصاری سجد کمال خود  
برسد - پس غیر از این نتیجه نمی بر آید - که مراد از دجال وجود نصاری است - زیرا که اگر وجود نصاری  
غیر از وجود دجال است - پس درین صورت در یک وقت غلبه دجال و غلبه نصاری چگونه صورت  
می پذیرد - لهذا غلبه هر دو در زمان واحد بر اهل بصیرت آشکارا می سازد - که فی الحقیقت این هر  
نام برائے شخصی احد است - نصاری و دجال است و دجال نصاری - و از امری دیگر نیز ثابت  
می شود - که فتنه نصاری همان فتنه دجال است - زیرا که آنحضرت صلی الله علیه وسلم بجهت محفوظ ماندن  
از فتنه دجال و دجال فتنه را تلاوت کردن امر کرده است - چنانچه فرموده من ادركه

من محض پیروی می کنم۔ آں چیزے را کہ بر من نازل شدہ است۔ وہی ترسم کہ اگر  
نافرمانی کنم۔ بعباد روز بزرگ مبتلا گردم۔ بگو اگر خدا تعالیٰ میجو است۔ من ایں  
قرآن را بر شما میخواندم و نہ آگاہ میکردم شمارا بہ آں تحقیق پیش ازین یک عمر  
در میان شما گذرانیدہ ام۔ آیا درین امر تفکر کردہ نمی فہمید۔ کہ مثل من یک انسانے  
ابد ادر و ن نگوید۔ بلکہ لا ینقطع حرف راست از زبان خودی بر آورد ؟

ایں یک دلیلے است تین کہ قرآن کہیم بر صداقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
بیان فرمودہ است۔ و ایں دلیل برائے صداقت ہر مدعی یک سندے است قوی  
آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ و همچنین خود نفس ہر صادقے دلیل صدق اوست۔  
کہ بیانگ بلند ہر موافق و مخالف و دوست و دشمن و واقف و ناواقف و خوش و بیگانہ  
و ہر یار و غیار را مخاطب کردہ میگوید۔ کہ خود مرا بہ بینید۔ و پیش از انکہ تخطیب من  
کنید۔ تا مل کنید۔ کہ آیا شما مردم می توانید۔ کہ مراد و نگو قرار دہید ؟

بقیہ حاشیہ :- منکم فلیقرأ علیہ فواتح سورۃ الکہف فانہا جوار کرم من  
فلننتہ۔ و در ابتدا ئے سورہ کہف رو عقایہ نصاریٰ است۔ چنانچہ آں آیہ این است۔  
وینذ الذین قالوا اتخذ اللہ ولداً۔ درین آیہ خدا تعالیٰ میفرماید۔ کہ خدا ایں کتاب را  
برائے آن نازل کردہ تاکہ بذریعہ آں کسانے را برساند۔ کہ ایں عقیدہ سیدارند کہ خدا تعالیٰ  
فرزند گرفتہ است۔ لهذا ثابت شدہ کہ فتنہ و جال غیر از فتنہ نصاریٰ نیست۔ زیرا کہ علاج مرض  
بر تشخیص موقوف است۔ اگر فتنہ و جال از فتنہ نصاریٰ جدا بود۔ ہرگز آنحضرت صلعم برائے  
محوظ ماندن از فتنہ و جال تلاوت آں آیات کریمہ را کہ در اں ذکر و جال مطلق نیست۔ بلکہ  
در اں رو عقایہ نصاریٰ است۔ ارشاد نمیفرمود۔ پس تلقین آنحضرت صلعم برائے دفع فتنہ و جال  
بہ ایں آیات واضح میکند۔ کہ پیش آنحضرت صلعم روحنا فداہ و جال ہیں زمرہ اشاعت کنندگان  
کیش عیسویت است ؟

آیا مرا کاذب قرار داده آن همه فرائع که شما بآنها حقیقتاً اشیاء را میدانید باز دست شما بدر نمی روند؟ و آیا مرا منقرضی قرار داده بر روی شما آن همه ابواب که از آن داخل شده باشا به مقصود هم آشوش می شوید - مسدود نشوند - همه اشیائے دنیا بیک سلسله منتظمه وابستگی بخوابد - و هر چیز به راجع و مرقی و معارج تعلق میدارد - نه بیکو بها را بے تعلق به راجع و میانی کما لے حاصل آید - و نه بدی را بغیر گذشتن از منازل و میانی به انتهائے خود برسد - باز چگونه صورت اسکان میدارد که هر دونه که روئے خود به مغرب کرده تگ و پوئے کند - ناگاه خود را در اتصالے مشرق بیابد - و هر تازه که بجانب جنوب بتازد - ناگاه بنقطه شمالی برسد - من تمام عمر خود در میان شما بسر کرده ام - که چک بودم بزرگ گردیدم - من در چشم شما از طفلی بجوانی و از جوانی به پیرانه سالی رسیدم - و اقصای حالات جلوت من در میان شما موجود اند

بقیه هاشمیه :- در نفس الامر مردم را در فهمیدن حقیقت دجال منالطه سخت پیش آمده است که آنرا فرستاده از افراد انسانی فهمیده اند - حالانکه مراد از دجال شخص واحد نیست - چنانچه در تبیح العروس است - او من الدجالة بالفتنة یبدل للرفقة العظيمة تغفل الارض بکثرة اهلها و قیل هی الرفقة تحصل المنافع للقبائل - و در اقرب العوار است - الدجال الرفقة العظيمة - یعنی دجال جماعت عظیمه را میگویند که زمین را بکثرت اهل خود پوشد - و گفته شده است که دجال آن جماعت را نیز گویند که اسباب تجارت را با خود بر دارد - و صراحت نوشته است - دجال مثل دجاله گروه بزرگ را میگویند - و ظاهر است که حسب لغت این تعریف بر منادی کنندگان انجیل به احسن وجه صادق می آید - که ایشان علاوه از تجارت کتب مذہبیه خود دیگر آئینه هر قسم هم که موجب و تحسین مردم باشد - بفرصت کامیابی تبلیغ خود بانو میدارند - و تجارت آئینه گوناگون با کار و بار تبلیغ مذہب خودی کنند -

و همچنین معنی دجال آموه نوشته است - یعنی کسی که طبع سازی کند - و از پادریان

در اندازان خلوت من نیز در شما هستند. پیچ کار و کمر دار من از شما پوشیده نیست. و  
 پیچ سخن و گفتار من بر شما پنهان نیست. آیا در شما کسی هست که دعوی کند که من گاه  
 دروغ گفته ام یا بر احدی جفا کئے کرده ام. یا به کسی فتنه و فریب کرده ام  
 یا کسی را بربوده ام. یا حق کسی را زیر زده ام. یا طالب جا بے شده ام. یا  
 برائے حاصل کردن حکومت و امارت گاه بے سچی کرده ام. شما در هر میدان مرا  
 آزموده اید. در حال و قال من تنقید نموده اید. مگر همواره قدم مرا بر جاده اعتدال  
 استوار یافتید. و از هر عیب و غش مرا پاک دیدید. حتی که از هر دوست و هر دشمن  
 خطاب صادق و امین شنیدم. پس این چیست. که تا بگاه دیروز راستی شعار و  
 راست کار و از کذب و زور دور بودم. و صدق بر قول و فعل من فخر و مبالغات  
 میکرد. و شما بر هر گفتار و کار و کردار من اعتماد میکردید. مگر از صبح امروز دفعه  
 واحد بے پیچ درنگی و دیر بے در سائز احوال و اقوال من اینچنین تغییر یافته

بقیة حاشیه :- مذہب عیسوی کہ ام کس در دنیا زیادہ ملع ساز باشد۔ کہ بر یک انسان کہ  
 بندہ خدا است۔ با اقوال سخیفہ و ادا کہ وہیہ خود ملع خدائی میکنند۔ تا در نظر احمقان و ابلہان  
 اور را بہ خدائی و انما بندہ

باقی ماند این امور کہ دجال اعور باشد۔ و خرے داشته باشد خیلے در از کہ بالائے سرش  
 دخان مثل لکۃ ابر باشد۔ این ہمہ امور تعبیر طلب است۔

از یک چشم بودن او مراد کوری روحانی اوست۔ زیرا کہ جانب سین در عالم رؤیا ہموار و  
 دال برین و دین می باشد۔ و از اعور العین الیمنی بودن دجال مراد این است کہ از مین دین  
 و روحانیت بکلی محروم و بے نصیب باشد۔ و فر دجال ہیں کا لکۃ بخار است کہ در ماکہ سجیہ  
 نصاریٰ آنرا اختراع کرده اند۔ رفتار او مشابہت تامہ بہ فر دجال میدارد۔ و بذریعہ آب و  
 آتش قطع مسافت میکنند۔ و پیش او لکۃ ابر سے از دخان می باشد۔ و منادی کنندگان

پدید آمد۔ کہ بدتر از ہر بدترے۔ و گندہ تر از ہر گندہ ترے گشتم بیشتر ازین۔ گاہے بروم  
 دروغ نہ بستہ بودم۔ و حالاً بیک بارگی بر خدا تعالیٰ افترا کردن گرفتہ۔ آیا در قافون قدر  
 آہی اینچنین مثالی یا نظیرے واقع شدہ است۔ اگر معاملہ من با شما بجهت یک  
 دور و زنی بود۔ البتہ این خیال گنجائش میداشت کہ من بہ تکلف خود را اینچنین و  
 نمودہ بودم۔ و اگر صحبت سالے یا دو سالے ہم می بود۔ باز ہم شامی توانستید گفت  
 کہ من بجهت فریب اولی شما اینچنین رفتار را اختیار کردہ ام۔ لیکن من از روز  
 ولادت تا این زمان کہ دعویٰ مسیح موعود بودن کردہ ام۔ عمر خود را در میان شما گذرانیدہ  
 ام۔ عہد طفلی من بچشم خود دیدید۔ جوانی مرا مشاہدہ کردید۔ روز کہ ولت من در شما  
 گذشت۔ پس تا این مدت دید و عرصہ بعید چگونہ کسے با تکلف خود را برای گونہ توان  
 داشت۔ در ایام طفولیت کہ انسان را هیچ خبرے از نیک و بد خود نمی باشد چگونہ  
 تصنع بکار بردم۔ و در ایام جوانی چنانکہ افتد و دانی کہ ایام سستی و کامرانی باشد

بقیہ حاشیہ :- کیش نصاریٰ از ان فائدہ برگرفته در انحصار علم رسیده اند  
 الغرض این اعتراض کردن نیلے نامناسب است کہ این ہمہ تادیلات است۔ زیرا کہ از  
 شہادت مجرب صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت است کہ تمام پیش خبری ہا کہ نسبت دجال روایت  
 شدہ است۔ ہمہ تاویل طلب است۔ چنانچہ در حدیث عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ آمدہ است  
 کہ روزے رسول خدا صلعم برائے دیدن ابن صیاد کہ اخبار عجیبہ در حق او شنیدہ بود۔ تشریف برد  
 و از سخنہائے کہ باوے در میان آمد۔ معلوم شد۔ کہ او را القائے شیطان است۔ حضرت  
 عمر بہجت قتل او تیغ برکشید و سوگند یاد کرد۔ کہ دجال ہمین است۔ و بر قتل نمودن او آمادہ  
 شد۔ مگر آل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر را از قتل او باز داشت و فرمود اگر این  
 دجال نیست۔ قتل او جائز نیست۔ و اگر دجال است۔ پس قتل او بر درست مسیح موعود مقدس است  
 لے عمر تو اورا نمیتوانی کشت (مشکوٰۃ قصہ ابن صیاد) ازین حدیث مستفاد می شود کہ ہر قدر



چگونہ جذبات نفسانی را منبسط نموده حالات خود را از نظر پنهان داشتن توانستم۔  
 آخر خدا را اندکے غور فرمایند کہ اینچنین فریب از عہد ہمدلی اللہ از گجا و از  
 کدام در وقوع آمدن چشم سر دیدہ اید۔ یا بگوش ہوش شنیدہ اید۔ و اگر بعد غور  
 و افروغی متکاثر روزگار حیات مرا بے عیب و بے لوث بلکہ از سرتاپا مجموعہ  
 نیکوئی ہا و تمثال صد اقتہا و مرقع خوبی ہا یافتہ اید۔ پس آفتاب را دیدہ دم از  
 شب تاریک مزینید و در کمال روشنی شکایت از خلعت نکنید۔ شمارا علاوہ از  
 نفس ذات و وجود من بجانب کدام دلیل احتیاج است۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب  
 پیش ضیائے آفتاب حالات من ضرورت کدام دیسے دیگر است۔ و بعد از  
 راہ و روش گذشتہ من حاجت بکدام حجت باقی مانده است۔ نفس من خود بر من  
 شہادت صد اقت میدہد۔ و روزگار حیات من بر سر من خود تاج راستی می  
 نہد۔ ہر کدام از میان شما اگر اندکے در گریبان خود سر فرو بردہ تامل کند۔

بقیہ حاشیہ :- احادیث کہ متعلق و جال آمدہ است۔ ہمہ تعبیر طلبیاست۔ حتی کہ بعض  
 شرح احادیث نگاشته اند۔ کہ حال و جال بر سرور عالم نیز بہم مانده است۔ زیر کہ درین باب  
 مسیح و حی نازل شدہ است (کذا فی مظاہر حق۔ ترجمہ مشکوٰۃ۔ جلد چہارم صفحہ ۳۷۰) و ظاہر  
 است۔ کہ چون حضرت عمر ابن عبید را دجال قرار دادہ سو گزند خورد۔ و آنحضرت صلعم اورا  
 ازین سخن باز نہ داشت۔ حالاکہ خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نشان دجال ایں قرار دادہ  
 بود۔ کہ بر پیشانی او لفظ ک۔ و ت۔ ر۔ نوشته باشد۔ چنانچہ ازین حدیث ظاہر است۔ عن انس  
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی الا و قد اندر امتہ الا عور  
 الا کذا اب الا انہ اعور دان ربکم لیس باعور ملکوت بین عینیہ ک۔ و ت۔ ر۔  
 متفق علیہ۔ و نیز اینکہ یک چشم باشد (ترمذی از انس) و ایضاً در مدینہ داخل شکر دو (ترمذی  
 عن ابی سعید) مگر ابن عبید ازین مسیحا علامت یکہ ہم با خود نمیداشت۔ نہ اعور عین الیمینی بود۔

دل و دماغش دریں بارہ شہادت دہد کہ لاریب راستی بطفیل این شخص قائم است۔ و قیام این شخص از راستی است۔ راستی بریں فخر دارد۔ داین راستی۔ داین مدعی بیگمان بہ جہت اثبات صداقت محتاج چیزے دیگر نیست۔ آفتاب خود دلیل وجود آفتاب کافی است ❖

ہمین است آن دلیل کہ دل ابو بکر صدیق را بسہل ساخت۔ دہمین است آل برہم کہ ہموارہ مردم صداقت پسند را بتاثر خود مشغوف خواہد کرد ❖  
زرقانی می نویسد۔ کہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث شد۔ ابو بکر در آن حین در خانہ آشنائے مہمان بود۔ از کینزے کہ او را آزاد کردہ بود۔ این حرف شنید کہ زوجہ یار شما خدیجہ رضی میگوید۔ کہ شوہر من مثل موسی خلعت نبوت یافتہ است۔

بقیہ حاشیہ :- و نہ در میان ہر دو چشم ک۔ ف۔ ر۔ مکتوب بود۔ این نشان را بر پیشانی او دیگر مسلمانان در کنار خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم ندیدند۔ وہم او در مدینہ سکونت میداشت۔ اگر ہم علامات کہ نسبت جلال وارد است۔ در شکل اصلی خود واقع شدنی بود۔ چرا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم در بارہ ابن صیاد تردد ظاہر نمود۔ و چرا سخن حضرت عمر را رد فرمود۔ و چرا گفت کہ آیا از من شنیدہ ؟ کہ در جلال یک چشم باشد۔ و امین ہر دو چشم ک۔ ف۔ ر۔ مرقوم باشد۔ و در مدینہ داخل نشود۔ پس رد نہ کردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روح فداہ سخن حضرت عمر را یکہ بر اس اظہار تردد و نمودن آیات ثابت نمی کند ؟ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روح فداہ جائز میداشتند۔ کہ در بارہ جلال ہر چہ گفتہ شدہ است۔ آل سخن در ظاہر الفاظ خود واقع نہ گرد۔ بلکہ در صورت دیگر نمودار شود۔ و ہر گاہ کہ خود جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وسلم ہم پیش خبری ہائے متعلقہ جلال را قابل تعبیر و تاویل دانستہ باشد۔ دیگر کسے را چہ رسد۔ کہ از واقعات روئے گردانیدہ دامن ظاہر الفاظ را گرفتہ ماند۔ و در معنی و مطلبش غور و تدبر نہ کند۔ منہ

اے عاشق صداقت! اس سخن را شنیدہ بے تابانہ بخدمتِ آن حضرت رسیدہ کیفیتِ واقعہ  
را پُر سید۔ فرمود بے من رسول خدا، ہستم۔ و وحی الہی یافتہ ام۔ ابو بکرؓ بجز دشمنین  
اس حرفِ ایمان آورد۔ ارشاد شد مَادْعُوۃِ اٰحَدًاۤ اِلٰی الْاِسْلَامِ اَلَا کَانَ عِنْدَہٗ  
کِبُوۡةٌ وَّ نَّظَرٌ وَّ تَرَدُّدٌ اَلَا مَا کَانَ مِنْ اَبٰی بَکْرٍ مَا عَکَّمْ عَنْہٗ حٰلِنْ ذَکَرْتُ لَہٗ۔  
یعنی ہر کسے را کہ بسوئے اسلام دعوت کردہ ام۔ بالضرور در دل و سے درینے و  
فکرے و ترددے پیدا شدہ است بجز ابو بکرؓ کہ چون اورا دعوت اسلام دادم  
ہرگز در اسلام آوردن متردد نشد۔ بلکہ بے درنگ اسلام آورد۔  
آخر آنچہ چیز بود؟ کہ دل ابو بکرؓ را بغیر از دیدن معجزہ یا نشانی بجا نبایان  
جذب نمود۔ اے نفسِ ناطقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود۔ کہ ابو بکرؓ قبل از مشرف  
بہ اسلام شدن جو ہر صداقتِ آنرا دیدہ بود۔

حضرت خدیجہ رضی و علی رضی و زید بن حارثہ باہیں دلیلِ ایمان آوردند۔ چنانچہ  
صدیقہ کبریٰ خدیجہ رضی اللہ عنہا ایں دلیل را بوضاحت تمام در وجہ ایمان آورد  
خود بیان نمودہ است۔ کہ چون جبریل امین در غار حرا بر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
آشکارا گردید۔ و اے جناب رسالتا کہ بہ خانہ مراجعت نمودہ اے ما جرا را با خدیجہ  
فرمود کہ لقد خشیت علی نفسی (بخاری کتاب العلم بدر الوحی) یعنی مرا برائے  
جان خود اندیشہ پیدا شدہ است۔ اے صدیقہ پیاسخ عرض کرد۔ کلا واللہ لا  
ینزعیک اللہ ابدًا اِنَّکَ لتصل الرحم وتحمل الکمل وتکسب المعدوم وتقری  
الضیف وتعين علی نوائب الحق۔ یعنی لے محمد صلی اللہ علیہ وسلم برائے جان خود  
ہرگز فکر و ہراس مکن۔ قسم بخدا کہ خدا تعالیٰ هیچ گاہ ترا در بلا نیفکند۔ چرا کہ تو با خویشا

بخاری جلد ۱۲، آیت ۲۴، رقم ۱۰۰۰، باب علامات النبوة فی الاسلام

بہ نیکوئی سلوک میکنی۔ و بارہیچا رنگان می بری۔ و ہر خلق نیک کہ از مردم گم گشتہ بود  
تو آنرا برائے خود پیدا کردہ و مہمانان را دوست میداری۔ و در صعب ہتائے جائز  
معونت ظائق میکنی ❖

الغرض اولین دلیل اندرونی بر صداقت نبی نفسِ ناطقہ خود اوست۔ کہ بزبان  
حال بر دعویٰ نبوت او شاہد باشد۔ و با وجود آن حاجت بجانب یحیح معجزہ و آیتے  
نہست۔ و این دلیل حجت قاطعہ است۔ بر صداقت دعویٰ حضرت میرزا غلام احمد  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ حضرت ایشان در قصبہ قادیان اباعن جد سکونت می داشتند  
کہ در آن مردم سہ مذہب آبادند۔ ہنود۔ سکھ۔ دہلی اسلام۔ و این ہر سہ طائفہ  
از بد و مطلوبیت اجتناب نگران حال و واقف اوضاع و احوال ایشان بودند۔ اند۔  
و تعلقات تہمتی این مردم با خاندان حضرت اقدس و نیز با ذات ایشان از ان  
قبیل نہ بود۔ کہ این مردم را با حضرت اقدس ہمدردی می بود۔ نہیراکم در غفوان  
جوانی آنحضرت در ملک پنجاب سلطنت انگلیشیہ را تسلط پیدا شد۔ بمجر و تسلط یافتن  
قوم انگلیس ساکنان قصبہ قادیان کہ رعیت آباد اجداد حضرت ایشان بودند۔ بوجہ  
انقلاب حکومت بجهت حصول آزادی خود با والد ماجد حضرت یحیح موخود نزاع  
و خصومتے برپا کردند۔ و این ہم نہ بود۔ کہ ذات مبارک یحیح موخود را ازین تنازعہ  
و خصومات علجہ گدی و کھٹوئی حاصل بودے۔ با وجود خلوت پسندی برائے چندی  
بزرور و تحکم۔ حضرت ایشان را والد ماجد بفرز تدارک و پیروی مقدمات مامور  
داشتند۔ و ایشان طوعاً و کرہاً آن خدمت مفوضہ والد خود را بہ انجام می رسانیدند  
ازین جهت خود ذات بابرکات ایشان گویا بمقابل مردم گشتہ بود۔ قوم سکھ را

علی الخصوص عداوت سخت پائیں خاندان بود۔ چرکہ ایں مردم (در آیم استیلا خود)  
 ایں خاندان را از قصبہ قادیان بدر کردہ خود شاں برائے چندے حکومت آن مقام  
 در دست آورده بودند۔ ازیں سبب ترقی خاندان حضرت ایشان بر قوم سکھ خیلے ناگوار  
 خاطر بود۔ و رقابت عظیم و عداوت فحیم در دل میداشتند ❖

چوں حضرت ممدوح از آغاز اشتیاق خدمت اسلام میداشتند۔ و ہمواره  
 برخلاف نصاری و ہنود سکھ لائے عنود مباحثات و مناقشات تحریر و تقریراً  
 در میان می آمد۔ بناءً علیہ پیران دین ہر سہ مذہب را پر خاشے و عنادے با ذات  
 بابرکات دست داده بود۔ مگر با آنکہ حضرت اقدس را با جمیع اہل مذاہب تعلق و  
 رابطہ بود۔ و بسبب دجیبی و تعرض مذہبی با ہنگنان مخالفت بود۔ ہر فرد از ایشان  
 خواہ از ہنود باشد یا از سکھ یا نصرانی یا مسلمان اعتراف میدارد۔ کہ تمامت  
 حیات حضرت موصوف قبل از دعوائی ماموریت خیلے پاک و مبرا از نقص و عیب بود  
 است۔ و اخلاق فاضلہ و عادات طیبہ حضرت مسیح موعود بدرجہ اعلیٰ رسیدہ بود  
 و ہرگز در هیچ گاہ راستی و راست کرداری را از دست نمیدادند۔ و اعتماد مردم  
 بر حضرت ممدوح بیدال غایت رسیدہ بود۔ کہ بسا اوقات دشمنان خاندان برائے  
 تصفیہ آل حقوق کہ در بارہ آہنا ایشان را با خاندان حضرت اقدس اختلاف می بود  
 بریں امر مصر می بودند۔ کہ حضرت اقدس را در اہل تنازعات حکم تجویز کردہ آید۔ تا  
 بہر چہ فیصلہ نمایند۔ قبول کنند ❖

الغرض ہمہ شناسندگان و ہر امر بر ذات آنجناب اعتماد و کلی میداشتند۔ و  
 آنجناب را ایک جسمہ صداقت و راستی یقین میکردند۔ ہمہ عیسائیان و ہنود و سکھان  
 عنود

یا وجود اختلاف مذہب محضرت بودند۔ کہ حیات آنحضرت خیلے مقدس و مطہر و بے لوث  
و بے عیب بود است :

المؤذیٰ از خیالات و آرائے مردم کہ نسبت حضرت مہدی داشته اند اینجا  
تخریمی کنم۔ اولاً آن تحریر را پیش می‌کنم۔ کہ از قلم شخصے برآندہ است۔ کہ بعد از  
بعثت حضرت موصوف مخالف اولین وعد و نخستین دعوائی ماموریت حضرت گردید  
است۔ و ایں ہماں کس است کہ پیشتر از ہمہ مکفرین فتوائی تکفیر بر حضرت نگاشت است  
و آن شخصے گنام و غیر معروف نبود۔ بلکہ او پیشو او سردار فرقہ اہل حدیث مولوی محمد بن  
صاحب بٹالوی است۔ کہ در اثناے تقریظ بر کتاب براہین احمدیہ (کہ تصنیف حضرت  
اقدس است) در جودہ اشاعۃ السنہ کہ زیر ادارہ خود شائع می‌کرد نسبت حضرت  
بدیں گونہ شہادت ادا کردہ است۔

”مؤلف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے  
معاصرین سے ایسے واقف کم ٹھینگے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہوطن ہیں۔  
بلکہ او اہل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتبہ  
اُس زمانہ سے آج تک ہم میں اُن میں خط و کتابت و ملاقات و مراسلت  
برابر جاری رہی ہے۔ اسلئے ہمارا یہ کہنا کہ ہم اُن کے حالات سے بہت

واقف ہیں۔ مبالغہ قرار نہ دئے جانے کے لائق ہے۔“ (اشاعۃ السنہ جلد ۶)

یعنی آنقدر کہ ما از حالات و خیالات مؤلف براہین احمدیہ آگاہی میداریم۔ از معاصران  
ما کسی کم داشتہ باشد۔ مولانا ہوطن ما ہستند۔ بلکہ از اہل عمر کہ رسالہ قطبی و شرح ملا  
میخوانیم۔ ہمدرس ما بودند۔ ازاں باز تا امروز فیما بین ما و ایشان خط و کتابت و

ملاقات و مراسلات ہوا رہ جاری ماندہ است۔ بناءً علیہ ایں سخن ماکہ از حالات ایشان خبیثے آگاہ ہستیم۔ قابل آن است کہ اورا مبالغہ نہ قرار دادہ شود۔“  
الغرض ایں بیان یک معاندے شدید متعلق ایں امر است کہ شہادت اور سرکاری نیست۔ بلکہ نتیجہ صحبت دراز است۔ و شہادت او این است :-

”ہماری رائے میں یہ کتاب (یعنی براہین احمدیہ مؤلفہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مؤلف) اس زمانہ میں۔ اور موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔ اور آئندہ کی خبر نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امراً۔ اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلبی و دسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پیدے مسلمانوں میں بہت ہی کم دیکھی جاتی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے۔ تو ہم کو کم سے کم ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہمن سماج سے اس زور و شور سے مقابلہ کیا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصاف اسلام کی نشان دہی کرے۔ جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلبی و دسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھالیا ہو۔ اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تہدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو۔ وہ ہمارے پاس اگر اس کا تجربہ مشاہدہ کرے۔ اور اس تجربہ و مشاہدہ کا غیر اقوام کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔“ (اشاعت النہج جلد ۱)

یعنی در رائے مایں کتاب براہین احمدیہ اندرین زمانہ و بنظر حالات موجودہ

کتابی است که نظیر آن تا این زمان در اسلام تالیف نشده - و از آئینده آگاهی نیست - لعل الله یحدث بعد ذلک امرًا - و موفّقش بهم در نصرت مالی و جانی و قلبی و لسانی و حالی و قالی اسلام چنان ثابت قدم ثابت شده - که نظیرش در مسلمانان پیشین کم بنظر می آید - اگر احدی این الفاظ ما را مبالغه ایشیائی پندارد باید که ما را کم از کم یک کتابی مثل این کتاب بنماید که در آن با جمله فرقهای مخالفین اسلام علی الخصوص با فرقه آریه و برهمنی و ساج انجین پر زور مقابله کرده باشد - و باید که دو چار نفر از انصار اسلام هم نشان بدهد که علاوه از نصرت مالی و جانی و قلبی و لسانی نصرت حالی دین اسلام را هم بدمه خود گرفته باشند - و در مقابله مخالفین اسلام و منکرین الهام به تحدی مردانه این دعوی کرده باشند که "هر که را در وجود الهام شک باشد - به نزد من آمده تجربه و مشاهده نمایند" و اقوام غیر را از این تجربه و مشاهده مزه هم چشاندند باشد \*

نسبت خدمت اسلام و رویه حضرت مسیح موعود علیه الصلوٰۃ والسلام این رائے شخصی است که بعد از دعوی مسیح موعود کردن حضرت ممدوح مثل کفار که که نخست در مدح رسول اکرم صلی الله علیه وسلم لفظ صادق و امین بر زبان می رانند - نه محض بر انگار و دعوی مسیح موعود اکتفا کرد - بلکه بقیه زندگی خود در تحفیر و تکذیب عناد گذرانید اما مخالفت بعد از دعوی ماموریت و انگار بعد از بعثت هرگز جسته نمی باشد -

قرآن کریم این مدعا را ثابت می کند - که نامکن است که شخصی که مثل زبان رمان سی و دو دندان از هر جانب در حلقه دشمنان باشد و با وجود این همه عداوت از دشمنان خود بر صداقت خود شهادت بهم رساند - و باز بر خدا تعالی یکبارگی کذیب



افترا بستن شروع کند حق تعالی ظالم نیست۔ ہرگز چنین شخصے را کہ از اعداے خود بر حیا  
 بے عیب خود فرائع اعتراف حاصل می نماید۔ این جزا ندهد کہ در یک روز شتر الناس  
 گرداند۔ یک وقت آن بود کہ سخت ترین آذو طبع و مہیب ترین خطرہ داندیشہ اورا  
 از شاہراہ صداقت باز نمیداشت۔ و یا باز نوبت بد آنجا رسد کہ خداوند تعالی دل  
 اورا آنچنان مسخ کند کہ از ہول روزستانہ و باز پرس قیامت نیندیشدہ  
 و فتنہ بر خداے تعالی دروغے و افتراے بہ بندد۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 معاندان خود را ہر چند مرۃ بعد اولی و کمرۃ بعد اخرے دعوت میداد کہ بر رویہ  
 گذشتہ من حرفے بگریید یا عیبے برارید کہ ذات مرا حاصل اخلاق فاضلہ و داراے  
 فضائل حسنہ نمیدانستید۔ مگر فرمے از افراد دشمنان متصدی آن نشد کہ انگشت  
 بر فضائل دشمنان آنحضرت صلعم بہند یا بچنین مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نیز دعوے  
 نمود کہ خدا تعالی مرا فرمودہ است کہ این مسیح کس بردا من سوا بخ زندگی تو داغ  
 عیبے نتواند نہاد (نزول المسیح صفحہ ۲۱۲) و بعد از الہام این کلمات مطابق دعوی  
 خود علی التواتر و التوالی مخالفان و معاندان خود را بہ تہدی تمام دعوت میداد کہ ایشان  
 در خلاف رویہ مقدسہ او چیزے پیش کنند۔ مگر بقدر سر موعے حرفے گرفتار نتوانستند  
 با وجود تحریص بسیار و ترغیب بیشمار احدے را یا رائے آن نشد کہ خلاف آن حرفے  
 از زبان بر آرد۔ و ہنوز ہم کسانے کہ حالات جوانی آنحضرت آرا دیدہ اند شاہد  
 عادل این مدعا موجود ہستند۔ و با وجود مخالفت شدیدہ شہادت این امر منہی  
 داشتن نتوانستہ اند۔ و حالہم نتوانند کہ پردہ خفا برال اندازند کہ رویہ بہیہ صہرت  
 مسیح موعود در عالم شباب بہ پنج حیرت افزا اعلی بود۔ و بقول بسیارے از ہندوان

و سکھان و مسلمانان حیاتِ حضرت اقدس چہ در طفولیت و چہ در ریحان جوانی پہچ  
زندگانی مردان با خدا بود .

پس ہنچیکہ نفس ناطقہ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بر صد اقتِ خود یک برآں  
زبردست بود کہ خدا تعالیٰ در قرآن کریم رو بروئے مخالفان بطریق حجت ملزمہ  
پیش فرمود است ہم بر آں فسق حیاتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نیز بر صدق  
دعوائی خود بر ہانے قوی بودہ است کہ مسیح کس را یا راکے انکار آں نبود است۔  
پس نفسِ حضرت اقدس بر صدقِ خود شاہد عدل است۔

## دلیل چہارم

(غلبہ اسلام بر ادیان باطلہ)

دلیل چہارم یا بلفظ دیگر دلائل قسم چہارم بر ثبوت صدقِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ  
والسلام این است کہ اللہ تعالیٰ بوسیلہٴ جمیلہٴ بعثتِ شاں آں پیش خبری عظیم الشان  
را راست ثابت کرد است کہ در قرآن مجید آں را خاص خدا مسیح موعود قرار  
دادہ است یعنی حق تعالیٰ بر دستِ ایشان دین اسلام را بر جملہٴ ادیان باطلہ  
غلبہ داد و انمود است۔ حیث قال۔ هو الذی ارسل رسولہ بالہدای و دین  
الحق لیبظہ علی الدین کلہ (سورہ توبہ و سورہ فتح) یعنی او سجانہ و تعالیٰ است۔  
آنکہ رسول خود را فرستاد است بہدایت و دین حق را تا این دین را بر جملہٴ ادیان غالب کند  
و از کلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم معلوم میشود کہ این امر در زمانہٴ مسیح موعود  
صورت پذیرد۔ زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحکمِ خدا تعالیٰ شکستِ فتنہٴ دجال

وہا کہند باجون و باجون و کس صلیب نصاریٰ بر دست مسیح موعود موقوف ذکر فرمودہ است  
و این فتن را بزرگ ترین فتنہ نامے عالم بیان نمود است۔ عن عمران ابن حصین  
قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما بین خلق آدم الی قیام الساعة  
امر الکبر من الذجال (رداء مسلم) یعنی عمران بن حصین روایت دارد کہ رسول خدا صلعم  
فرمود۔ در میان پیدایش آدم و روز قیامت مسیح امرے بزرگتر و سخت تر از فتنہ  
دجال نیست ۔

و نیز این خبر داده کہ در آیام دجال حامیان کلیسیا بر ہمہ ادیان علی الاعلان غالب  
آیند۔ و چون اسلام را بر اہل کلیسیا غلبہ حاصل شود۔ ظاہر است کہ اسلام را بسیار دیان  
غلبہ حاصل آید۔ لہذا ثابت شد۔ کہ مراد از آیہ کریمہ لیظہرہ علی الدین کلہ زمانہ  
مسیح موعود بوده است۔ و بر این استنباط کہ ما کردہ ایم۔ قریباً ہمہ علماء و مفسرین را  
اتفاق است۔ چنانچہ صاحب جامع البیان در جلد ۲۹ تصریح بدال کردہ است  
کہ (و ذلک عند نزول عیسیٰ بن مریم) یعنی ابن علیہ دین اسلام در زمانہ  
عیسیٰ بن مریم نخواہد بود۔ و قرائن عقلیہ نیز تأیید این معنی می کنند۔ زیرا کہ ظہور  
جیسع ادیان چند انجہ دریں زمانہ شد است۔ در از سنہ سابقہ از وجود اینہا خبر  
و اثر کے نبود۔ بواسطہ فراہم آمدن ذرائع تملاتی مردم و سہولت اشاعت کتب  
بذریعہ ایجاد مطابع در دہائے پیروان جملہ ادیان جو شے پیدا شدہ است۔ و انعقاد  
کثرت و وفرة مذہب بنظر مے آید۔ کہ پیش ازین نبود۔

در عہد مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم محض چہار مذہب در مقابلہ دین اسلام  
استادہ بودند۔ ملت مشرکین مکہ۔ مذہب یہود۔ دین نصاریٰ و کش مجوس۔

پس در آن زمان هنوز وقت ظهور این پیشخبری نیامده بود - بلکه در سالی آوان فرامید  
است - زیرا که درین ایام تمام ادیان ظاهر شده است - و بسبب مراکیب خائیه  
و راحله های مختلعه و ایجاب تلغراف و مطلق و غیره جمله مذاهب بر یکدیگر بشدت تمام  
حمله می آرند ❖

الغرض از قرآن کریم و احادیث نبوی و عقل سلیم واضح میشود - که غلبه اسلام  
بر سایر ادیان باطله بزمان مسیح موعود مخصوص و مقدر بود - و اصل خدمت و غرض  
بعثت او همین است - و بغیر میسج کس این کار را هم را سر انجام نتواند داد - و کس  
که این خدمت را بجائے آورد - و این کار را به انصرام رساند - در مسیح موعود  
بودنش شک نیست - و از واقعات ثابت و محقق است که این خدمت را حق تعالی  
از دست حضرت میرزا غلام احمد علیه الصلوٰۃ والسلام به احسن وجه به انجام  
رسانید است - پس لا ریبیح موعود هم اوست ❖

حالت اسلام قبل از بعثت حضرت میرزا غلام احمد علیه الصلوٰۃ والسلام آنقدر  
خطرناک گشته بود - که خود از مسلمانان آنانکه داشتند و از حالت زمانه آگاه بودند اینچنین  
پیشخبری اُمی نمودند - که بعد چند سده دیر یا زود از دین اسلام غیر از نام مسیح باقی نماند  
و حالات زمانه نیز برین مدعا شهادت ادا می نمود - زیرا که مسیحیت بسبب عت تمام اسلام  
را خورده می رفت - و خطر بود که در عرصه یکصد سال اسلام نیست و نابود شود - و  
مسلمانان بمقابله سیمیان اینقدر برهزیت برهزیت می یافتند - که اقوام نو مسلم  
در کنار خود از آل رسول اکرم صلی الله علیه و سلم یعنی سادات هزار را افراد دین اسلام  
را خیر باد گفته حلقه گوش نصرانیت شده بودند - و بعضی بر قول نصرانیت اکتفا ناکرد

بر خلاف اسلام و باقی اسلام طواریکتابها از مضامین گنجه اشاع می کردند  
 و در کلیسیا با بر فراز منابر کلیسیا بر آمده بر ذات مقدس صفات سرور کائنات علیه  
 افضل التحیات آچنان اتهامات دل آزاری بستند که دلباشی مسلمانان چون غریب  
 سوراخ در سوراخ می شد ضعف و ناتوانی اسلام بحدی رسیده بود که قوائی  
 مرده افسرده قوم هندو را نیز با آنکه گاهی جرأت تبلیغ کیش دست نداده بود  
 چه جایکه روسی کامیابی میدیدند و دمام در حفاظت خانان مذہب خود همچو  
 ناکام و حرکات مذہبی میکردند - یکسار قوت و تہمتی خلافت اسلام پیدا شده بود -  
 حتی که در میان ایشان یک فرقه آریه سر بر آورد - که مسلمانان را در مذہب هندو  
 داخل کردن نصب العین و مطمح نظر خود میداشتند - و در آن خصوص علماء و فغانا  
 و جہد بے بلیغ بکاری بودند - این نظارہ وحشت افزا بعینہ آچنان بود که گویا برنش  
 یک نشانه انداز بے خطا که گسان مردار خوار گرد آیند - و قتی بود که از دور باز و  
 شیر افکن اومی ترسیدند - و از سایہ او نیز می ہراسیدند - یا انیکہ آن وقت بر  
 سر او رسید کہ مضغہائے گوشت از جسم اومی رہا بیند - و بر استخوان ناتوانش  
 نشسته گوشت و پوستش را میخوردند ۛ

درین حالت زار بعض مسلمانان اہل تصنیف کہ قلم در دست گرفتہ در حمایت اسلام  
 کمر بستہ آمادہ گشتند بجائے اینکہ محاسن تعلیم اسلام را بی پایہ ثبوت برسانند و زکی  
 فہم اعتراض کردند کہ احکام اسلام مناسب حال ایام جاہلیت بود و بناء علیہ  
 بنظر روشنی زمانہ حال بر آن احکام اعتراض نیاید کرد ۛ  
 الغرض درین حالت مایوسی کہ در اندرون مسلمانان سرایت کردہ بود و حملہ علانی

الصلوة

ملت از جانب بیرون باغ اسلام را پائمال میکرد. حضرت تاقدر میرزا غلام احمد علیہ  
والسلام حمایت اسلام را آغاز کردند۔ پس وہلہ اؤل کہ حملہ کردند۔ ہمال انجمنان  
دہر دست بود کہ ہوش و حواس دشمنان را بیک بارگی در ربود۔ دآں این است  
کہ حضرت تاقدر کتابے تصنیف فرمودند کہ "براہین احمدیہ" نام دارد۔ و در آں  
با دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ صدق اسلام را بوضاحت تمام بیان کردند۔ و  
دشمنان دین را دعوت دادند۔ کہ اگر ایشان از کتب مذاہب خود بقدر پنج حصہ آں  
دلائل ہم پیش کنند کہ ما درین کتاب نگاشته ایم۔ در آں صورت مبلغ دہ ہزار روپیہ  
راج الوقت ایشان را انعام دادہ شود۔ پس با وجودیکہ ہر دشمن دین بجهت مقابلہ آں  
تابناخن پائے خود زور زد۔ اما از عہدہ جواب آں بیرون آمدن نتوانست۔ چنانچہ  
در تمام اکثاف ہندوستان شورے برخواست کہ این کتاب لاجواب نظیر خود خود است  
و بس۔ قاطبۂ دشمنان اسلام حیران و انگشت بدندان مانند کہ دین اسلام کشت  
و قلع اعتراضات اعدائے خود نمیداشت۔ بہ سبب جولان یکران این مرد میدان تیغ  
و سنان دلیل بر بیان بر ادیان مختلفہ بہ این زور و شوری بار و کہ جملہ را خطرہ جانہائے  
خود پیدا شد است ۛ

ایں آں زمانہ بود۔ کہ حضرت ایشان ہنوز دعویٰ مسیحائون نکرده بودند۔ و در  
دہائے مردم ہنوز جوش مخالفت پیدا شدہ بود۔ و سپینہ ٹائے شاں از تعصب خالی  
بود۔ نتیجہ اش این بر آمد۔ کہ لکو کہ مسلمانان علی الاعلان اعتراف کردند کہ مجدد  
ایں زمانہ ہمین پہلوان اسلام است۔ بلکہ بزد گے از شہر لودیانہ کہ از اولیاء اللہ آں  
زمانہ شمار کردہ می شد۔ دریں بارہ اعلا نے خاص چاپ کمائیدہ شائع کرد۔ و

در آں تا اینجا نوشت کہ ہم مریضوں کی جے تہیں پہ نگاہ تم سچا بنو خدا کے لئے  
یعنی نگاہ ماہمہ مریضان صرف بجانب شماست۔ از برائے خدا شما خود سچا بنوید ۛ

بعد از تصنیف براہین احمدیہ حضرت مہرچند اسحق در اجائے مراسم دین  
بجا آوردند۔ کہ اعدائے ملت را بغیر اس اعتراف چارہ نمائند کہ دین اسلام مردہ نیست  
بلکہ زندہ مذہب ہے است۔ بحاصل جملہ ادیان باطلہ را خونے در دل متمکن شد کہ مذہب  
در مقابلہ اسلام چگونہ ثابت قدم تواند ماند۔ چنانچہ دریں ایام برآں مذہب کہ بکامیابی  
خود ناز داشت۔ و دین اسلام را شکار خود می پنداشت۔ حالتی طاری گردید کہ  
سبلغان و واعظان او از حملہ خدام حضرت اقدس چنان روئے بغرامی نهند۔ کہ  
خران وحشی از شیران شرزہ رم میخورند۔ و میچکس را ازال میاں طاقتی نمائند است  
کہ مقابل یک مبلغ جماعت احمدیہ در مناظرہ پائے خود فشار دہ۔ امروز اسلام بدست  
آنحضرت بر جملہ ادیان غالب شدہ است۔ زیرا کہ تیغ دلائل او آنچنان قاطع ثابت  
شدہ است۔ کہ اگرچہ اثر آں بدیر نمایاں میگردد۔ مگر زخم او اندام نمی پذیرد۔ و  
نام پشدن نمیداند ۛ

دریں امر شک نیست کہ مذہب کلیسیا ہنوز ہم آں قدر احاطہ بر سطح دنیا دارد۔  
ہمچنان کہ قبل ازیں میداشت۔ و ادیان دیگر بجاں روش خود قائمند۔ کہ پیش ازیں بودند  
اما دریں ہم شک نیست کہ جس موت ایشان را صدائے "بر بندید محملہا" دادہ است  
و مہر ہائے پشت شان خورد بشکستہ است۔ و اگرچہ باعث قوت اثر رسم و رواج ہنوز  
ہے آں کثرت مردم داخل اسلام شدن آغاز نہ کردہ اند کہ بدین آں مردم ظاہرین  
موت ادیان باطلہ آشکارا بہ نظر آید۔ مگر آثار ہوید اگر دیدہ است ۛ

مردم ذی ہوش در وجود ستم وجود درخت رامی بینند۔ حضرت اقدس ادیان باطلہ آنچنان حملہ بکار برودہ است۔ کہ از صدمہ آن ہمہ مذاہب کو زمین جان خود را بسلاست بردن نمی توانند۔ دیر یا زود مثل لاشہ بیجان لابد بر پائے اسلام خواہند افتاد۔

حملہ ہائے کہ حضرت اقدس بر مذاہب باطلہ کردہ است و نتیجہ آن کہ یقیناً مرگ ادیان است این است ❖

## حملہ حضرت مسیح مہدی علیہ السلام

چون تمام کاسیانی مذہب کلیسا محض بریں نقطہ خیال است کہ حضرت مسیح **حربہ اول** بر صلیب جان خود دادہ برائے پیروان خود کفارہ گناہان گردید

است۔ و بعد ازاں زندہ شدہ بالائے آسمان رفتہ است۔ و بدست راست خدا تعالی جائے گرفتہ است۔ از یک جانب بر صلیب جان دادن حضرت عیسیٰ کہ آنرا از برائے مردم ظاہر کردہ می شد۔ و در دل مردم جوش محبت او پیدا میکرد۔ و از جانب دیگر دوبارہ زندگی یافتن او و بالائے آسمان بردست راست خدا تعالی جائے یافتن نسبت عظمت و الوہیت او و ریجہ حصول اعتراف از مردم بود۔ حضرت اقدس این ہر دو عقیدہ را از روئے اناجیل اربعہ غلط ثابت فرمودند۔ و نیز از کتاب تورات و ادلہ نقلیہ و عقلیہ بپایہ ثبوت رسانیدند۔ کہ موت حضرت عیسیٰ بر صلیب نامکن بود۔ زیرا کہ آن اشخاص کہ بر صلیب کشیدہ می شدند۔ تا سہ سہ روز و چہار چہار روز زندہ می ماندند۔ و مسیح را بقول اناجیل محض چہار ساعت بر صلیب داشتہ بودند



چنانچه خود انجیل بیان میکند کہ مسیح بر صلیب ہرگز جان نہاواست۔ زیراکہ در انجیل  
مرقوم است کہ ”یکے از سپاہیان نیزہ بہ پہلوئے او فرو کرد۔ فی الفور خون و آب  
بیرون آمد“ (یوحنا ۱۹: ۳۴) و ظاہر است کہ از جسم مردہ ہرگز خون زندہ جوش زدن  
مکن نیست۔ بلکہ حضرت اقدس ازیں ہم برتر این نیز ثابت فرمود است کہ خود حضرت  
عیسیٰ پیشخبری بیان کردہ بود۔ تا ایندم در اناجیل موجود است کہ من از صلیب  
زندہ فرو خواہم آمد۔ چنانچہ در انجیل متی باب ۱۲۔ آیت ۴۰ و ۳۹ میگوید ”طبقہ  
شہریر زنا کار آیت را جستجو نماید۔ و جز آیت یونس پیغمبر هیچ آیتے بہ دے دادہ نخواہد  
شد۔ چہ بوضعی کہ یونس سہ شبان روز در شکم ہای بود۔ فرزند انسان نیز سہ شبان روز  
در شکم زمین خواہد ماند۔“ (متی ۱۲: ۴۰) و ایں امر بالاتفاق مسلم است کہ حضرت یونس  
زندہ در شکم ہای رفتہ است و زندہ برآمدہ است۔ پس ہمچنین حضرت عیسیٰ نیز زندہ  
در قبر رفت و زندہ بیرون آمد۔ لہذا حضرت عیسیٰ بر صلیب ہرگز نہ مردہ است۔  
چوں بنیاد این دلائل مبنی بر اقوال اناجیل بود۔ و عیسائیاں جوابے بمقابلہ  
ایں حربہ قویہ بہم رسانیدن نتوانستند۔ و نہ اکنون میتوانند رسانید۔ پس مسئلہ کفارہ  
و عقیدہ کشتہ شدن مسیح بر صلیب بجهت دیگر اں کہ ایں ہر دو دہمائے مردم را  
بجانب مسیح کشاں کشاں می آوردند۔ سہرا سر باطل گشتند۔ و یک پائے دیانت  
مسیحی بشکت۔

و پائے دیگر مسیحیت عقیدہ زندہ رفتن مسیح بالا ئے آسمان و بردست راست  
خداوند و جہان نشستن بود۔ حضرت اقدس ایں پائے دیگرش را نیز ساق و کعب  
بدلائل انجیلی خود تر بشکت۔ زیراکہ از اناجیل واضح و نمودار کہ حضرت عیسیٰ بعد از وفات

صلیب بر آسمان نرفته است۔ بلکہ یسوعؑ ایران و افغانستان و ہندوستان کو چید  
چنانچہ نوشتہ است۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام گفتہ کہ من برائے فراہم آوردن گو سفند  
گم شدہ بنی اسرائیل آمدہ ام۔ دریں بارہ الفاظ انجیل ایں است ”من فرستادہ  
نشده ام۔ مگر بجهت گو سفندان گمشده خانه اسرائیل“ (متی ۲۳) ”من جان  
خود را برائے گو سفندان می نہم۔ گو سفندان دیگر دارم کہ ازیں گمانیت۔ مرابایت  
کہ آنها را نیز بیاورم“ (یوحنا ۱۷)

و از تاریخ ثابت است۔ کہ بخت نصر شاہ بابل از دودادہ قبیلہ بنی اسرائیل دہ  
قبائل را اسیر نمودہ ہمراہ خود بابل بردہ بود۔ چنانچہ در کتاب دوہین تاریخ ایام  
(از عہد عتیق) نوشتہ است کہ ”بقیتہ السیف را بہ اسیری بابل آورد کہ ایشال بود  
و پسرانش الی زمان سلطنت سلاطین فارس بندہ بودند (کتاب دوہین تواریخ  
ایام ۳۳)

پس آمدن حضرت عیسیٰ علیہ السلام بموجب قول خود او یسوعؑ افغانستان و کشمیر  
ضروری بود۔ تا آنہم گو سفندان گمشدہ را کلام خدا تعالیٰ برساند۔ اگر او بدین صوب  
نمی آمد۔ از روئے اقرار خودش بوقت اول لغو و غیرت می شد۔

حضرت اقدس علیہ السلام علاوہ شہادت انجیل از شہادت تاریخی و جغرافیائی  
ہم ایں دعویٰ را بپایہ ثبوت رسانید۔ چنانچہ از تواریخ قدیمہ عیسائیان اثبات نمود  
کہ حواریان عیسیٰ علیہ السلام در ہندوستان آمد و شد میداشتند۔ و نیز اینکه در ملک  
ثبوت کتابیہ موجود است کہ سراسر مشائخ تعلیم انجیل است۔ و در آں دعویٰ کردہ شدہ  
است کہ در دسے حالات زندگی حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرقوم است۔ پس ازیں امر

ثابت می شود که حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً دریں ممالک آمده بود۔

و همچنین حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت نمود۔ کہ از تواریخ ایں امریہ  
میرسد۔ و آثار قدیمہ و نامہائے شہر ہائے افغانستان و کشمیر تصدیق ایں امر می کنند کہ  
دریں ممالک یہودیای را آورده آباد کرده بودند۔ چنانچہ معنی لفظ کشمیر کہ در اصل کشیر  
است (چنان کہ از زبان اصلی باشندگان کشمیر هویدا میشود) "مثل ملک شام" است  
زیرا کہ معنی "ک" مثل است۔ و لفظ "شیر" نام ملک شام است۔ و همچنین نام  
کابل و دیگر بسیارے از شہر ہائے افغانستان مشابہ نامہائے شہر ہائے شام است  
و ساخت کاسہ خانہ رویہائے افغنہ و کشامره نیز با کاسہ خانہ رویہائے اسرائیل  
مانا است ۔

و از ہمہ برتر ایں کہ حضرت اقدس از تواریخ سُرَنغ قبر عیسیٰ علیہ السلام بہم رسانیدہ  
در کشمیر در شہر سری نگر بمحلہ خان یار نشان داده است۔ و از تواریخ قدیمہ کشمیر  
بوضوح می پیوندد کہ آن قبر قبر پیغمبرے است کہ اورا شہزادہ نبی میگفتند۔ کہ اواز طرقت  
مغرب تقریباً نوزدہ صد سال است کہ درینجا آمدہ بود۔ و کہنہ سالان خطہ کشمیر آن  
قبر را قبر عیسیٰ میخوانند۔ الغرض حضرت اقدس بروایاتے کہ بذرائع شتی رسیدہ اثبات  
فرمود۔ کہ حضرت عیسیٰ فات یافتہ در کشمیر دفن است چنانچہ حق تعالی درین بارہ فرمود۔ و انہما  
الی ربوۃ ذات قواد و معین (مؤمنون۔ رکوع ۳) یعنی ما عیسیٰ و مادرش را بمقامے پناہ  
دادیم کہ جائے فراز است۔ و در میدان نیست کہ در آن چشمہا جاری اند۔ و این تعریف  
بر ملک کشمیر سرسبز صادق می آید ۔

غرض حالات حضرت عیسیٰ از زندگی تا موت او ثابت نموده و تاقیرش نشان داده

بر خدائی او چنان حربہ تیز راند کہ عقیدہ الوہیتش تا دوام یک عقیدہ مُردہ گردید  
بعد ازیں در ہیچ گاہ سر بر نتواند برداشت

## یک حصہ برائے جملہ مذاہب باطلہ

چوں مذہب کلیسیا چہ بلحاظ فوقیت سیاسی و چہ بلحاظ وسعت خود یا باعتبار مساعی  
تبلیغ یا بنظر ترقیات علمیہ دریں جزو زمان بر سائر ادیان برتری میداشت۔ بناءً علیہ  
خدا تعالیٰ حضرت اقدس را بحجت قلع و قمع آن حربہ ہائے خاص کہ خصوصیت بمقابلہ  
ایں کیش میداشت عطا فرمود۔ اما در مقابل دیگر جملہ مذاہب باطلہ یک حربہ بس  
تند و نیز عنایت داشته کہ از ضرب کاری آن ہیچ کدام مذہب غیر خود را ایست  
برون نمی تواند۔ بلکہ بدال حربہ متبعین تمام ادیان صید اسلام گشته اند  
و آن حربہ این است۔ کہ خدا تعالیٰ بذریعہ اکابر اسلام ہر مذہب نسبت  
یک مصلحہ در آخر زمان بشارت داده بود۔ و بر بنائے آن بشارات پیروان جملہ ادیان  
نسبت مبعوث گشتن یک پیغمبرے یا اوتائے یا خوشورے یا ہرچہ در اصطلاح زبان  
شاں نام داشته باشد۔ انتظار می کشیدند۔ و ہنگام ہر گونه ترقی و بہبود خود را بوجہ او  
وابستہ دانستہ بودند۔ و ایں پیشخبری باہم در ہنود بود۔ و ہم در پیروان زردشت  
ہمچنین در سائر ادیان۔ چہ خورد و چہ کلان۔ و اثر و سائر است۔ و در ایں بشارات  
زمانہ آن مصلح موعود ہم مبین بود۔ یعنی از جہت معرفت و شناخت چندے از علامات  
آن زمانہ بیان کردہ شدہ بود۔ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ بر سبب موعود منکشف فرمود  
کہ علامات بیان کردہ ایں ہمہ بشارات باہم گرد مانا اند۔ و اگر در بعض بشارات بمقابلہ

بعض دیگر چند علامات زائده بیان کرده شده است۔ آں نیز بہاں زمانہ کہ کب سوے  
وے بقیہ علامات رہبری میکنند اشارت می کند۔ پس موعود ہر ملت تعلق بیک زمانہ  
دارد۔

اکنون از یک جانب می بینیم کہ بعد از ہزار ہا سال دریں جزو زمانہ بوقوع آمدن  
آں پیش خبر بہاں ظاہری می کند کہ آں ہمہ بشارات از جانب باری تعالی بودہ و انسان  
یا شیطان را در آں هیچ مدخلی نہ بود۔ زیرا کہ آیہ کریمہ فلا یظہر علی غیبہ احدًا  
الا من الرضیٰ من رسول (سورہ جن ۷) دریں امر قول فیصل است کہ خدا تعالی  
بر غیب خود احدے را سوائے رسولے کہ مقبول او تعالی باشد۔ اطلاع نمی بخشد  
و از جانب دیگر ایں امر بالمرہ خلاف عقل می نماید۔ کہ در یک زمانہ در ہر قومے  
و ہر ملتے علیحدہ علیحدہ رسولے و ادتارے و پیغمبرے و خوشوے مبعوث گردن  
و ہر یک را ہمین خدمتے موقوف شود کہ قوم خود را بر اقوام دیگر غالب نماید۔ گویا فرستادہ  
خدا تعالی برخلاف یکدیگر خدمت خود را کہ خدمت یکے مخالف دیگرے باشد  
سراجم دہند۔ ایں ہم ممکن نیست۔ کہ ہر قوم بر اقوام دیگر در یک وقت خاص  
غلبہ حاصل نماید۔

پس چون از یک جانب بذریعہ ظہور و وقوع آں بشارات ثابت شد۔ کہ آں ہمہ  
از طرف خداست۔ و از جانب دیگر تعلق داشتن آنہا ب اشخاص مختلف باعث فساد  
عالم بلکہ برخلاف عقل است۔ پس ایں ہر دو امر شاہد عادل ایں مدعاست کہ  
فی الحقیقت دریں ہمہ پیش خبر بہا نسبت بیک شخص واحد بشارات دادہ شدہ است۔  
و مشیت ایزدی بریں رفتہ بود۔ کہ اولاً جمیع اقوام عالم انتظار یک وجود

پیدا کرده شود۔ و باز بروقت رسیدن آن وجود بر زبان او شهادت صدق مذہب اسلام جاری ساختہ جملہ پیروان ادیان مختلفہ را درین اسلام داخل کند۔ و اسلام را بر سایر ادیان غلبہ دہد۔ پس مسیح ہمدی نبود۔ مگر مسیح۔ و مسیح کرشن نبود مگر مسیح و ہمدی۔ و برائے کیش زردشت مسیح میبود بہی نبود۔ مگر ہماں کرشن و ہمدی و مسیح۔ و ہم بریں نمط از موعودان بل و محل شتی وجود یک شخص خاص مراد بود و غرض از پیش خبری بہ نامہائے مختلفہ آن بود۔ کہ ہر گروہ مردم خبرش از پیغمبر پیشوا خود شنیدہ و نام مے از قبیل زبان خود شاں یافتہ اورا از میان خود شاں دانند۔ و غیر خود نہ پندارند۔ حتی کہ آن وقت رسد۔ کہ آن موعود مبعوث گردد۔ و در زمانہ اوجیح علامات را وقوع پذیر دیدہ مردم را بموجب نوشتہائے کتب خود از ایمان آوردن بوی مسیح چارہ نیاشد۔ و بر بنائے شہادت مے دین اسلام را قبول نمایند۔ مثال این عمل پر حکمت ہو ہو چنان است۔ کہ شخصے بعض اقوام را بر سر پر خاش دیدہ خواہد۔ کہ ایشان بذریعہ ثنائے فیصلہ نزاع خود ہا کنند۔ پس ہر گاہ آن ہمہ اقوام برائے خود ثالث انتخاب نمایند۔ آنگاہ معلوم شود کہ نامہائے جداگانہ کہ مردم آن اقوام برائے ثالث نائے خود ہمیدہ بودند۔ آن ہمگی نامہائی احقیقت نامہائے شخصے واحد است۔ و بر فیصلہ مے صلح ہمہ قرار گیرد۔

الحاصل حضرت مسیح موعود بعد ثابت نمودن این مدعا کہ در مذہب مختلفہ بشا رتیکہ نسبت موعود آخر الزمان بیان شدہ ہمہ دریں جزو زمان صورت وقوع پذیرفت است۔ و نیز بعد اثبات این امر کہ در یک وقت مبعوث گشتن موعودان مستعد کہ خدمت ہر یک اشاعت صدق مذہب خود و غالب نمودن ملت خود بر ملل دیگر

باشد۔ از حیز امکان بیرون است۔ این مقصد استی را بہ اولہ و براہین بیانیہ ثبوت سانیہ  
 است۔ کہ در نفس الامر ہمہ مذاہب یک موعود را بنا ہمائے مختلف یا ذکرہ اند۔ دآں  
 موعود ذات اقدس حضرت ایشان است علیہ السلام۔ و ہر گاہ یحییٰ بن مہدی یا یحییٰ بن  
 خاص تعلق ندارد۔ بلکہ تعلق بہ آل قوم دارد۔ کہ حسبہ اللہ ہمہ ہی او قبول کند۔ بنا علیہ  
 مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نسبت یحییٰ کد ام قومے و ملتے بیگانہ و غیر نیست۔  
 بلکہ او از خود ایشان است۔ و جملہ ترقیات ایشان بذات او وابستہ است و ایمان  
 آوردن بوسے و قبول کردن او بغیر این امر صورت نہ بندد۔ کہ ایشان در دین اسلام  
 داخل شوند۔ کہ مستلزم وقوع و ظہور پیشخبری لیظہرہ علی الدین کلمہ است کہ غایت  
 بعثت مسیح موعود است ۔

الغرض این حربہ آل حربہ ایست۔ کہ یحییٰ مذہب مقابلہ آں نتواند ایستاد۔  
 زیرا کہ در ہر مذہب بشارتے مشعر بہ مصلح آخر زمان موجود است۔ و ہر چہ از علامات  
 نشان دادہ اند۔ آل ہمہ بے کم و کاست درین زمانہ واقع شدہ است۔ و مستحق  
 کہ درین دور حاضرہ بغیر حضرت اقدس بر سطح زمین در ہمہ عالم در یحییٰ مذہب دلت  
 یحییٰ صاحب دعوتے موجود نیست۔ پس پیروان یحییٰ مذہب و دلت را چارہ نیست  
 کہ یا بہ تکذیب و تہذیب مذہب خود و تکذیب کتب مذہبیہ خود نمایند۔ یا مجبوراً  
 گردن ارادت خم کنند۔ و تسلیم نمایند۔ کہ در کتب ایشان ہم ذکر موعود اسلام درج  
 است۔ تا بر مے ایمان آرند۔ غیر ازین دو صورت یحییٰ صورتے دیگر برائے پیروان  
 مذاہب دنیا ممکن نیست۔ و درین ہر دو صورت اسلام را غلبہ حاصل است۔ زیرا کہ  
 اگر پیروان آل دیگر مذاہب کیشہائے خود را باطل دانستہ ازاں دست بردارند

دریں صورت ہم اسلام غالب ثابت شود۔ و اگر برائے تصدیق کتب مذہبیہ خود ما مصلح  
 ایں زمانہ را قبول نمایند باز ہم غلبہ اسلام است۔ ایں حمله است کہ ہر قدر کہ اثرش بر  
 پیروان دیگر مذہب خواهد بود۔ بہاؤں قدر ایشان از قبول کردن اسلام گزیرے نباشد  
 و بالآخر انجمنین باشد کہ ہر سو کہ بنگرند۔ بجز اسلام دیگر هیچ کدام کیشے بنظر  
 نخواہد آمد۔ حضرت مسیح موعود بر سنت انبیائے کرام یک تخته کاشت است۔ کہ  
 درختش بروقت خود پا گرفتہ بار خواہد آورد۔ و مردم عالم گرویدہ شیرینی میوہ ہائش  
 و معترف خنکی سایہ ہائش بودہ کشاں کشاں بسوئے او گرد آیند۔ وزیر اد جاگیرند  
 البتہ مذہب قوم سکھاں احتمال میداشت۔ کہ از ضرب ایں حربہ قدرے یکسو بودہ  
 سلامت ماند۔ زیرا کہ بابا نانک صاحب (بانی ایں فرقہ) بعد از رسول اکرم  
 صلی اللہ علیہ وسلم بودہ است۔ (اگرچہ نزد ایں قوم نیز خبرے نسبت مصلح آخر الزمان  
 دائرہ سائر است۔ بلکہ در آں تصریح ظاہر کردہ شدہ است۔ کہ آں مصلح در پرگنہ بٹالہ  
 ضلع گورداسپور ظاہر گردد۔ و بٹالہ پرگنہ ایست کہ در حدود آں قصبہ قادیان واقع است  
 و ایں بشارت لفظاً لفظاً وقوع پذیر شدہ است۔ اما چون مستبعد نبود کہ از جانب ایشان  
 ایں اعتراض کردہ آید۔ کہ چون رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین است۔ پس بعد  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنیاد ایں مذہب چگونه افتاد پس بحجت اصلاح ایں مذہب  
 بغرض اینکه قوم سکھ در حیطہ اسلام داخل شود۔ حضرت ہادی علی الاطلاق عمت فحماوہ  
 حضرت اقدس را یک حربہ قویہ عنایت فرمود۔ و آں ایں است کہ در رؤیاء بر حضرت  
 اقدس آشکارا ساخت کہ بابا نانک (رحمت خدا بر جانش باد) ہرگز دینے و آئینے  
 و آواز نہ نمودہ است۔ بلکہ اصل سخن ایں است کہ او یک مسلمانے بودہ است۔ کہ



بر اسلام اعتقاد ہے راسخ میداشت :

اے شاہ عالیجاہ ! جناب والا راہیں امر شگفت خواہد نمود۔ لیکن اس سخن تعجب انگیز  
 آنجناب بدلائل قاطعہ بہ ثبوت پیوستہ است۔ کہ دل ہزار ہا پیروان مذہب سکھ صدق  
 اس مدعا تسلیم نموده اند۔ و کسانیکہ از ایشان قبل ازین خود را ایک جزو قوم ہنود میدانستند  
 برائے جدا کردن قوم خود از ہندوان جد و جد یلغ آغاز کردند۔ و پیش ازین دعوائی  
 حضرت مسیح موعود در معابد سکھاں اصنام ہندوان نہادہ بودند۔ لیکن بعد ثبوت  
 اس مدعا اگرچہ قوم شاں دین اسلام را قاطعیت قبول ننمودہ اند۔ لیکن در میان ایشان  
 ایک تفرع عظیم و انقلابی بنجیم واقع شدہ است کہ از معابد خود اصنام ہنود را ایک  
 یک کردہ بیرون انداختن شروع کردند۔ و از ہند بودن خود بالصرحت ابا کردہ اند۔  
 و چون حضرت مسیح موعود بعد ازین رویا، اس امر تحقیق و تفتیش فرمودند۔ ظاہر شد کہ  
 ”گرنختہ صاحب“ کہ محتوی بر مواظظ و نصائح بابا نانک است۔ در میان آل نسبت  
 نماز ہائے پنجگاہ و صیام و زکوٰۃ و حج تاکید اکید و برکاتارکان ارکان خمسہ تہدید شدید  
 مندرج است۔ و از دیگر کتب سکھان نیز واضح میشود۔ کہ بابا نانک بالکثر اولیائے  
 زمانہ خود صحبت دراز داشت است۔ و بر مقابر شاں اعتکاف و رزیدہ و بر قدمہ  
 شاں نماز ہا گذاردہ۔ بلکہ ایک بار برائے حج بیت اللہ نیز سفر اختیار کردہ است و بنیاد  
 اماکن متبرکہ بغداد وغیرہا نیز مشرف شدہ است۔ و در اثناے اس تحقیقات یک  
 عجیب منکشف گردید۔ کہ ایک جبتہ ملبوس خاص بابا نانک در قبضہ موسومہ ”دیرہ بابا نانک“  
 تاحال موجود و محفوظ است۔ و قوم سکھ آنرا خیلہ مقدس و متبرک دانستہ آنرا ”چوڑ صاحب“  
 می گویند۔ و بر آں جبتہ آیات و سورہ ہائے فرقان حمید مثل سورہ اخلاص و آیتہ الکرسی

و آیه ان الذین عند الله الاسلام و کلمه شهادت با خط حلی سوزن کاری کرده است  
و قوم سکھان بوجه نادانیت خود بکلام عربی آن حروف و نقوش آیات قرآنیہ را  
رموز و کنایات آسمانی میدانستند۔ و ہرگز از آن آگاہ نہ گشتند۔ کہ آن جبہ از جانب  
بابائمانک اعلان قبول اسلام اوست۔ حضرت اقدس بہ این لائل پر زدر کہ از  
کتب سکھان مستنبط شدہ یا بر تبرکات محفوظ ایشان بنیاد آن قائم است۔ بحوش  
تمام دریں قوم شائع کردن آغاز کرد۔ و ایشان را تو جہ داد کہ حضرت با و صاحب  
علیہ الرحمۃ مسلمان بود۔

و ایں حربہ کاری ورتغیر دادن عقاید سکھان خیلے کامیاب ثابت شد۔ و امید است  
کہ چندان کہ ایں قوم را بر اصل حقیقت آگاہی حاصل شود۔ و نظر ایشان خود بخود ثابت  
گردد کہ ایشان برادرانِ ہجویر اہل اسلام ہستند۔ و مذہب اینان بغیر از اسلام نہ  
است۔ و یقیناً آن تنازعاتِ سیاسیہ چند سالہ کہ باعثِ آل اہل ہنود بودہ اند۔ نہ اہل  
اسلام (چنانچہ از کتب تاریخ ثابت است) بہ جہت ایں قوم مانع از برائے قبول مذہب  
اسلام و دین الحق نشود۔ بلکہ شجاعت و جلالتِ مشورۃ خود را بکار بردہ تمام عوائق  
و موانع را از پیشِ خود برداشتہ نعرہ (ست سری اکال) زنان در صفت اسلام  
بہ ایستند۔ و بر مصلحے کہ در پرگنہ بٹالہ ظہور یافتہ است۔ ایمان آورده و در جماعتِ مہمان  
شمولیت ورزیدہ در رد کفر و شرک و بدعت مشغول گردند۔

حربہ سوم کہ حضرت اقدس بذریعہ آن اسلام را بر ادیان دیگر غالب گردانیدہ  
است و با موجودینِ او بیچ مذہبے نمی تواند کہ روئے مقاومت بسوئے اسلام آورد و بیاورد  
حق حملہ کند۔ ایں است کہ حضرت اقدس علیہ السلام نقطہ نظر جہانے را تبدیل ساختہ

است۔ قبل از بعثت مسیح موعود کو وضع بحث جملہ مذاہب ہرین طریق بود کہ ہر یکے از اہل مذاہب پیروان مذاہب دیگر را بر باطل قرار می داد۔ **إلا ما شاء الله۔ یہود و نصرت عیسیٰ علیہ السلام** را و عیسائیان جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم را و زردشتیان انبیائے ہر سہ ملت را و پیروان این ہر سہ مذاہب انبیائے زردشتیان را و این ہر چہار مذہب دیگر بزرگان مذاہب عالم و پیروان اک مذاہب بزرگان این چہار مذہب را و نیز با ہم بزرگان ہمدگر را کاذب قرار میدادند ۔

این جنگ صورتے عجیب میداشت۔ کہ در ال ہر قوم با قوم دیگر در ستیز و آویز بود۔ و یکا انسان عقلمند را در جملہ مذاہب بعض آچنان صداقتہا بنظر می آمد کہ بذریعہ آہنا بر حق بودن اک مذہب ثابت می شد۔ پس خیلے متحیر می ماند۔ زیرا کہ در ہر مذہب خیلے صداقتہا موجود است۔ و با اینہما ارباب جمیع مذاہب یکدگر را کاذب قرار میدادند۔  
آخرباعث این جنگ وجدل چیست ؟

نتیجہ این جنگ بغیر از این حاصل نمی شد۔ کہ تعصب می افزود۔ و اختلاف بروز در ترقی بود۔ از یک جانب ہنود قصص بزرگان خود خواندہ در سوانح ایشان کمال مکارم اخلاق می دیدند۔ و از جانب دیگر از پیروان مذاہب دیگر نسبت آں بزرگان خود می شنیدند کہ ایشان کاذب مزور بودند ازین جہت ہندو اں را بر عقل پیروان دیگر مذاہب حیرت دست می داد۔ و بالاخر در خیال شال می رسید کہ تعصب چشم این مردم را کور ساختہ است۔ و ہمہرین نمط پیروان مذاہب مختلفہ در حق اکابر خود سخنان مخالف شنیدہ در غیظ و غضب فتنہ بیج و تاب میخورند۔ الغرض آچنانا گرہ در خیالات مردم افتادہ بود۔ کہ بہ ناخن بہت کسے و نمی شد۔ و ہر کس کہ دل خود را

از تعصب خالی کرده می اندیشید، غرق بحیرت می شد که رب العالمین چرا از بندگان خود یک قوم را انتخاب نمود۔ و باقی جمله را برائے چه پهل بگذاشت۔ اما احدی را آنقدر جرأت و جسارت نبود که این سوال را پیش کند۔ زیرا که این سوال مذہب اورا از یخ و بن برکنده استیصال می نمود۔

اما فرق سنان دهرم (از قوم ہنود) این عقده را بہ این طور حل کرده بود کہ جمیع مذاہب عالم منجانب اللہ و موافق مشیت اوست۔ گویا راہ ہائے مختلفہ اند کہ بسوئے یک قصر تشنگ می روند۔ و از میان ایشان مذہب ہنود از ہمہ افضل است لیکن این عقده کشائی شان بیچ بکار بنی آدم نمی آمد۔ و نیز لائق آن ہم نبود کہ بکار کسی آمد زیرا کہ دواعی قوی بران وارد می شد۔ کہ آن ہر دورا جوابی نبود۔ اولاً اینکه اگر ہمہ مذاہب در حالت موجودہ خود از جانب خدا هستند۔ پس در میان ایشان اختلاف اصولی چراست؟ چه اگرچہ دریں امر شک نیست۔ کہ اختلاف در تفصیل و فروعات صورتها امکان دارد۔ لیکن اختلاف در اصول ممکن نیست۔ میتواند بود کہ بجانب یک شہر راہ ہائے متعدّد باشند۔ گو در صحت رت آن راہ ہا ہلچہ اہ نسبت راہ دیگر قسے خم و پیچے ہم زیادہ باشد۔ مگر آخر کار آن ہمہ تا بہر حلہ مقصود سہمی کشند۔ اما این ہرگز ممکن نیست کہ جملہ راہ ہائے متعدّدہ کہ از جانب مشرق بسوئے شہر می روند۔ بعضی از انہا از جانب مغرب بسوئے آن شہر روند۔ و بعضی از جانب شمال و بعضی از جانب جنوب در صد اہتتائے دائمی ہرگز اختلاف پیدا بودن ممکن نیست۔ سلمنا کہ حضرت حق جل و علا یک قوم را ارشاد فرمود است کہ بدین طریق عبادت باید کرد۔ و قوم دیگر را بنوع دیگر عبادت کردن فرمود است۔ لیکن این امر را عقل سلیم ہرگز قبول نمیکند۔ کہ خدا یک قوم را الہام کند کہ من خدا داد

ویگانہ دے بہتہا ہستم۔ و قوم دیگر را بگوید۔ کہ من واحد و یگانہ نیستم۔ بلکہ خالق غیر دیگر  
 است و خالق شر دیگر سمجھین قوم سوم را تعلیم دہد کہ پدر و پسر و روح القدس  
 سہ خداست۔ و چہارمین را آموزد کہ در اصنام لا تعد ولا تحصى قدرتِ خدائی  
 موجود است۔ و قوم پنجمین را بیان نماید کہ برائے ہر چیزے رب النوع است  
 جداگانہ۔

یا اینکه یکے را تعلیم دہد کہ ذاتِ من بکلی منزہ است۔ و از حلول و تجسم مبرا۔  
 و دہمین را بگوید۔ کہ میتوان شد کہ من در سبیلِ انسانی حلول کردہ متجسم شوم۔ و سیزدہمین  
 را بگوید۔ کہ من در سبکِ جانوران ذیل ترین حتی الخنزیر ہم حلول می کنم۔  
 و ہیرین نسق سیئہ را بگوید۔ کہ بعث بعد الموت برحق است۔ و دیگرے را  
 بگوید کہ بعث بعد الموت چیزے نیست۔ و چہنن یکے را بگوید کہ مردگان باز پس  
 بدنیانمی آیند۔ و دیگرے را بگوید کہ تاسخ حق است۔ یعنی انسان بعد از مردن  
 از قالبے بہ قالبے رفتہ بدنیا واپس می آید۔ ❖

الغرض این امر امکان دارد۔ کہ خدا تعالیٰ حالات اقوام مختلفہ را در نظر داشتہ  
 احکام مختلفہ صادر نماید۔ لیکن این ہرگز ممکن نیست۔ کہ واقعات و صداقتہا را  
 بہ اقوام مختلفہ مخالف یکدگر بیان کند۔ تاچوں در مذاہب مختلفہ موجود اختلاف صرف  
 در احکام نیست۔ بلکہ در واقعات و صداقتہائے دائمی نیز اختلاف است۔  
 لہذا نسبت این مذاہب مختلفہ نمیتوان گفت۔ کہ این ہمہ راہ ہائے اند بسو خدا تعالیٰ  
 اعتراض دوم بر عقیدہ ہنود بدین طور وارد می شد۔ کہ این مردم از یک جانب

لہ محوس لہ نصاریٰ لہ ہنود لہ چینیاں لہ اہل اسلام لہ نصاریٰ  
 لہ ہنود لہ اہل اسلام لہ بعض قبائل یہود لہ اہل اسلام لہ ہنود۔

مذہب خود را از دیگر مذاہب افضل قرار میدهند۔ و از جانب دیگر قداست مذہب خود را بیان می کنند۔ پس عقل سلیم باور نمی کند۔ کہ خدا تعالیٰ اوّل دین افضل را نازل فرموده بعد از آن مذاہب ادنیٰ را نازل کند۔ ہر گاہ افسان در ابتدائے حالت خود استعداد قبول مذہب اعلیٰ و اکمل می داشت۔ پس با وجود ترقی کردنی در علوم و فنون خدا تعالیٰ را بہ نازل نمودن دین ادنیٰ بروئے کدام حاجت پیش آند۔ لا ریب ہاں دین از پس دیگر ادیان شرف نزول تواند یافت۔ کہ از ہمہ افضل و اکمل و اعلیٰ باشد۔ یا کم از کم مثل دین سابق باشد۔

الحاصل این دو اعتراض آنقدر سنگین بود کہ جواب آنها از پیش کنندگان این عقیدہ بہم رسانیدن امکان نداشت۔ و این ایراد همچنان بر جائے خود قائم بود کہ آفریدگار عالم از ابتدائے آفرینش بہجت ہدایت بنی آدم کدام تدبیر را اختیار کرده است۔ نصاریٰ بزعم خود این سوال را بریں طور حل میکردند۔ کہ خدا تعالیٰ بذریعہ عیسیٰ مسیح ابن مریم ہمہ بنی نوع انسان را بجانب ہدایت دعوت داده است۔ بناً علیہ بر حق تعالیٰ اعتراض جانب داری یک قوم خاص عاید نمی شود۔ ولیکن این جواب نیز نادرست است۔ زیرا کہ بدیں جواب نیز این سوال حل نمیکرد کہ قبل از مسیح برآں ہدایت اہل دنیا چہ تدبیر پیش گرفتہ بود۔ از تورات مستفاد می شود کہ تعلیم تورات برائے قوم دیگر نبود۔ و بعد از مسیح بقول نصاریٰ اگر چہ برائے جمیع مردم باب تعلیم آہی مفتوح شد۔ مگر قبل از مسیح برائے ہدایت مردمانیکہ لاتعداد و لائحنی از دنیا گذشتہ اند۔ کدام سامان مہتیا ساخته بود۔

الغرض این سوال بغیر جواب تسلی بخش همچنان لائحل باقی ماندہ بود۔ و این علما

دل مردم را از اندرون کاواک ساخته بود۔ کہ ناگاہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام  
 از قرآن کہیم استدلال فرمودہ آن نقطہ نگاہ مردم را کہ تا زمان بعثت در اذان مردم  
 متمرکز بود تبدیل فرمود۔ و گفت کہ تعلیم قرآن مجید دریں خصوص این است کہ و ان  
 من امة الا خلا فيها نذیر (فاطر ۳۴) یعنی پیچ قومے در دنیا نبود کہ رسول ما  
 در آن نگذاشته باشد۔ پس ازین آیت ثابت است۔ کہ در ہر قوم و ہر ملک انبیاء مبعوث  
 گشتہ اند۔ لہذا ما از روی تعلیم قرآن حمید بنی گوئیم۔ کہ ہندوستان از انبیاء خالی بود  
 یا چین از بعثتِ مُرسِلین ہتی بود۔ یا در روس بنی نیامدہ است۔ یا پیغمبرے در ایران  
 و افغانستان نہ برخاستہ است۔ یا در افریقہ رسولے برپانشدہ است۔ یا بر اعظم  
 یورپ از وجود انبیاء نا آشنا ماند است۔ یا امریکا از بعثتِ رسولان محروم بود است۔  
 ہمچنین ہا وقتیکہ حالاتِ بزرگان گذشتہ ہر مل و نخل راجی شنویم از فضائل و  
 کمالات شان انکار نمی کنیم۔ ونہ بر بختیبِ شاں جرأت میداریم۔ زیرا کہ مجتہد صادق  
 با تعلیم دادہ است کہ در جمیع عالم انبیاء گذشتہ اند۔ و یافتہ شدن انبیاء و کتب و شرائع  
 در دیگر اقوام ہرگز خلاف مذہب مانیت۔ ونہ در راو دین ماسدے ہست۔ بلکہ  
 دریں امر تصدیق دین اسلام است۔ اگرے ما این عقیدہ میداریم۔ کہ خدا تعالیٰ نظر  
 بحالت ہر زمانہ در اقوام مختلفہ انبیاء را فرستادہ است۔ و بعد از اں چون بمرور دہور  
 از تجارب سنین و شہور و ترقیاتِ علوم و فنون اذان بنی نوع انسان قابل قبول شریعت  
 تامہ گر و بد پس خدا تعالیٰ بواسطہ حضرت محمد مصطفیٰ (بابی انت دامی یا رسول اللہ)  
 صلی اللہ علیہ وسلم برائے سائر اقوام عالم شریعتِ کاملہ قرآن کریم را فرستاد۔ پس  
 پیچ قومے از ہدایت ربانی محروم نبودہ است۔ اما حال محض اسلام راہ ہدایت است

و بس - چرا که این دین دین باز پسین و مکمل است - پس چون دین کامل آید - ادیان سابقه را منسوخ کرده شد - و علامت منسوخ گشتن آن ادیان این است که خدا تعالی اکنون جفا آن ادیان فرو گذاشته است - زیرا که در آنها همیشه دست برد و تصرف انسانی جاری است - و حالا قاطبته از صداقت خیلے دور افتاده اند - و صورت اصلی آنها منسوخ شده است اگر چه به اعتبار صورت آغازه خود آن همه راست بوده اند - اما بجا صورت موجوده و حالت حاضره خود باطل اند :

حضرت اقدس انارشد برهان این نقطه حقیقت را که فرایش نظر عالم داشته آنگنان است - که هیچ عاقل را از این انحراف و رزیدن ممکن نیست - زیرا که اگر کسی این اصل را تسلیم نه کند - پس ناگزیر مبتلا گردد - به این عقیده سخیفه که خدا تعالی بعضی بندگان را هدایت فرموده است - و بعضی را بنی غطا کردن مهیا ساختن سامان هدایت مهمل گذاشت است - نفوذ باندن ذلک - و عقل سلیم و ذهن مستقیم هرگز این امر را تسلیم نمی تواند کرد :

و اگر پیروان دیگر مذاهبا این اصل را تسلیم نمایند - ناچار قائل گردند که دین اسلام راست است - و بغیر اتباع او چاره نیست - زیرا که اسلام از جمله مذاهبا مذہب آخری است - و به این وجه نیز که اسلام این اصل صحیح و راست را در نظر عالمیان جلوه داده است - این مرتبه قویۃ آنگنان نیز است که فرقه نو تعلیم یافته و کسانی که وسیع انجیالند - خواه به مذہب تعلیق داشته باشند یا به بغیر تاثیر پذیرفتن از این عقیده محفوظ نتوانند ماند - چرا که اگر این اصل را از دست گذاشته آید - لامحاله انکار خدا لازم آید - و آنگنان این مردم نمی توانند کرد - و اگر این اصل را قبول کرده آید -



پس ناگزیر اسلام را نیز قبول کردن واجب میشد۔ و برایشان غیر از این هیچ چاره  
 نیست۔ پس مطمح نگاہ بنی آدم را که پیش ازین بغایت باریک و نهایت تاریک بود  
 حضرت مسیح موعود<sup>۲</sup> تغییر داده به جهت غلبہ اسلام یک سالانہ یقینی کہ ہر کس براسی  
 مشاہدہ نماید۔ بہم رسانیدہ است۔

حریرہ چہارم کہ حضرت اقدس<sup>۱</sup> بلئے غالب نمودن اسلام بعجل آورده و بذریعہ  
 تمام مباحث خلاف اسلام را تبدیل ساختہ و ہوش و حواس پیروان جملہ مذاہب باطلہ  
 را پراگندہ ساختہ این است۔ کہ حضرت اقدس تحت ہدایت مائے ہادی برحق علم کلام را  
 کہ در ہر رائج بود۔ تغییر عظیم دادہ آنچنان اصول و ضوابط مقرر فرمود است۔ کہ  
 کہ ہرگز خصم انکار آن نتواند کرد۔ و نہ مطابق آن در مقابلہ اسلام پائے تواند افشرد۔  
 و اگر این اصول را رد کند۔ دست از حیات خود می شوید۔ و اگر قبول میکند۔ باز ہم  
 جان خود را می سپارد۔ الغرض نہ صورت قرار دارد۔ و نہ راہ فرار و نہ در مقابلہ آن  
 هیچ سامان حفاظتش بنظر می آید۔

قبل از بحث حضرت اقدس<sup>۱</sup> طریق تنقید و مباحثہ این بود کہ ہر فرقہ بر مخالف خود  
 ہر چه دلش میخواست۔ اعتراض و ایراد وارد میکرد۔ و بہ نسبت خود ہر چه میخواست  
 میگفت۔ و این ظاہر است۔ کہ چون میدان مناظرہ و سعت گرفتہ غیر محدود شود۔  
 نتیجہ آن هیچ بر نمی آید۔ ہر گاہ چند سواران اسپان خود را بدو اند۔ پس ظاہر است کہ  
 آنانکہ بموجب قواعد اسپ دوانی اسپان را جولان می دہند۔ از میان ایشان خیلے  
 بر آسانی معلوم میتوان کرد۔ کہ فلاں کس سبقت برداست۔ و اگر از میان ایشان یکے  
 بجانب غرب و دیگرے بجانب شرق اسپ خود را بتازد۔ و ہمچنین ہر کسے بغیر طرف

معین اسپ را بدواند۔ لابد شخص کردنِ ایں امر دشوار گردد۔ کہ کدام شہسوار بازی  
برده است۔ دریں صورت بر اسپ دواتی آں شاہ سواران را عی صحیح قائم کردن  
مشکل میگردد۔

ہم بریں نسق در تحقیقِ مذہب تا وقتیکہ حدے معین نشود۔ ہرگز کسی را خود را  
قائم نتواند کرد۔

پیش ازیں ایں رسم جاری بود۔ کہ ہر کسی را کہ ہر امرے مستحسن بنظمی آمد  
خواہ در کتابے خواندہ باشد یا نہ۔ بجانبِ مذہبِ خود منسوب میکرد۔ کہ مینید کہ  
تعلیمِ مذہبِ ماچہ قدر برز و نیکوست۔ گویا بہ ایں طریق در بارہٴ اصلِ مذہب بحث کرد  
نمی شد۔ بلکہ بر بتائے خیالاتِ ذاتیہ بحث کنندگان فریقین گفتگو می بود۔ و چنین مباحثات  
نتیجہ ہم میداد۔ کہ طالبانِ حق را ہیج موقعہ فیصلہ حاصل نمی شد۔

حضرت اقدس ایں طریق مباحثہ را بوضاحت تمام غلط ثابت کرد۔ و فرمود۔ کہ اگر  
کتابے از جانبِ خدا برائے ہدایت بندگان آمدہ است۔ بجهتِ ہر مقصدے کہ ما  
نسبتِ تسلیم کردنِ آں مردم را تکلیف می دہیم۔ لابد باید کہ در آں کتاب موجود باشد۔  
و لازم است کہ دلائل آں مقصد را کہ میخواہد کہ مردم قبول نمایند۔ در خود داشته باشد  
زیرا کہ اگر کتابِ خدا نہ در خود دعوی دارد۔ و نہ دلیل۔ بلکہ از ہر دو خالی است۔  
یا ازیں ہر دو یکے را ندارد۔ بہ مردم چہ فائدہ می رساند۔ و اگر دعوی ہم ما از خود  
پیش کنیم۔ و دلیل آں نیز از ذہن خود پیدا کنیم۔ پس انان کتابِ خدا ما را چہ نفع  
می رسد۔ و مذہبِ ما چگونه استحقاق دارد۔ کہ ما آنرا مذہبِ الہی بگوئیم۔ پس دریں  
صورت آں دین را ما برائے خود وضع کردہ ایم۔ و ہیج منت خدا نسبتِ دینِ برا

نہاںشد۔ بلکہ احسانِ مابرخداست۔ کہ مابرائے دین دے دعویٰ مارا تجویز کردہ ایم  
 دہاں از برائے ہر دعویٰ دلیل از جانب خود وضع ساختہ ایم۔ لہذا دارائے ہر مذہب  
 لازم است۔ کہ در اثنائے تحقیقات مذہبہاں اس امر را ملحوظ دارد کہ ہر دعویٰ کہ از  
 طرف مذہب خود پیش کند۔ اس ہم از کتاب آسمانی او باشد۔ و ہر دلیل کہ بردارد۔  
 او ہم از ہماں کتاب ما خود باشد :

اس اصل کہ اس الاصول است۔ کہ قدرت و شوکت در خود دارد کہ بخیر  
 پیروان قرآن مردم ادیان دیگر را ہرگز پیچ و دعویٰ مذہب خود از کتب خود بیاثبت  
 رسانیدن ممکن نیست۔ و انکار اس اصل نیز ازیشان صورت امکان ندارد۔ زیرا کہ  
 اگر گویند کہ ما یحییٰ بنی نواہیم کردہ پس معنی اس لابد اس باشد۔ کہ مذہبِ شاں اس  
 مذہب نیست۔ کہ در کتاب سماوی ایشان بیان شدہ۔ چرا کہ اگر اس مذہب ہماں است  
 پس سبب چیست۔ کہ از کتاب سماوی خود اس دعویٰ را بر نمی آرند۔ و اگر دعویٰ انہا  
 کتاب بر می آرند۔ پس چرا کتابِ شاں بردعویٰ خود دلیل پیش نمی کنند۔ ہر گاہ خالق  
 الارض و السموات دل و دماغ انسانی را چنان آفریدہ است۔ کہ او بغیرِ محبتِ مسیح  
 را تسلیم نمی کند۔ پس خدا متعالی چرا در وقت بیانِ امور ایمانیہ دلائل پیش نمیکند  
 کہ بہر دال انسان آہنمہ امور را تسلیم نماید۔

اس حاصل پیروانِ مذہبِ باطلہ نہ اس اصل را رد می توانستند کرد۔ زیرا کہ  
 معنی رد غیر از اس نیست۔ کہ مذہبِ شاں ناقص و ردی است۔ و نہ او را قبول  
 می توانستند کرد۔ چرا کہ لے شاہ والا جاہ! جناب والا اس سخن را شنیدہ تعجب خواہند  
 فرمود۔ کہ چون از روئے اس اصل امتحانِ دیگر مذہب کردہ شد۔ مثل روز روشن

ثابت شد کہ تقریباً از ہر یک صد دعاوی آہنا توذا پچنان بود کہ در کتب الہامیہ ایشان یافتہ نمی شد۔ و آنقدر دعاوی کہ از کتب ایشان برمی آمد۔ از ان میان تقریباً ہمہ بے دلیل و برہان بود۔ گویا خداوند تعالی تعلیم امرے دادہ اور ایہ افسان حوالہ کرد۔ تا ادب و کالت خود با ثبات آل دعوی اعانت کتاب خدا نماید ۛ

پس حضرت اقدس ثابت کردہ است کہ پیران مذاہب باطلہ از دل خود چند سخنان وضع کردہ یا ازین و از ان سرقہ نمودہ بسوئے کتاب خود منسوب می کنند و بجهت فوقیت مذہب خود طرح مباحثات و مناظرات می اندازند و اوقات مردم را ضائع می کنند۔ چرا کہ اگر ایشان سخنان خود را ثابت ہم نمایند۔ غیر ازین هیچ نتیجہ نہ برآید کہ خیالات شان متعلق آل مسئلہ صحیح است۔ مگر ایں نتیجہ برآدن ممکن نیست کہ مذہب شان بر راستی است۔ چرا کہ آل امر در کتاب مذہبی ایشان یافتہ نمی شود۔

حضرت اقدس اولاً ایں امر عظیم را مضبوط نمودہ بعد از ان بپایہ ثبوت رسانید کہ قرآن کریم ہمہ اصول اسلام را خود پیش میکند۔ و برائے اثبات آل دلائل قاطعہ و برہین ساطمہ نیز از پیش خود مسید ہد۔ چنانچہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام صد ہا مسائل متعلق ایں خصوص از قرآن کریم ظاہر نمود۔ کہ دعاوی نیز از قرآن مجید بود۔ و بر آل دعاوی دلائل ہم از فرقان حمید بود۔ و سخن خود را چنان بکمرسی ثبوت نشانزد کہ دشمنان اسلام در میدان مناظرہ سپر انداختند۔ و پیش ایں حربہ قویہ چنان سرایمہ گشتہ اند۔ کہ تا ایں زمان ایشان را حیلہ ہم نہ رسید راست۔ و انشاء اللہ تا روز قیامت ہم نہ رسد کہ خود را و مذہب خود و کتاب ہائے خود را ازین حملہ اسلام بسلامت دارند۔

الحاصل ایں علم کلام کہ حضرت اقدس وضع فرمودہ است۔ و بنائے مباحثات

و مناظرات برائے نہادہ آنچنان متین و مضبوط است۔ کہ مذاہب باطلہ را انکار آں متعذراست  
و بہ اقرار آں باطل را تا نمیکند و نودن متعسر۔ و ہر قدر کہ مسلمانان ایں حربہ را در مباحثات  
مذہبیہ استعمال کنند۔ بہاں قدر ادیان باطلہ پیش آں فرار برترانیکو دانند۔ و پیروان آں مذہب  
ضعف ادیان خود آشکارا گردد۔ و بنی آدم نظارہ لیظہرہ علی الدین کلہ بچشم  
خوش مشاہدہ نمایند۔

حربہ پنجم کہ حضرت اقدس بر اعدا اسلام بزور تمام رانده۔ وہ آں اعلام مذہب  
باطلہ سرنگون افتادہ و اسلام را بذر یکتا شوکت و نصرت و غلبہ حاصل آمدہ۔ کہ  
احدے را گنجایش انکار نماندہ ایں است۔ کہ آنحضرت بہ تخی تمام و قوت مالا کلام  
پیش روئے اعدائے اسلام ایں امر را پیش فرمود است۔ کہ غرض اعلیٰ و غایت اسنی  
از سجا آوردن اعمال و احکام مذہب باخلاق خود تعلق حاصل کردن است۔ و بہاں  
مذہب صادق و دریں زمانہ پسندیدہ حضرت باری عز اسمہ تواند بود۔ کہ پیروان خود  
با اعدائے عز و جل پیوندے کرامت فرماید۔ و آثار آں تعلق و پیوند را ظاہر و ہویدا  
نماید۔ زیرا کہ می بینیم۔ کہ در کائنات عالم یکا کو چاک ترین چیزے را ہم یکا اثر  
خاص حاصل است۔ اگر کسی انگشت خود را برا حکہ ہند۔ یا اگر احدے در قرب آتش  
بنشیند۔ البتہ انگشت او مثل انگشت می سوزد۔ و جسم او حرارت آتش را محسوس میکند  
آب را کہ می نوشیم۔ معاً حرارت اندر دنی را فرو می نشاند۔ علاوہ بر آں آثار بشارت  
و طراوت بر چہرہ انسان آشکارا می گند۔ و اگر غذائے مقوی میخوریم۔ در بدن باخوبی  
و تازگی و قوت پدید می آید۔ و اگر ورزش می کنیم۔ جسم مضبوط و توانا میشود۔ همچنین  
در ادویہ نیز تاثیرے ہست کہ گاہے منفعت و گاہے مضرت می رساند۔ پس مقام

حیرت و تعجب است۔ اگر تعلق با خدا داشتن سرسبز بے اثر ثابت شود۔ از کثرت سجود و پیشانی کلفت نمایان شود۔ مگر غیر از اینکه بینی بر خاک سوده شود منفعتی دست نہ دہد۔ از روزہ داشتن شکم بر پشت چسبد۔ و از زکوٰۃ و صدقات مال روئے بچی ہند و مایہج تغییرے درون سینہ ما پدید نیاید۔ و ازین اعمال شاقہ تیج نتیجہ بر نہ فیزد۔ اگر حال پس منوال است۔ پس فائدہ از تعلق باللہ چیست۔ و انسان را بیدار چہ حاجت است از تعلق با بایک عالمی کہ در جہ ادنی دارد۔ ایں علامت ظاہری می شود کہ مادر در مجلس مردم عزت بہم می رسد۔ و متعلقان و زیر دستان او حرمت مانگاہ میدارند آں عالم سخن مارا می شنود۔ و تکلیفات مارا دور میکند۔ و التجائے مارا می پذیرد۔ دہر کہ کچاں بزدگ را ایں امر مشہود و محسوس میگردد۔ کہ مادر نظر آں عالم مقبول و معزز و محترمستیم لیکن برعکس ایں آں چیزے کہ تیج نشانے ندارد۔ آں یک تعلق باللہ هست۔ کہ نہ اثر آں در نفس ما پدید می آید۔ و نہ بر تعلقات ما ظاہر میشود۔ ما پہچان حالت میلایم کہ پیش از عبادات و ریاضات میداشتیم ۛ

غرض حضرت اقدس بدین دلیل ثابت کرد است۔ کہ مذہب زندہ همان است کہ در اں ایں علامت مشہود و محسوس باشد کہ پیرو آں را تقرب خدا حاصل شود۔ و آثار قرب خدا در ذات او پدید آید۔ پس لازم است کہ پیرو اں ہر مذہب بجائے اینکه بر یک دیگر حملہ آورند۔ و باہم مناظرات کنند۔ ثبوت زندگی مذہب دہند و با خدا بودن خود را با اوقات خود بہ اثبات رسانند۔ و از مذہب خود پہچان اشخاص را بمیدان آرند کہ بردین و مذہب خود عمل کردہ با خدا تعالی تعلق بہم رسانیدہ و جام وصال از دست ساقی ازل در کشیدہ باشند۔ پس ہر مذہبے یا دینے کہ برای معیار صداقت آثار

کامل العیار برآید۔ اُس را برحق باید دانست۔ و اگر بر ایں معیار صادق ثابت نگردد۔ پس  
اُس مذہب را ایک جسم بے جان شمرده از پیش خود دور باید انداخت۔ زیرا کہ مَرده بار  
دیگرے نہ بردارد۔ بلکہ او خود بار دوش دیگران است۔ و اینچنین مذہب مَرده و  
دین افسرده بجائے منفعت رسانیدن باعث نقصان و وبال جسم و جان پیروان  
خود است۔ ہم دریں دنیا سبب رسوائی و ہمداران جہان باعث عذاب عظیم و نار  
جحیم است ۛ

ایں دعویٰ حضرت اقدس آنقدر روشن بود کہ برائے یک انسان ذی فہم رد کردن  
اُس شکل بود۔ بہ اشاعت ایں دعویٰ بر خرمین دعویٰ پیروان مذہب شتی صاعقه افتاد  
و در فکر حفظ آبروئے مذہب و اُموس ادیان خود مایحیران و سرگردان گشتند ۛ  
باز حضرت اقدس بہ تحدی تمام اعلان نمود۔ و اشتہار داد کہ اینچنین آثار زندگی  
مذہب در مذہب اسلام یافتہ می شود۔ و بر ایں معیار صرف مذہب اسلام کامل العیار  
است۔ و مذہب دیگر بر ایں معیار ہرگز راست نمی برآیند۔ و اگر کسی برخلاف  
ایں اصل دعویٰ را راست۔ اور واجب است۔ کہ در مقابل من بیاید و صدق  
اسلام و اثر او را و تعلق باللہ را در وجود من بہ بیند۔ مگر باوجود ترغیب و تحریص  
غیرت سچکس بر مقابلہ اُس حضرت انبعاث نہ پذیرفت۔ و در مبارزت اُل جری  
فی حلل الانبیاء احدے از خانہ بر نیامد۔ و چگونہ کسی می آمد۔ اگر ہیچ خیرے اندرون  
اومی بود۔ بمقابلہ اُل پہلوان اسلام می استاد۔ از برائے غوغا کردن و شور بر پا  
نمودن و خلق خود را بدین خیلے مردم آمادہ می گردند کہ مذہب را راست است۔ مگر  
ثبوت تعلق باللہ در و نمودن نشان پیوند محبت خدا در اختیار کسی نیست۔ محبوب

ذاتِ خداوندی بُردن بہ جائے خود کسانے را کہ تعلق عارضی ہم با خدا حاصل نباشد  
ایشان چہ ثبوت تعلق باللہ خوانند داد۔

حضرت اقدس انصاری ویہود و مجوس و ہنود را بلکہ سائر مذاہب باطلہ را اصلاً  
ایں دعوت در داد۔ مگر ہیکس بہ چہیت برداشتہن ضرب ایں حربہ جانستان در مواجہ  
نہ ایستاد۔ در مواقع مختلفہ و بذرائع متعددہ حضرت اقدس پیروان مذاہب باطلہ را  
تخریص فرمود۔ مگر بیچ صدائے انیشان برخواست۔

یک دفعہ لارڈ بشپ پنجاب را دعوت دادند کہ در مقابل آئندہ نسبت قبولیتِ عا  
نشائے از ما بہ بیند۔ و بجانب آں سرگروہ قیسان نگاشتند کہ در کتب ساویہ شما  
مرقوم است۔ کہ اگر بقدر حبیہ خردل در دل شما ایمان باشد و شما کوہ را بگوئید۔ کہ از  
جائے خود زائل بشو۔ البتہ زائل گردد۔ و در کتابہائے مایز وعدہ نصرت مینان  
و قبولیتِ دُعائے شاں مرقوم است۔ پس باید کہ ایستادہ شوید۔ و بحیث امرے  
معین در مقابلہ من دُعا کردہ بہ بینید۔ کہ حضرت مجیب الدعوات و اہب البرکات  
دُعائے آں اشخاص را کہ مطابق احکام اسلام زندگی میگذرانند۔ در وقت مقابلہ  
قبول می کنند۔ یا دُعائے انہا را کہ بر تعلیم مسیحی عمل پیرا ہستند۔

مگر باد جو یکہ مرۃ بعد ادلی و کرۃ بعد اخری لارڈ بشپ را دعوت دادند۔ او  
انچنان سکوت در زید۔ کہ دم در کشید و خاموشی او سجد حیرت رسید۔ حتی کہ بعض جرأت  
زبان انگلیسی زبانِ طعن ہم بروے کشودند۔ کہ پادریان ایں قدر مواجب کثیرہ میگیرند  
آما در وقت مقابلہ دم در کشند۔ گویا کہ می میرند۔ مگر نہ دعوتہائے مخالفت و نہ طعنہ ہائے  
موالفت لارڈ بشپ را بر سر مقابلہ آمادہ ساخت۔ و بہ بہانہ ما و افسانہا ایں پایلہ



را از خود دفع کرده روزگار خود گذرانید :

حضرت اقدس علیہ السلام با ہجو و دعوت تہائے متحدیانہ دشمنان اسلام را علی التواتر و التوالی خیلے دعوتہا دادند۔ مگر مسیح کس در مقابل ایشان نہ ایستاد :

ایں حملہ حضرت اقدس آنچنان است۔ کہ ہر صاحب عقل و ہر دانائے ذی شعور اذعان متاثر می شود۔ و ہر قدر کہ پیروان مذہب شتی از بے اثر بودن مذہب خود و زندہ بودن و پرتاثر بودن مذہب اسلام آگاہی کماہی یابند۔ ہماں قدر صدق اسلام بر اذیان و عقول ایشان منکشف گردد۔ زیرا کہ مردم در مباحثات مناظرات از پیش خود سخنہا ساخته حق را توانند پوشید۔ و راست را دروغ و دروغ را راست قرار توانند داد۔ اما در مقابلہ مشاہدات و ظہور تاثیرات پیچ غلغلے و بہانہ نتوانند پیش آورد۔ بالاخر دلہا صیقل و راستی می گردند :

و ایں حملہ کہ حضرت اقدس بکار برد است۔ انشاء اللہ العزیز در ہر مقام و در ہر میدان بواسطہ خدام آنحضرت ہجرت انہار حقانیت دین اسلام خیلے قوی بلکہ قوی و با اثر تر ثابت گردد :

بلکہ بہ نزد یک ہر عقلمند مذہب اسلام یا ایں حربہ عقل و درایت غالب شدہ است و آیہ لیظہر علی الدین کلامہ در نظر اہل بصیرت باشان و شوکت خود جلوه گر گردید است اگرچہ نتیجہ مادی و ظاہری آل بعد چندے پیدا شود :

خلاصہ مرام اینکہ ایں پنج حربہ کہ حضرت اقدس بر سر اعدائے ملت اسلام راندا بطور اتم و ذہبے پیش کردہ ام کہ اذعان معلوم تواند شد۔ کہ خدائے ہر حضرت مسیح موعود متجانب اللہ معین و مقرر بود۔ بواسطہ ذات عالی صفات حضرت بہ احسن وجوہ بہ انجام

رسید است :

بفرض محال اگر حضرت میرزا صاحب مسیح موعود نیستند۔ اندرین صورت یک سوال پیدا می شود۔ کہ حالا کدام خدمت باقی مانده است کہ بذات مسیح موعود تخصیص دارد۔ تا او بعثت یافته بہ انجام برساند۔ آیا اینکه با تیغ تیز مردم را در دین اسلام داخل نماید پس کسانی کہ از خوف شمشیر مسلمان گردند۔ دین اسلام را از ذات ایشان چہ فائدہ حاصل آید۔ و خود ذات ایشان را ازین کہ مردم را جبراً بہ اسلام در آرند۔ چہ منفعت برسد۔ اگر امروز دول نصاری در نشہ طاقت خود بدست شدہ خواهند کہ مردم را بکیش عیسوی در آرند۔ خیال باید کرد۔ کہ در ول با مسلمانان نسبت ایشان داین حرکت ایشان چہ خیال پیدا شود۔ ظاہر است کہ این فعل ایشان را خیلی ناپاک بنیم پس اگر ہمین فعل را مسیح موعود کند۔ چگونه از اعتراض آنچہ بر خود نہ پسندی بردیگران میبند۔ معاف ماند۔ پس باز در شمشیر مردم را در اسلام داخل کردن یقیناً برای اسلام خیلی بے برکت و مضرت ثابت گردد نہ با منفعت۔ بلکہ این حرکت ہر شریف الطبع حریت پسند را از اسلام متنفر نماید۔ لہذا برائے تیغ رانی و شمشیر زنی ضرورت بعثت مسیح نیست۔ بلکہ کارش غیر ازین نباشد۔ کہ بدلائل نیرہ و مشاہدات بیہ اسلام را بر ادیان دیگر غالب نماید۔ پس حضرت اقدس بحول اللہ وقوتہ کاری مسیح را یعنی اسلام را بتائید مشاہدات و اظہار دلائل و براین بر کل مذاہب باطلہ عالم غالب ساخت است۔ الفضل انوں ازین کار چیزے باقی نماندہ است۔ کہ کدام مسیح یا مسیح مہدی تشریف آوردہ آنرا بہ تمام رساند۔ لہذا لاریب ذات حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مہجود بود۔ زیرا کہ کارے کہ برائے مسیح موعود مقدر بود۔ با انجام رسانیدہ

دریں مقام شاید کسے اعتراض کند کہ ہر گاہ کہ دلائل و براہین بکھت غلبہ اسلام  
بر ادیان باطلہ پیش از بعثت حضرت مسیح موعود موجود بود پس چہ طور دانستہ شود کہ  
حضرت اقدس اسلام را بر ادیان دیگر غالب گردانیدہ است۔

لیکن دانامید اند کہ ہر چند شمشر قاطع موجود باشد مگر تا وقتیکہ پائے یک شمشیر زن  
سلاحشور در میان نباشد دشمن قبلش نمی رسد۔ زیرا کہ دشمن آن گاہ مقتول یا مغلوب گردد  
کہ یک تیغ آزمائے قوی باز و بمیدان آندہ آن شمشیر را بکار برد۔ پس بیگان اسلام نیز  
ہمیں حالت میداشت کہ تیغ قاطع دلائل و براہین در آن موجود بود۔ ولیکن محض  
ہمیں نبود کہ مردم فن تیغ زنی را نمیدانستند۔ بلکہ از موجود بودن تیغ ہم آگاہی  
نمیداشتند۔ این کار کار حضرت اقدس بود کہ از خدا تعالیٰ الہام یافتہ و فہم قرآن  
حاصل نمودہ دلائل غلبہ اسلام را کہ با این جزو زمان تعلق میداشت۔ استنباط نمود  
و باز آن دلائل را بہ مقابلہ مذاہب باطلہ استعمال فرمود۔ و دیگر مردم را نیز استعمال  
آن بیاموخت۔ پس بہ بعثت مبارکہ آن حامی حق و ماحی ناحق دین اسلام را غلبہ قوی  
دست داد۔ ورنہ بخوکیہ بغیر گولہ انداز آرمودہ کار سردار دین توپ برائے فوج  
خود بسا اوقات مضرت می رساند۔ ہم برین منوال قرآن کریم ہم بغیر موجود بودن  
یک عارف کامل پرائے مسلمانان بے منفعت بلکہ باعث مضرت ثابت شدہ بود۔  
و از غلط استعمال نمودن مفہوم قرآن مسلمانان خود در دام ہلاکت افتادہ بودند۔  
لیکن چون حضرت اقدس دعویٰ انامسیح و انامہدی فرمود۔ بہ مجرد این دعویٰ از آن  
کلام معجز نظام آن آثار و انوار و برکات ظاہر شد کہ چشم دشمنان خیرہ و روئے ایشان  
تیرہ گردید۔ و پیش آن براہین قاطعہ دشمنان اسلام را تاب مقابلہ نماند۔ در مقابل

اسلام استادان و حلقہ بردن یک طرف برائے ایشان دفاع نمودن از جانب مذاہب خود  
مقتنع گشت. حتی کہ بعضے از دشمنان نزد حکام استغاثہ کردند کہ جبراً حضرت اقدس را  
ازیں مقابلہ باز باید داشت.

ہذا چوں روز روشن بے وہم و گمان یقین باید کرد کہ اکنون اسلام بر ادیان باطلہ  
غالب شدہ مثل ثقیان بسین آہنہ را بدم در کشتہ.

## دلیل پنجم

### تجدید دین

دلیل پنجم بر صدق دعویٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام این است کہ  
آنحضرت اصلاح حالت اندرونی اسلام برنگے نمود است. کہ بر ذرہ مہدی و مسیح واجب  
بود است. پس ازان بہ ثبوت پیوست. کہ حضرت ایشان ہماں مسیح موعود و ہماں  
مہدی مسعود است. کہ برائے امت محمدیہ مقدر شدہ بود.

بخیال من بغیر این ملایان سادہ لوح کہ بہ سبب مناظرات و مباحثات شکار  
صد و تقصیر گشتہ اند. جملہ تعلیم یافتگان تسلیم نمایند کہ دریں جزو زمان اسلام آل  
اسلام نمادہ است کہ در عہد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شعار صحابہ بود. و دل  
ہر کس احساس میکند کہ در اسلام نقص پیدا شدہ است.

یا زمانہ بود کہ قرآن کریم نسبت آں میفرماید: رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْكَانُوا  
مُسْلِمِينَ. یعنی ہا اوقات کفار بہ آرزو خواہند کہ کاش مسلمان می بودیم. و  
بریں چنین تعلیمات عمل میکردیم. یا حالا آں زمانہ بر سر رسید است. کہ اسلام محل اعتراض

هر که دمه گردیده است - اغیار را از دوی چنلی حاصل آید - چوں خود از مسلمانان گرد  
 تعلیم یافته به نسبت اکثر مسائل آن شکی و شبهتی میدارند - اگر یکے بر تعلیم اصولی آن اعتراض  
 دارد - دیگری بر تعلیم اخلاقی آن حرف میگیرد - برخی را بر تعلیم علمی آن تردید است  
 و بعضی را نسبت معادشک شبهت است - یقیناً و وثوقاً که اسلام پیشتر ازین در دل  
 مسلمانان پیدامیکرد - اکنون پیدانمی کند - و بدین وجه مردم از بهر اسلام آماده آن  
 جانفشانی ها و قربانیها نیستند - که در ایام سابق بهر آن مستعد می بودند - پس درین صورت  
 لامحاله از سه امر بالضروری که تسلیم باید کرد - یا اینکه نسبت تاثرات اسلام بر چه بیان  
 کرده می شود یامی کنند - زیاده از یک داستان داستان حقیقت ندارد - محض حسن ظن  
 پیشینان نسبت پیشینان است - و زیاده ازین چیز نیست - یا لابد این امر را  
 قبول باید نمود - که با احکام اسلام هیچ کس عمل نمی کند - یا اینکه در فهمیدن حقیقت  
 اسلام یک تغییر می پدید آمده است - که پسبب آن بروی عمل کردن فائده ندارد  
 و این سخن آخری صحیح است - زیرا که اثر اسلام کم در زمانه پیشین نمایان شده بود - آن  
 محض بذریعہ روایات ثابت نیست - بلکه در چار دانگ عالم که اسلام را اشاعت در  
 ترقی دست و داد است - شاهد آن اثرات است که بوجه عمل بران احکام پیروان  
 آن را نصیب گشته بود - و این هم نیست که درین ایام هیچ کس بر احکام اسلام کار بند  
 نیست - چرا که درین زمانه نیز بعضی مردم بران محنی اسلام که در اذهان خود فهمیده اند  
 بصدری دل عمل می نمایند - چنانچه خیل کس از ایشان در چله آفت ز سختی می کشند -  
 که جان خود را هلاک می سازند - آما هیچ اثر منفعت ایشان ظاهر نمیکرد - پس  
 صرف یک امر باقیمانده است که آن موجود نیست - و همان امر روح در روان اصل

اصول اسلام است یعنی مفهوم اسلام در دل مردم مبدل شده است - و حسب خبری  
 خبر صادق علیه الصلوة والسلام یوشاک ان یاتى على الناس زمان لا یبقی من الاسلام  
 الا اسمه ولا یبقی من القرآن الا رسمه (شکوۃ کتاب العلم) اکنون صرف نام اسلام باقیانده  
 است - و مسلمانان بوجه بعد زمان نبوی مغفر و حقیقت اسلام را مبدل ساخته اند -  
 و ہیئت موجوده اسلام در متبعین خود از پیداکردن آن ترقیات و تاثیرات و تبدیلات  
 قاصر است - که در زمانه سابق میکرد - در ہیئت موجوده خود در دل پیروان مذکور  
 دیگر اثری پیدا نمی تواند کرد اگر چه گاهی بطریق شاذ آثار محوشده او در سعید  
 را بجانب صدق خود مائل می سازد - مگر بطوریک قاعده و قانونی مستمره حالا  
 آن تاثیر که قبل ازین در ارا موجود بود - نمود پذیرفته است - کلام رسول کریم صلی الله  
 علیه وسلم نیز تصدیق این معنی میکند - که فرموده است - ستفترق اُمّتی علی ثلاث  
 و سبعین ملة کلهم فی النار الا واحدا قالوا من هی یا رسول الله (صلی الله  
 علیه وسلم) قال ما انا علیه و اصحابی (شکوۃ باب الاعتصام بحواله ترمذی) یعنی زمانه  
 آید - که امت من بر هفتاد و سه فرقه متفرق گردد - ازاں میان بجز یک فرقه همه در  
 دوزخ روند - صحابه پُرسیدند - یا رسول الله نشان آن فرقه حدیث - فرمود آنانکه بر  
 روش من و صحابه من باشند - و همچنین ارشاد کرده است - خذوا من العلم قبل  
 ان یقبض العلم - و قبل ان یرفع العلم قیل یا رسول الله کیف یرفع العلم  
 و هذا القرآن بین اظهرا فقال تکلمتک امک و هذا الیهود و النصارى بین  
 اظهرا هم المصاحف لم یصبوا یتعلقون بالحروف مما جاءت به الانبیاء الاولون  
 ذهاب العلم ان یرهب حمله ثلاث مرات (کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۲۰۸) یعنی

اے مردمان علم را تحصیل بکنید۔ قبل ازاں کہ علم از دنیا برداشته شود۔ راوی میگوید  
 غرض کردند یا رسول اللہ علم چگونہ برداشته شود۔ در حالیکہ قرآن پیش روئے ما باشد  
 فرمود ما در تو ترا گم کند۔ آیانمی بینی۔ کہ پیش یهود و نصاریٰ کتب ایشان موجود است  
 اما ایشان تعلیم کہ انبیاء آورده بودند۔ هیچ تعلقی ندارند۔ بشنوید و آگاہ باشید کہ علم  
 از دنیا بر فتن علمای رود۔ و این سخن را سہ بار فرمود۔

ازین حدیث شریف ظاہری می شود۔ کہ اُمتِ مجتبیٰ نیز وقتے درین حالت خطناک  
 گرفتار گردد۔ کہ علم دین از میان مسلمانان برداشته شود۔ لیکن از بعض احادیث این  
 نیز ہویدا میگردد۔ کہ در آن اوقات یک جماعتی بر نگاہ صحابہ کرام رنگین باشد۔  
 و از حدیث دیگر معلوم میشود کہ آن جماعت کہ مثل صحابہ باشد۔ جماعت مسیح موعود  
 است۔ زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است۔ ما نمیدانیم کہ اولین این  
 اُمت بہتر اند یا آخرین۔ پس مراد از ما انا علیہ و اصحابی جماعت مسیح موعود است  
 و سزاوار نیز ہمین است۔ کہ مراد از آن جماعت مسیح موعود باشد۔ چرا کہ هیچ جماعت  
 بدرجہ صحابہ نمی رسد۔ ما دامیکہ صحبت یافتہ یک مرسلہ نباشد۔

ملخص اینکه از احادیث مذکورۃ الصدر واضح میگردد۔ کہ چون علم دین از اُمت  
 مجتبیٰ رخنہ گردد۔ خدائے تعالیٰ دوبارہ بواسطہ مسیح موعود آن را قائم فرماید پس  
 برائے مسیح موعود بودن کسی ناگزیر است۔ کہ اصل تعلیم اسلام را قیام بخشد و علوم  
 صحیحہ قرآن مجید را بیان نماید۔ و اگر چنین نکند۔ مسیح موعود بودن او محال است۔ و  
 آنکس کہ در آخر زمانہ پُر فتنہ با تعلیم اسلام را از خیالات مردم امتیاز دہد و فوئی  
 تعلیم اسلام را بر بنی آدم با دلائل و براہین آشکارا نماید۔ و نمونہ ما انا علیہ و اصحابی

پیش چشم مردم و انما یدر لاریسیح موعود همان است۔ و غیر او کسے نیست و چون  
 این امر ثابت شد۔ برائے تنقید دعویٰ مدعی مسیح بودن این معیار ہم بر ما ہوید اشد  
 کہ بانگاہ غائر بنگریم۔ کہ آیا فی الواقعہ اسلام از سر تا پا درین آیام صورت اصلی ما انالہ  
 واصحابی را و گذاشت است یا نہ ؟ دیگر اینکه آیا این دعویٰ از مسیح بودن در حقیقت  
 اسلام را در شکل اصلی ما انالہ واصحابی آور دست یا نہ ؟ تغیر پذیر فتن اسلام  
 و دور شدن او از حقیقت خود چنانچہ سابقاً مرقوم شد۔ ہرگز قابل انکار نیست۔  
 زیرا کہ هیچ عقلمندے نیست کہ بر حالت مسلمانان نظر کند۔ و باز منکر آن باشد۔ و  
 کسے چگونہ ازین امر بدیہی منکر گردد۔ کہ فعل الہی آن را در پیش چشم خلایق ثابت کرد است  
 کہ درین وقت مسلمانان از دائرہ اسلام بیرون افتادہ اند۔ و صورتِ حاضرہ  
 اسلام کہ مسلمانان راستی و طمانینت نمی بخشند۔ خود بر حالت خود شاہد ناطق است کہ  
 صورت اسلام درین آیام تغیر قبول کرد است۔ و الحال آن اسلام کہ وقت صحابہ  
 بود۔ نیست ۔

پس اکنون صرف این سوال باقی مانده کہ آیا حضرت اقدس میرزا غلام احمد اسلام  
 حقیقی را کہ بسبب حسن جمال خود دل دوستان و دشمنان را بسوئے خود مائل میکرد  
 باز در دنیا قیام دادہ است یا نہ ؟ و آن مفسد را کہ ملایان خود غرض و از حق  
 و دوافتادگان بطع حطام دنیوی و تعصب و خیالات در تعلیمات پاکیزہ اسلام  
 آمیختہ بودند۔ جدا کردہ است یا نہ ؟

برائے حل این مسئلہ چند امثلہ خیلے سہل و آسان پیش جنابہ الامی ارم۔ کہ  
 از انہا ہوید اگر دد۔ کہ مردم صورت اسلام را تا چہ درجہ تغیر دادہ بودند کہ حضرت اقدس



صورتِ اصلی آنرا پیش چشم عالم باز جلوه گر ساخته است ❖  
 نقطه مرکزی اسلام که تمام مسائل در گرد آن دور می زنند - و اصل اصول دین  
 که جمیع عقائد و اعمال باوے نسبتِ شاخ و برگ میدارند - ایمان بالله تعالی است  
 و دیگر جمیع عقاید برائے تأیید و جملہ اعمال برائے تثبیت این اصل است - و از اجزای  
 ایمان بالله جزو اعظم ایمان بر توحید خداوندی است - رسول اکرم صلی الله علیه و سلم  
 ازان باز که دعوت بدین اسلام آغاز نمودند - تا آن زمان که مرفوع بر رفیق اعلی شدند  
 داعی حق را بلیک اجابت فرمودند - اعلان تعلیم لا اله الا الله میدادند - صوبه تپائے  
 هر قسم را بر خود برداشت که دند - اما از اظهار تعلیم حید باز نمادند - حتی که چون وقت وصال  
 فرارید - در آن وقت اگر فکرے که در خاطر میداشتند - این بود - که تعلیمیکه بعد از قیامت  
 بشمار قائم شده است - از صفحه عالم حاک نشود ❖

لے بادشاه ذی جاہ ! دل یک مسلمان بتیاب زہرہ اش ہمہ آب میشود - و  
 جگوش پاره پاره و ہوش از سرش آوارہ میگردد - وقتے کہ در کتب احادیث و میر  
 تواریخ میخواند - کہ آن جان جهان در روح روان انس و جان علیہ صلوٰۃ اللہ للہ  
 در مرض الموت کہ از شدت مرض بدن مبارکش از سرتا پا غرق عرق می شد - و بیماری  
 بر اعصاب ہمایون او اثر خود ظاہری کرد - کرب و درد بدین خیال بر وجود مسعودش  
 می افزود - کہ مباد مردم بعد از انتقال من این تعلیم توحید را فراموش کنند - و در  
 شرک و ضلالت مبتلا گردند - در آن وقت صعب رنج و تعب نفس خود را فراموش  
 کرده بود - و در فکر امت از راست بچپ و از چپ بر راست غلطیدہ میفرمود :-

لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبورا انبياءهم مساجد (صحیح بخاری باب  
 مرض النبی)

یعنی لعنت کند خدا تعالی بر پیرو و نصاری که قبور انبیاء خود را سجدہ گاہ ساخته اند  
مُراد آن پیغمبر رب العباد از ارشاد نمودن این کلمات این بود که پیرو دار اے اُمت  
من برخلاف آل تعلیم که من عمر خود در آن صرف کرده ام - زمیندار بعد وفات من قبر مرا  
نباید که پرستید - و سبق توحید را که از من گرفته اید - هرگز فراموش نکنید :

این کرب واضطراب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حالت مرض الموت و این  
محبت توحید یک افتہ است - خیلے درد افزا - کہ هیچ کدام محب آنحضرت صلعم  
ازین واقفہ دردناک اثر پذیرفته هیچ گاہ قریب شرک رفتن نمی توانست :

مگر لے بادشاہ والا فر گاہ چشم بکشا و نگاہ فرما کہ درین جزو زمان اکثرے

از اں میان کہ خود را مسلمان شہرت می دہند - و آرزو دارند - کہ ایشان را مسلمان

گفتہ شود - علی الاعلان برخلاف فرمان آن سرتاج پیغمبر ان عمل می کنند یا نہ ؟ سیزدہ

صد سال قبل ازین کدام مسلمان این وہم در دل میداشت - کہ روزے علم برداران

اسلام بر گور مُردگان سجدہ نکنند - و رو بسوئے مزارات بزرگان خود آورده نماز

گذارند - و انسانان را عالم الغیب انکارند - و اہل اللہ را مالک قدرت خداوندی

پندارند - و از مُردگان مُراد ہائے خود طلبند - و بر قبور ہدایا و ندوہ آورند - نسبت

پیران خود اعتقاد دارند - کہ ایشان ہرچہ خواہند - از خدا تعالی بپذیرانند ؟ ایشانرا

ہر جا حاضر و ناظر دانند - و بنام غیر اللہ قربانی ہا کنند - و بر ترازی ہمہ اینکہ لاف کنند

کہ این ہمہ کار کہ می کنیم - عین تعلیم رسول کریم است علی اللہ علیہ وسلم - و از مشرق تا

بمغرب و از جنوب تا شمال یہ ہر مقامیکہ مسلمانان سکونت میدارند - ارتحاب این ہمہ

اعمال نابائستہ و افعال ناشائستہ را مستحسن میدانند - و حصہ کثیر و حجم عظیم مسلمانان

فعلی ازان افعال متذکرہ رام تکیا است۔ بحمد اللہ کہ سوز و گداز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
را خدائے تعالیٰ قبول فرمودہ روضہ مطہرہ اش را تا این زمان ازین بدعات سیتہ منقطه  
و مصئون داشت است۔ مگر بر مزارات دیگر بزرگان اسلام دریں ایام از  
بُت خاہنائے اہل ہنود و یسج کمی از رسوم مشرکانہ نمی باشد۔ اگر امروز آنحضرت صلعم  
تشریف آورده می دید۔ ہرگز انجینین مردم را مسلمان نمی فهمید۔ بلکہ پیروان ملت  
مشرکین میدانست ❖

شاید ملایان این زمانہ جواب دہند۔ کہ این ہمہ خیالات جہال و مردم عوام  
کا لانعام است۔ و علماء و خواص ازین خیالات و بدعات بیزارند۔ مگر امر حق این  
است کہ حالت قوم بنظر اکثر افراد معتبر باشد۔ ہر گاہ حصہ کثیر مسلمانان تابع این  
عقاید است۔ لہذا فیصلہ برہیں سخن است۔ کہ امروز حالت مسلمانان بلحاظ توحید  
در مغاک حنیض افتادہ است۔ و ایشان اصل الاصول اسلام یعنی لا الہ الا اللہ  
را کہ جان اسلام است۔ بکلی فراموش کردہ اند۔ علاوہ بریں این سخن نیز راست نیست  
کہ محض عوام الناس قائل این عقائد اند۔ بلکہ سجادہ نشینان و پیران و صوفی مشربان  
و مشائخ عظام و علمائے کرام این زمانہ با عوام دریں خیالات متفق و متحد اند۔ و اگر  
بعضی بدل متفق نیستند۔ کم از کم حالت ایشان نیز آں قدر خراب است۔ کہ طاقت  
رد خیالات عوام در خود نمیدارند۔ و این نیز علامت ضعف ایمان است۔ بلکہ علامت  
آن است۔ کہ ایمان از دلہائے شال محوشدہ است ❖

اگرچہ بعض فرقہائے مسلمانان او عائلے آں نمی کنند کہ ما از شرک بدعت تنفر  
میداریم۔ و روئے خود بجانب این امور نمی آریم۔ بلکہ براں اظہار ناپسندی نارضاہندی

کرده ایشان را از کتاب چنین افعال و اعمال مشرکانه که اسلام را از آن آیسیم می رسد  
 مخالفت می نمایم. مگر تعجب این است که خود ایشان نیز در شرک مبتلا گشته اند البته  
 ایشان را از دیگران این قدر امتیاز حاصل است که هر ولی و نبی را شرک یک خدا نمیدانند  
 الا حضرت عیسیٰ علیه السلام را شرک یک خدا می پندارند و او را بر آسمان زنده میدانند  
 آنحضرت صلی الله علیه و سلم را که افضل الانبیاء اند زیر زمین مدفون تسلیم می کنند. اما  
 حضرت عیسیٰ علیه السلام عیاذ الله نزد ایشان از مدت دو هزار سال بر آسمان زنده  
 و پاینده است. و خدا تعالی موت را بدو راهی ندهد. حال آنکه در قرآن کریم صاف  
 میخوانند که وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ أَمْوَاتٌ  
 غَيْرَ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ (سوره نحل ۲۰) یعنی آنانکه ایشان را بجز خدا  
 میخوانند چیزی نیافریده اند. بلکه خود مخلوق اند. مرده اند نه زنده. و نمیدانند که  
 کسبعوث گردند. و باز بچشم خود می بینند که عیسایان حضرت عیسیٰ علیه السلام را  
 معبودی پنداشته اند. مگر با اینهمه خیال زندگی عیسیٰ علیه السلام را از سر بدر نمی کنند  
 و خود را بر این عقیده مشرکانه موحدمی گویند. و از خدا و رسول شرم نمیدارند. و  
 همچنین این مردم برخلاف شرک آواز بلند می کنند. مگر در دل یقین میدارند که  
 حضرت عیسیٰ علیه السلام مردگان را زنده میکرد. و محی الاموات بود. بحالیکه خدا تعالی  
 میفرماید که مَنْ خُذْهُمْ مَرْدُكُنْ رَا زنده کرده باز بدنیافرستم. چنانچه فرموده و حوام  
 عَلَى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهُمْ لَا يَرْجِعُونَ (سوره انبیاء ۷۴) یعنی آنانکه وفات یافته اند  
 در حق شان فیصله چنین صادر شده است که ایشان در دنیا و پس نگرند. و همچنین  
 ارشاد کرده است. مَنْ دَرَأْتُمْ بَزْنًا إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ (مؤمنون - رکوع ۶)

یعنی کسانے را کہ وفات پیش آند است۔ در پس ایشان حجابے است تا روز قیامت  
یعنی قبل از روز قیامت زندہ کر وہ نشوند ۛ

ایں مردم خود را اہل حدیث میگویند۔ اما ایں حدیث جامع ترمذی و ابن ماجہ را بیا  
نمی آرند۔ کہ عن جابر قال لقینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقال یا جابر مالی  
ارنک منکسرأ قلت استشهد ابی و ترک عیالاً و دنیا قال افلا بشرک بما لقی  
اللہ به اباک قلت بلی یا رسول اللہ قال ما کلّم اللہ احداً قط الا من وراء  
حجاب و احیا اباک و کلمہ کفلاً قال یا عبدی تمنّ علی اعطک قال یا رب تصیّبی  
فاقتل فیک ثانیة قال المرب تبارک و تعالیٰ انه قد سبق منی انهم لا یرجعون  
(مشکوٰۃ المصابیح۔ باب جامع المثاقب) یعنی جابر میگوید۔ کہ ملاقات کرد با من رسول خدا صلعم  
و فرمود۔ کہ چه سبب است۔ کہ من ترا شکستہ حال می بینم۔ عرض کردم کہ والد من عبد اللہ  
در غزوہ احد شهید شدہ عیال و قرض گذاشتہ است۔ پس حضرت ارشاد فرمود۔ آیات را  
بشارت ندہم۔ بر آن معاملہ کہ حق تعالیٰ باید ترا سلوک کردہ است۔ گفتم بلے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بفرمایید گفت کلّم نہ کردہ است خدا متعالیٰ با کسی ہرگز۔ مگر از پس  
پڑہ۔ و زندہ گردانید پدر ترا و تکلم کرد با او بالمواجہ و گفت اے بندہ من بخواہ  
از من ہر چه میخواہی من ترا میدہم۔ عرض کرد۔ اے پروردگار من مرا زندہ گردان  
تا کہ در راہ تو دوبارہ کشتہ شوم۔ خدا متعالیٰ فرمود کہ حکم من جاری شدہ است کہ  
مردگان بدنیاد و پس نمیکردند ۛ

ایں مردم نمی اندیشند۔ کہ کاسے را کہ خود خدا تعالیٰ درین دُنیا نمی کند۔ و آنچه  
خاصّہ ذات اوست۔ یعنی احیاء اموات آل از مسیح علیہ السلام در وجود آمدن چگونہ ممکن بود

ایشان لفظ اُحی الموتیٰ در سورہ آل عمران دیدہ خیلہ راہ غلط رفتہ اند لیکن  
چون ہمیں لفظ در شانِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وارد شدہ کہ یا ایہا الذین آمنوا  
استجبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم (سورہ انفال رکوع ۳) یعنی  
اے مومنان سخن خدا و رسول خدا را قبول کنید۔ ہر گاہ کہ شمارا برائے زندہ ساختن شما  
بخواند۔ ایں مردم میخوانند و میگویند۔ کہ دریں آیت از زندگی مراد زندگی روحانی  
است۔ نہ زندگی جسمانی۔

پس میگوئیم کہ چون لفظ احیاء در قرآن مجید در معنی از زندہ ساختن روحانی نیز مستعمل  
گشتہ است۔ و این نیز ثابت است۔ کہ مردگان را زندہ کردن درین عالم خلافت  
سُنّت الہی و مخالفِ مفهوم قرآن کریم و فرمان حضرت رسالت پناہی و عقل سلیم است  
درین مرتبہ معنی احیاء در حق عیسیٰ علیہ السلام ہاں ادا باید گرفت کہ مطابق کلام مبرا از شبائہ شرک باشد۔  
لیکن از مردمان کہ خود را موحد میگویند اعتقاد می دارند کہ حضرت عیسیٰ  
علیہ السلام مردگان را زندہ می ساخت و همچنین اعتقاد میدارند کہ پرندگان  
می آفرید۔ حالانکہ در تفسیر آن کریم می خوانند کہ غیب از خدا پچیس چیزے را  
آفریدن نمی تواند۔ كما قال اللہ تعالیٰ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون  
شیئاً و ہم یخلقون (سورہ نحل رکوع ۲) یعنی کسانے را کہ بجز خدا تعالیٰ میخوانند۔  
ایشان هیچ چیز را خلق کردن نمی توانند۔ بلکہ ایشان خود آفریدہ شدہ اند۔ ثم قال  
اَمْ جعلوا للہ شُرکاء خلقوا الخلق فقتلہ الخلق علیہم قال اللہ خالق کل  
شیء و هو الواحد القہار (سورہ رد رکوع ۳) یعنی آیا برائے خدا شریک می سازند  
آنان را کہ در زعم شان خالق اند۔ آیا چیزے خلق کردہ اند۔ مثل خلق خدا۔ پس بگویند

مخلوق خدا و مخلوق شرکارشان متشابه شده است۔ بگوئے رسول خدا متعالی خالق کل  
 اشیاء است۔ و او واحد است و ہما شیا و رقبضہ تصرف اوست۔ و ایضاً قال  
 ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذباً و لو اجتمعوا لہ (سورہ حج ۱۷)  
 یعنی آن کسانی را کہ شما بجز خدا میخوانید۔ ہرگز یک گس را آفریدن نمی توانند۔ اگرچہ  
 ہنگامان بجمہت آفریدن آن باہم جمع شوند۔ ظاہر است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 نیز منجملہ آن کسانی است کہ مردم نصاری ایشان را بجز خدا تعالی میخوانند۔  
 الغرض باوجود اینکہ این امر در قرآن مجید در آیات متعددہ بوضاحت تمام بیان  
 است کہ بجز خدا تعالی ہیچ کس را آفریدن چنیسے قدرت ندارد۔ و اگر کسی این قدرت  
 میدارد۔ پس ہمانا او معبود است۔

معنی آیت لانی اخلق لکم من الطین کھشیۃ الطیر انچنان می کنند کہ برخلاف  
 قرآن و متضاد تعلیم توحید است۔ و در دل خود نمی اندیشند۔ کہ یک لفظ لغت عرب  
 در خود چندین معانی مختلفہ میدارد۔ پس در ترجمہ آن معنی را اختیار باید کرد کہ مخالف دیگر  
 نصوص صریحہ قرآنیہ نباشد۔ و مناسب نشان انسانی باشد۔ و آن معنی کہ مخالف  
 محکمات قرآنیہ باشد۔ نباید کرد۔ بلکہ آن معنی اختیار کردہ آید۔ کہ مطابق نشان آوند  
 بود۔ و باوجود ادعائے موحیت ملوث بشرک نگرددند۔ این آن عقائد خطرناک اند  
 کہ دریں زمانہ در مسلمانان چہ در علماء و چہ در جہلہ و چہ سنی و چہ شیعہ چہ مقلد و  
 چہ غیر مقلد سائر و دائر اند۔ و باوجود موجود بودن این عقائد باطلہ ہیچ کس نمی تواند  
 گفت۔ کہ مسلمانان بر مضمون لا الہ الا اللہ قائم اند۔ بے شک کلمہ لا الہ الا اللہ بر  
 زبان جمیع فرقہ ہائے اسلام جاری است۔ اما بہ سبب عقائد مذکورہ بالا از مفهوم

و مغز و حقیقت آں ہماں قدر دُور افتادہ اند کہ مشرکان دیگر اقوام۔

پس بنظر دفعِ ایں عنایت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام انچنان تعلیم  
موحدانہ پیش کر داست۔ کہ قائم کنندہ جلالِ ایزد متعال است۔ و انسان بر آں  
ایمان آورده دلش از محبتِ خدا و رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پُر می گردد۔ و از  
آتش شرک بجائی محفوظ میشود۔ و در توحید مقلدے حاصل میکند۔ کہ صحابہ کرام رضی اللہ  
عنہم بر آں فائز گشته بودند :

حضرت اقدس امار اللہ برمانہ ایں عقائد فاسدہ را بدلائل صحیحہ شرعیہ باطل ثابت  
کرده تعلیم داد است۔ کہ خدا یکے است۔ از قبرے یا صاحب قبرے یا از پیرے یا  
از فقیرے مراد طلبیدن یا بر قبور ہدایا و نذر آوردن یا پیش کسے سجدہ بردن  
یا بہ پائے کسے در افتادن زندہ یا مردہ یا کسے را مالکِ قدرتش دانستن  
یا عالم الغیب خیال کردن نبی باشد یا ولی۔ یا بغیر خدا برنام کسے جاوڑے را ذبح  
کردن یا بنام کسے نذر دنیا ز دادن یا چیزے را برائے خوشنودی کسے صدقہ دادن  
یا نسبت کسے گمان بردن کہ ہرچہ خواہد۔ خدا تعالیٰ بیاس خاطر او بر منظور کردن  
مجبور می گردد۔ ہمہ شرک و الحاد است۔ و مومن را از اں خیالے اجتناب باید کرد :

ہمچنین حضرت اقدس ایں امر را بہ اثبات رسانیدہ است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
مثل انبیائے دیگر وفات یافتہ زیر زمین مدفون است۔ و مانند دیگر رسولانِ موعود  
روحانیت را زندہ می ساخت۔ اما و نفس او تاثیر زندہ کردنِ مردگانِ جہانی و  
جان بخشیدن بے جانان ہرگز نہ بود۔ و ہیچ کسے را باذن اللہ و بلا اذن اللہ حیات  
جہانی دوبارہ نہ دادہ است۔ چہر کہ قادر علی الاطلاق صفات ذاتیہ محضہ خود را



به هیچ بنده عطا نفرموده است۔ و کلام او تعالیٰ بالصراحت مخالف امکان تحقیق این صفات در هیچ یا در احدی دیگر است۔ و کسانیکه شرک را اشاعت دادند شعار خود ساخته اند۔ انجینین سخنان بے حقیقت می تراشند۔ که خدا متعالی صفت خالقیت خود را بفلاس نبی یا ولی بخشیده است۔ و طاقت خود را بدو ارزانی داشته۔ و نمیگویند که آن معبودش از حق تعالیٰ جدا گشته بر عالمی جدا گانه حکومت می راند ❖

پس حضرت مسیح موعود را به تعلیمی که مطابق قرآن حکیم و حدیث رسول کریم و موافق عقل سلیم است۔ ظلمت شرک را که ظلم عظیم است۔ از صفحه عقاید خلق کثیر زدوده و بجای از طبائع خلائق حاکم نموده۔ و مسلمانان را آن راه راست که از مدت مدید گم کرده بودند۔ و انموده است۔ و به این طور کای را به انجام رسانیدست که بدم مسیح در بدشت ثانی اومعین و مقید شده بود ❖

بعد از ایمان بآنند۔ رکن دوم از ارکان اسلام ایمان باملائکه است۔ که مسلمانان آن را از سرتاپا مسخ نموده بودند۔ چنانچه بعض مردم را این عقیده بود که از ملائکه گاه بے گناهی صادر هم میشود۔ و گاه بے ایشان بر افعال الهی اعتراض هم وارد میکنند۔ چنانچه در واقعه خلق آدم اعتراض ملائکه را به این صورت پیش می کنند۔ که گویا بروئی حق تعالیٰ بر سر پای استاده بر منشار و حکم او اعتراض می آرند۔ حالانکه مقوله شان این است۔ نحن نستیج بحک و نقدرس لک یعنی ما هرگز قدرت نداریم که بر احکام و افعال الهی حرف گیری و نخته چینی کنیم ❖

همچنین قصه هاروت و ماروت را انجینان و لخرش بیان می کنند۔ که از شنیدن آن حیرت دست میزدند که حق تعالیٰ دو فرشتگان را به لباس انسان بدنیافرستاد۔

و ہر دو برزے قاحشہ شیر اگشتند۔ وہ آخر بپاداش اعمال زشت خود در چاہے  
 سزگون آویختہ شدہ اند۔ نفوذ باللہ من ہذہ الہفوات والمخافات ۛ  
 و همچنین اس قصہ راضع کردہ اند کہ ایلیس معلم ملائکہ و استاد ملا اعلیٰ بود و  
 فرشتگان را درس میداد۔ و بعضے بہ نسبت ملائکہ عقیدہ میدارند کہ گویا آہنامثل  
 انسان جسم مادی میدارند۔ و ازین سوبہ آں سو حرکت می کنند و مثل مردم میدوند۔  
 عزرائیل گاہے برائے قبض کردن جان کسے بہ مشرق می رود و گاہے بہ مغرب  
 می رسد۔ و برخلاف ایشان بعضے از وجود ملائکہ انکار میدارند و وجودشان را ہی نمی پندارند  
 و تشریح آیات قرآنی بدین طوری کنند کہ ملائکہ مراد از قوتہائے الہی است۔ و  
 بہ این درجہ دلیر شدہ اند کہ علی الاعلان برخلاف احادیث و قرآن سخنان ناشائستہ  
 بر زبان جاری می کنند و میگویند ۛ

ز جبریل امین در وحی قرآنی نمیخوانم ۛ ہمہ گفتار عجیب قرآنی کہ من در ام  
 بلکہ بر وجود ملائکہ نیز اعتراض می آرند۔ و وجود ایشان را برخلاف قدرت خداوندی  
 می انکارند۔

حضرت آفریدگار تعالی شائد بہ فضل خود حضرت شیخ موعود را بعثت عطا فرمود  
 کہ این اعتقادات خلاف منش را اسلام را رد نمود۔ و اعتقادات صحیحہ را اشاعت  
 داد۔ و از ذات ملائکہ اعتراضات منفع ساخت۔ و بدلائل قاطعہ و حجج ساطعہ  
 ثابت کرد۔ کہ ملائکہ ہرگز بر افعال الہی اعتراض نہ کردہ اند و نمی کنند۔ و نہ تمسیر  
 گناہے گشتہ اند۔ و نمیگردند۔ و در شان ارفع ایشان ایزد متان فرمودہ است کہ  
 لا یعصون اللہ ما امرهم و یفعلون ما یأمرون (سورہ تحریم ۱۴) یعنی ملائکہ

خلاف ورزی حکم الہی نمی کنند۔ و ہر چہ بدیشان حکم دادہ می شود۔ بجائے می آرند۔ پس  
 آن صنف مخلوق کہ حق تعالیٰ ایشان را باطاعت آئے اطاعت و فرمانبرداری مجبور نمود  
 است۔ چگونہ در ارتکاب جرائم و معاصی و در عشق زنا و فاحشہ ملوث گشتن ازیشان  
 ممکن است۔ و چہ طور خدا را فراموش ساختہ در ملاہی و منہای افتادہ مبتلا بعباد الہی  
 بودن ازیشان صورت امکان دارد۔ و اگر ایشان مبتلائے گممان می توانند شد پس  
 چگونہ حق تعالیٰ مردم را تکلیف ایمان آوردن بر ایشان دادہ است۔ زیرا کہ معنی ایمان  
 آوردن غیر ازین نیست کہ بر ہر چہ ایمان آید سخن او را پذیرا کنید۔ و بران عمل نمایند تا  
 بنی آدم را بران صنف مخلوقات کہ صد و غصیان از ذوات ایشان ممکن است حکم  
 ایمان دادن این معنی دارد۔ تا خود را بوطہ ہلاکت افکند۔

نیز حضرت اقدس اثبات فرمود است۔ کہ ملائکہ وجود روحانی دارند۔ از جائے  
 بجائے دیگر نقل و حرکت نمی کنند۔ و نہ مثل مردم می روند۔ بلکہ چنانکہ آفتاب بجائے  
 خود ماندہ روشنی خود بدیگر جامی رساند۔ ایشان نیز بر مقام خود بودہ احکام خدا  
 را بجای می آرند۔ و بمعونت طاقتہائے کہ فیہم آہنا اطاعت ملائکہ کر شدہ است۔ ہمہ کار را  
 می کنند۔

و نیز این خیال باطل را ہم رد فرمود۔ کہ ابلیس استاد ملائکہ یا مجلس ایشان بود۔  
 زیرا کہ او یک روح جمید بود۔ کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ و کان من الکافرین  
 (بقرہ ۶۴) یعنی دل او از ابتدا متکبر بود۔

و حضرت اقدس این خیال غلط را نیز از میان برداشت۔ کہ وجود ملائکہ وہمی است  
 یا طاقتہائے چند را ملائکہ میخوانند۔ برینا ئے مشاہدہ و تجرّب خود وجود ملائکہ را اثبات

و جهالت منکران وجود ملائکہ را ظاہر فرمود۔ زیر کہ اولاً ایشان خود تسلیم می کنند کہ  
 خدائے تعالی برائے مدد چنان سر آفتاب انوار دیگر را آفریده است۔ و حق بصیر را  
 رویت اشیاء بغیر وجود آفتاب یا نور دیگر متعذر است۔ و همچنین حق سمع بجهت حصول  
 آواز محتاج ہو است۔ تا ہوا آواز را بگوش نہ رساند۔ حق سمع را ادراک اصوات  
 متعسر است۔ و با وجود این اداد و سائلط بیچ حرفے بر قدرت تامہ الہی نمی آید تا  
 در بارہ امور روحانیہ میگویند۔ کہ اگر بجهت سرانجام دادن آہنہا و سائلط و سائل  
 را آفریده است۔ پس بر قادر بودنش حرف می آید۔ حضرت اقدس اذین عقیدہ  
 ایشان ہم بر ایشان الزام قائم کردہ و بہ اقرار خود ایشان ایشان را ماخوذ ساخت  
 است۔ و بالتصریح و بالتصریح باز نموده کہ آفریدگار تعالی شانہ و سائلط را برائے  
 این غرض پیدا نہ کردہ کہ خود احکام خود را با بندگان رسانیدن بر او دشوار است  
 بلکہ بدین غرض و سائلط را مخلوق فرمودہ است کہ بندہ بغیر آن و سائلط بر شنیدن  
 کلام خدا قدرت ندارد۔ و انسان در شنیدن کلام خدا محتاج آل و سائلط و وسائل  
 است۔ بلکہ آہنہ و سائلط در سائر ترقیات روحانی و جسمانی ممد و معاون بنی نوع  
 انسانی است۔ ❖

الغرض حضرت اقدس آن خواہ بہار کہ در خیال مردم نسبت رکن دوم اسلام  
 پیدا شدہ بود۔ با دلائل قویہ اصلاح فرمود۔ و وجود ملائکہ را بہ آن صورت زیبا پیش مسلمانان  
 و انمود۔ کہ خدا و رسول فرمودہ بود۔

رکن سوم اسلام ایمان بکتاب منزل من السماء است۔ و بارہ این رکن یکین ہم در میان  
 مسلمانان تزلزل افتادہ بود۔ نسبت جمیع کتب سماویہ عموماً و نسبت مصحف مجید خصوصاً

خیالات عجیبہ میباشند۔ فی الحقیقت فراسلام لمجاہد ایمان آوردن قرآن کریم  
اصل الاصول است۔ و برکت سابقہ تکلیف ایمان علی سبیل الاجال بنا بر اصل  
و قل امنت بما انزل اللہ من کتاب است۔ ورنہ آہنانہ دریں زمانہ موجود اند  
و نہ در صورت موجود بودن معمول بہ مسلمانان ہستند ❖

عقایدیکہ مسلمانان نسبت قرآن کریم میدارند۔ آن را دیدہ حیرتے دست میدہند  
کہ انسان را از ہوش می برد۔ دایں حیرت محض ازین وجہ است کہ با بریح موعود  
ایمان آورده بر اصل حقیقت اطلاع یافته ایم۔ ورنہ مایز مثل دیگران درین اعتقاد  
غلط مبتلا می بودیم ❖

یک گروہ مسلمانان را خیال است کہ قرآن مجید عملاً بعد از وفات نبی کریم معاز  
دنیا برداشته شدہ و حصہ کثیر آن نفوذ باللہ از دنیا مفقود گشتہ۔ و آنچه بین ایدی الناس  
موجود است۔ نزد بعضی آن نیز از تصرفات انسانی محفوظ نیست۔ و بعضی این خیال  
را اگرچہ سختی رومی کنند۔ دایں عقیدہ را کفر قرار می دہند۔ اما خود نیز بمجموعہ  
بسی عقاید بس خطرناک پیش می کنند۔ کہ قرآن کریم اگرچہ جملہ درمین الدفتین موجود است  
مگر بعض حصہ او منسوخ شدہ است۔ و ذریعہ منسوخ بودنش این قرار می دہند۔ کہ  
بسا آیات کہ میانش مخالف آیات دیگر است۔ ہذا یکے از ان نسخہ و دیگرے منسوخ  
است۔ نتیجہ این قول شان این برآمد کہ مثلاً کسے را در بعض آیات اختلاف نظر آمد  
و دیگرے را در بعض دیگر۔ پس این کس ازین آیات بعض را منسوخ قرار داد۔ و بعض  
از انہا بعض دیگر را۔ ازین طریق بقرآن محض ہمیں نقصان نہ رسید است کہ از قرآن  
حصہ معتد بہ منسوخ قرار دادہ شد است۔ بلکہ این اثر خطرناک نیز بوقوع رسید است

که در طبائع بعض مردم این خلیجان پیدا گردیده که چون از قرآن مجید بعض آیات منسوخ اصل است - و خدا و رسول معین نفرمود است - که کدام آیه منسوخ و کدام منسوخ نیست پس بریں کتاب چگونه اعتبار و اعتماد توان کرد - هر کسے که حصہ از قرآن کریم از بہر خود پسندید - آنکس آن حصہ را اصل قرار دادہ دیگر حصہ اش را منسوخ شمرد -

و دیگر عقیدہ خطرناک کہ متعلق کتب سماویہ علی الخصوص فرقان حمید پیدا شدہ این است کہ معاذ اللہ این کلام پاک ہم از دست بُرد شیطان محفوظ نماندہ است - چنانچہ گفتہ می شود کہ شیطان در بعض احیان در اطہام و وحی الہی دخل داد است - و از آیه کریمہ و ما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تستی القی الشیطان

فی اصدنتہ - این نتیجہ بر آورده می شود کہ در وقت نزول وحی و الہام بر ہر پیغمبرے شیطان دخل و تصرف خود پیدا کردہ است - و در آن وحی از جانب خود نقطے یا فقرہ را اضافہ نمود است - کہ آن فقرہ از وحی الہی نبود است - و محض بر بیان این عقیدہ اکتفا ناکردہ اند - بلکہ این ہم میگویند - کہ بارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورہ نجم را میخواند - چون بہ آیہ افرا یستم اللہ والغری و متوکلہ الثالثہ

الاخری رسید شیطان بر زبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این کلمات را رواں ساخت - تلك الغرائق العالی وان شفاعتہن لتقرحی - یعنی این بُتان کہ مثل زنان حین گردن دراز ہستند - بشفاعت ایشان امیدوار توان بود - چون گفتار این الفاظ را از زبان مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شنیدند - ہمہ سجدہ در افتادند - بعد از آن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را معلوم شد - کہ این الفاظ از تصرف شیطان بر زبانش جاری شدہ بود - خیلے افسوس خورد - نو ذی اللہ من ذلک

ہر چند بعض علماء ایں افسانہ را سراسر خلاف واقعہ و ناقابل برداشت یک نمون  
صحیح الاعتقاد پنداشته اند۔ مگر داستانیکہ انیشاں برائے تسلی خاطر خود وضع ساخته  
اند۔ آں نیز حیرت افزا است۔ و آں این است کہ میگویند کہ شیطان ایں فقرات  
را بر زبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روح فداہ جاری ساختہ بود۔ بلکہ مشابہ آواز  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آواز بر آورده مردم را در غلط فہمی انداختہ بود۔ چرا کہ از  
استماع ایں کلمات بفہم سامعین ایں خیال پیدا شد۔ کہ ایں کلمات را آنحضرت صلعم  
فرمودہ است۔ الغرض آں بے اعتباری را کہ از شنیدن ایں کلمات متعلق آیات  
قرآن پیدا میشود۔ بدیں طور دور می کنند۔ کہ خدا تعالیٰ می فرماید :- فینسخ اللہ ما  
یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایتہ واللہ علیم حکیم۔ یعنی خدا تعالیٰ آمیزش  
شیطانی را دور ساختہ آیات خود را قائم میکند۔ و او تعالیٰ دانندہ تر و صاحب حکمت  
است ۔

لیکن از ایں جواب کسے رایح تسلی دست نمی دہد۔ زیر کہ اگر شیطان در کلام  
تصرف می تواند نمود۔ پس چہ ثبوت است۔ بر اینکہ آیہ ینسخ اللہ ہم از انکار شیطان  
نیست۔ و شاید کہ شیطان برائے مطمئن ساختن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایں کلمات را  
گفتہ باشد کہ ہر کلامیکہ از جانب شیطان می باشد آں را محو و نسخ کردہ میشود تا  
بقیہ آں کلام شیطانی کہ از نسخ و محو محفوظ ماند آنرا کلام الہی خیال کنند ۔

بعض مردم قرآن کریم را چنداں ساقط الاعتبار و بقدر قرار دادہ اند کہ بعض  
احکام صریح و صاف آں را تابع احادیث ضعیفہ بلکہ موضوعہ ساختہ اند۔ و بہانہ  
اتباع سنت کلام خداست و جل را تابع خیالات بعض مردم ہو ا پرست و بدستیر

گردانیده اند پس اگر قرآن کریم نعره زنان ببلند هم امرے را رد کرده باشد  
 تا در کدام حدیث (اگرچه آن حدیث ضعیف ترین باشد) آن امر مذکور باشد درین  
 صورت هم حدیث را بر قرآن کریم مقدم داشته مثبت آن امر می شوند. و اگر قرآن کریم  
 اثبات امرے فرموده باشد و لیکن در حدیثے آن امر را رد کرده شده باشد و حی  
 آبی را پس پشت می اندازند و بیان حدیث را هر چند که ضعیف باشد صحیح می پندارند.  
 و بعضی گستاخان با کلام آبی این سلوک می ورزند که آنرا خیال رسول کریم صلعم  
 قرار می دهند و از کلام خدا بودنش انکار می کنند. اگرچه باز بان اقرار میدارند که این  
 کلام خداست مگر تشریح آن بدین گونه می نمایند که در دل صافی آنحضرت صلی الله  
 علیه و آله و سلم خیالاتیکه بر میخاستند چون آن خیالات بتائید خدا تعالی می بودند  
 بدین لحاظ آنرا کلام خدا گفتن مضائقه ندارد و در حقیقت الفاظ آن ساخته و  
 پیرداخته رسول کریم اند. و میگویند که از آنجا که الفاظ محتاج به لب زبان می باشند و  
 ذات حق تعالی ازین پاک است. بنا بر علیه کلام او سبحانه در الفاظ نازل نتوان شد  
 نفوذ بالله من ذلک \*

و بعضی از آنها بکلام الله این سلوک روا داشته بلکه فیصله داده اند که قرآن مجید  
 را ترجمه نباید کرد. و به این طور ذرائع رسانیدن کلام آبی را به عوام بندی سازند و  
 مخلوق را از فهم کلام خدا باز میدارند و به این روش ذمه و ارشاعت الحاد و  
 بیدینی گشته اند \*

و بعضی با قرآن مجید این سلوک مرعی داشته اند که میگویند که قرآن کریم یک کتابے  
 مجمل که بعضی امور ضروری در دوسے به اشارات بیان کرده شده است لیکن هیچ مشله



ازان ثابت کردن ممکن نیست ❖

و بعضی بامصحف مجید بدین نوع سلوک نموده اند که قرآن کریم از سر تا پای تقدیم و تاخیر مملو است و تا وقتیکه در الفاظ و آیات تقدیم و تاخیر نه کرده شود مقصد صحیح ازان بفهم نمی رسد.

و بعضی قرآن کریم را ریشخند مجالس ساخته اند که آن قصص و حکایات را که مختل سلیم باور نمیکند و فطرت انسانی ازان نفرت دارد جلگی بقرآن کریم باز بسته اند و ازان قصص و مضامین که متعلق قرآن کریم بیان می کنند مضمونی یا قصه یافته شود یا نشود و با وجود آنکه الفاظ قرآن کریم خلاف آن بیان بفرماید. باز هم مضمون را تابع قصص اسرائیلیان می کنند. و آن قصص را تفسیر کلام الهی قرار میدهند. و از منسوب کردن آنها به بزرگان پیشین هم باک ندارند ❖

و بعضی از این خرافات تجاوز کرده بامصحف ربانی این سلوک می کنند که میگویند. آیات کتاب الله ترتیب ندارد. و قرآن کریم جمله نامربوط است. که بدون هیچ ترتیبی ربط و اوقات مختلفه و متفرقه را در آن بیان کرده شده است. گویا نزد ایشان قرآن کریم سخن شخصه است که دیوانه وار حرف نامربوط می زند. و سخنان بے ترتیب بیان میکنند. الغرض بزرعم ایشان قرآن مجید نه حاوی مضمون خاص است و نه ترتیب خاص. ملحوظ نظر دارد. تعالی عما یصفون ❖

درین جزو زمان بعضی بلکه جمیع اهل اسلام نسبت وحی الهی و کلام کبریائی ظلمه تجویز کرده اند. که میگویند. قبل ازین کلام الهی نازل کرده می شد اما اکنون نازل شدن ممکن نیست. گویا حالا صفت او تعالی معطل گشته است. اکنون می بیند و می شنود

مگر کلام نمیکند (نفوذ بالبدن من ذلک)

الحاصل هر کس بجای خود تا توانست سعی خود در پاره پاره کردن کلام الهی بجا آورد است. و حسن و جمال قرآن حمید از چشم مردم پنهان نمودن رواداشت است و نام اینچنین سعی بار احد مت قرآن گذاشت است. و الحال نتیجه این کوشش ها و سعی های حاصل شده که خیل اینان آدم را از قرآن کریم متفرسید اگر دید و اثر و عظمت آن از دلها بدر رفت است. ❖

ای پادشاه والا جاه! حضرت مسیح موعود بخت یافت این جمله عیوب را دور ساخت و بدلائل حقه ثابت کرد که قرآن کریم آخرین هدایتی است از برای تمام حق جل و علا و صبح فرمود که قرآن حمید از نسخ محفوظ است هر چه بین الفنین است قابل عمل مسلمانان است و هیچ حکم مخالف حکم دیگر نیست که قابل نسخ پیدا شده شود. هر که در آن اختلاف می بیند قصور فهم اوست و از بله علمی خود آزا بجانب آن کریم و ذکر حکیم منسوب میکند هرگز تغییر در آن راه نیافته است هر لغزش و هر حرفش همچنان بحال خود است که بر رسول کریم صلی الله علیه و سلم نازل شده بود محض همین نیت که در آن هیچ تغییر واقع نشد بلکه در مضامین آن تصرف بکار بردن یا لفظی را تقدیم و تاخیر دادن یا حرفی را در آن افزودن یا آیه را از آن خارج نمودن هرگز صورت امکان ندارد. زیرا که حافظ حقیقی حفاظت را بدمه خود گرفته آچنان سامان حفاظت بهم رسانیده است که بعضی از آن روحانی است و بعضی جسمانی تا از دستبرد انسانی در حفظ و امان باشد. در آن نسخ قرار دادن هم غلط است. و در آن تغییر و تبدیل فهمیدن خواه اقل یا کون باشد هم هرگز همت است را و محفوظ است و همواره محفوظ خواهد ماند. و این سخن که پاره از قرآن کریم از دنیا برداشته شده است. بر خدا تعالی الزام قائم کردن است. و معنی اش غیر این

چیزے دیگر نیست۔ کہ آں باز پسین ہدایت و آخرین کتاب کہ ہادی مطلق بحجت اصلاح  
کل عالم نازل کرد است۔ یک روز آں خدمت را کہ بحجت آں نازل کردہ شدہ بود  
بجانی آورد۔ و معنی تسلیم کردن تغییر در قرآن کریم این است۔ کہ برائے دوام این کتاب خدا  
ساقط الاعتبار گشت۔ و اگر تغییر در کلام اللہ راہ یافتہ۔ لاجرم برائے ہدایت دنیا  
شارعے دیگر و شریعتے جدیدہ نازل شدہ تا اہل عالم بدون ناموس کامل نماند۔  
الغرض بدیں نسخ حضرت مسیح موعود ثابت نمود۔ کہ قرآن مجید جملۃً و کلاً از تصرف  
و مس شیطانی پاک است۔ و ہرگز شیطان را در کلام الہی دخل دادن ممکن نیست  
و ہمچنین دخل و تصرف شیطان بر زبان نبی صورت نمی بندد۔ و نہ القباس آواز شیطان  
بر آواز پیغمبر ممکن است۔ ❖

و بر بنائے تجربہ خود و انمود کہ چون من کہ غلام متبع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہستم  
کلامیکہ بہن نازل میشود از ہر شک و شبہ مبرا می باشد پس چگونہ صورت امکان دارد  
کہ آں کلام خداوندی کہ برسیدہ المسلمین نازل می شد علی الخصوص فرقان حمید کہ الی الابد  
قانون ہدایت است اثر تصرف شیطان را گو برائے آنے باشد یا زمانے قبول  
میکرد۔ ❖

حضرت اقدس مسلمانان را تعلیم داد کہ قرآن کریم کلام الہی است بالیقین و خدا  
خود وعدہ فرمودہ کہ من محافظ کلام خود ہستم۔ و ایفائے آں وعدہ در رنگے انجام فرمود  
کہ دشمنان و مخالفان قرآن نیز اعتراف بحال حفاظت او میدارند۔ پس بمقابلہ قرآن کریم  
حدیث را مقدم داشتن سراسر گستاخی است۔ بلکہ عہد قرآن کریم را رد نمودن است۔  
حدیث ہرگز مخالف قرآن مجید نیست زیرا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مخالف کلام خدا

هرگز نگفت است - و تدوین حدیث آنچنان هرگز محفوظ نیست - چنانکه تدوین قرآن کریم محفوظ است - لهذا قرآن کریم را تابع حدیث ساختن مراسر تحکم است - بلکه حدیث را ماتحت قرآن کریم باید داشت - و اگر بالفرض در هر دو مطابقت نباشد - پس حدیث را که متغیر شدنش از دست برد و تصرف انسانی عمداً یا سهواً امکان دارد ترک باید داد ؟ و نیز در جواب آنانکه میگویند جمله علوم دین ما را از احادیث حاصل شده فرمودند که علاوه از قرآن و حدیث یک اصل دیگر هم است - و آن سنت است - یعنی تعامل رسول اکرم صلی الله علیه و سلم آنچه خود بران عمل فرموده و بعمل خود آنرا بصحابه تعلیم نموده و صحابه بغیر واسطه کسین چشم خود آنحضرت صلی الله علیه و سلم را بران عمل پیرامیده و آن روش را از حضرت صلی الله علیه و سلم فرا گرفته و باز خود ایشان بران کار بند شده اند - و برائے آن حاجت کدام حدیث قوی نیست - حتی که ملیونها مسلمانان را ملیونها مسلمانان بران اعمال نبوتیه عامل دیده از ایشان آموخته اند - و از ایشان پسنییاں آموخته اند از پسنییاں پسنییاں و علم جبرائی یونان و این سنت سنییه گاهیه مخالف قرآن کریم نمی تواند شد - البته احادیث که آن روایات زبانی است آن گاهیه مخالف قرآن کریم هم می باشد - و در آن شکوک و شبهات را گنجائش می باشد پس آن چوں مخالف قرآن کریم باشد لائق پذیرفتن نیست در صورت موافق قرآن بودن بالرأس و العین قبول باید کرد - زیرا که از قبیل شهادت تاریخی است - و شهادت تاریخی را بلا دلیل و برهان قوی و بدون وجه و موهبه رد کردن بسیار حصه صدقاتها را از دست دادن است ؟

و نیز حضرت اقدس لغویت این خیال را ثابت فرمود است که قرآن کریم الفاظ رسول کریم صلی الله علیه و سلم بوده است - و ثابت کرد است که فرقان مجید لفظاً لفظاً کلام

حضرت یحییٰ است۔ حضرت رسول اکرم محض رسانندہ وحی الہی بود۔ نہ واضح الفاظ  
و معانی او۔ و این وسوسہ ہرگز صحیح نیست۔ کہ کلام محتاج لب و زبان و حروف و  
الحان می باشد و خدا اُتعالی از لب و زبان و صوت و الحان پاک است۔ زیرا کہ این  
قیاس مع الفارق است۔ ہر گاہ ذات یحییٰ لیس کمثلہ شیء است۔ پس نسبت  
ذات اوتعالی فیصلہ نمودن بہ اندازہ طاقتہائے انسانی جائز نیست۔ اگر کلام بے  
وزبان صورت نہ پذیرد۔ پس باید کہ ایچ کارے و ایچ چیزے بغیر وسیلہ دست  
مادی کہ مرکب است از استخوان و پوست و گوشت و اعصاب ساختہ نشود۔ ہذا  
بریں قیاس بحقیقہ شان اوتعالی خالق ہم نباید کہ باشد۔ و چون خدا اُتعالی این تم  
کائنات را بغیر دست ہائے مادی آفریدہ است۔ بر ہمیں طریق بغیر لب و زبان مادی  
بایک بندہ خود نسبت مرضیات خود بذریعہ الفاظ تکلم می کند۔ و بر بنائے تجربات  
خود حضرت اقدس و انمود کہ این ہم محض است کہ نابلدان شاہراہ الہام را پیش آمد  
است۔ ورنہ بار بار خدا اُتعالی خود بہ الفاظ با من تکلم فرمودہ است۔ و چون با من  
در الفاظ کلام میکند۔ پس بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہ سید ولد آدم است۔ و از  
ہمہ مقربین و رگاہ الہی در مدارج بالاتر است۔ چگونہ کلام بہ الفاظ خود نہ کردہ است  
از ان کس کہ ام جاہل تر است۔ کہ با وجود جہالت و نادانی خود در ان امر و فعل میبہد کہ  
از حد علش خیلے بالاتر است۔ و نادان بودہ پردہ راز ہائے خدا اُتعالی را بعقل خود  
کشادن ہوس می نماید ❖

و ہچنین حضرت ایشان بطلان این خیال نیز بہ پایہ ثبوت رسانیدہ اند کہ کلام خدا  
را در زبان دیگر ترجمہ کردن نامکن است۔ زیرا کہ اگر مفہوم قرآن را تا بہ خلق رسانیدہ

نشد و ایشان از حلال و حرام و مایحوز و مالایحوز چگونہ آگاہ گردند و بغیر آگاہی از محرمات  
و منہیات چه طور بازمانند۔ و بر حسن و خوبی قرآن چنان اطلاع بهم رسانند۔ لاریغیر  
متن قرآن ترجمہ را علیحدہ اشاعت دادن مثل تراجم تورات و انجیل یک جرم است  
چرا کہ ازیں فعل مردم را از الفاظ و متن قرآن بعد کے پیدا آید۔ و لیکن کہ در حالت  
ترجمہ در ترجمہ روز کے اصل حقیقت قرآن را از دست دہند۔ اما برائے مردمنے  
کہ عربی نمیدانند ترجمہ قرآن اگر تحت متن قرآن باشد نعمتے عظیم است۔ و ایں ازیں  
ضروری است۔ بلکہ لابد است۔ کہ زبان عربی را در مردم چنداں روان دادہ آید۔  
کہ مردم قرآن کریم را در اصل زبان فہمیدہ برکات معانی آن حاصل نمایند کہ از تراجم  
میتسر آمدن مشکل است۔ و لازم است کہ ہر کہ و مہ کم از کم ترجمہ آنقدر پارہ کلام مجید  
را بیاموزد کہ او را در نماز خواندن لایبی است ❖

و نیز حضرت اقدس ایں خیال را کہ قرآن کریم یک کتابے است۔ محل و در آن صرف  
چند امور دین در پیرایہ اشارات بیان کردہ شدہ است۔ بدلائل قاطعہ رد فرمودست  
و ثابت کردست۔ کہ مثل قرآن مجید دیگر کتابے جامع و مانع در چار دانگ عالم یافتہ  
نمی شود۔ و ایں کوتاہ نظری مردم است۔ کہ بروئے غور و تدبر نمی کنند۔ و کل طہارت  
حاصل نہ کردہ اند۔ کہ بدون آن القائے مطالب او بر دل مردم نمی شود۔ چرا کہ حق تعالی  
فرمودہ است۔ لا یستہ الا المطہرون۔ پس کتاہی فہم خود را بہ جانب حضرت قرآن  
نسبت دادن ظلم صریح است ❖

حضرت اقدس در ثبوت ایں دعویٰ جملہ مسائل را از آیات کلام اللہ استنباط نمودہ  
ظاہر کردہ است۔ کہ برائے جمیع مقاصد ترقیات انسانی کتاب خدا ایک دستور العمل است

و همچنین ہر اعتراض کہ دشمنان اسلام بر قرآن مجید وارد کرده بودند۔ از قرآن کریم  
 نرودید آن فرمودہ پایہ ثبوت رسانید۔ کہ در بارہ علوم روحانیہ و دینیہ و اخلاقیہ  
 کتابے مفصل تر و واضح تر از قرآن مجید نیست۔ الفاظ مختصر و معانی بیشمار در خود  
 دارد۔ بحر ذخائر حقائق و معارف را خدا تعالی از حکمت کاملہ خود در کوزہ جلئے داد  
 کہ ہر آیت آن حاوی ہزار ہا مطالب است۔ و مضامین ہوش افزایش رفع  
 شکوک و اہام ہر زمانہ و ضرورت ہائے ہر زمانہ را کفایت می کند ۛ

حضرت اقدسؒ این خیال را نیز رد فرمود۔ کہ قرآن کریم از تقدیم و تاخیر مخلوقات  
 و آشکارا نمود۔ کہ ہر لفظ او بہ مرکز خود ہموگون و رنگین دان نشسته است۔ کہ از اینجا  
 پس و پیش حرکتش دادن ممکن نیست۔ مردم بسبب کوتاہی نظر و کمی فہم خود در آن  
 مقام تقدیم و تاخیر می انگارند۔ و الا ہر لفظی کہ در جائے نہادہ شدہ است۔  
 آن لفظ در ہماں جا درست می نشیند۔ و از نشانیدن او در ہماں آن خوبی پیدا می شود  
 کہ خدا تعالی پیدا کردن او میخواہد۔ و خیلہ از آن مقامات قرآن کریم را کہ مردم نسبت  
 آہنبا بہ سبب کمی علم خود در گرداب تقدیم و تاخیر افتادہ بودند۔ تفسیر و تشریح فرمودہ  
 صحت مضمون ہماں ترتیب قرآنی را ثابت کردند۔ و بہ این طور از الہ و سوسہ آن مردم  
 نمودند ۛ

و نیز حضرت اقدسؒ علیہ الصلوٰۃ والسلام نسبت آن قصص اسرائیلی کہ آہنبارا در بیان  
 محکم قرآن کریم مخلوط کردہ شدہ است۔ جرح فرمود کہ اینچنین چرا کردہ شدہ و دانند  
 کہ محض مشابہت پیدا شدن در بعض اوقات ثابت نمی کند۔ کہ در نفس الامر ہر دو  
 واقعہ با ہم یکے است۔ و اگر قرآن مجید بعض اوقات را بطور مناسبت از بیان افسانہ

نویسان بیان میفرماید - پس آن بهین معنی میدارد که قرآن کریم واقعات را در صورتی که  
آن را افسانه طرازاں و دروایه نویساں بیان می کنند - قبول نمی نمایند - و نیز فرموده - که  
قرآن کریم کتاب افسانه هائست - و نه غرض او داستان نویسی است - بلکه هر چه از واقعات  
گذشته بیان فرموده است - آن بیان نیز از سرتاپا نسبت زمانه آئیده پیش خبری  
است و غرض از بیان آنها این است - که همچو واقعه در زمان آئیده بارسول خدا  
صلی الله علیه و آله و سلم یا با فرمے از افراد امتش نیز پیش می آید - بناءً علیہ در تفسیر  
آنها قصص پیور را داخل نمودن اصل مدعائے قرآن کریم را گم کردن است - قرآن کریم  
بر کتب سابق بطور شاہد نازل شده است - نه کتب سابق بر دے بطور شاہد است  
تا آنچه میفرماید - بر خلاف او از کتب سابقه شہادت طلب نمایم - کار ما این است  
که تفسیر مطالب قرآن را بجائے اینکه از بیرون تجسس کنیم در نفس قرآن تفحص نمایم  
حضرت اقدس ایں امر را نیز بر پایہ ثبوت رسانیده است که قرآن کتابے است  
خیله مربوط و مضبوط هرگز مضامین در آن پراکنده نیست بلکه از آغاز بسملہ تا  
والتاس در ہمہ آیات و سورتها ترتیب و نظامے است طبعی و اعلی - کہ هر کس را کہ بر آن  
آهنگی دست دهد از غایت سرتابو جد می آید - و در مقابل از ترتیب کتابے دیگر  
آن لطفت حاصل نتواند کرد - کسانیکہ مضامین قرآنی را بے ترتیب پنداشته اند یا  
قرآن کریم را یک مجموعه مضامین متفرقه انگاشته اند در نفس الامر از معارف و حقائق  
ایں کتاب چشم خود دوخته اند - و بره نمید وخته اند و بر نادانی خود ناز داشته و بر  
بے علمی خود علم اعتماد بر افراشته اند و حضرت اقدس بر ترتیب و نظم مضامین مصحف  
مجید خیله مثالها بیرون کشیده و یک جهان را بر محاسن ترتیب قرآنی آگاہی بخشیده اند



و نیز این خیالِ نحیف را که قبل ازین خدا تعالی بایندگانِ خاصِ خود کلام میفرمود  
 و اکنون با کسے هم کلام نمی شود بدلائلِ نیر و نیز با تجربه و مشاهدہ خود باطل قرار داده  
 است - و انمودہ کہ تعطلِ مایحِ صفتے از صفاتِ باری تعالی صورتِ امکان ندارد -  
 ہر گاہ او تعالیٰ حالاً ہم مثل سابق می بیند و می شنود پس سببِ چسیت کہ اکنون از حرمتِ زدن  
 و کلام کردن باز ماند است - شریعتِ چیزے دیگر است - و مجرد و می و مکالمہ الہی  
 چیزے دیگر پس وحی او تعالیٰ محض ذریعہٴ اظہارِ رضائے اوست - و از منع شدنش  
 معنی غیر ازین نمی بر آید - کہ راہ ہائے اظہارِ رضائے الہی بر بندگان بستہ شدہ است  
 کلامِ خدا ہر گز بند نمی تواند شد - مادامیکہ نوعِ انسان در دُنیا باقی است و تا وقتیکہ  
 بعضِ مردم در حصولِ رضائے او با صدقِ دل کوشش کنند - و بر تعلیمِ اسلام عامل  
 باشند - کلامِ الہی ضرور نازل شود :

الحاصل متعلق کتبِ سادی و قرآنِ کریم ہر قدر کہ غلط فہمی مادر علمائے این زمانہ  
 شائع و ذائع بود - کہ یہ آہنہا این رکنِ رکنِ اسلام را اندامِ پیش آمدہ بود - حضرت  
 اقدسِ آہنہ را رد فرمود - و باز آن را بر بنیادِ اصلی خودش قائم نمود - و عظمتِ  
 حقیقی و حقیقتِ تحقیقی کلامِ رب العزت را ثابت فرمودہ طبائعِ طالبانِ را بسوئے  
 اُن مائل و راغب ساخت - و از چہرہٴ نورپاشِ نیرِ قرآنِ حجبِ کم فہمی ہائے علماء  
 را بر انداخت - و چشمِ نظارِ گیان از اشعہٴ انوارِ اخیرہ و نظرِ حاسداں از فرطِ نواز  
 تیرہ شد حتی کہ بعضِ مخالفان کہ قدرے انصاف در دل میداشتند تجلیاتِ آلِ را محسوس  
 کردہ حرا بادِ حیرانِ تجلیاتِ آلِ آفتابِ الہی گشتند -

رکنِ چہارمِ اسلامِ ایمان آوردن است بر رسولانِ خدا علیہم الصلوٰۃ والسلام

مردمانیکہ از حقیقت دُور و از صداقت بھجور اند۔ بریں رکن اعظم نیز رنگ آمیزی ہائے عجیب کردہ ہوؤند۔ و بعضے از کم خردان بر تبدیل صورتش اکتفا نا کردہ ہیکل سُوح افزایش را چنان بدناما ساختہ ہوؤند کہ دلہائے دوستان ہم از محبت انبیاء خالی و دلہائے بیگانگان از نفرت پُر گشتہ بود۔ و بیچ شکے نیست کہ ہر قدر سب و تتم نسبت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ دریں جزو زمان بر زبان مخالفان جاری است۔ ہمہ پر ذمہ ایں مردم نا عاقبت اندیش است۔ کہ خود را مسلمان میگویند۔ نہ بر ذمہ قومے دیگر۔ عیسائیان و دیگر مخالفین اسلام بنا بر افترا ہائے خود چندان اعتراض بر ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وارد نمی کنند۔ ہر قدر کہ بر بنائے اُن روایات اعتراض پیش می نمایند کہ خود از مسلمانان مروی است و از قبیل مسلمات مسلمانان گشتہ است و ایشان آہن را بطور لطافت در مجالس و عطر بر زبان می آوند و بر منابر می خوانند۔ آہ آہ! دل یک مسلمانِ غیر تمند اُن وقت پارہ پارہ می شود۔ چوں می بیند کہ یک کمن اسلام با یک حربہ کہ آزار دست خود یک مسلمان وضع ساختہ پردہ ناموس طہارتِ سیدہ الاقیام امام الانبیاء را بر عجم باطل خود چاک می سازد۔ در حقیقت او پردہ نقایع را می کشاید۔ مگر بظاہر فہمیدہ می شود۔ کہ عیوب اخلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را عیان و نقائص مذہب اسلام را بیان می کند۔

بعثتِ انبیاء و بجهت اُن است۔ کہ در دنیا تقویٰ و طہارت را قائم فرمایند و خلق را بجانب افعال حسنہ ہدایت نمایند۔ مگر مسلمانان زمانہ فوج اعوج اُن عیوب را بذواتِ انبیاء منسوب نموده اند کہ از شنیدن اُن زہرہ یک مومن مخلص آب و جگر او کیاب میگردد و از حضرت آدم علیہ السلام تا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گناہان

ہر نبی و مرسل را بشمرده کتب خود را از گنڈ آگندہ اند :

نسبت جناب ابوالشعر علیہ السلام بدیں گونه گناہ را ثابت می کنند کہ واضح ترین حکم آہی را پس پشت انداخت است۔ و با ہوائے نفس در ساخت است حضرت نوح علیہ السلام را نیز صاحب سل غیر صالح یعنی گنہگار قرار دادہ اند۔ کہ با وجود ما برائے پسرناہل خود از خدا دُعا کرد۔ و حضرت ابراہیم علیہ السلام را کاذب قرار میداد کہ معاذ اللہ سہ بار دروغ می فروغ گفته بود۔ و حضرت یعقوب علیہ السلام را گنہگار ثابت می نمایند۔ کہ پدر خود را بر بستر مرگ فریب داد و لباس برادر خود پوشیدہ پیش اسحق آمد۔ و دُعائے برکت خواستہ نبوت حاصل نمود۔ سبحان اللہ بفریب ہم نبوت حاصل می شود۔ و نسبت حضرت یوسف علیہ السلام آنچہ خرافات نوشته اند کہ از دیدن آل مؤثی بر بدن انسان راست می شود۔ و همچنین گفته می شود کہ یوسف علیہ السلام در عہد طفولیت ارتکاب سرقت ہم کردہ بود و بارے بہجت داشتن برادر نزد خود فریبے ہم کردہ۔ و همچنین بر حضرت موسیٰ علیہ السلام اس الزام قائم می کنند کہ او مرے را بلا وجہ قتل کردہ مرتکب گناہ کبیرہ گردیدہ و باز بفریب و حیلہ مال مردم را فرار گفتمہ با قوم خود از مصر گریخت۔

و نسبت داؤد علیہ السلام گفته می شود کہ برائے گرفتن زن شوہرش ابر جنک فرستاد تا قتل شد و زنش را در حبالہ بخارج خود آورد۔ و در بارہ حضرت سلیمان علیہ السلام نگاشته اند۔ کہ بر لب یک زن مشرکہ عاشق بود و شیطان رجیم بر دے آنچنان غلبہ و مکننت یافت۔ کہ او را از تخت شاہی بر طرف کرد و بر جایش خود حکمران گشت۔ و حکومت کردن آغاز کرد و محبت مال

بر طبع او آن قدر غالب بود که در معاشرت اسپاں چنان  
غافل شد که آفتاب غروب گشت و نماز عصر را فوت  
کرد.

و نسبت ذات سرور کائنات فخر موجودات روحانده که گردن این مردم  
زیر بار احسان او خم است و هر محنتی بدنشان در تحت انعام اوست از جمله  
انبیاء زیاد تر جمله با بکار برده اند و هیچ پهلوی حیات مقدسه آنحضرت صلی الله  
علیه وسلم را نگذاشته اند که بر آن اعتراض وارد نه گردد. بعضی از ایشان میگویند  
که حضرت پیغمبر است که داماد خود علی مرتضی را خلیفه خود مقرر نماید مگر از خوف مردم  
نخواست.

در بنی از سواران می نویسند که روزی آنحضرت صلی الله علیه وسلم دختر  
عمه خود زینب را دیده شیفه حسن و جمالش گردید پس حق تعالی از زید طلاقش دایند  
در کالج آنحضرت صلی الله علیه وسلم در آورد چنانچه در معالم التنزیل است و  
ذالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم زوج زينب من زيد ففككت عنده  
حينئذ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتى زيدا ذات يوم لحاجة فابصر  
زينب قائمة في دبر و خمار وكانت بيضاء جميلة ذات خلق من اتم نساء قريش  
فوقعت في نفسه و اعجبها حينها فقال سبحان مقلب القلوب و انصرف فلما  
جاء زيد ذكرت له فظن زيد فالقى في نفس زيد كراهيتها في الوقت فالتى رسول الله  
صلى الله عليه وسلم فقال اني اريد ان افارق صاحبتي قال مالك ارايت منها شيئا  
قال لا والله يا رسول الله ما ارايت فيها الا خيرا و لكنّها تتعظم على بشرها

تو ذی بنی بلسانها فقال له النبی صلی الله علیه وسلم امسک علیک زوجک و تخفی  
فی نفسک ما الله مُبْدِیْهِ۔ اے تسرفی نفسک ما الله مظهره ای کان فی قلبه  
لوفارقها التزوجها۔ قال ابن عباس فی جہما وقال قتادہ و دّ طلاقها۔

یعنی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم زینب را بازید نکاح کرو۔ و تا یک سات  
زینب نزد او بود تا آنکہ یک روز رسول خدا صلعم بخانہ زید برائے یک ضرورت  
تشریف بُرور زینب را در پیرہن و مہر ایستادہ دید۔ و زینب خیلے سفید اندام و  
خوش گل و در زنان قریش بدرجہ اتم نیکو اندام بود۔ در دل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
جلائے کرد۔ و حسن و جمال او خیلے خوش آمد۔ بر زبان جاری شد پاک ذات است آنکہ  
دلہا را میگرداند۔ و از انجا باز گردید۔ چوں زید بخانہ آمد زینب این سخن را بدو بیان  
کرد۔ زید دانست۔ پس بہاں وقت در دل زید کراہت از جانب زینب افتاد۔ و  
نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ عرض کرد کہ میخواہم زن خود را از خود جدا کنم آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم فرمود تو از چه چیز دیدہ۔ گفت من واللہ از و بغیر از خوبی چیزی  
ندیدہ ام۔ ولیکن او باعث شرافت خود بر من خود را بزرگی می دہد۔ و بزبان خود مرا  
ایذا می رساند۔ حضرت فرمود۔ زن خود را پیش خود بردار۔ و در تفسیر آیه و تخفی فی نفسک  
ما الله مُبْدِیْهِ۔ یعنی اے نبی تو در جان خود پوشیدہ میکنی چیزی کہ را کہ خدا آن را ظاہر  
ارادہ دارد۔ می نویسد کہ در دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود۔ کہ کاش زید زینب را طلاق  
دہد و من نکاح خود در آورم۔ و این سخن را بحضرت ابن عباس منسوب میکند کہ حضرت  
محبت زینب را در دل خود میداشت۔ و قتادہ می گوید کہ آنحضرت طلاق زینب را و  
دل خود دوست میداشت۔ نفوذ باللہ من ذلک :

بچہیں نسبت قصۃ حفصہ می نوید :- کما قال المفسرون وکان رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم یقسم بین نسائہ فلما کان یوم حفصۃ استاذنت رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم فی زیارۃ ابیہا فاذن لہا فلما خرجت ارسل رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم الی جاریتہ ماریتہ القبطیۃ فادخلہا بیت حفصۃ فوقع علیہا  
 فلما رجعت حفصۃ وحیدۃ الباب مغلقاً تجلس عند الباب فخرج رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم ووجہہ یقطر عرقاً وحفصۃ تبکی فقال ما یشیک فقلت انما  
 ابکی لانک اذنت لی من اجل هذا ادخلت امتک بیتی ثم وقعت علیہا فی  
 یومی وعلی فراشی ما رایت حرمتہ وحقاً ما کنت تصنع هذا بامرأۃ منہن  
 فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جاریتی احل اللہ لی اسکتی فہی  
 حرام علی النفس بذلک رضاک فلا تخبری بهذا امرأۃ - (معالم التنزیل)  
 مفسرین می گویند کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در میان ازواج خود روزاً  
 تقسیم کردہ ہوو۔ در روزے از روزائے خود حفصہ از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 بجهت دیدن پدر خود اذن طلب نمود۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اذن داد۔ وچون  
 حفصہ یرفت۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یکے را بجانب کنیز خود ماریہ قبطیہ فرستادہ  
 طلب نمود۔ ودر خانہ حفصہ داخل کردہ باوے مشغول مقاربت شد۔ ودرین ایست  
 حفصہ واپس آمد۔ ودر روزہ حجرہ را بستہ یافتہ نزدیک دروازہ نشست۔ چون  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از خانہ برآمد عرق از روئے مبارک اومی چکید حفصہ  
 بنا کردیہ بیتن۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمود۔ گریہ چرا میکنی۔ گفت بجهت  
 اینکه تو مرا برائے این کار اذن رفیق دادی وکنیز خود را در خانہ من طلب کردہ

در روز قیامت من باز بر بستر من باو سے مباشرت نمودی حق حرمت مرا گناه داشتی و با هیچ زن  
 از زنان خود گاهے اینچنین حرکت نمودی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمود این کینه من است خدا تعالی  
 وے را بر من حلال ساخت است پس او را بر خود حرام میکنم من بر این کار خوشنودی تو میخواهم باید که نه را  
 ازین خبر ندی۔ و بعضی ازین ہم تجاوز کرده نسبت ذات فخر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم اتہام بسته اند که  
 آنحضرت صلعم گاه گاه از تزلزل میخواست که در تعلیم احکام اسلام سامعین و مسالمت پیدا نشود و اینچنان  
 تعلیم نازل گردد که مشرکان مکہ نیز قبول نمایند و در آن تعلیم جذبات احساسات ایشان ہم ملحوظ باشد  
 ایں ہمہ آن خیالات و اعتقادات است که در مسلمانان یہ نسبت ذات مقدسہ انبیاء  
 سائر و اثر است و بعضی مردم را اعتقاد ازین ہم تجاوز کرده بدان در جریبہ است که از  
 طرز معاشرت انبیاء علیہم السلام در گذشته بردوش دینیہ ایشان نیز حملہ کرده اند و میگویند  
 کہ انبیاء در حقیقت مجتبان وطن پوۃ اند چون بنظر غائر معلوم کردن کہ مردم بغیر تسلیم  
 نمودن عقیدہ روز جزا و سزا و بهشت و دوزخ از حدود اخلاق و تمدن تجاوز می نمایند  
 بہت نیک دم را مناسب وقت احکام داده اند و دعوی الہام و وحی مضی بر آن تربیت ترغیب  
 بود تا مردم از ذل متعلی و فضائل متعلی گردند و بوجہ نیت نیک کہ میداشتند و بسبب پیش کردن  
 تعلیم اخلاق کہ بدرجہ غایت متحسن بود ذات ایشان واجب التعظیم و التکریم است باوجود اینچنین عقائد  
 داشتن این مردم خود را مسلمان میدانند و میخواهند کہ مردمان دیگر نیز ایشان را مسلمان بگویند  
 حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چنانکہ دیگر عقائد فاسد را رد فرمودہ پنج قومی  
 و صراط مستقیم ناموا نمود همچنان در بارہ این خیالات نیز مسلمان را و مردم دیگر اقوام را بر تعلیم  
 صحیح دین اسلام آگاہی بخشید و فرمود کہ انبیاء در دنیا بجهت قائم کردن صلاح دسرا و بهشت  
 می یابند۔ بناء علی ہذا خود ذات ایشان برائے صلاح حال مردم نمونہ نیک میباشد پس اگر انبیاء  
 نمونہ نیک بودندے یہ بهشت ایشان چه حاجت بود و چرا از آسمان صرف کتاب آبی نازل نموده شد

غرض از اینست انبیاء همین می باشند که مردم ایشان را بر زمان آبی عمل پیرا دیده از تصویر علی ایشان معنی  
 سخن خدا را در یابند و از وقت قدسی آن مقدسان طاقته حاصل کرده بر چیز بابت نفسانیه خود غالب آیند -  
 حضرت اقدس نور الله بر بانه عالم را تعلیم داد است - که آن خیالات باطله که  
 مردم درباره ذوات مقدسه انبیاء علیهم السلام میدارند - سبب آن محض لاعلمی و کفری  
 است - این مردم در فهمیدن کلام خدا خور و خور بکار نمی برند و بلا تحقیق سخنهای  
 بے معنی خود را پرواز دادن می گیرند - جمله انبیاء علیهم السلام از صغائر و کبائر معصوم  
 اند و ذات ایشان نمونه زنده صدق و راستی و وجود ایشان و فائز تجسم می  
 باشد - ایشان مظهر صفات الهی می باشند - و بهر حسن و خوبی خود بجانب قدوسیت و  
 سبوحیت حق تعالی عز اسمه اشاره می کنند - در نفس الامر وجود ایشان یک آئینه مصفا  
 می باشد که در عین از احیان بدکاران در آن صورت مکرده خود را دیده همچو آن زنگی  
 که در آئینه روئے زشت خود را دیده پیدا شد - که آئینه زنگار خود را دست زشتی  
 روئے خود را بد آن منسوب می کنند - نه آدم نافرمان حکم الهی بود - نه نوح گناه  
 کرد است - نه ابراهیم حرف دروغ گفته است - نه یعقوب را در خود را فریب داد است  
 نه یوسف اراده بد در دل آورد - نه دزدی کرد - و نه هیچ کس را فریب داد - و نه بوی  
 خون ناحق ریخت و نه داود ازین شخصی را غضب کرد - و نه سلیمان در عشق مشرک فرض  
 خود را از دست داد - و نه در محبت اسباب از نماز غفلت ورزید - و نه سید المرسلین  
 مرتکب گناه کبیره و صغیره گردید - ذات پاکش از جمله عیوب منزّه و از همه گناهان محفوظ  
 و مصون و معصوم بود - آنکس که عیب آن شهنشاه رسل بیان می کند - خود را در جای  
 خود را ناپاکتر و امی نماید - این همه افسانه ها که به نسبت ذات اطهر و اقدس فخر رسل



در کتب تفاسیر ساده لوحان نگاشته اند. روایات بعضی منافقین است. که پیش از آمد  
 حج و تعدیل هرگز راست نمی شود. سوارخ تمام حیات بابرکات سرور انبیاء صلی الله  
 علیه و سلم از پنج روایات پاک و بے لوث است. و هر قدر سخنان که ازین قبیل نسبت  
 سرور کائنات یا نسبت دیگر انبیاء علیهم السلام مشهور است یا در بعض کتب حدیث و سیر یا در بعض  
 تفاسیر مشهور است همه یادگار اتهامات منافقین است. یاد تفسیر کردن یا قائلان بخلاف معنی مراد آن پیدا شده

سیدنا حضرت مسیح موعود علیه التحیت و الثناء از مصحف مجید بدلائل نیره بکمال  
 توضیح ثابت نموده است که فی الحقیقت همچو خیالات نسبت انبیاء علیهم السلام داشتن  
 خلاف تعلیم اسلام است. و ای سختی سخن راست این است. که این گونه خیالات واهی  
 از پرستاران کلیسیا در مسلمانان ساده لوح رسیده است. نصاری بجهت اثبات  
 الوهیت مسیح طریق اختیار کرده بودند. که خود را مسلمان و انموده و در میان مسلمانان  
 تعبیه شده عیب شماری انبیاء می کردند تا مسلمانان را مبلوم شود. که از جمله عیوب و  
 ذنوب صرف ذات ابن مریم پاک و منزّه است. ❖

بناء علیه از انسانیت با آن ترطاف می داشت. و دیگر جمله انبیاء را انسان بودند  
 لهذا بعضی ذنوب از ذات ایشان سر بر زد است. و بعضی مسیح چون از انسانیت  
 برتر بود. بدین وجه هیچ مصیبت از ذات او صادر نشده است. و ازین است  
 که مسلمانان هم عیوب انبیاء را بر شمردن آغاز کردند. حتی که نسبت ذات ستوده صفات  
 آنحضرت صلی الله علیه و سلم نیز بعضی اتهامات روایت کرده اند. اما منجمه انبیاء محض ذات  
 حضرت مسیح را مبرا از حد و گناه قرار دادند. بلکه والده ماجده اش مریم را نیز معصوم  
 عن الخطاء دانستند. ❖

پس آیا اس ہمہ بلئے ثبوت اس امر کا فی نیست۔ کہ اس جملہ افسانہ ہائے دروغ و  
 قصہ ہائے قابل نفرت در مسلمانان از مکہ عیسائیوں داخل شدہ است۔ و مسلمانان  
 نیز اس اثر بد را یا باعث صحبت ایشان فرا گرفته اند یا بعض شریر الطبع عیسائیوں  
 خود را بہ تصنع در مسلمانان تعبیه نموده اس چنین ابا طیل و اکاذیب را در مسلمانان سادہ  
 طبع شائع و ذائع ساختہ اند۔ کہ آنہا را ابتداءً مورخان و محدثان ما بہ سبب بیانتداری  
 مشہورہ خود با روایات معتبرہ یک جا کردہ اند۔ تا روایات موافق و مخالف ہر دو قسم  
 بمردم برسد۔ مگر بعد از ازالہ تاخلفاں نسل آیندہ کہ از نور نبوت بہرہ نہاشتند۔ آن ہمہ  
 و سانس شیطانیہ را با وجود خلاف تعلیم قرآن بودن باور نمودند۔ و نیز اس روایات  
 صحیحہ متعلقہ عصمت انبیاء کہ بہت قطع نمودن اس و سانس خنجر بر اس بود است۔  
 از دست دادند ❖

مگر اکھم اللہ علی ذلک سیدنا سیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پردہ از خجست اس  
 روایات بر انداخت۔ و باز از سیر فرم تہ صحیحہ انبیاء علیہم السلام را پیش چشمان خلایق  
 نمایاں ساخت و حفاظت عزت و عظمت آن ماموران بارگاہ رب العزت کرد۔ قصہ  
 علی الخصوص شان والا و طہارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را نہ صرف بطور ذکر و بطن  
 بلکہ ہاں دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ ثابت نمود۔ کہ دشمنان را مجال دم زدن باقی  
 نہاند۔ بخنے از کلام حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام اندریں باب :-

در دلم جو شد ثنائے سروے	آنکہ در خوبی نہارد ہمسرے
آن دل روشن کہ روشن کردہ است	صد درون تیرہ را چوں اخترے
بر لبش جاری ز حکمت چشمہ	در دلش پُر از معارف کوثرے

خواجه و مرعاج نزاں را بندہ  
 آں ترجمہا کہ خلق از دے بدید  
 از شراب شوق جانان بخوے  
 روشنی از دے بہر قوے رسید  
 آیت رحماں براے ہر بصیر  
 نا تواناں را بر حمت دستگیر  
 آفتاب و مہ چہ مے ماند بدو  
 آں شراب معرفت دادش خدا  
 شد عیاں از دے علی الوجہ لائم  
 ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال  
 مجمع البحرین علم و معرفت  
 چشم من بسیار گردید و ندید  
 سالکاں را نیست نیک از دے نام  
 جائے او جائیکہ طیر قدس را  
 ہر رسوے آفتاب صدق بود  
 ہر رسوے بود ظلمے دیں پناہ  
 گردنیا نامدے ایں خیل پاک  
 ہر کہ شکر بعث شاں نارد بجا  
 آں ہمہ از یک صدف صد گوہر اند

بادشاہ و بیگماں را چاکرے  
 کس ندیدہ در جہاں از مادے  
 در سرش بر خاک بنماہ مے  
 نور او رخسید بر ہر کشورے  
 حجت حق بہر ہر ویدہ درے  
 خستہ جانان را بہ شفقت غفورے  
 در دلش از نور حق صد نیرے  
 کہ شاعش خیرہ شد ہر اخترے  
 جوہر انساں کہ بوداں مضمے  
 لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے  
 جامع الاسمین ابر و خادے  
 چشمہ چوں دین او صافی ترے  
 رہر دال را نیست جزوے رہبرے  
 سوزد از انوار آں بال پرے  
 ہر رسوے بود مہر انورے  
 ہر رسوے بود بانغے شمرے  
 کار دیں ماندے سر امر بترے  
 ہست او آلائے حق را کافے  
 متحد در ذات اصل گوہرے

۴  
 اے خدا بار خدائے سلام ما رسال : ہم ہر خواہش زہد و تقویٰ ہے

اول آدم آخر شاں احمد است  
 انبیاء روشن گهر هستند لیک  
 آل ہمہ کان معارف بودہ اند  
 ہر کہ را علمے ز توحید حق است  
 آل رسیدش از رہ تعلیم ہا  
 ہست تو مے کج رو و ناپاک لائے  
 دیدہ شاں روئے حق ہرگز ندید  
 شور بختی ہائے بخت شاں میں  
 چشم گروئے غنی از آفتاب  
 چوں بروز ابتدا تقسیم کرد  
 راستی در حصّہ او شاں قتاد  
 قول شاں اینست کاندہ غیر شاں  
 لعل تاباں را اگر گوی کشیف  
 طعنہ بر پاکاں نہ بر پاکاں بود  
 ماہمہ پیغمبراں را چاکریم  
 ہر رُسولے کو طریق حق نمود

لے خنک آنکس کہ بید آخرے  
 ہست احمد ز آل ہمد روشن تھے  
 ہر یکے از راہ مولیٰ مخبرے  
 ہست اصل علمش از پیغمبرے  
 گوشو و اکنوں ز سخوت منکرے  
 آنکھ زیں پاکاں ہے پیچد سے  
 بس سیمہ کروند لہئے و فقرے  
 ناز بر چشم و گریزاں از خورے  
 کس نبودے تیز میں چوں شپے  
 در میان خلق از فیروشرے  
 دیگراں را کذب آبشخورے  
 آمدہ صد کاذب حیلت گے  
 زیں چہ کاہد قدر روشن جوہے  
 خود کنی ثابت کہ ہستی فاجے  
 ہیچو خاکے او قتادہ بردے  
 جان ما قربان ہراں حق پر دے

رکن پنجم اسلام ایمان بر بعث بعد الموت و بہشت و دوزخ است نہ بخت ہدم بنیان  
 ایں رکن رکن نیز مسلمانان بادل و جان سعی ہا کردہ اند نہ صرف ایں قدر بود کہ دہان

شان از بعثت بعد الموت یقیناً بکلی منکد گشته بود (زیرا که اگر ایشان بر وجود قیامت  
 یقین میداشتند هرگز تعلیم دین را بدین منط که منظر می آید پس پشت نمی انداختند)  
 بلکه علانیه هم خیالات عجیب و غریب متعلق حشر و نشر در مردم انتشار یافته بود -  
 تصویر جنت و نهایه او که در اذان مسلمانان مرتسم شده است بخوبی نشان می دهد  
 که اصل مفهوم بهشت برین از ذهن ایشان بدر رفت است - و چیزی که از جنت  
 در خیال شان باقی است محض یک مقام عیش و عشرت و یک جایه هوس رانی است  
 گویا بخیال این مردم اشیا درین دار دنیا به جهت این غرض آفریده شده است  
 که چذرو زور درینجا محنت و مشقت بر خود گوارا کرده بدال مقام برسد که از انجا همه  
 اشیا خوردنی و نوشیدنی و پوشیدنی و صحبت با زنان خوش گل و دست دهد - چون این  
 لذات جسمانی و اسباب هوس رانی حاصل شد - پس همه نعمت او را بستر آید - حالانکه  
 خداست تعالی در قرآن مجید فرمود است - و ما خلقت الجن و الانس الا ليعبدون  
 یعنی اصل غرض از خلق بنی آدم عبادت خداست - تا انسان آن حالت را اختیار  
 کند - که نقش صفات الهیه را در ذات خود نشانده - زیرا که معنی عبودیت تذلل و پذیرفتن  
 نقش معبود است - پس این خیال که انسان در پنجاه یا شصت ساله زندگی آن  
 کایه را که او پیرائے آن پیدا کرده شده بود سرانجام داده باز حیات بخیر فانی را  
 در نادوش و خور و پوش و عیش و کامرانی و عشرت جاودانی مثل بهائم صرف کند  
 محال نادانی است - و بهمین منط متعلق جهنم این خیال داشتن که آن ارحم الراحمین  
 کفار را تا زمانیکه نهایت ندارد در دین آتش سوزاں بدارد - و مثل یک عالم نفسی  
 گلبه بر حالت نزار شان نگاه نترجم نکند - نیز غلط است :

حضرت اقدسؒ اس ہمہ خیالاتِ سخیفہ را رد نموده است۔ و بدلائل قاطعہ و حججِ سطح  
و مہجراتِ باہرہ اولاً ایمانِ مردم بر وجودِ بعثتِ بعد الموت قائم کرد است۔ و ثنائی  
دارنا پادار دنیا و برتریِ دُخوبیِ اُنے حیاتِ اخروی را مثلِ روزِ روشن پیشِ دست  
و دشمنِ ثابتِ فرمود است۔ و همچنین اُن خیالاتِ لغو را کہ بہ نسبتِ جنتِ جاگزین  
خاطرِ مردم بُود رد نمود است۔

و ایں دہم را نیز رفع کرد است۔ کہ خیلے کساں میگویند۔ نعمائے جنتِ محض  
بطریقِ استعارہ در قرآنِ کریم بیان شدہ است۔ بہ پایہ ثبوت رسانید است کہ  
جنتِ را وجودِ حقیقی است۔ و ایں خیالِ غلط را نیز از میاں برداشت است کہ  
بعضِ مردم را پیشِ آمدہ بود کہ جنتِ مثلِ دنیا یک مقامے است کہ سالانہ عیش و  
نشاط بہ پمانہ و وسیع تر از دنیا در آنجا مہیا است۔ مسیح موعود با اولہ و براہین و توفیق  
است۔ کہ در حقیقتِ نعمتہائے مادی ایں دنیا با نعمائے اخروی عقبی اختلاف  
تمام میدارد۔ و در حقیقتِ نعمتہائے مادیہ عقبی متمثلاتِ عباداتِ دنیا است  
یعنی عباداتِ دنیا در عقبی صورِ جسمیہ قبول کنند۔ گویا رُوحِ اینجا در آں جا مجسم  
شود۔ و رُوحِ آنجا یک رُوحِ جداگانہ باشد۔ کہ خیلے او را ترقی و برتری حاصل  
آید۔ و همچنین کہ بہ نسبتِ قوائے رُوحانیہ یک نطفہ قوائے رُوحانیہ اُن انسان کہ  
از اُن نطفہ وجود پذیرد اعلیٰ و برتری باشد۔

و همچنین اثباتِ فرمود است کہ عذابِ دوزخ را کہ مردم انجام پذیر نمیانند  
و میگویند۔ کہ نہایتِ زمانی برائے اُن نیست۔ ایں اعتقاد خیلے نادرست است  
بلکہ لابد و قتی انجام پذیرد و صورتِ اختتامِ گیر و ابدیتِ یعنی زمانِ او

تا مدتہائے دراز طول گیرندہ است۔ البغیر مجذوب ہم نیست۔ بلکہ آخر کار منقطع گردد۔  
 زیرا کہ حق تعالی نسبت رحمت کاملہ خود میفرماید جنتی وسعت کل شیخ از شان را  
 و رحمت او بعید است کہ بندہ عاجز را در عذاب بے گرفتار سازد کہ آنرا انتہائے غایت  
 نباشد۔

چون آن ذات رؤف در جیم در قرآن کریم و ذکر حکیم نعیم جنت را عطا فرماید  
 و اجر غیر ممنون میفرماید و نسبت عذاب جہنم این الفاظ را استعمال فرمودہ است  
 پس ضرور است کہ در آن ہر دو فرقہ باشد۔

پس بندہ چہ را شرط بیان فرمودہ حضرت حق سبحانہ تعالی را و اگر در خصوصاً  
 در حاکمہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تفسیر مطالب آن حکیم باین الفاظ مبارک بیان  
 میفرماید۔ یٰ اٰیّٰہِ عَلٰی جِہَنَّمَ یوم ما فیہا من بنی آدم احد تخفق ابوابہا (کنز العمال)  
 یعنی بر جہنم آن روز فرار رسد کہ از بنی آدم احدی در میان او نباشد۔ و در وازنا  
 او بر ہم زودہ شوند پس با وجود وجود بودن این تفسیر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بزبان حق  
 ترجمان خود میان فرمودہ است۔ کسے را چہ اختیار است کہ در رحمت خداے رحمان  
 رحیم حدے معین نماید۔

علاوہ ازیں ارکان خمسہ ایمان کہ بیان شد در حصہ اعمال ہم خیلے تغیر واقع

۱۵ قال ابن مسعود فی ہذہ الاٰیۃ لیماتین علی جہنم زمان لیس فیہا احد ذلک بعد ما  
 یلبثون احقاباً۔ وعن ابی ہریرۃ مثلاً دعاوی الارواح لابن قیم صفحہ ۳۲۴ و تفسیر منشور  
 جلد ۳ صفحہ ۳۵۰ یعنی عبد اللہ بن مسعود در تفسیر این آیمی گوید کہ بالضرور بر جہنم آن زمان بیاید  
 کہ در وہیچ کسے نباشد۔ دین حالت بعد از آن پیدا شود۔ کہ تا زمانہائے دراز در آن درنگ  
 کشد۔ و ابو ہریرہ و رض نیز مثل این حدیث روایت کردہ است۔ ۱۲

شده بود۔ بعض بر اباحت روزہ بودند و عقیدہ شال بریں پنج بود کہ ہر گاہ کسی  
 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بگوید۔ بعد ازیں ہر چہ خواہد بکند و یقین میدا  
 کہ اگر ما گناہ نغیم باز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رو حافداہ شفاعت کدام کس کند؟  
 و در بعض افراد این خیال سرایت کردہ بود کہ شریعت مقصود بالذات نیست  
 بلکہ آن بمنزلہ شئی است برائے رسیدن تا بخدا۔ چنانچہ شاعرے میگوید  
 شرح کشتی آرزو گر دایۂ انش بادبان ❖ حق تعالی ساحل د عالم ہمہ دریاست  
 و چون انسان خدا را دریافت پس چہ ضرورت است کہ بیکار در شئی نشسته وقت خود را  
 ضائع کند۔

و بعضے ازاں میان این خیال میداشتند کہ احکام شریعت در حقیقت برائے امور  
 باطنیہ بمنزلہ نشانات ظاہری ہستند۔ وقت بعثت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالت  
 ابتدائے تمدن زمانہ بود۔ و اکثر بنی فرع انسان وحشی بودند۔ بناءً علیہ بجهت اصلاح حال  
 کافہ الناس برائے عمل نمودن بر امور ظاہریہ تاکید شدیدی خیلے ضرورت میداشت۔ و  
 حال از ان علم و کمال است۔ و مردم از علیہ فہم و دانش محکم گشتہ اند۔ لہذا بپابندی  
 رسوم ظاہریہ ضرورتی نہ مانده است۔ اگر شخصے روش پاکیزہ دارد و خدا را در دل  
 یاد می کند۔ و در د قوم و ملک و غم ابتلائے جنس درون سینہ می دارد و غم بار است  
 می کند و در خوردن و نوش احتیاط می ورزد و در کار و بار قومی مشغول می ماند۔ نماز و  
 روزہ و حج و زکوٰۃ او ہمین است ❖

و بعضے برانند کہ تفصیل باید کرد کہ سرور عالم کدام قسم از ارے یا سر او بیلے نام  
 یا جبہ زیب تن میفرمود تا ہاں قسم لباس را اختیار باید کرد۔ علی ہذا القیاس اگر آن شخص



موتے سردراز می داشت - براینزواجی است که باتباع سنت نبوی موتے سردار را  
داریم - بعض میگویند که رسول خدا صلی الله علیه وسلم مثل یکا می بوده است بیچ  
حق او بر ما ثابت نیست - که پابندی حکم او کنیم - هر چه در قرآن کریم دارد است  
همان بر ما حجت است و باقی همه باطل است »

بعض مردم سخن را بدین گونه می رانند که فلاں فلاں بزرگ هر چه فرموده  
است خلاف آن امر دیگر هرگز قابل تسلیم نیست - برافرض است که مثل کورن  
تقلید بزرگان خود بکنیم و بس -

این همه امور که بیان کرده شد متعلق اصول دین است باقی ماند جزئیات -  
در آن ازین هم بیشتر ظلمت تاریکی است - بعضی آموختن زبان غیر را کفر می دانند  
و بعضی تعلیم علوم جدید را سنانی ایمان و اسلام قرار می دهند - بعضی نسبت جوار  
ربا که درباره آن آیه فاذا نواحب من الله ورسوله وارد است - فتاوی  
می نگارند - علاوه برین و نماز و روزه و حج و زکوة آنقدر اختلاف واقع  
شده است که حقیقت هر امر زیر پرده اختلافات مخفی و محتجب گشته است -  
امور محقره را اصل الاصول اسلام قرار داده می شود - و برخلاف آن اگر از  
زبان کسی حرفی برآید یا و س نزار و ستیز می کنند بعض کسانی که خود را مسلمان  
می گویند انگشت تپائی برادران دینی خود را در جوش این امر نکسته اند - که هنگام  
تشهد چو انگشت شهادت را برداشته است و همچنین در زبان قرآن خوانان  
از جوش تعصب برپاداش این جرم نجاست انباشته اند - که آئین بالچر چو گفت است  
الغرض حصه علی اسلام نیز مثل حصه اعتقاد صید تغیرات و فسادات شده بود :

حضرت مسیح موعود علیه السلام در این حصّه علی نیز صلاح فرموده از یکجا  
 طریق اباحت را باطل ثابت کرده و بیان نمود که شفاعت بر آں مردم است که از  
 گناه پرهیز کنند۔ اما گاهی بوجہ من الوجہ از کتاب آں کرده باشند و بعض کوتاہی ها  
 در ایشان بماند پس آں کوتاہی ها را شفاعت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تدارک نماید  
 اما شفاعت برائے ایں نیست کہ مردم بر اُمید شفاعت مداومت بر کبائر نمایند و  
 دل خود را خوش کنند کہ بشفاعت نبوی از پرشش جلد معاصی بازمانیم۔ و نمیدانند  
 کہ شفاعت بجهت زوددن و حاک نمودن گناهان است نہ برائے اشاعت عصیان  
 همچنین اثبات فرموده کہ ہر چند شریعت مقصود اصلی نیست۔ اما عبودیت بلا شک  
 شبہ مقصود اصلی است پس خدا تعالیٰ برائے ہر کارے تا ہر وقتی کہ امر فرموده است۔  
 آں را تا آں وقت بجا باید آورد۔ قرب خدا چیزے محدود نیست کہ گفتہ آید۔ کہ اکنون  
 قرب خدا حاصل شدہ است۔ پس ضرورت عبادت نماندہ است۔ ہر گاہ رسول کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم روحاً فداہ کہ انسان کامل و خیلے نبی عظیم الشان بود تا وقت وفات  
 خود ہموارہ آیاتک تعبد و آیاتک نستعین اھدنا الصراط المستقیم خواندہ  
 باشد و ہمیشہ در دعا ربّ رحمنی علما گفتہ باشد دیگر کسے را چہ رسد کہ دعویٰ نماید  
 کہ من تا منزل مقصود رسیدہ ام۔ و حالاً مرا ضرورت عبادت باقی نماندہ است۔ ایں  
 نوع مردم ذات بیچون و بیچگون خداوندی را مثل ساحل دریا محدود می انگارند  
 و بے دینی خود را در پردہ دیداری پنهان میدارند

و ہم بریں خط ارشاد کردہ است کہ احکام اسلام برائے تکمیل فضائل نفسانیہ و  
 رُوعانیہ انسان است۔ و در ہر زمانہ و برائے ہر شخص خواہ بادشاہ باشد یا فقیر مسکین

باشد یا امیر خبیله منفعات لسان است و بغیر بجا آوردن آنها حصول ترقیات روحانی  
ممکن نیست و فرمود که این غلط محض است که درین زمانه بر احکام شرع عمل کردن  
ضروری نیست و نیز ثابت فرمود که این خیال سراسر بے بنیاد است -  
که می گویند که بر جائے آن احکام اعمال دیگر تجویز کردن ممکن است -

و ہم برین طریق حضرت ائمه را دانمود است که یک چنین مشروعات است یعنی  
عبادات و سنن - و دیگر رواج ملک و دستور قوم است پس علاوه از عبادات و  
سنن در امورے که آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسب رواج ملک و دستور قوم عمل  
نمود است مردم را مجبور گردانیدن تکلیف مالا یطاق بلکه ظلم است - خود صحابہ کرام  
رضی اللہ عنہم و جنین امور باہم اختلاف میداشتند - و درین اختلافات یکے بر  
دیگرے زبان طعن دراز نمی کرد \*

و حضرت اقدس خیالات باطله آن سفہار را نیز رد فرمود است که میگویند کہ  
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امی و ابی تمچو ما مردم بود و واجب نیست کہ ما انباش  
کنیم پس درین خصوص حضرت اقدس ارشاد کردہ است کہ انبیاء علیہم السلام در فہمیدن  
کلام خدا ملکہ خاص میداشتند کہ دیگران را بیشتر شدن غیر ممکن است - بناءً علی ہذا  
قبول کردن تشنخ و تفسیر ایشان در کلام آہی بر ہر مومن فرض است - ورنہ ایان  
سلب می شود - و نیز سخافت این قول ظاہر نمودہ است کہ میگویند کہ ہر چہ فلان امام  
یا بزرگ فرمود است - واجب تسلیم است - و فرمودند کہ برائے کسانی کہ مادہ اجتہاد  
ندارند بجهت سہولت ضروری است کہ یکے را از المئہ ہدی کہ بر علم و زہد و تقوی  
او اعتماد داشتہ باشند - مقتدلے خود سازند - لیکن معنی آن این نیست کہ

ہر کس کی بذاتِ خود فہم خدا داد و علم لدنی داشتہ باشد اور نیز اقتدائے آلِ امام کند  
و اگر گورائے تقلید او ننخاید گنہگار گردد۔ بلکہ بر ہر صاحبِ علم واجب است کہ ہر مسئلہ  
را کہ از نصوصِ قرآنیہ و حدیثیہ دریابد در آں مطابقِ علم خود عمل نماید۔

و حضرت اقدس بطلانِ ایں خیال را کہ امور دنیوی را دینی قرار دادہ آید۔  
ثابت کردہ فرمودہ است کہ زبانہا کہ در مردم رائج است ہمہ از جانبِ خداست  
و ہر زبانِ مفید را ضرور باید آموخت و ہر قدر علوم کہ برائے اصلاح و ترقی حالتِ  
جسمانی و اخلاقی و علمی و تمدنی و سیاسی و روحانی مفید باشد تعلیم و تعلم انہا ہرگز  
معصیت نیست۔ بلکہ ضروری است و در بعض حالات کہ برائے خدمتِ دین آموختہ  
آید یہ موجبِ ثواب است ۵

سخنِ کز بہرین گوئی چو عبرانی چہ یزانی : مکانِ بہر حق جوی چو جالبسا چہ جالبقا  
و حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانان را از لعنتِ سود گردن نیز پرہیز  
کردن آموخت و بیان فرمود است کہ مانعتِ سود بر حکمتہائے عظیمہ مبنی است از  
بغرضِ فوائدِ محقرہ و نیویہ تبدیل نباید کرد۔

بہچنین بیان فرمودہ است کہ مسائلِ دین بر دو قسم است یکہ اصول و دیگر فروع  
اصول از قرآن کریم ثابت شدہ است و در آں یک سوچ کہ ام اختلاف راہ نتواند یافت۔  
و اگر کسے طالبِ التفتن و فہمیدن آں باشد بہولت میتواند آموخت و مسائلِ فروعیہ  
را در حالتِ است۔ یکے آنکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم امے را بطریق خاص بجا آوردن  
فرمودہ است و بغیر آں طریق بطریق دیگر کردن منع نمود است۔ دریں صورت ہماں  
طریق را اختیار باید کرد کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم داد است۔ صورتِ دیگر آنست

کہ دو روایات یا زیادہ از دو از حضرت سید المرسلین مروی باشند و بعض گروہ مسلمانان  
بروایتی و بعضی دیگر بر روایت دیگر علی الدوام عمل پیرا بوده باشند پس نسبت  
آل طرق یقین باید داشت کہ ہمہ از رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مروی است و سنت  
اوست۔ زیرا کہ اگر چنین نمی بود چگونه ممکن بود کہ از صحابہ یک گروہ طریقہ اختیار میکرد  
و گروہ دیگر طریق دیگر را ترجیح میداد ؟

اصل سخن این است کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم در بعض امور اختلاف طبائع  
را ملحوظ نظر مبارک داشته بچند طریق اجازت عمل آں داد است یا بذات خود امر  
بجهت سہولت مردم بچند طریق بعمل آورده است تا در دل مردم شک نہاند کہ کردن  
یا ناکردن آں واجب است۔ چنانچہ در رفع یدین آندہ است کہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم گاہے بعمل آورد است و گاہے ترک آں فرمود است و ہمین حالت آیین بالجہر  
است کہ بعض صحابہ آیین بالجہر کرده اند و بعضی نہ کرده اند۔ و سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
ہر دو طریق را پسند فرمودہ است و بچنین در نماز دست بردست نہادن است کہ گاہے  
بر صدر و گاہے زیر ناف بست است۔ پس ہر کس را کہ باہر طرے مناسبت باشد۔  
باید کہ بر آں عمل نماید و لیکن باید کہ بر دیگران کہ بر روایات دیگر عمل دارند مخفی نگردد زیرا  
اویز بر سنت نبوی عمل پیرا است و بر شخصیت شرعی عامل است ؟

احاصل این اصول را قرار دادہ حضرت سید المرسلین اختلافات و فتنہ ہا را کہ در مسلمانان  
بود و بوجہ آں نوبت بخونریزی می رسید رفع فرمود و در جماعت خود نمونہ صحابہ کرام  
رضی اللہ عنہم را باز زندہ نمود۔

این نمودہ ہے است از اصلاحت حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ تفصیل آنرا

کاغذ شتر بار در کار است۔ پس من برہیں قدر اکتفا می کنم۔ جناب والا ازین متوانند  
 فهمید کہ حضرت مسیح موعود و ہمہ نقائص را کہ در عقاید و اعمال پیدا شدہ بود دور کرد است  
 و دین اسلام را باز بر شکل اول پیش مردم آورد است۔ کہ بواسطہ اں حالا باز دہانے  
 دوست و دشمن را از کف بردن آغاز کرد است و قوت قدسیہ او باز تاثیرات خود را  
 آشکارا کردن گرفت است ۔

لے بادشاہ والا جاہ! ہمیں قدر نقائص و خرابی ہا کہ بالا ذکر یافت کہ فی الحقیقت  
 مشتے نمونہ از خروار اں مفاسد است کہ دریں مانہ در مسلمانان یافتہ می شود (از مطالعہ  
 اں بر جناب والا آشکارا کرد کہ باوجود موجود بودن کتابے محفوظ من اللہ مثل قرآن مجید  
 زیادہ ازین مفاسد در اسلام پیدا شدن صورت امکان ندارد۔ و اگر زیادہ ازین مفاسد  
 پیدا شدن ممکن است۔ پس اں وقتہ صورت تواند گرفت کہ نفوذ باللہ قرآن کریم از دنیا  
 مفقود گردد و یا صورتش تبیل پذیرد و لیکن ایں ہر دو امر از قبیل ممکنات نیست۔ لہذا  
 غور باید فرمود کہ ہر گاہ اکنون در اسلام مفاسد بمنہائے خود رسیدہ است۔ اگر  
 مسیح موعود درین زمان مبعوث نگردد باز دیگر کدام وقت بعثت مسیح موعود موزون باشد  
 و چوں حضرت اقدس اصلاح ایں تمام مفاسد نمود است و از جملہ شرور و فتن <sup>ظہرت</sup>  
 اسلام فرمودہ است۔ پس برائے آمدن دیگر کسے چه حاجت باقیماندہ است ہر گاہ حضرت اقدس  
 اں ہمہ کار ہا کہ مسیح موعود مقدر بود باحسن وجہ انجام دادہ است باز در مسیح موعود بودن <sup>شاہ کلام</sup>  
 شک و شبہ باقی است ظاہر است چوں آفتاب نصف النہار بر سمت الراس عالمیان برسد از وجود  
 او انکار کردن دیدہ و رمی را بکوری فروختن است۔ ہیچنان بموجود بودن ایں لائل منہ  
 و شہوت دعوی حضرت اقدس چگونہ گنجایش انکار صورت می بندد ؟

# دلیل ششم

## نصرت الہی

دلیل ششم بر صداقت حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اُن ہم در حقیقت  
 بردلائل بیشمار متسلل است نصرت الہی است بہر مامور و ہر مرسِل اُن محبوبانِ بارگاہِ  
 صداقت می باشد۔ پس صد اقتش بہ پایہ ثبوت نہ رسد تا وقتی کہ معاملت و سلوک حق اُن  
 باو کے ہماں ساں نہ باشد۔ چنانکہ قبل ازیں یا محبوبانِ خود عادات او بود است پس  
 اگر شخصے دعویٰ مامور بودن کند و معاملتہ ایزد تعالیٰ باو کے مثل محبوبانِ خود نہ باشد  
 بے شک اُن کاذب است۔ زیرا کہ ناممکن است کہ حق تعالیٰ شخصے را خلیفہ خود کردہ  
 مبعوث نماید و باو کے پیچ نمونہ محبت خود ظاہر نہ سازد و اعانتش نفرماید ہر گز  
 کہ یک بادشاہ کہے را نائب خود تجویز کردہ بجائے می فرستد۔ لامحالہ معونت او می کند  
 و ہموارہ بجانب او نگاہ متوجہ میدارد و چوں او را ضرورتے پیش می آید بجهت  
 نصرت او سامان ہر قسم جہتیمی سازد۔ پس حضرت قادر علی الاطلاق کہ خزان او  
 لا تعدو لا تخطی است و علم غیب میدارد۔ ممکن نیست کہ مامور خود را نصرت نہ بد  
 و اگر اعدے دعویٰ ماموریت کند و خدا تعالیٰ تائید او نفرماید و آثار تائید ایزدی  
 بظہور نہ رسد و در ہر کار اعانت خداوندی شامل حالش باشد و در ہر امر نصرت الہی  
 او را دے و ہر۔ پس او در دعویٰ خود ضرر و صا دق در است باز است۔ زیرا کہ  
 ہچنان کہ ممکن نیست کہ حضرت حق جل علا را استیازے را ترک کند۔ ہچنین صورت امکان  
 ندارد کہ منتقم حقیقی یک کذاب شریر را کہ دینے اضلال بندگان او باشد مواخذہ فرماید

بناءً علیٰ ہذا ایں امر خلیلہ خلاف عقل و دانش است کہ ہادی برحق ہیچ شخصے را اعانت  
نہر ماید۔ و بر روئے وے البواب رحمت و نصرت خود بکشايد۔

در مصحف مجید است : کَتَبَ اللّٰهُ لَا غَلِبَ لَنَا اَنَّا وَرُسُلُنَا اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ  
(سورہ مجادلہ ع ۳) یعنی خدا تعالیٰ بر ذات خود واجب گردانیدہ است کہ او تعالیٰ  
در رسولان او ہموارہ غالب می مانند و بے شک او تعالیٰ توانا و غالب است۔ ازین  
آیہ کثیر الہدایہ معلوم شد کہ او تعالیٰ برائے اظہار قوت و غلبہ خود انبیائے خود یک قانون  
غیر متبدل قرار دادہ است کہ ہر گاہ رسولان او مبعوث شوند۔ ایشان را بر جمیع موانع  
تبلیغ رسالت غلبہ کرامت می فرماید و ظاہر است کہ اگر ایشان را غلبہ دست نہ بد۔  
مردم را در عزت و قوت او شبہتے پیدا گردد ؟

و همچنین فرمودہ است : اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ اٰمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا  
وَيَوْمَ يَقُومُ الْحَشْدُ (سورہ یوسف ع ۶۴) یعنی ما بالضرور رسولان خود را و کسے را  
کہ بر ایشان ایمان آورده اند۔ دریں جهان و در آل جہان نصرت می دهیم۔ و در دیگر  
آیہ وارو است : وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ يَسْلُطُ رِسْلَهُ عَلٰی مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ  
قَدِيرٌ (سورہ حشر ع ۱) یعنی حق تعالیٰ رسولان خود را بر ہر کس کہ میخواد تسلط می  
د و او تعالیٰ بر ہر شے قادر است۔ ازین آیات بینات ہوید ا می شود کہ خدا تعالیٰ  
رسولان خود را غلبہ می بخشد و در دنیا و آخرت مدد می کند۔ خواہ بسبیل جسمانی و روحانی  
خواہ محض بطور روحانی ؟

دایں امر نیز از قرآن کریم ثابت میگردد کہ اگر کذابے دعویٰ ماموریت در رسالت  
می نماید او را خدا ہم دریں دنیا بعقوبت می رساند و او از ہلاکت ہیچ گاہ سلا مت



نمی ماند کما قال لو تقول علينا بعض الأقاویل لاخذنا منه بالیمن ثم لقطعنا  
 منه الوتین۔ یعنی اگر رسول دانسته بر ما سخنی دروغ می بست۔ البتہ ما بازوئے  
 راستش می گرفتیم و رگ جانش می بریدیم۔ یعنی بروئے چنین کس باب نصرت بند نمود  
 ہلاکش می کنیم و همچنین فرموده است۔ ومن اظلم ممن افتری علی الله کذبا  
 او کذب بایاتہ الله لا یفلح الظالمون یعنی و از آن کس کہ اعم ظالم تراست کہ  
 برخدا تعالی دانسته دروغ می بندد یا آنکہ او آیات اورا تخریب می کند۔ جز این نیست  
 کہ ظالمان کامیاب نمیکردند۔ ازیں آیه دانی ہدایہ معلوم شد کہ کامیاب گشتن ظالمان  
 امکان ندارد۔ پس این مجرم حضرت باری تعالی کہ از ہمہ ظالمان روحانی ظالم تراست  
 چگونه کامیاب گشتن او ممکن است ؟

از آیات صدر و واضح می شود کہ خدا تعالی عز اسمہ دو قانون جاری فرمودہ است  
 یکے آنکہ رسولان و ماموران خود را نصرت می دهد و ثلثہ می بخشد۔ دیگر اینکه کسانی کہ  
 دانسته برخدا تعالی افترا می کنند۔ ایشان را از جانب خدا تیغ نصرت نمی رسد  
 بلکہ برعکس آن روئے ہلاکت می بینند۔ لهذا ہر چہ ما عقلاً ثابت کردہ ایم۔ قرآن کریم  
 نیز تأیید آن می کند بلکہ آنرا یک سنت الہیہ قرار میدہد۔

چون بمعیار این سنت الہی و قانون غیر متبدل ازلی بروحی حضرت اقدس  
 غور می کنیم۔ صداقت ایشان براچون آفتاب نصف النهار واضح و لاخ میگرد  
 و کامیابی حضرت اقدس را دیدہ کسیچ شک و شبہتہ باقی نماند کہ ما رب حضرت اقدس  
 مرس و فرستادہ خدا است علیہ الصلوٰۃ والسلام ؟

فیل ازیں کہ دیدہ شود کہ حضرت اقدس را از بارگاہی چہ نصرت ہا و تأیید ہا

حاصل شدہ است بریں امر نگاہ کردن از بس ضروری است کہ ایشان در ذیل کدام  
حالات دعوی فرمودہ بود ندیدنی آن سامان چہ بود کہ برائے کامیابی میر و معاون حال  
ایشان می توانست شد۔ دوئم اینکہ در راہ آنحضرت چہ موانع و عوائق موجود بود  
ستوئم اینکہ دعوی ایشان از کدام قسم بود۔ یعنی آیا دعوی شان از ان قبیل بود کہ  
در خود کششے بجهت گرد کردن مردم میداشت کہ نظر بر آن سامانہا ظاہری اُمید  
کامیابی توان داشت ؟

جواب سوال اول این است کہ ہرچہ حضرت س فرستے از افراد دودمان محترم  
و خاندان مکوم بود (و انجمنین مخوز بودن ایشان برائے منصب ماموریت ناگزیر ہم بود  
زیرا کہ ماموران الہی ہمیشہ از دودمان ثنائے والا شان بودہ اند و حق تعالی ایسیج مُرسِل را  
از میان اراذل الناس مبعوث نفرمودہ است تا شر فار را ایمان آوردن بر ایشان شاق  
نگردد) اما خاندان حضرت س و جاہست دنیویہ و شوکت قدیمیہ خود را تا یک حد  
معتد بہ از دست دادہ بود و اگرچہ عشیرہ ایشان در قبائل اقوام خود منکسر الحال  
نبود و لیکن بمقابلہ شان و شوکت و حکمرانی پارینہ خود یک خاندانے بود بے فرا۔ زیرا کہ  
اکثر حصص ریاست و جاگیر ایشان تلف شدہ بود۔ ریاست در عہد کھاں ضبط شد  
بود و جاگیر بوقت قیام سلطنت انگلیس در پنجاب بلحق بملک سرکاری گردانیدہ شد  
پس حضرت قدس را بلحاظ مال و حشمت تفوقے حاصل نبود کہ گفتہ شود مردم بنظر  
اغراض و مقاصد دنیویہ خود گردو۔ آنحضرت گرد آمدن اختیار کردہ بودند ؟

اگرچہ در بدو حال والد ماجد ایشان بجهت تعلیم محلے مقرر کرد۔ لیکن آن تعلیم  
بمقابل تعلیم مروجہ محال کالعدم بود۔ بناء علیہ حضرت ممدوح در وطن مالوفہ خود

و یا خارج ازاں در قطارائے علماء ایں دیار محسوب نمی شدند۔ پس نظریں امر نیز مختصراً  
گفت کہ سبب علامہ زمان بودن آنحضرت علیہ السلام و تضرع حلقه زده بودند و بسبب اس  
دند ریس حضرت را شهرت دست داده بود۔

بهمچنین حضرت ایشان در سلاک سجاده نشینان و صوفیان نیز منسلک  
نبودند و نیز از دست شیخ یا مرشدی پیروی یا فقیران خرقه خلافت بهم حاصل نکرده  
بود تا گمان کرده شود که ایشان را بذریعہ مریدان و مسترشدان اینقدر فتوحات کامیابی  
و شهرت دست داد است و بر کدام منصب حکومت بهم متمکن نبودند که مردم آل را  
تد نظرداشتہ برائے حصول طالب و ماری خود پروانه وار گردشال میگردیدند۔  
بلکہ در عین غفلت و ان شباب برنگ مردم تارک الدنیا از اقارب و اجانب کنش  
و خلوت گرین بودند۔ حتی کہ بوجه عزت گزینی اکثر مردم قریب و جوار بهم حضرت ایشان  
تعارف نمیداشتند حضرت ایشان را با کسانی که تعلق خاطر بود آں چند نفر ساکین و چند  
بچہ یتیم بودند۔ حضرت از طعام خود بر آں بے نوا یاں و فاقه کشاں بذل می کردند  
و یا خود ناخوردہ ایشان می نمودند و خود روزه میداشتند یا ازاں میاں بعضی بجهت  
تحقیقات مذہبی می آمدند۔ دیگر با هیچ کس تعلق خاطر نبود و مردم را نیز ضرورت  
ملاقات ایشان کمتر پیش می آمد۔

جواب سوال دوم این است کہ در راه مقصد حضرت تسبیح موعود ہر سکہ  
مینع و مزاحمتی و قبح کہ در وقوع آں در دنیا خیال کردن ممکن است جائل مانع بود۔  
حضرت اقدس دعویٰ ماوریت می داشتند و تصدیق این دعویٰ موجب ذوال آں  
حکومت بود کہ گروہ علماء و ملایاں را از صد سال بر مردم حاصل بود۔ ازین جهت

ایں گروہ را با ذاتِ حضرت طبعاً مخالفی پیدا شد۔ زیرا کہ در ترقی کارِ حضرت اقدس علی الصلوٰۃ والسلام صورتِ تنزلِ اقتدارِ خود و در افزایشِ جایش نقصانِ جایش خود میداند۔ و قاطبۃً علماء می دانستند کہ اگر شخصی علوم حقہ از جانبِ خدا فر گرفته بجهتِ اصلاحِ حالِ اُمتِ محمدیہ ایستاده گردد لامحالہ قیاسیاتِ مادیہ و فتنہ در دلِ شیعان ماناند۔

ہنگی سجادہ نشینان دشمنِ جانِ حضرت بودند زیرا کہ از اشاعتِ صداقتِ دعویِ حضرت اقدس علی الصلوٰۃ والسلام مُردانِ از دستِ ایشان بدر می رفتند و بجائے شیخِ المشائخ و پیرو مُرشد بودنِ خود دستِ ارادتِ بدستِ دیگرے دادنِ برایشان واجب می شد۔ درین حالتِ مُردانِ از ایشان روگردان می شدند و در نذر و نیاز نقصانِ راه می یافت و در آزادِ یہائے کہ آن را حقِ خود دانستہ بود ندیمِ غلّ می آمد۔ طبقہٴ امرار نیز بذاتِ حضرت مسیح موعود مخالفی پیدا گشتہ بود۔ زیرا کہ حضرت اقدس علی الصلوٰۃ والسلام بجهتِ احکامِ شریعتِ تاکیدِ بلیغ می نمود۔ و بر طبعِ این ہنوا پرستانِ آں خیالِ شاق بود۔ زیرا کہ آں گروہ عادت بہ اینچنین قبو و شرعی نمیداشتند بلکہ ہجو باندی را و ابالِ جان می پنداشتند و چون حضرت سیدسُ اُمرار را تعلیمِ ہمہ روزی بنی نوعِ انسان میداد۔ لاجرم در دلِ ایشان این دوسوسہ افتاد کہ از اثرِ این تعلیمِ حالتِ غلامی کہ در اکثرِ طبائعِ عوامِ عادتِ ثانی شدہ است۔ روزے از دنیا دور شدہ نظر مردمِ وسعت گیرد و دایبِ بجائے تحکم زوال پذیرد۔

اہلِ مذاہبِ دیگر نیز عدوئے جانِ دعوتِ و آبروئے آں سحر زمان بودند۔ زیرا کہ این شہرہ طینتان در شخصیتِ آں برگزیدہ بارگاہِ صمدیت یک جوہرِ رنشان

می دیدند که در پرتو آن هلاکت مذهب خود معائنہ می نمودند و همچنان که گویند  
 اندوخت شیر شرنده می لرزد و جمیع افراد مذاهب باطله بر خود می لرزیدند و سیهامیکردند  
 که فتنه بروئے کار آرند تا آن وجود مسود را از سطح زمین بردارند زیرا که نسبت به مسیح موعود  
 و مهدی معهود حکام نیز مخالف حضرت ایشان گشته بودند زیرا که این طبقه هم از نام  
 مسیح موعود و مهدی معهود و هر سال بود و از روایات مشهوره دیرینه متاثر شده  
 وجود شخصی را که این نامها داشته باشد مراد و بهم معنی انتشار خدای دانستند  
 و هر چند که حضرت اقدس علیه الصلوٰۃ والسلام اظهار وفاداری نسبت اهل حکومت میفرمودند  
 اما برائے حکام آل حرفاتسی بخش نبود چرا که این امر را ایشان بروقت گذاری و  
 موقع شناسی محمول می ساختند و گمان میکردند که هرگاه این جماعت را قوت دست  
 و پدیر ممکن است که این همه عدله بائے وفاداری را بیک سو نهند ❖

عوام کالانعام را هم دل خوش نبود که رویه حضرت برائے ایشان دلکش نبود  
 اولاً این صنف وضع پیش پائے سروران خویش سر می سودند و در اتباع ادا و نواهی  
 علماء یا مشائخ یا اهرار یا قیسان یا برهمنان مذاهب خود بودند و هر چه ایشان میفرمودند  
 بر آن آسنا و صدقاً گفته عمل می نمودند ❖

ثانیاً بوجه مقتدا بودن بر پابندی رسوم قدیمه طبیعت ایشان شاق بود - لهذا  
 تعلیم نائب رسول را یک امر جدید تصور کرده ترک الفت و عادت بر طبع ایشان شاق  
 بود - در زعم خود دعوی حضرت ایشان را یک امر سختی فی الاسلام و موجب  
 تفرقه عظیم بر آنان می شمردند - پس ازین جهت بنا بر اشاره پیشوایان و نیز بباعث  
 جهالت خود راه مخالفت می پیمودند - ازین جمیع گروه ها و طبقه بائے مختلف مردم هر کدام

گروه برائے تباہی و اہلاک حضرت ایشان بطورے کہ توانست سعی بلیغ بکار برد و بقوت تمام جد و جہد نمودر علمائے فحول قتاوٹی کفر گاشتند و تا مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ ہم بہت توقیعات علماء آل دیار فرستند و حسب عادت مستمر خود خیلے عجیب غریب وجوہات کفر تلاش نمودند و مردم را بر مخالفت حضرت اقدس برانگیختند :

صوفیاء و مشائخ طریق حضرت مسیح موعود را خلاف طرق مرویہ خود بیان کرده و مردم را ازلاف ہائے تقرب الہی و معرفت خود ترسانیدہ عوام الناس را بازداشتند و بجهت این مدعا شاعت افسانہ ہائے کاذبہ و ارادۃ کرامتہائے پُر از مکر و فریب درین نداشتند تا مردم در حلقہ بیعت ایشان حضرت ایشان داخل نگذردند حتی کہ بعضی از انہا با مریدان خود این ہم گفتند کہ اگر این مدعی ماموریت نزد خدا صادق ہم باشد ما گناہ ایمان نیاوردن شما برگردن ہائے خود خواہیم برداشت پس شما را مسیح فکر نباید کرد و مسیح غم نشاید خورد و بدین گونه جہال را گمراہ و تباہ کردند :

امراٹے این دیار و امصار ہم بوجہ ہمنے کہ میداشتند در خلاف این سلسلہ تخم عناد در دل عوام می کاشتند و اہل مذاہب باطلہ ہم بر تخریب سلسلہ عالیہ ہلاکت بافی سلسلہ با مسلمانان متفق گشتہ سعی وافر بعل می آوردند۔ ارباب حکومت اقتدار خود را بکار برودہ مردم را ترسانیدہ سعی در بازداشتن شان تگاپومی کردند عوام الناس ہم بملحدان و شتی پیشوایان خود از حضرت اقدس اخط و برید و قطع تعلقات نمودند۔ الغرض بر خلاف حضرت اقدس چہ اقارب و چہ اجانب چہ مسلم و چہ غیر مسلم بر نقطہ عداوت یک جا و برائے فروغ کار یکدیگر برگاشتند :

جواب سوال سوم این است کہ تعلیم مسیح موعود ہم بر وفق میلان طبائع مردم

و ہر نگ حالاتِ زمانہ آنچنان نبود کہ اگر موافقت با خیالاتِ اہل زمانہ میداشت  
 لاجرم کسے صورت امکانِ این معنی می پنداشت کہ ترقی کارِ حضرت بتوفیق یزدانی  
 نبود۔ بلکہ بوجہ موافقت با خیالاتِ اہل زمانہ داشتن و حسب مرادات مردم بودن  
 تعلیمش ترقی نمود است و مردم مطابق مرام و موافق احساسات خویش دیدہ  
 قبول کردہ اند۔ خیالات مطابق حالاتِ زمانہ دو نوع می باشد۔ یکے آنکہ مطابق  
 خیالاتِ حصہ کثیر آبادی باشد۔ دوم آنکہ اگرچہ مخالف خیالات اکثر مردم باشد  
 اما مطابقت و موافقت بہ آن خیالات دارد کہ نتیجہ علوم و نبیوئہ آن زمانہ باشد۔  
 اشاعت خیالاتِ اول الذکر سہل است و ثانی الذکر اگرچہ در سخت روی  
 مخالفت بیند۔ مگر بباعث نتیجہ علوم جدیدہ بودن ویریا زد و جائے خود درل  
 ابنائے زمانہ گزیند و ہمراہ ترقی آن علوم فروغ پذیرد و خود بخود اشاعت گیرد  
 اما خیالاتِ سیم موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باین ہر دو قسم مخالفت صریح میداشت  
 زیرا کہ حضرت اقدسؑ مردم را بجانب آن تعلیم دعوت میداد و ابواب آن علوم بر روی  
 ایشان می کشاد کہ مطابق خیالاتِ رائج الوقت نبود۔ بلکہ استیصال بعض رسوم  
 مخالف شریعت می نمود و بآن خیالات نیز موافقت نداشت کہ بذریعہ علوم جدیدہ  
 شیوع میداشت۔ بناءً علیہ آن جبری اللہ را باہر دو فریق معارضہ روی داد  
 ہم با کہنہ خیالان رسوم قدیمہ و ہم با نو نیازان علوم جدیدہ اتفاق مقابلہ افتاد۔  
 دلدادگانِ روشِ قدیم آن محی رسوم دین را یک مہدمی پنداشتند و شیفندگان  
 علوم جدیدہ حضرت اقدسؑ را یک مرد تنگ خیال و معاونِ رجعت قہقرے  
 می انگاشتند۔

حضرت اقدس انبیا طرف بر خلاف حیات عیسی علیه السلام و قصص و روایات  
باطله و برعکس او نام عوام نسبت ملائکه و نسخ فی القرآن و دآر نعیم و حجیم و بر خلاف  
تنگی در اعمال شرعی باشد تمام و عظمی نمود و از طرف دیگر نسبت پابندی شرع  
متین لفظاً و معنی حرمت شود و اثبات وجود ملائکه و فائد دعا و حق بودن جنت  
و نار و ثواب و عذاب و نزول الهام بالفاظ مقرر و حق بودن معجزات و کرامات تلقین  
مبهر نمود - نتیجتاً این بود که تعلیم حضرت اقدس بهم رنگ خیالات کدام فریق ازین  
هر دو گروه نبود پس این هم نمی توان گفت که تعلیم حضرت اقدس چونکه با خیالات  
رابع الوقت یا متوقع ایشوع و مترقب الانتشار مطابق است ازین جهت بل طابع مردم  
خلاصه مرام اینکه در حالت ذاتیه حضرت ازال قبیل بود که دعوی شال پذیرا  
که دد - دراه آچنان بود و قدم بر گلزار بود که دروازه حصول مطلب و اگر دد -  
و چیزه که پیشکش مردم میکردند آنقدر خوشگوار نبود که مردم را خود بخود بجانب  
رغبت پیدامی شد و تعلیم حضرت ترجمان خیالات مردم هم نبود که در طابع باسانی  
پذیرامی شد - پس با وجود این همه مخالفتها و مزاحمتها کامیابی که حضرت ایشان  
علیه السلام در کار خود روئے نمود است - محض نتیجه فضل ربانی و موهبت یزدانی  
و نصرت الهی بود است نه نتیجه اسباب بادیه و طبعیه -

بعد بیان این حالات حالاً من ذکر کامیابی ائمه حضرت اقدس را بیان میکنم  
قبل ازین بوجه احسن واضح دلائل گردید است که حق در قرآن کریم این سنت مستمره  
خود بیان فرموده است که او سبحانه و تعالی متقول علی الله را که (دید و دانسته  
برحق تعالی افرامی بند) هلمت در از عطانی منماید :



اما چون بجانب حال فرخی تال حضرت می نگریم مثل صبح صادق بر ماضی و با  
 میگردد و بعد از اشاعت الهامات می که حضرت اقدس در این دعوی مصلح بودن خود را اعلان  
 فرموده بود - قریباً چهل سال زندگانی نمود و هر گونه از خدا تعالی نصرت می یافت پس  
 اگر یک مفتری علی الله هم این قدر مهلت می تواند یافت و از تباہی و ہلاک محفوظ  
 و مصون داشته شود و نصرت حق تعالی بر دسایہ افکن می باشد - ازین لازم می آید  
 کہ عیاذاً باللہ معیارے کہ حق تعالی خود در قرآن کریم بیان فرموده است - کہ  
 ولو تقول علينا بعض الاقاويل لاخذنا منه باليمين غلط و باطل است  
 و علامہ بریں بر دعوی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیز حرف می آید - بلکہ دعوی  
 رسالت آل فخر المرسلین ہم بے ثبوت می ماند و اگر چنین نیست و ہرگز چنین نیست  
 پس لابد محفوظ ماندن حضرت اقدس از ہلاکت تا این قدر مدت دراز بعد از اشاعت  
 الهامات خود دلیلے است بر ثبوت این مدعا کہ حضرت اقدس لاریب نامور  
 من اللہ و فرستادہ خدا است ❖

آشنا  
 در بدو اشاعت الهامات خود خیلے کم کساں از نام و نشان حضرت  
 بودند - اما بعد از شیوع الهامات با وجود کمال مخالفت مخالفان ہر مذہب و ملت  
 آنچنان عزت و شانے و شائے حضرت اقدس را حاصل شد کہ الآن دشمنان ہم ناگزیر  
 با عزت و تعظیم نام شان بر زبان می آرند و در اندک روزگار مردم زمانہ حضرت  
 ایشان را پیشوائے بزرگ یک قوم سترگ تسلیم کردند - حتی کہ حکومت  
 برطانیہ در اوائل ایام بسبب ظن بد مخالف بود - اکنون با خیلے عزت و احترام  
 نام حضرت را یاد می کنند - بلکہ اسم مبارکش در اطراف و اکناف عالم و بہ بعضی

کنار دنیا با حست تمام بر زبانها جاری است و حضرت حق سبحانه علم بر مانده  
 حضرت اقدس را قومی عطا فرموده است که در محبت آبی و عشق رسالت پناهی  
 صلی الله علیه و سلم جان عزیز را قربان کردن باعث فخر خود میداند. اهل ذناب که  
 دشمن اسلام بودند بعضی اذانهایی بین تبلیغ خدام حضرت مسیح موعود و ایمان آورده  
 در محبت خدا و رسول آنچنان سرشار گشته اند که منجمه آنها یک بجا نبین نوشته است  
 که "باحسان حضرت مسیح موعود علیه الصلوة والسلام مراد دولت نعمت اسلام نصیب  
 شد است و آنقدر اثر آن در دل خود می بینم که تا در شب بر رسول کریم صلی الله  
 علیه و سلم و بر مسیح موعود درود نمی خوانم مرا خواب در نمی گیرد" ظاهر است که  
 اگر حضرت مسیح موعود مفتری علی الله می بود با وجود موجود بودن مخالفت مردم این  
 عزت و احترام ذات ایشان را هرگز حاصل نمی شد.

در اتم راسته ایام دعوی حضرت مسیح موعود بے یار و غمخوار یک جان تنها بود  
 با آنکه علمائے این دیار و مشائخ کبار و دیگر پیشوایان قوم در بهمنان و پادریان و امرا  
 و عوام و حکام وقت نیز سعیها کردند که مردم بجانب حضرت مائل نشوند باز هم فردای  
 فردای مردم شرف بیعت حاصل کردند از غریب و امراء و علماء و صوفیه و هندو و  
 نصاری از هندوستان و دیگر ممالک در سلک بیعتش درآمدند و سلسله مریدانش  
 آنقدر وسعت گرفت که در هنگام وفات حضرت اقدس علیه الصلوة والسلام عجات  
 احباریه از دائره "هزارها" در گذشته تا بحال گویند "رسیده بود و بحول الله و قوته  
 و در ترقی روز افزون است. حتی که خود در مملکت آن شاه و الاجاه هم (با آنکه دو  
 مخلص ممتاز این سلسله عالیہ را از فتوائی علما و محض بحکم اختلاف مذہبی

بقتل رسانیده شده بود) این جماعت رُوبه ترقی است و تقریباً در هر علاقه افغانستا  
کم و بیش مردم این جماعت موجود اند و علاوه از این جماعت در عرب و ایران و  
روس و مصر و در ممالک شمالی و جنوبی و غربی و شرقی و در استرالیای آمریکا و یورپ  
و مستعمرات دیگر خادمان آنحضرت صلی الله علیه و سلم موجود هستند و یونانیو  
سلسله عالییه در ترقی است. یک بالغ خردناقد نظر تواند داشت که چند افراد  
از قومی که بر سر حکومت باشد در اطاعت فرعی از قوم زیر دست و محکوم  
خود به ارادت دلی و صدق نیت در آمدن و علی الخصوص بجا نب دین که نسلاً  
بعد نسل غناد و تعصب نسبت آں در دل داشته باشند به میلان طبع گردیدن  
جز به نصرت الهی ممکن نیست ❖

بار دشمنان اراده قتل حضرت اقدس کردند و خواستند که زهر در طعاش  
کنند و افترا بایسته خصومت با بعدالت برونند. هندیان و عیسایان و مسلمانان  
با هم متفق شدند و دواوری ها کردند تا مسیح ثانی را نیز مثل مسیح اول بر دار کشند.  
اما بفضل تعالی از هر جمله ایشان محفوظ و معصوم ماند. بلکه حق تعالی باب نصرتها  
روز افزون بر رویش کشود و نصرت بر نصرت افزود و چو برای اشاعت اسلام  
و تجدید ملت مبعوث گشته بود. بجهت این هر دو کار حق تعالی آن برگزیده خود را یک  
جماعتی از مخلصین که امت فرمود و اموال هم داد حتی که درین وقت تخمیناً پنج لاک  
روپیّه هر سال بر اشاعت دین متین و تجدید مراسم شرع مبین و تبلیغ اسلام و احیاء  
سنت خیر الانام علیه السلام صرف میگردد. جریده های متعدده بغرض اشاعت اسلام  
از پنجاب و بنگال و سیلون و مارشیس و آمریکا جاری شده است و هزارها کتب

در تائید دعوی حضرت تصنیف گردیده و خدا تعالی دلهائے مردم را برائے تائید  
دعوی مسیح موعود<sup>مسیح</sup> می کشاید و هزار بار مردم اندک ایشان را بذریعہ رؤیائے صادقہ  
و کشف و الہام صداقت مسیح موعود<sup>مسیح</sup> مبرہن شده است۔ بآنکہ در بدو حال در  
مخالفت می کوشیدند لیکن باز جان نثار و از تنہ دل خدمتگذار گردیدند ۛ

الغرض با وجود موجود بودن سامان مخالفت از ہر جانب و مخالفت اقارب  
اجانب و با وجود ضعف و ناتوانی ہر قسم و نہرت کار حضرت ایشان<sup>مسیح</sup> دعوی مسیح  
بودن کامیاب و بر اعدائے خود منظر و منظور شدند و سلسلہ عظیم را در دنیا  
قائم نمودند و جماعتی را کہ مثل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین از بدعات مجتنب  
گرد و شیدائیان اشاعت اسلام و شیفتگان سنت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم  
در پس خود گذاشت است۔ خلاصہ کلام اینکہ حضرت باری عز اسمہ در ہر رنگ  
چہ بلحاظ عزت و چہ بلحاظ مال و دولت و چہ بلحاظ اقتدار و قوت و چہ بلحاظ رعب  
شوکت اعانت حضرت فرمودہ است ۛ

اگر این قانون کہ حق تعالی در کلام پاک خود بیان فرمودہ است کہ ما مور صادق را  
از جانب ماند می رسد و مفتری علی اللہ خائب و خاسر و ہلاک می گردد راست است  
(و در حقیقت راست است و از خدا تعالی کہ ام کس صادق است) پس در صداقت  
مسیح موعود<sup>مسیح</sup> هیچ شکے و شبہتہ نمی ماند و اگر با وجود موجود بودن این دلیل در صداقت  
ایشان شبہ کردن جائز است پس یک سوال پیدا می شود کہ از برائے صداقت دیگر  
انبیاء چہ ثبوت است ؟

تشریح این مقصد باز دامتہ در ضروری میدانم کہ مطلب من ہرگز این نیست کہ

حضرت مسیح موعودؑ بدین وجه صادق است کہ اولاً منکسر الحال بود مگر بعد از آن  
 نائلِ رتبہ بلند و عزت ارجند گردید۔ زیرا کہ انجین و واقعات خیلے مردم را پیش آمد  
 است۔ نا در شاہ در بدو حال چپیکہ نہ بود باز بر رتبہ شہنشاہی رسید۔ نابلیون  
 در ابتدا ایک مرد حقیر بود آخر کار فاتح دنیا شد۔ مگر با این ہمہ کامیابی این دعا  
 ثابت نمی شود کہ ایشان پسندیدگانِ الہی و برگزیدگانِ جنابِ احدیت بوده اند  
 زیرا کہ اینہا هیچ دعویٰ مامور من اللہ بودن نکردہ اند۔ بلکہ مراد من این است  
 کہ (اول) حضرت اقدسؑ دعویٰ کرد کہ من از جانبِ خدا مامور گشتہ ام۔ اگر درین  
 دعویٰ افترا علی اللہ کردہ بود و عہدِ مردم را در غلطی می انداخت پس درین صورت  
 غائبِ خاصہ بودنش ضروری بود (دوم) بجهت ترقی دنیویہ با حضرت ہیچ  
 سامانے نہ بود (سوم) بر مخالفتِ حضرت ایشان عالمے بر پا گردیدہ بود و بوقتِ  
 دعویٰ ہیچ جماعتی باوے یار نہ بود کہ مینواں گفت کہ بعد از آن جماعت امید ترقی  
 میداشت (چہارم) مسیح موعودؑ آلِ امر را پیش مردم کردہ بود کہ فوجیالان  
 و کہنہ خیالان ہر دو مخالفت بہ آلِ میداشتند (پنجم) با وجودِ حوائق و موانع  
 کامیاب شدن و یک جماعتِ عظیم ایستادہ نمودن و عقاید خود را از مردم تسلیم  
 کنانیدن و از حملہ ہائے دشمنان محفوظ ماندن و تاثیراتِ الہی شاملِ حالِ بودن  
 بر صداقتِ حضرت اقدسؑ دلیلے است روشن کہ ہیچ کدورتے در خود نمیدارد۔  
 الغرض این امور خمسہ کہ بالا ذکر یافتہ برائے کاذبے و افترا پردازے جمع  
 آمدن خلافِ سنتِ خداست و ہر گاہ این امور خمسہ در کسبے جمع آید لاریب اوج  
 مامور حضرت باری ست و در دعویٰ خود صادق است ورنہ بجهت ہیچ صادق

بیش ثبوت نمی ماند ❖

البته اگر شخصی دعوی مامورین الله بودن ندارد خواه باین طور که هیچ دعوی  
نه کرده باشد همچو نادر شاه و نابلیون که در کارهای خود کامیاب گشته اند یا ادعای  
کرده باشد مگر مدعی مامورین الله بودن نباشد بلکه مدعی امری دیگر باشد مثلاً  
کسی دعوی خدائی کند یا دیوانه باشد اینچنین کسی بدین معیار سنجیده نشود و همچنین  
اگر شخصی نسبت دیگر کسی این عقیده میدارد که او هر چه میگوید از خدا میگوید پس  
اینچنین اشخاص در مفهوم لوتقول علینا بعض الاقوال داخل نیستند فرقه  
شیخیه همچو عقیده میداشت می گفت که در دنیا در هر وقت آنچنان مردم می باشند  
که ترجیحی رضائے مهدی می کنند و رضائے مهدی رضائے خداست پس هر چه  
بر زبان آنها جاری شود یا هر چه در دل ایشان می گذرد همه از جانب خداست  
محمد علی باب و بهاء الله بانیان فرقه های بابیه و بهائیه ازین فرقه بودند اینچنین  
اشخاص هر گاه عقیده در دل می دارند که هر چه می گویند از طرف خدا می گویند  
بنابران در تعریف منتقول نمی آیند و مستوجب آں سزا و پاداش نیستند که بر آن منتقولان  
مقرر است که دانسته افترا می کنند و برخدا دروغ می بندند ❖

همچنین ترقی عارضی آنکس را که وجاهت ذاتی او مردم را بسو و گسشتان  
کشای می آرد یا جماعتی پشت گرمی او می کنند یا او خیالات عوام الناس را  
ترجیحی می کند یا بسو و گسشتان علوم جدیده مردم را میلان دهد یا مردم بوجه خاص  
از مخالفت او باز مانده باشند و او نائل یک تبه اعلی میگردد کامیابی او دلیل  
بر مامورین الله و صادق بودنش نتواند بود ❖

# دلیل مفتہم

## تباہی دشمنان

دلیل ہفتم بر صداقت دعویٰ حضرت یسح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ آن  
نیز بر دلائل بیشمار شامل است تباہی دشمنان است۔

حق تعالیٰ دشمنان حضرت اقدس را بلا استثناء و بغیر ذریعہ سعی انسانی  
ہلاک و تباہ نموده است۔ مامی بینیم کہ اگر کسی محبوبان مارا آزار دہد یا مقابلہ او  
می کنیم و او را بکیفر کردار می رسانیم و ہر کسی کہ در کار ما مزاحمت کند و یا مانع  
کار میگردد او را از راہ بر میداریم۔ پس خدائے ذوالعزت و الجبروت کہ  
ما موران خود را بجهت ہدایت بندگان خود می فرستد۔ ہر کسی کہ خار در راہ ایشان  
کار و غیرت حق آنرا از پیش راہ بردارد ہر کہ بدیشان ستیزد آبروئے خود  
بریزد۔ اگر او تعالیٰ اینچنین نخواست بیکس یقین نخواست کہ تعلق ایشان با خداست و  
خدا را بدیشان ماجر است و ایشان محبوبان در گاہ عزت و تربیت پذیرفتگان  
عصمت اند بلکہ دعویٰ ماوریت مشتبہ ماند حتی کہ احدی بدیں گونه سخن راند  
کہ ہر گاہ یک بادشاہ کج کلاہ کہ شوکتش محدود و تنہای طاقتش مشہود است۔  
آنرا کہ در کار فرمانبردار او مزاحمت می رساند۔ رسوا میگرداند۔ پس این خیال  
پست نسبت آن ذوالجلال چگونه توان بست کہ بجهت ما موران خود غیرت نداشت  
و ایشان را مہمل و اگذازد تا ہر کہ تواند در کار تبلیغ مزاحمت برساند۔  
ثبوت این مدعا از آیات کلام اللہ بالتصریح است کہ این مطالبہ عقل باصح است

چنانچہ می فرماید کہ مکذبان ماموران الہی را لا بد بطش شد پیش می آید: ومن اظلم  
 ممن افتری علی اللہ کذباً او کذب بایاتہ انہ لا یفلح الظالمون۔ کد ام کس  
 ظالم تر است از آنکہ برخدا افترا نماید یا نسبت آیات او بتکذیب پیش آید تحقیق ہر دو  
 ظالمانند کہ در حصول صلاح در مانند۔ اس آیت دانی ہدایہ شاہد اس مدعا و مثبت  
 اس معنی است کہ مکذب آیات اللہ مثل مفتری علی اللہ روئے کامیابی نہ بیند بلکہ  
 در پس زانوئے حسرت نشیند: ❖

و بحیث آنحضرت منکر مامور۔ همچنین آیت دیگر است:۔ ولقد استهزؤا رسول  
 من قبلک فحاق بالذین سخر وامنہم ما کافوا بہ یستہزؤن قل سیروا  
 فی الارض ثم انظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین<sup>(انعام ۱۶)</sup> یعنی اے سید ولد آدم  
 سرور عالم قبل از تو بارسولان استہزاء کنندگان و بال تمسخر دیدہ و مرارت جزائے  
 استہزاء چشیدہ اند۔ بگوئے در دنیا بگردید و انجام مکذبین را بنگرید۔ اس  
 مضمون صداقت سخون در اکثر آیات بتیات مذکور و مسطور است کہ خلاصہ آئمہ  
 اس است کہ کسانیکہ با انبیاء پر خاش کنند پر وہ خود خاش کنند۔ ہلاک و ہمہ  
 خاک گردند رسوائے کوچہ و بازار و عبرت روزگار شوند مطابق سنت قدیم  
 خود رب و دود باسج موعود نیز الہام فرمود:۔ اتی مھین من اذ احاد اھانتک  
 کسیکہ اھانت تو نماید خدا اور اسوائے فرماید۔ بر حسب عادت مستمرہ و بر طبق خاص  
 اس وعدہ مشہورہ آنچہ خداے غیور باعدائے حضرت مہرور سلوک نمودہ بلوٹ  
 حیرت ناظرین و عبرت سامعین بودہ: ❖

(اول) پیشوائے فرقہ اہل اکدیث مولوی محمد حسین بٹالوی با حضرت اقدسؑ



تعارف قدیم میداشت و تخم مودت در دل خود می کاشت بر کتاب براہین احمدیہ حضرت  
تقریظ نگاشته و در آن نسبت خدمت دینیہ حضرت اعتراف کامل داشته بلکہ آن  
خدمت اسلام را بے نظیر قرار داده و بر جملہ کتب کلامیہ سابقہ فضیلت نہادہ۔  
وے چوں حضرت اقدسؑ دعویٰ مسیح موعود بودن خود را اشاعت داد ملائے  
مذکور را این خیال در سر افتاد کہ تقریظی کہ بر براہین احمدیہ نوشتہ ام۔ تار و پود عجیب  
برائے ردائے حضرت رشتہ ام۔ ایشان بوجہ آن در پندار افتادہ پایہ خود را بالاتر  
نہادہ اند پس آن ملا در غم و غصہ بدیں غایت رسید کہ چوں ما بر خود پیچید خاک  
در دیدہ مودت انپاشت و در جریدہ خود نگاشت۔ این کس (یعنی حضرت) تقریظ  
من نازیدہ و خود را بالا کشیدہ۔ من او را برداشتہ ام حالا بیز اندازم و کار دعویٰ  
اورا در ہم دبر ہم سازم۔ بعد از نگارش این گذارش کمر ہمت چست بست و  
بر راحلہ سیاحت نشست۔ صعوبت سفر گزید و از یک کنار ہندوستان تا بکنار  
دیگر و دید تاہر کجا ملائے بود فتویٰ کفر بجهت حضرت ازو حاصل نمود ویراں نیز  
اکتفا ناکردہ شرح مزید و تفصیل عجیب براں افزود کہ نہ محض این شخص بلکہ  
مُریدان او نیز بے دین اند و مستوجب نفرین اند۔ ہر کس کہ بدیشان خویشی جوید  
در پس کفر خود می پوید و آنکہ جواب سلام ایشان گوید غضب خدا بجهت خود می جوید  
الغرض این فتویٰ را اشاعت داد و در کل اطراف ہندوستان فرسواد۔ بزعم خود  
دانست کہ این حربہ سر رشتہ کار حضرت خواہد گشت مگر آن بیچارہ از کجا آگاہی  
میداشت کہ قبل ازین حسب ریل این سپاس عزت مرسلین چہ صدا برافراشت۔  
ولقد استعزئی برسئل من قبلک فحاق بالذین سخر وامنہم ما کانوا بہ

یستھڑون۔ داکنون نیز ملائکہ مقربین بجهت نائب خاتم النبیینؐ بر آسمان برس  
چہ ندائے رب العالمین را باواز بلند می سرایند۔ اتنی مہینے من ادا دا ہا منتک  
یعنی آنکہ اوطرح اہانت تو می اندازد غیبت من اور اخواری سازد۔

اے بادشاہ والا پائے گاہ! براشاعت آں فتویٰ مدتے نگزشت۔ کہ  
آں ملا از عسنا از خود محروم گشت ورنہ پیش از اشاعت فتویٰ چندان حرمت  
میداشت کہ ہر کس اور اعلامہ زمانہ می انگاشت در دارالصدر لاہور کہ مصر جامع آرا  
خیالان پنجاب و مرکز اولو الالباب است۔ چون اتفاق عبور اومی افتاد تا بد نظر  
ہر وضع و شریف بجهت احترام اور برپائی ایستاد و شہرت علم و کمال اور شنیدہ  
ووجاہت اور اور مسلمانان دیدہ مردم مذاہب دیگر نیز تکریم او واجب  
می شمردند و شرط تعظیم بجای آورند بہر جا کہ می رسید صدائے مرجعی شنید۔  
حتی کہ صاحب منصبان دولت انگلیس مثلاً نائب السلطنت ہند احترامش پذیرائی  
سلاش می کرد۔ اما بعد از شیوع آں فتویٰ بغیر پیدا شدن هیچ سبب ظاہری  
عزت اور روئے بجی نہاد و احدے در خدمت اونمی استناد۔ بالآخر ذبت ایہ  
رسید کہ ہر کہ و ہزارے روئے خود پیچید۔ بہاں فرقہ اہل الحدیث کہ اور ابہتقی وقت  
می پنداشتند۔ ادب و حرمت اور ابگذاشتند۔ ایں سخن از کسے نشیدہ ام بلکہ  
برای العین دیدہ ام کہ بیک بینی و دو گوش بار سفر نیمے در بغل و نیمے بردوش۔  
براستا سیون ریل ایں سود آتسومی دید و پشتش از ان بار گراں می خمید۔ در  
ہجوم مردم برائے حصول بلیت و اخزید۔ از یکے تنہ و از دیگرے دوش غور  
و از ان اثر دام عام بدقت تمام افغان و خیران جان بسلامت برد دریں حالت

در رخ و در و کسے پروائے حالش بخود :

بہمچنین در ربط الہ کہ مسقط الراس او بود۔ آنقدر خوار و بے اعتبار چشم عوام الناس  
 بود کہ اہل بازار ازو بیزار بودند و در دست او چیسے فروختن را انکار می نمودند  
 چرا کہ در خریداری چیزے اندک سخت لجاجت و رد و بدل بیش از حاجت  
 می کرد۔ چون محبت زربردش غالب بود در نفقہ و کسوت فرزند و زن مصنا<sup>نفقہ</sup>  
 می نمود۔ اقارب ہنجوں اجانب از رویت او می رسیدند۔ و خوئے بدش را دیدہ  
 دامن از ملاقات او می کشیدند۔ حتی کہ یک فرزند دلبند او از تنگدستی خود و  
 خستہ پدر تنگ آمدہ از دین اسلام برگشت و بخش نصاری داخل شدہ از  
 دین متین مرتد گشت۔ الغرض آل ملائے نامدار ہمہ آبروئے خود برباد داد و  
 در غمنا دمرسل رب عباد بر روئے خود در نجات کشاد۔ در دم و اسپین باناکا<sup>می</sup>  
 و نامرادی ہر قسم جان بداد و بر صداقت مضمون آیہ قل سید و اتی الارض  
 ثم انظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین مہر نہاد۔ فاعتبرہ وایا اولی الابصار  
 و نمونہ دیگر ہلاکت چراغ دین ساکن جموں است کہ خیلہ عبرت مشخون است۔  
 ایں کس در بدو حال با حضرت جبری اللہ ارادت میداشت و تخم موت  
 در زمین سینہ می کاشت۔ اما من بعد چوں سیلہ کذاب بدخوی اصلاح گردن  
 اقراخت و برخلاف حضرت رسالہ سچہ شائع ساخت۔ انجام کار چوں از  
 اشاعت رسائل مرادش دست نداد۔ دہن بجمت و علایے بد کشاد۔ و  
 خواست کہ آل دُعار اشتہر سازد و پردہ از کار خود براندازد۔ مضمونش  
 چنین بود کہ اے معبود! وجود این سیح موعود فتنہ از برائے دین اسلام و

باعث خوف خواص عوام است تو ایس را از میان بردار و زنده گذار۔ چرا کہ  
 مردم را می ترسانند۔ بحرفیکہ بر زبان می راند کہ طاعون بسبب انکار من نازل شد است  
 و زلزله متواترہ در نتیجہ تکذیب من بابل و نینوا اصل شد است تو بجهت اثبات  
 تکذیب او طاعون و زلزله را دور ساز و دشمن هر وضع و شریف پرده از روی  
 کذب او بر انداز۔ اکھاصل این دعا را نگاشتہ برائے چاپ زدن مطبع فرستاد  
 و مواخذہ آہی بے ہیچ درنگ غل گراں برگردنش نہاد۔ ہنوز کاتب نقش بردار  
 برسنگ نہ چسپانہ بود کہ ہماں طاعون بجانب عشرہ او توجہ نمود۔ اولاد و پسرانش  
 لقمہ دہان اجل گشتند و آن نجات برگشتہ را در سوز و گداز بگذاشتند بگذشتند پس  
 زن بد کردار آل نجار با یک فاسق ناسنجار روی فرار نہاد۔ و بر روی آل سوگوار  
 در فرقت و حرقت بکشتاد تا خود نیز در حسرت و اندوہ مبتلائے طاعون و بسان بلغم  
 بن باغور بر ثانی کلیم اللہ دعائے بد کردہ ملعون در گاہ خدائے بیچوں شد۔ بروقت  
 مردن شکایت باری بر زبانش جاری بود کہ خدا مرا بگذاشت و دشمن خود پنداشت  
 بر جملے کلمہ شہادت شہادت صداقت قل سید وافی الارض فانظروا  
 کیف کان عاقبۃ المکذبین ادا کرد و بر مرسل خدا دعائے بد کردہ ناردوخ  
 را برائے جان نا توں خود استعا کرد تا آل کسکہ داند داند و آل کسکہ نداند بداند  
 کہ مخالفت ماموران آہی ثمر تلخ بہار می آرد و بے کیف کردار نمی گذارد ۛ

علاوہ از چراغ الدین جہونی خیلے کساں بائیں مسیح مقابلہ و دعائے  
 مباہلہ کردند مگر دیر بازود در بطش آہی گرفتار گشتند و نامراد از سر دنیا گذشتند  
 منجملہ مولوی غلام دستگیر قصوری است کہ نگارش حال او دریں مقام بجهت

تنبیہ خاصہ عام از بس ضروری است آن نمود در گزیده احتیاط ملائمت مشہور و  
پیشوائے جمہور بود۔ برخلاف حضرت اقدس از خدائے تعالیٰ مابین صادق و  
کاذب فیصلہ بدعا خواست و صورتِ این معاملہ را با مبایہ آراست۔ در چنہ ماہ  
بمرض طاعون روئے ہلاکت دید و برائے مخالفان نمونہ عیبت گردید۔

ہم بریں نط شخصے از رجالِ قصبہ دولیال پر دہ مخالفت ساز کرد۔ و این  
حرف از زبان بر آوردن آغاز کرد کہ نسبتِ مسیح موعود مرا الہام شد است۔ و  
وراں الہام بدین گوئے اعلام شد است کہ تابست و ہفتم ماہ رمضان سنہ روان  
ہلاک گردد و قصہ او پاک۔ بہ نزدِ جماعتِ احمدیہ مکتوبے فرستاد و این  
کشف خود را در آں بروز داد کہ اگر تابست و ہفتم ماہ رمضان سنہ یک ہزار و صد  
و بست یک مدعی ماموریت ہلاک و سرش ہمہ خاک نشد و روزش باخبر  
نہ رسید و سلسلہ اش تباہ نگردد پس برائے برداشت نمودن سزائے ہر نوع  
استادہ شوم و برائے روسیاهی دارین آمادہ۔ این اعلان بواہیر  
مشاہیر آند یا مرقوم کردہ حوالہ جماعت احمدیہ نمود۔ ولیکن از مشیت ربانی  
اگر نبود۔ بحول اللہ تاریخ بست و ہفتم رمضان آن سال بخیریت بگذشت۔  
و مراد آن نامراد حاصل نگشت۔ اما چون رمضان سال دیگر بر سر رسید و قصہ  
آن الہم کذاب طاعون نمود اگر دید۔ حال او بدین نط شد کہ اول زوجہ او سقط شد  
من بچہ چون تاریخ بست و ہفتم ماہ روزہ رسید خود نیز داخل ہوا و گردید یعنی در ہما  
تاریخ کہ بچہ حضرت مقرر کردہ بود خود این جہاں را پدر و د نمود۔ و خستہ  
و عقب گذشت زیرا کہ اولاد نرینی نہ داشت و سرگذشت افسانہ گشت بخین امثال آنقدر

بسیار اند که از صد ہا در گذشتہ تا ہزار ہا در شمار اند۔ زیرا کہ چون ہزار ہا معاندین  
پیش دلائل نیرہ حضرت سپر انداختہ و ہوش در باختہ بدعا کردہ اند و چون ہم خود را  
مورد عقاب خدا نمودہ اند اما در سائر واقعات آنچه حیرت انگیز است۔ و نزد  
اہل بصیرت تعجب خیز است این است کہ باعث از یاد ایمان اہل یقین است۔  
منتقم حقیقی نشان ہلاکت و ذلت مکذبین را با انواع بوقلمون و اقسام گوناگون  
نمایان ساختہ۔ آنکہ ہلاک کاذبے در حیات صادقے معیار صداقت پنداشت  
خدا تعالیٰ باوے ہمیں معاملہ مرعی داشت کہ ہا دم اللذات در حیات آل صادق  
و مصدوق اور اہلاک و پیوند خاک کرد۔ و آنکہ مردن کاذبے را پیش از صادقے  
معیار صداقت ندید۔ بلکہ فریق کاذب را بمعیار مہلت در از یافتن سنجید اورا  
مسلمہ وار پروانہ مہلت رسید۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نمونہ این مثال  
و شاہد این مقال است۔ ایں کس چوں در مخالفت نائب خاتم النبیین از گلیم خود  
پائے بیرون نہاد حضرت اقدسؑ بموجب فمن حاجك فيه من بعد ما جاك  
من العلم فقل تعالوا ندع ابنائنا ونسائنا وبنائنا وبناتنا وبناتنا وبناتنا وبناتنا  
انفسنا وافنسكم ثم نبطل فنجعل لحنہ اللہ علی الکاذبینؑ دعوت مبارکہ  
داد۔ مگر او در مبارکہ سلامت جان خود ندید۔ ہذا روئے ازاں در ہم کشید  
حضرت ہر چند اورا بر سر غیبت آورد اما او دریں میدان پائے نیفشرد۔ حضرت

لے پس آنکہ با تو ایں پس کہ ترا علم رسید است دریں معاملہ حجت کند۔ بگو بیایند تا پسران خود را  
و شما پسران خویشین را و ما زنان خویشین را و ما مردان خود را و شما  
مردمان خویشین را طلب داریم باز ذاری کنیم۔ و لعنت خدا بر دروغ گو یان نائیم

وعلیٰ نوشتہ در روزنامہ شائع نمود کہ مستدعی فیصلہ سماوی بود و اعلان فرمود کہ ثناء اللہ را باید کہ لب بجلد بخشاید و این دعا را در جسدیدہ خود مشتہر نماید کہ کاذب در حیات صادق بمیرد تا جہاں از شر او اسایش گیرد۔

امام ولوی مذکور از نوشتن این حسنہ قطعاً فرار و روش دیگر اختیار کرد کہ من بایں کار تن نمیدہم و گردن زیر این بار نمی بنہم۔ بعقیدہ من این معیار را از انبیا صداقت نیست و پذیرفتن آن بغیر از حماقت نیست۔ زیرا کہ خدا کاذب را نیز مہلت می دہد و سن عمرش را در درازی می نهد۔ مسیلہ نہ مرو و مصطفیٰ جان خود بخدا بسپرد۔ چوں غلط بودن او صریح است۔ پس چگونه باور کنیم کہ این معیار صحیح است۔ بناءً علیٰ ہذا اعلان او این نتیجہ داد کہ خدا تعالیٰ حسب عقیدہ او سن عمر او را در طوالت نہاد تا مثل مسیلہ بعد از انتقال حضرت زندہ ماند۔ و بروز مصطفیٰ بر نقش پائے آقا سئے نامدار خود در حیات کذاب ثانی جنیبت عدم برقبہ آسمان بجماند۔

پس حیات ہر روزہ ملا ثناء اللہ امر تسری در خیرہ سری بر نظیر مسیلہ کذاب بودن یک دلیلہ است ساطع و ہر ساعت زندگانی او پر مثل مصطفیٰ بودن مسیح موعود برانے است قاطع۔ احاصل این دو تعالیٰ اہدائے آنحضرت را در ہر رنگ حسب آرزو سے خود شال ہلاک و رسوا گردانید است و بموجب عقیدت بکیفر کردار رسانید است۔ ہر آنکہ این معیار را تسلیم نمود کہ کاذب در حیات صادق روئے ہلاکت می بیند و فتنہ او از پائینند او شل او جہل پیش روئے صادق و مصدوق روئے ہلاکت دید۔ و آنکہ این اعتقاد و خویش را پیش کرد کہ کاذب

جہلت یافتہ در پس صادق زندہ می ماند او بسان میلہ کذاب بعد وفات آن <sup>جانشین</sup>  
 اصدق الصادقین زندہ ماندہ رسوائے جهانیان گردید و در میان دشمنان  
 آن ظل رسول - ہم مثال ابوہل عیان و ہم نمونہ میلہ نمایان شد و بجهت مسخ موجود  
 و مہدی معہود سنتہ بسنیہ درجہ فنا فی الرسول از حق آشکار و برائے ثبوت  
 آن در مکذبین تثلیث ابوہل و میلہ کذاب نمودار شد

و ایں امر نیز حضرت باری تعالی ثابت فرمود کہ ایں ہمہ سامان از تصرفات الہی  
 بود و ایں جملہ امور متضاد یعنی حیات یکے و وفات دیگرے کہ از پردہ خفا چہرہ کشود  
 ہرگز مبنی بر اتفاقات نبود و لو فرضنا اگر بر اتفاقات می بود ہرگز بروفق مراد و  
 حسب معیار مسلمہ بخود او روئے نمی نمود۔ علاوہ ازیں ہلاکت کہ در نتیجہ مباہلہ  
 یا دعا بدشمنان رسید است بطرق دیگر نیز زمرہ معاذین و مکذبین روئے  
 تباب و خسران دیدار است ❖

در زمانہ حضرت خدا تعالی عذاب گوناگون از آسمان نازل نمود و مردم  
 را در مصائب و قلموں مبتلا فرمود۔ حتی کہ از ہر نفس منفوسہ بے اختیار ایں  
 صدائے بلند شد کہ آنچنین تباہی و خرابی و بربادی و ویرانی قبل ازیں کے  
 برائے ساکنان سطح زمین باعث گزند شد۔

ایں مقام متحمل تفصیل آن نیست۔ زیرا کہ ذکر آن غیب از تطویل نیست  
 و آن قدر ایں امر ہوید است کہ ہر ملک و ہر قوم شاہد ایں مدعا است از طاعون  
 یا ہیضہ۔ انفلوئنزا یا ززلہ۔ قحط یا جنگ کہ ام ملک یا شہر۔ قریہ یا دہ مصون و  
 کد ام قوم یا قبیلہ یا فخر یا عشیرہ مامون ماند است۔



اجناس عذاب کہ دریں روزگار کافۃ الناس را حاصل شدہ و انواع عقاب  
کہ درین زمانہ بنی نوع انسان را حاصل شدہ بعضے انزال ہا میں طور ہم می بود  
کہ ہر کہ حضرت اقدس اہتائے بست حق تعالیٰ اور اہمال تہمت مبتلا و گرفتار  
می فرمود۔ چنانچہ ہر کہ گفت دعویٰ ارسجائی مبروص است خود مبتلائے برص  
شد و آنکہ از زبان بر آورد کہ مدعی مہدویت مہوہوص است خود گرفتار و مہوص  
شد و ہر کہ گفت کہ حضرت اقدس بمرض طاعون فوت شد یا وفات یافت اینچنین  
شخص بعد حسرت و نزاری بہیں نقد زندگانی باخت :

دکتر عبدالحکیم مغرور نسبت حضرت پیش خبری نمود کہ موت شان بمرض  
ذات الصدر خواهد بود۔ خود مرض سل ببرد و جان بمالک دوزخ سپرد۔ الغرض  
ہر کہ بر امور خدا افترا بست خود در آں روز بد مبتلا بنشت۔ آنچنان کہ آنقدر  
آیات قہر و غضب را خدا کے قہار بتائید مرسل خود آشکار فرمود کہ ہر کہ از تعصب  
و عناد خالی الذہن شدہ بر اں غور وافر نمود۔ اور ابر قدرت خداوندی و شدید العقاب  
بروش ایان کامل و یقین تام حاصل شد و تسلیم نمودن ایں حرف مجبور گردید  
و بے اختیار بحالت اضطراب ایں سخن از زبان او تراوید کہ حضرت اقدس بالضرور  
دعویٰ اموریت را استبازہ ورنہ سبب جہیت کہ حق تعالیٰ برائے ذات و  
ایں قدر غیبت نمود و اکھون نیز بکاری آورد و برائے مکذبین او اینچنین ثمرات  
تلخ بہار آورد و حالا ہم بہار می آرد۔

# دلیل ہشتم

(سجدہ ملائکہ)

از قرآن کریم ثابت است کہ خلاق عالم چوں ابوالبشر را پیدا نمود و ملائکہ را امر سجدہ او فرمود۔ سجدہ عبادتے است مخصوص بکبریا و آفریدگار و بغیر او پیش کسے سزاوار نیست۔ زیرا کہ بغیر او هیچکس مالک اقتدار نیست۔ خواہ کسے دارائے شوکت فخر یا صاحب عزت عظیم باشد۔ حتی کہ در پیش انبیاء و بلکہ بر اسرار و صفیا نیز روان نیست۔ الغرض هیچکس لائق سجدہ بخیر خدا نیست و محض ہمیں نیست۔ کہ سجدہ پیش غیر اللہ نادر است بلکہ سراسر خطاست گناہش عظیم و انجام کار و باش بس و خیم است و مرتکب آن از قرب خدا دور و از فضل خدا مہجور است پس از سجدہ آدم آن سجدہ مراد نیست کہ داخل عبادت است بلکہ مراد اذان محض اطاعت است و این سخن مردود و این عقیدہ بے گمان مطرود است۔ کہ در شرائع پیشینہ سجدہ لغیر اللہ جائز بود و در ازمنہ دیرینہ انسان پیش پایے اکابر خود سر بر زمین نیباز می سود و جبہ خود را با خاک می آلود۔ مگر شریعت محمدیہ آن را نادر و اقرار داد است۔ اذان باز این رسم بد از خدا پرستان براقداست لاریب سجدہ لغیر اللہ اذان اعمال نیست کہ در شرائع سابقہ گاہے جائز بودہ باشد و خدا آن را بغیر ذات خود برائے دیگرے امر فرمودہ باشد۔ بلکہ در نفس الامر توحید الہی مہوارہ اصل الاصول عبادات بود است و بیچ گاہ غیبت خداوندی شرک را بسند فرمود است در توحید آن وحید گاہے تغیر راہ نیافت است

بفضل محال اگر در ابتدائے آفرینش سجدہ بسوئے غیر خدا جائز بود و گاہے  
 خدا آن را یک غسل نیک تصور می نمود و بعد از مدت دراز حرام قرار داده و  
 نامش شرک بنهادہ شد۔ پس ابلیس پر تنبیس حق دارد کہ بر ذات خدا اعتراض آورد  
 کہ ہرچہ قبل ازین پیش فرست و کیاست من نار و ایو۔ انجام کار شذیت خدا را  
 بہاں اولی معلوم نمود و بہ ترک آن فعل ناروا ابرشاؤ فرمود۔ من ہم ہمیں عذر  
 می داشتم و مناسب می پنداشتم کہ سجدہ لغیب فی فعل بے جااست و پیش آدم  
 کہ غیر خداست۔ سرسودن و بینی بنجاک آوردن نارواست پس از من نشود کہ  
 خدا را گذاشتہ سر را مشرکانہ خم و سجدہ پیش آدم کنم و خود را در شرک رسوا  
 عالم کنم در نہ از سجدہ تو کہ خلاق منی مرا انکار و پیش در گاہ توجہہ سائی بر من  
 دشوار و بر سر من بار تہ بود۔ پس من بکدام دلیل مورد عتاب و سختی عذابم۔

الحاصل در هیچ صورت و در هیچ حال و در هیچ زمانہ سجدہ لغیر اللہ تہ جائز  
 بود و نہ جائز است و نہ جائز باشد۔ زیرا کہ در لغت عرب معنی سجدہ چنانکہ عبادت  
 است ہم براں نسق معنی اش انقیاد و اطاعت نیز است۔ صاحب لسان العرب  
 می نویسد: کل من ذل و خضع لما امر بہ فقد سجد یعنی ہر کس را کہ  
 بکارے حکم دادہ شود و او اذان کار سر نہ کشد بلکہ پیش او گردن ہند برآں کس  
 بچہت ادائے این معنی لفظ سجدہ اطلاق می یابد۔ پس معنی سجدہ درین آیہ  
 غیب ازین نیست کہ فرشتگان را حکم اطاعت شد و فرمان بردن ملائکہ بچہت  
 مردم این است کہ زمرہ ملائکہ در کار و بار ایشان امداد دہند و این حکم اعانت  
 برائے حضرت ابوالبشر خصوصیتے ندارد۔ بلکہ ہر پیغمبر کہ رو باصلاح امت

می آرد۔ فرشتگان را از درگاه خدا بر اعانت او حکم جاری گردد۔ بلکه اگر نسبت  
 شخصی ملائکہ را اینچنین فرمان داده نہ شود۔ آن شخص ہرگز مامور من اللہ نہ باشد۔  
 در سوانح حیات بابرکات مغفرت موجودات سرور کائنات علیہ الصلوٰات والتحیات  
 واقعات کثیرہ بنظر می آید و نقاب از رخ این عالمی کشاید کہ ملائکہ در کار روحنا  
 خدایہ اعانت داده اند و عقدہ ہائے مالا یخل را کشادہ اند۔ در غزوہ بدر  
 در دل کفار دہشت انداختند و مشت سنگ ریزہ دست مبارک را بادی صحر  
 ساختند ۛ

در جنگ احزاب صولت برود ہوائے شر آتش شر را ہر سردار کفار را  
 خاموش ساخت و خمیہ و تر گاہ ہر شریر شیطان نظیر را از پا در انداخت  
 چون زن یہودیہ از خبت باطن زہر در طعام کرد ملائکہ حضرت علی اللہ علیہ السلام  
 ازان اعلام کرد۔

فرشتگان بذریعہ حلالے قوانین طبیعی اظہار اطاعت انبیاء می نمایند و  
 گاہ از کار ہائے سر بستہ می کشایند۔ ایس جواہر مجرودہ بجهت اسباب طبیعی سبب  
 و نخستین محرک قوائے باطنی ہیں اند۔ پس در آن مواقع کہ ما بین پیغمبران و مسکوران  
 مقابلہ یا مقابلہ پیش می آید ایس زمرہ ارواح طیبہ در نصرت پیغمبران قوانین طبیعی  
 را در تائید ایشان می نگاہ دارند ازین جهت است کہ اگر چه اسباب ظاہری را دای الہی  
 یکسر مخالف حالات انبیاء بنظر می آیند ولیکن در انجام کار نتائج مفیدہ در حق حضرت  
 ایشان می برابند و بہاں نتائج مفیدہ دلیل صداقت و وجہ ثبوت رسالت می  
 و عقلا آن نتائج غیر مسترقبہ را دیدہ و محیرت می گردند ۛ

این اعانت ملائکه منجانب الله حضرت مسیح موعود را اعلیٰ الوجهه الاتم حاصل بود.  
 و یوماً فیوماً نصرت و یائید شان می افسند و در این کار کھنان کبر یائی و زنا یید آں  
 برگزیده بارگاه عتس با نواع گوناگون و به اسباب ترقیات و قلمون آنچه از شکلات  
 و معضلات پیش می آمد همه را رفع می نمودند و ظلمت و کدورت از آئینه روزگار  
 شان می زدودند. قوانین طبیعی را بعمل می آوردند و جمله مزاحمت از پیش  
 می بردند و قضا را بشی در اطاق خواب حضرت چند سلم و چند بنود مشغول استراحت  
 و سرگراں از نشسته خواب غفلت بودند که بیک ناگاه چشم مبارک حضرت اقدس  
 باز شد و در خاطر مقدس یک اضطراب خاص آغاز شد که همانا شهتیر بام اراده شکستن  
 و سقف خانه بنائے از پاشستن دارد و لیکن در ظاهر حالت تیج علامت پدید  
 و تیج اثر شکستگی در و دیوار و فردا قتل سقف و بام نمودار نبود. البته یک  
 تاک تک خفیف بعد تامل فراوان بگوش می رسید که گویا یک کرکات بس  
 ضعیف چوب را با هستگی می برید. آن بختیار بخت بیدار آنجمله را که اندر آن خانه  
 بودند بیدار ساخته فرمودند. بدرتازید و خانه را پر وازید. مگر آن گراں سال  
 خواب گراں بر سخن حضرت قدرے پیچ و تاب خوردند و بر قلبه و هم گمان بردند.  
 هوشیار ناگشته باز بے هوش و از نشاء النوم و الخمولت مد هوش شدند مگر بعد یک ساعت  
 حضرت از راه ترجم آن آفت بر سر رسیدگان را هوشیار ساختند تا طوعاً و کرهاً از آن  
 اطاق بدرتاختند و گله آغاز نهادند و لب بشکایت کشادند که محض بر بنائے  
 توهم در آسایش با غلغل انداخته و خانه را پر واخته اند. حضرت اقدس را خاطر آگاه  
 آگاه ساخت و خدا در دل ایشان انداخت که سقف خانه محض در انتظار

برآمدن من بر جا و من منزل بالاتا خروج من بر پاست۔ ہمیں کہ از اطاق پائے  
بیرون ہم بیچ درنگ سقف از پائے نشیند و بام سرار و سستی بند۔  
ازیں حیرت جملہ تن دادگان خواب نوشین را بیدار و ہوشیار ساختہ حکم حکم دادند  
تا از زیر سقف بیرون روند و از خانہ بدر شوند۔ پس از خواب گاہ قدم برداشتند  
ہمیں کہ بر زمین گذاشتند سقف اطاق بیزیر نشست و بر سطح زمین نقش بست  
حاضرال چوں آل حالت غیب متوقع دیدند انگشت بدن ان گزیدند۔ محو حیرت  
و ممنون احسان حضرت شدند کہ بطفیل وجود ایشان زندگانی از سر و لباس حیات  
تازہ در برگرفتہ اند۔

ہمچنین شافی علی الاطلاق در بعض حالت امراض در عالم مکاشفات بعض  
ادویہ را بصورت انسانی متمثل ساختہ پیش روئے حضرت می فرستاد تا آل دوا  
از نام و نشان و خواص و منافع خود آن میحاکمے علی زمانہ را خبر میداد و بر ظاہر  
است کہ جملہ ادویہ از اقسام اجسام بے ارواح است متمثل ساختن آن بپیکر  
انسانی کار فرشتگان روحانی است کہ کار تاثیرات و خواص ادویہ در ذمہ بہت  
ایشان توکیل و منافع و مضار را شیاء و در دست ایشان تحویل است چنانچہ  
یک بار آنحضرت بیمار و سخت ناچار شدند۔ از استعمال ادویہ یونانی و دکووری  
بیہنج فائدہ دست او طبیعت یضعف و ناتوانی روئے نہاد۔ در حالت مکاشفہ شکل  
بصورت انسان نمودار و از عالم مثال آشکار شد حضرت در آن حالت بجانب  
روئے او دیدند و نامش را پرسیدند۔ عرض کرد۔ " خاکسار پیپرینٹ " چوں  
سر از بالین خواب برداشتند۔ دوائے پیپرینٹ طلب داشتند۔ از استعمال آن

شفائے عاجل و اصل و صحت کامل حاصل شد۔

بارہا اعدا بر قتل آل جانشین مصطفیٰ مردم را فرستادند و وعدہ کئے زر کثیر دادند و مبلغ خطیر در انعام نہادند۔ اما یا قبل از رسیدن آل بد سگالان حضرت را از خداوند منعام اعلام و نسبت ایشان الہام می شد یا کافی المہمات مثل کفار بد و دل آل گروہ رعب می افکند و سببہ پر کینہ آن اندیشان از دوسو سالہ اس می آگند و اکثر بر جائے قتل کردن خود مقتول یعنی بسان سیدنا عمر بردست حضرت اقدس تو کہہ پیش در گاہ ربانی مقبول می شدند تا یک حالت خرق عادت ہویدا می گردید و وعدہ و اللہ یصحبکم من الناس با سجا ز می رسید۔

از جملہ نشانہائے عظیم الشان اعلان حضرت اقدس متعلق انتشار و بطاعون است کہ خیالے عبث مشحون و اعجاز مقرون است۔ انشاء اللہ آئندہ بیان و تفصیل آل عیان گردد کہ چگونہ مطابق پیش خبری حضرت آل مرض مہلک نمودار و چسبال موافق اعلام صورت مرگامرگی عام دریں دیار پدیدار گردید۔ اسحال محض صورت یک مکاشفہ می نگارم و کیفیت یک پیش خبری در معرض بیان می آرم کہ حضرت آفریدگار طاعون الیم را در پیکر یک پل جسیم و صورت دژ خیم بعالم رویا بر مامور خود ظاہر ساخت کہ انسان از رویت آل شکل مہیب زہرہ می باخت۔ و دیدند کہ در اطراف عالم می تازد و بہر جانب طرح تباہی می اندازد و در ہر جا شور شہا انگیختہ و خونہار بختہ در پیش روی حضرت بادب می نشیند و فروتنی می گزیند و تاویل ایں رویا ایں بود کہ ملائکہ طاعون را حکم بتائید حضرت اقدس دادہ شدہ است۔ چنانچہ در تائید ایں رویا الہام آہی بدیں گونه

نزول اجلال آراست کہ ”آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے“ یعنی  
 آتش غلام ماست بلکہ غلام غلامان ماست و حضرت اقدس اعلان دادند و  
 در اطراف ملک اشتہار فرستادند کہ حق تعالیٰ بر ما ہویدا نمود است و بشارت ہذا  
 القافر مود است کہ پیروان جماعت ما نسبتاً از بلائے و بائے طاعون مامون و  
 سلامت مقرون باشند۔ در سنوات آتیہ واقعات خطرناک پیش آیند و موکلان  
 و باجان مردم را ربایند۔ اگرچہ در جماعت نیز بعض حادثات روئے نماید مگر  
 آہنا ہماں طور باشند۔ چنانکہ در عہد مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مقابلہ  
 کفار بعض مسلمانان شہید می شدند اما کفار بہ نسبت مسلمانان خیلہ بیشتر می مردند۔  
 و ہمچنین اعلان فرمود کہ نسبت بہ دیگر قُرُئے و امصار قادیان از طاعون  
 دارالامان باشد و کمزکب تیز این مرض جانگزا مثل دیگر مواضع نقوش نفوس  
 ایں قریہ را چوں حروف غلط از صفو بیوت بکلی نہ تراشد و بسیار سے از قصبہ  
 چوں کف دست ویران گردد مگر مدیسیج آبادان ماند۔ خاصہ در دولت شہر  
 مسیح قطعاً حادث طاعون رت نگیرد حتی کہ موشکاک کو ہم نمیرد۔

بعد از اشاعت ایں اعلانات آتش طاعون آبخنان شہرہ شہرارت و رخانہائے  
 بلاد ہندوستان بر سخت کہ دو دو آہ از دو ماہنہا برانگیخت۔ در ہر سال چند لاک  
 نفوس ہلاک شدند۔ مگر با ایں ہمہ جماعت احمدیہ ہر کجا کہ بود حضرت حق تعالیٰ  
 فرمود حضرت اقدس نظر بر فضل خدا گماشتند و جماعت را از عمل تلقیح طاعون  
 بازداشتند۔ دکتوران زمانہ با ہم متفق شدہ عمل تلقیح را ہیستہرین علاج قرار  
 دادند۔ لیکن کار گر نیافتہ ناچار بر غیر مفید و روش قرار دادند۔ ازین جماعت



سعد و گچند کہ ہر انگشت توان شمرد در آن و با بگردند باقی بحول اللہ و قوت باد جو  
 حملات متواترہ آن آفت جان بسلامت بردند۔ چوں دیگر طوائف انام در ہر  
 از و ہام این وبائے عام جماعت احمدیہ را مامون و معصون دیدند و رد دل  
 اندیشیدند کہ جز ثومہ این و یا چرا از خون این گروہ پر شکوہ باز نمی ماند و بدیگر  
 گزندی رساند۔ ہزار ہا زن و مرد بمشاہدہ این حال حیرت مال گوشہ تعصب  
 بیک گوشہ نہادند و دست ارادت و دست حضرت دادند۔ بلکہ تعداد کثیر  
 این جماعت آن فرہندگان ایزدی ہستند کہ این نشان در نشان بدیدہ بصیرت و  
 ایمان آورده و عیال و اطفال خود را بسان ذات خود بعلامی این سلسلہ پیوندا  
 آئے این صیانت یک امر حیرت انگیز و کار تعجب نیز است کہ جراثیم طاعون  
 از کجا آگاہی یافت کہ از خون این جماعت روئے باید بر تافت و در رگ ریشہ  
 اندام منکرین بجزب مقتضای قوت الکترسی باید بشتافت۔

آخر آن کہ یک حقیر منکران مسیح موعود را چونہ بشتافت کہ در ہر حملہ ہزار ہا  
 نفوس را از پا و انداخت و آل جرم صغیر خرد بینی را کہ خبر داد کہ ما بین مومن  
 کافر فصل باید نہاد۔ چنانچہ خیلے نادر بود کہ این بلا از جماعت احمدیہ گسار و رد بود  
 تا چند سال علی التواتر وبائے طاعون با وجود تکاثر در ملک نمودار و مرگامری  
 عام پدیدار گشتن و افراد جماعت مانبتاً محفوظ از صحت و تندرستی محفوظ ماند  
 و دیگران را بروز سیاه نشاندن ظاہری نماید و رنگ ریب از آئینہ یقین  
 می نہ واید کہ ملائکہ بفرستے رویائے (آتش غلام باست بلکہ غلام غلامان است)  
 جراثیم طاعون را در نصرت حضرت و خدا م حضرت مامور داشتند و آن حیوانات

موزیہ را برائے گزیدن یقین ندارند گان می گماشتند تا آن گروه یفعلون ما  
یو صرون حق اطاعت آدم ثانی ادا میکردند۔ زیرا کہ خدمت تائب مرسلین بر ذمہ  
ملائکہ مقربین قرار یافت است ۛ

در قادیان این بابائے جان رب نسبت بامصار دیگر کمتر روئے نمود و  
بر ذمہ سندفع و از قصبہ مرتفع شد و در مقامات دیگر زیادہ از دہ سال دما  
از روزگار زن و مرد بر آورد و بسا خاندانہا را در خاک بسپرد و بہ شبستان  
عصمت یعنی بیت الشرف حضرت عجب ثناء اطاعت از ملائکہ بطور پیوست  
کہ ہر تنفس نفل حمایت الہی نشست۔ با وجود حملہ ہائے پیالہ سہ سالہ در قریہ  
جوار دولت سرا و مسجد اقصیٰ در بعض بیوت ہنود عنود و کاشانہ ہائے مسلمانان  
یہود سیرت اموات طاعون واقع گردید کہ نوبت بخانہ دیرانی رسید۔ اما در  
بیت الرسالت کہ متجاوز از صد نفر در آن سکونت می داشتند۔ با وجود یکہ طبقہ  
پائین و منزل زیرینش را چندان قابل صحت نمی پنداشتند۔ محض ہمین نیست  
کہ در آن مکان ہیئت بنیان موت واقع نگردید۔ بلکہ بجان موش نا توان ہم  
ندرمہ نہ رسید۔ حالانکہ طاعون در جائیکہ بار خود می کشاید۔ اولاً ہوش از جان  
موش می رباید۔ الغرض این نشان در خشان موجب ازدیاد ایمان است کہ اگر  
ملاء اخسے بر نصرت مامورین اللہ مامور نمی بودند این واقعات حفظ دامن  
چساں روئے می نمودند۔ زیرا کہ امور طبیسیہ تحت تصرف بیچ شاہنشاہی و  
فرمان پذیر یاسچ کجکلا پیے نیست ۛ

دکتران طب جدیدہ و اطباء طبابت قدیمہ کہ شب و روز اعتیاد طبابت

بعل می آرند و قوانین حفظ مآل تقدم را ملحوظ میدارند۔ همواره در جستجوی علل کافیه می گشتند باز هم صید این بلائی بیدرمان می گشتند۔ مردم رستاقات که از اصرار و قسرت دور در صحرائی پر فضا سکونت میداشتند بپس نفع ازال آب و هوای روح افزا برنداشتند۔ بلکه کسانے که بر تلقیح ماده طاعون منجانب دولت انگلیس مقرر بودند و مردم را بر تطعیم این ماده آمادہ می نمودند۔ از طاعون مامون نماندند و دست از زندگانی برافشانند۔ اما آنانکه حریم دار الحکومت را ماموی و ملجائی خود ساختہ بودند۔ دل خود را از غم این دیار پر داخه بودند بآنکه تن ب تلقیح دهند یا بازو پیش تطعیم نهند و یا آنکه خیمہ از شهر برکشند و بردان صحرا بزنند و یا آنکه رعایت سامان حفظ الصحت نمایند و باب حفظ مآل تقدم بکشایند از حلقہ این قباہوش باور حرکت نکنند چایت آہی سر بالین راحت گذاشته می بخودند حتی کہ یک حیوان بے زبان نیز در آستان میمنت نشان اندران سالیان هولناک بفضل ایزد پاک اثر مرگ قبول ننمود۔ حالانکہ تعداد سکان آن دارالامان بہ نسبت سکنہ ممکنہ دیگر در آن اوقات از صادر واردیو مافیومی افزود۔ بلکه در آن آوان خیمے مردمان غیر ملت آن امن و امان این مکان را دیدہ استدعائے بجهت رایش می نمودند و متحیی بودند تا جائے پائے نهادن در آن سر بیدست آید و گرہ از خاطر مستمندشان بکشایند۔

اگر در قادیان طاعون حلقه می آورد و یا نمی آورد۔ در خانہ های قرب جوا بلکه ملحقہ دیوار بدیوار جان مردم را می برد یا نمی برد یکس معترض راحی این سخن حاصل می شد کہ آنچه روئے نمود امر اتفاقی بود۔ مگر قبل از رسیدن این بلائی

و پائے جان ستائے موش ربا دعویٰ خود شائع نمودن و لب بایں گفتگو کشودن که  
 ملائکه در تائید و نصرت ماطوق غلامی در گلوئے طاعون انداخته و آتش را غلام  
 غلامان ماساخته اند) و باز بر حسب دعویٰ و مطابق پیش خبری و پائے طاعون در  
 قادیان نمودار گشتن و در خانان هم سایگان قریب مرگامرگی پدیدار گشتن و  
 بر طبق پیشگوئی انسانے بلکه حیوانے را در خانه خردمند مطلق در بنجاندن حتی که  
 جسته نالتوان آمواده پذیرائی مادی طاعونی یعنی موش را نیز ایدان رسانیدن برائے  
 ارباب فهم و فراست و اصحاب قیاس و کیاست ثبوتے است الظہر من الشمس ابن  
 من الالاس کہ خدائے و دود ملائکہ را حکم حکم کشی مسج موعود داده بود و بار فرمان  
 فرمانبرداری آنحضرت برگردن قوائے روحانیہ بنماده بود و امر بر نصرت و حفاظت  
 و تاکید بر تائید رفته بود ازین جهت اسباب طبیعیہ کہ تحت تصرف جواهر مجرودہ اند و تشدید  
 مراسم صیانت و حفاظت مزدور دارکاری کردند۔

مؤید بودن قوائے روحانیہ و تشدید بودن اسباب طبیعیہ در امور آل مامور از  
 واقعات کثیرہ و ساختات خفیه بہ پایہ ثبوت می رسد اما برائے یک فطن لیب  
 امثلہ مذکور کافی و بجہت نامل فرمودن یک کتیس اریب بس دافی است زیرا کہ  
 ازان بر خاطر یک طالب رشید حقیقت مہجرات الخ و ماہیت خوارق عادات  
 لایح می گردد و آل پادشاہ والا جاہ تواند فہمید و بمیزان کیاست خدا داد  
 خود تواند تجسید کہ ہر کہ را اینچنین نصرت خدائے ذوالجلال شامل حال و از فضل خدا  
 حال او برین منوال باشد۔ کے کاذب تواند بود و گنجابر خدا افستہ تواند  
 نمود۔

# دلیل نهم

(انکشاف علوم سماویہ)

دلیل نهم بر صداقت حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ آن ہم شامل بر خلیہ  
دلائل است این است کہ بقدرت کاملہ خود بر حضرت اقدس فتح ابواب آں علوم  
فرمود کہ حاصل کردن آنہا از مقدرت انسانی بالاتر است۔

آرے غرض بعثت مرسلین ہین است کہ مردم را تا آں سرچشمہ زندگانی برسانند  
کہ بغیر سیراب گشتن از ان حیات روحانی برقرار نہ تواند ماند۔ یعنی بنی آدم را  
با حضرت احدیت کہ منبع ہمہ زندگی ہا است تعلق حاصل آید و این نعمت عظمی  
بدون حصول روحانیہ دست نہ دہد۔ قرب حق ہماں مرد کامل را میسر می آید۔ کہ  
معرفت کامل اورا حاصل شود و ذرائع تقرب الی اللہ را نیک بداند و حق جل و علا  
سجانب باریک دربار یک علوم صفات خود اورا رہنمائی کند و ہماں فرد الافر  
بر امور روحانیہ مردم را رہبری تواند کرد کہ حظ دانش از ان علوم داشته و  
بہرہ متکاثر از ان رسوم برداشتہ باشد۔ پس مادامیکہ کسی حصہ کامل از علوم  
نامحور و الہی در نیابد و حق تعالی تربیت علمی او نہ فرماید۔ دعوی ماموریت او  
روئے قبولیت نمی بیند پس ہر گاہ بر صداقت دعوی مسیح موعود بدین معیار  
نظری نگاہ کنیم و می بینیم کہ بر حضرت شاہ حق تعالی کہ ام کرام علوم و انوار است  
در تہ آن کہیم دارو است :- و علما آدم الاسماء کما یعنی علام الغیوب

الہیہ  
 آدم را علم جمیع صفات خود بخشید و ظاہر است کہ جمیع اقسام علوم و در ذیل علم صفات  
 می آید۔ زیرا کہ حقیقت معرفت الہی جز این است کہ علم صفات الہیہ بصورت مشاہدہ  
 حاصل آید :

و این علم بہر مامورے کرامت کردہ می شود۔ چنانچہ حق تعالی نسبت حضرت  
 لوط علیہ السلام می فرماید :- وَلَوْ طَأَّ اثْنِیْنَاهُ حَکْمًا وَعِلْمًا (انبیاء رکوع ۵)  
 و نسبت داؤد و سلیمان علیہما السلام فرماید :- وَلَقَدْ اَتَيْنَا دَاوُدَ وَ سُلَیْمٰنَ  
 عِلْمًا (نمل ۳۶) و نسبت حضرت یوسف علیہ السلام فرماید و لما بلغ اشدَّ اَنتِنَاهُ  
 حَکْمًا وَعِلْمًا (یوسف ۳۶) و نسبت حضرت موسی علیہ السلام می فرماید :- و لما  
 بلغ اشدَّهٗ و استتوی اَنتِنَاهُ حَکْمًا وَعِلْمًا و کذلک بخدی المحسنین <sup>۲۴</sup> رقت  
 و نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود است :- و عِلْمُکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ و کَانَ  
 فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا (نساء ۱۴۶) یعنی حضرت ایشان را علمے آموخت  
 کہ پیشتر معلوم ایشان نبود۔ و باز در ضمن تعلیم این دعا کہ رب زدنی علماً (طلعه)  
 اظہار وعدہ آموختن علومے دیگر ہم فرمودہ۔ پس ازین آیات ثابت شد کہ حق تعالی  
 ہر مامور من اللہ را علمے خاص کرامت می فرماید۔ چنانچہ ہر قسم علم بحضرت مسیح موعود  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم ارزانی شد۔ فرق صرف یہی است کہ ماموران گذشتہ را  
 از حق تعالی بطریق مہبت محض علم باطنی دادہ می شد۔ ولیکن مسیح موعود را  
 حضرت باری بہ اتباع مطاع و آقائے خود علیہما الصلوٰۃ والسلام علم باطنی و  
 علم ظاہری ہر دو بخشید یعنی ہم علم روحانی ارزانی فرمود۔ و ازین ہر دو آنقدر  
 بہرہ وافر بخشید کہ لا مثل الہ و لا نظیر۔ چنانچہ نہ در نفس علوم باطنیہ مسیح پس را

یارائے مقابلہ اوست و نہ در بیان کردن آنها تا ب معارضه اولاً انموده از کیفیت  
 علوم ظاہریہ حضرت ابیانی می سازم۔ این اعجاز علم ظاہری قبل از مسیح موعود علیہ  
 حق تعالی محض بذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ساخته بود کہ نظیر آن در انبیا  
 سابق یافتہ نمی شود۔ در بارہ آن وحی الہی کہ بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نازل  
 کردہ شد حق تعالی میفرماید: و ان کنتم فی شک من ربنا فاعلموا  
 بسورۃ من مثله و ادعوا شہداکم من دون اللہ ان کنتم صادقین -  
 (بقرہ رکوع ۳) یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بگفاریگو اگر شمارا در بارہ این کتاب  
 خلیانے پیدا شدہ پس عبارتے کہ ہر نگاہ کہ ام یک سورہ قرآن کریم باشد  
 پیش کشید و بجز خدا تعالی مدد گاران و بزرگان خود را بطلبید مگر آگاہ باشید  
 کہ شمارا بریں کار ہرگز دسترس نخواہد بود۔ دریں آیہ خدا تعالی قرآن کریم را در جملہ  
 اقسام محاسن بے نظیر قرار داد است کہ منجملہ آنها یک حسن ظاہری اوہم است  
 بر فصاحت قرآن کریم در بعض دیگر مقامات نیز حق تعالی بندگان خود را متنبہ ساختہ  
 است۔ کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر (ہود) این  
 کتابے است کہ احکام آل را بر اساس محکم احکام دادہ شدہ است و باز آنها را  
 چنان داشتگاف و آشکارا در سلاک بیان در کشیدہ کہ کمال بے نظیری و بے شکی  
 رنگین و آراستہ است از طرف خداے کہ حکمتہائے او را نہایتے نیست و از  
 واقعات باخبر است۔

یعنی حکیم بودن حق تعالی میخواید کہ کلام اوہم حکیم باشد و خیر بودنش و ا  
 می نماید کہ از آنجا کہ او خبیری دارد کہ زمانہ علمی بر سر رسیدہ است بنا بران

ضرورت اظهار معجزات علمیه است. لهذا زبان قرآن کریم را هم بطور اعجاز مفصل ساخته است که او خود توضیح مطالب خودش می فرماید و خود بر خوبیهای خود شایسته است.

از آنجا که مجید و قرن چهاردهم مثل بدر کامل منظر اتم شمس الانبیاء است و تمیز رشید و چهره افروز از نور خورشید و الصلحی است. بنا بر آن حق تعالی ذات او را هم از فصاحت محمدیه بهره وافر داد است و در کلام او اثر همان اعجاز و دلیعت نهاد است. در صدر مذکور شد که حضرت اقدس در پنج درس گاه اعلیٰ ملکی یا تلی تحصیل نمود است و نه پیش هیچ فاضل کامل زانوی تلمذ فرمود است. البته در بدو حال یک معلمی را که از علوم رسمیه فی الجمله خبیر بود. والد ماجد ایشان برای تعلیم ایشان مقرر فرمود تا سرسری برضاب درسیه که بحیث صحبت مجالس بر آنجا شرفالازم است عبور بهم رسانیدند و نیز حضرت ایشان را پنج گاه اتفاق سیاحت خطه عرب یاد دیگر محاکم ازین قبیل نه افتاد و نه در شهر سکونت میداشتند که زبان سکته آنجا تازی باشد. آن قدر استعداد که یک انسان از زبانش ستاقت حاصل تواند کرد. طبع آنحضرت را حاصل و آن مایه سواد عربیت که از خواندن چند کتب دست دهد بذات والا و اصل بود.

اما چون آنجناب تقدس مآب بدعوی ماموریت برخاسته و طلیس اصلح کافه الناس برودش مبارک آراستند نخست از همه نگاه حساد بر این حالت افتاد و زمره اعدا چشم بدین جانب کشاد که شهرت باید داد که این مدعی ماموریت از زمره علمای نیست بلکه صرف لیاقت مرزایانه می دارد که در نوشتن و خواندن اردو



فی الجملہ مہارتے ہم رسانید است۔ چوں مردم بعض مضامینش را در جرأت دیدہ  
 پسندیدہ اند۔ ازال گمان بردارست کہ من ہم چہیکنہ ہستم و گردن بہ دعوائے  
 ماموریت افراشت است و از آنجا کہ از علوم عربیہ دستگاہے ندارد۔ لہذا  
 رائے او را موردین قابل پذیرائی و حرف او در غرض شنوائی نیست و این اعتراض  
 را در ہر مجلس و در ہر جلسہ شہرت دادہ می شد و مردم بے خبر را در بدگمانیہا  
 انداختند۔ مگر این الزام از سرتاپا محض اہتمام بود کہ ذات حضرت سواد عربیت  
 ندارد۔ زیرا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام را بر کتب درسیہ متداولہ رسمی  
 عبور حاصل بود۔ البتہ این سخن راست است کہ دستِ عالمی نامور علمائے فضیلت  
 بر سر اقدس نہ پیچیدہ بود و نہ سند تحصیل علم ہیچ مدرسہ مشہورہ بذات گرامی صفات  
 رسیدہ بود۔ ازین جہت نہ در شمار فضلا محسوب و نہ در قطار علما منسوب می شدند  
 چوں این اعتراض در اقطاع ہندوستان اشاعت یافت و مولویان عناد  
 پیشہ گاہ و بیگاہ انجمنین سخنہا را شہرت دادن آغاز کردند۔ خداے تعالیٰ در  
 یک شب مامور خود را چہل ہزار مواد لغت عرب دفعۃً واحدۃً تعلیم داد۔ و  
 این مجروحہ عطا فرمود کہ در زبان عربی سبین کتابے فصیح و بلیغ تصنیف فرمودند  
 و جہانے را حیرت بر حیرت افزودند و ملہم سداد وعدہ داد کہ در کلام تو انجنان نام  
 فصاحت و التیام بلاغت باشد کہ علماء را معارضۃ آں نامکن گردد اگرچہ احدے  
 از ایشان برائے حصول این مدعا گردد ہمہ عرب و عجم بگرد پس حضرت اقدس را بہام  
 ربانی مضمونے بزبان عربی تخریر نمودند و با کتاب آئینہ کمالات اسلام شائع فرمودند  
 و علمائے دیار و امصار را برائے معارضۃ آں دعوت دادند۔ اما ازینچ سوئے

ہوئے برخاست و ہیکس در معارضہ خود را نیا راست و حضرت ایشان در قفا  
 یکدیگر متجاوز از بست کتب در عربی نگاشتند و پیش روئے علماء گذاشتند۔  
 بلکہ بعض بقدرہ ہزار کلد را انعام نہادند و علمائے ملک را صلوائے عام دادند  
 اما چنان سر رشته ہمت ہر یکے گسست کہ یکے ہم جواب آن نگاشتن نتوانست  
 بلکہ بعض کتب در مقابلہ بعض اہل عرب ہم نوشتند و ایشان نیز از معارضہ آہنا  
 عاجز آمدند و پشت دادہ راہ فرار اختیار کردند۔ چنانچہ ایک کتاب بے مقابلہ  
 سید رشید میرزا دیر المنار نیز تصنیف فرمودہ مدیر مذکور را برائے معارضہ  
 آن مخاطب نمود مگر اوتاب مقاوت نیاوردہ سپرانداخت و ہمچنین بعض  
 دیگر اہل عرب را دعوت مقابلہ دادند مگر کسے را جرأت پیدا نشد ۔  
 علمائے ہند بدین الفاظ صاف نسبت عجز خود اعتراف نمودند کہ ایں کتب  
 تصنیف طبع حضرت ایشان نیست۔ بلکہ بعض عرب را پنهان از انظار مردم  
 پیش خود داشتہ و تصنیف شاں را تصنیف خود شہرت دادہ اند۔ ازیں اعتراض  
 بحال وضاحت ہو پدا شد کہ ایشان ہم بر کمال فصاحت و بلاغت آن کتب مقدمہ  
 قائل بودند۔ اما دریں دہم افتادند کہ خود ذات حضرت مصنف ہمو کتب نتواند بود  
 بلکہ دیگر مردم نوشتہ بحضرت اقدس می دہند۔ آں سلطان القلم بجهت ابطال  
 ایں مقال اعلان دادند و اشتہار فرستادند۔ شما ہم بجهت معارضہ من از علماء  
 عرب و شام مونت جسته اینچنین کتب تصنیف کردہ بیارید۔ مگر باوجود تحریص  
 متواترہ و تحریک متکاثرہ رگ حمیت احدے نہ جنبید و ہیکس از درون شہستان  
 بر سر میدان معارضہ نخر امید و آں جملہ کتب تا ایں زمان لا جواب است۔

### فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ ❖

علاوہ از تصنیف این کتب یکبار از جانب جناب کردگار آں جری اللہ  
فی صلہ الانبیاء را الہام شد کہ ارتجالاً یک خطبہ مغنیہ در زبان عربی بر سر  
محراب و منبر علی رؤس الاشہاد بخواند۔ یا آنکہ پیش از ان حضرت ایشاں پیچ گاہ  
در زبان عربی تقریرے نہ کردہ بودند۔ روز دیگر کہ عید اضحیٰ بود۔ بنا بر این الہام  
بعد از دو گانہ نماز عید بر سر منبر استادند۔ و زبان بخطبہ عربی بکشاوند کہ سلسلہ  
آں طو لے کشید۔ و حیرت مستمعان بانہما انجامید۔ آں خطبہ الہامیہ چاہندہ  
در دست مردم است کہ ہوش عرب و عجم پیش سلاست و بلاغت او گم است  
ہر کہ خواہن اسرارش نظر می اندازد۔ در لہجہ حیرت فرو ماند و بے ساختہ کلمہ  
تسبیح بر زبان راند ❖

این معجزہ علمی از قبیل معجزات بینات است کہ با چند وجہ فائق تر از دیگر  
اصناف معجزات است زیرا کہ (اولاً) بر معجزات کہ اثر آں در دل و چشم  
بینندگان محدود باشد خیل فوقیت میدارد (ثانیاً) زمرہ معاندین نسبت  
لا نظیر بودن آں ناچار حرف اقرار بر زبان می آورد (ثالثاً) این معجزہ تا قیام دنیا  
باقی بماند و چشم بصیرت را فور برساند و انشاء اللہ المستعان این خطبہ بہ تباع  
قرآن مجتہت سرکوبی مخالفان تا قیام قیامت قائم باشد۔ الغرض این نشانے  
است با استحکام در دشتی را باوے التزام ❖

بعض معاندان پیش این معجزہ قوت انکار را بیکار و صداقتش را آشکارا  
دیدہ دام نزد یرمی کشانند و براے مخلصی خود و ابلہ فریبی دیگر بدیں گونه

سخن می سرانید که انجین دعوی تحتی قرآن راحی شکند و دعوی فاتوا بسورة  
من مثله را ازین برمی کند زیرا که مصحف مجید و فرقان جمید دعوی دارد که  
کلامش بے عدیل است و چون کلام مسیح موعود و دعوی بے مثلیت کلام الله  
را پیش است پس دعوی قرآن باطل گشت - لهذا ازین سخن هتاک حرمت  
قرآن بدرجه کامل لازم می آید - اما این سخن از تعصب و عناد ناشی است - اگر  
عقل و انصاف میداشتند خود این اعتراض را پادریه و اودخل بے جامی نگاشتند  
زیرا که با وجود صد و کلام بے مثل از پیش مسیح دعوی قرآن همچنان بر جاست -  
و رنگ مجزانه و لا مثل له بودنش زیاده از سابق بهوید بلکه دو بالا است -

هر کمالی و فضیلتی عند تحقیق و پیش فکری دقت متنوع بر دو نوع است - حقیقی  
و اضافی - یعنی یک آنکه بلحاظ چیز دیگر در ذات و صفات خود احوال و اشکارا  
بود و دیگر آنکه بلحاظ چیز دیگر عیان و نمایان باشد - مثال هر دو قسم فضیلت را  
قرآن کریم و ذکر حکیم در دو آیات بنیات واضح و واضح فرمود است و هر دو صنف را  
خود مبرهن و مبین نمود است - چنانچه در حق بنی اسرائیل بیان اِتیٰ فَضِّلْتُكُمْ  
علی العالمین را آراست است و در شان اُمت محمدیه اعلان کنندم خیر  
امّة اخرجت للناس را پیراست است - از یک جانب اُمت بنی اسرائیل را  
بر عالمیان فضیلتی نهاد است و از جانب دیگر اُمت محمدیه را از سائر اُمم مزیت  
داد است - در بادی النظر در مضمون هر دو آیه اختلاف به نظر می آید - مگر بر متال  
خیر و فطن بصیر در میان هر دو هیچ اختلافی نیست - زیرا که قوم اسرائیل را

له شمارا بر عالمیان فضیلت دادم <sup>له</sup> اُمت محمدیه شما بلحاظ رسانیدن نفع مردم از  
جمله امتها بهترین پیدا کرده شده آید - ۱۲ -

محض براہِ نمان خود فضیلت حاصل بود و اُمّتِ محمدیہ را براہِ اولین و آخرین افضلیت حاصل است۔ پس ہمچنین تصانیفِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر بکلام انسانی بے نظیر اند و قرآن کریم ہم نظر بکلام انسانی لا نظیر لہ است ہم نظر بہ کتب سہادیہ دیگر کہ در ان تصانیفِ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام و خطبہ الہامیہ شامل نیز شامل است لا عدیل لہ ولا مثیل است۔ پس بمثل و بنظیر بودن کلام اللہ حقیقی است و بے مثل و بے نظیر بودن زبانِ کتبِ مسیح موعود اضافی است۔ لہذا این معجزہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ اگرچہ از جهتِ نظیری بر مردم حجت است۔ اما موجبِ منقصتِ شانِ والا سئے قرآن کریم ہرگز نیست۔ چنانچہ قبل از گذارش این مقصد نگارش یافتہ است۔ ازین معجزہ شامل معجزہ قرآن کریم دو بالا گردید است و تفصیلش این است کہ بے مثل بودن یک کلام را ہم چند مراتب و مدارج است یکے اینکه آں کلام بے نظیر ہر چند بر کلامہائے دیگر فضیلتی دارد اما در میان او و کلامہائے دیگر از روئے فضیلت بُعد نہ باشد۔ پس اگرچہ اندرین صورت آں کلام از کلامہائے دیگر افضل تو ان گفت۔ اما کلامِ مفضول درین امر قریب قریب بمرتبہ کلامِ فاضل رسیدہ باشد۔ مثلاً در میدانِ اسب دوانی اسپان متعدد و بجولان در آیند و خواهند کہ بر یکدیگر سبقت یابند ہر اسپ کہ سخت از ہمہ بر حد معین برسد در حق او سبقت تو ان گفت کہ از ہمہ سبقت ربود است و لیکن آں سابق را از لاحق۔ بقدر با سبقت یا ذراعے یا بدرازی رمے یا زیادہ از ان سبقت حاصل باشد۔ پس ہمیں حالت کلام در بے مثل بودن است کہ آں کلام بے مثل بر دیگر کلامہا فضیلت

کمتر می تواند داشت و فضیلت بیشتر نیز - و طریق دانستن این کی و بیشی این است  
که در میان افضل و مفضل کلائے دیگر را واسطه توان شمرد که آن نیز در ذات خود  
بے مثل بود تا بمقابلہ افضل حقیقی مفضل و بمقابلہ مفضل حقیقی فاضل باشد -

پس تصانیف حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بر دیگر کلامها فضیلت خود را  
ثابت کرده ظاہر نموده که قرآن کریم نہ صرف فی الجملہ از کلامهای دیگر افضل است  
بلکہ مینہا بون بعید است - چرا کہ آن تصانیف اک کلامها را کہ پیشتر ازین آہنارا  
بجہت تفاضل بمقابلہ قرآن کریم آورده می شد خیلے فروتر انداخت و معذک  
خود آن تصانیف در تحت قرآن کریم ماند و بس یک خادم او ثابت شد کہ ازو  
دانستہ می شود کہ قرآن کریم از دیگر کلامها آنقدر سبقت ربوده است کہ مابین او  
و آن دیگر کلامها مسافت بعیدہ است - علاوہ از معجزہ فصاحت کہ حق تعالی

بہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کرامت فرمود یک علم ظاہری بہ حضرت  
ایشان این عطا کردہ شد کہ بذریعہ وحی الہی ایشان را اعلام کردہ شد کہ زبان  
عربی ام المائتہ است - و این علمے بود بس عظیم الشان و عجیب و غریب - چرا کہ  
دانشمندان فرنگستان بعد از تفتحص بسیار بر این نقطہ خیال رسیدہ بودند کہ مادر  
جمع زبانہا سنسکرت یا پہلوی است و بعضی این ہر دو را خواہر یکدیگر میدانستند

و مادر ایشان زبانے را قرار میدادند کہ اکنون دُنیا از وجود آں تہی است و  
نہ صرف ہمیں بود کہ اہل فرنگ بدیں گونه خیال می داشتند بلکہ قوم عرب کہ زبان  
ایشان ہمیں زبان عربی است ہم ازین حقیقت غافل بودند و از تعلیم اردو باستان  
شدہ ام المائتہ را در المائتہ دیگر ممالک می جستند - اندرین حال اعلام یافتن

حضرت ایشان از حق تعالی کہ اُمّ اللسنہ عربی مبین است یک انخشاف بُوخیل  
حیرت افزا لَمَّا از تَدَبُّر فی القرآن نمایان شد کہ این انخشاف با تعلیم تَسْرَکُن کریم  
مطابقت تامہ می دارد۔ زیر اگر آں کلام خداوندی کہ برائے ہدایت کافۃ الناس  
نازل شدنی بود مے باست کہ در آں زبان نزول یابد کہ از جهت اقدامیت خود  
زبان جمیع اقوام و ارجیال عالم باشد۔ چنانچہ خداوند کریم می فرماید: وَمَا  
ارسلنا من رَّسُولٍ اِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ (ابراہیم رکوع ۱) یعنی و نفرستادیم  
پیچ رسول را از رسولان مگر در زبان قوم او۔ و جملہ اقوام عالم مبعوث شد۔  
پس بائستہ کہ بر رسول کافۃ الناس صلی اللہ علیہ وسلم کلام الہی در ہما  
زبان نازل شدے کہ بنا بر اُمّ اللسنہ بودنش اورا زبان جمیع اقوام و اُمم قوال  
گفت و چون بر آں سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کلام الہی در زبان عربی نزد  
یافت پس ثابت شد کہ ہمیں زبان اُمّ اللسنہ است۔

حضرت اقدسؒ در ثبوت این انخشاف حسب اعلام الہی اُصولے مدون  
فرمودند کہ ازان ہجور روز روشن ثابت شد کہ فی الواقع زبان عربی زبان الہامی  
است و صرف ہمیں زبان صلاحیت آں دارد کہ اورا بقلب اُمّ اللسنہ یاد کرد  
شود و دیگر هیچ زبان قابلیت ندارد کہ اُمّ اللسنہ قرار یابد ۔

حضرت اقدسؒ دریں باب ارادہ گاشتن یک کتاب داشتند۔ مگر افسوس کہ  
از پیش آمد بعض موانع تمہیش در معرض التوا افتاد و ناتمام ماند۔ اما ہر قدرے کہ در آن  
کتاب نوشتہ شدہ است۔ آں حاوی جمیع مسائل اصولیہ این مبحث است کہ اگر ہر  
یکے را ازین اُصول بہ بسط و تفصیل بیان کردہ آید۔ ایں مدعا یعنی اُمّ اللسنہ بودن عربی

بوجہ حسن فہم نشین جہانیاں میتوان کرد۔ اگر خواست خدا بود۔ ارادہ دارم کہ در  
تحت اصولی کہ حضرت اقدس تجویز فرمودہ اند۔ بر بنائے علمی کہ در آں کتاب مخفی  
است۔ کتابے تصنیف کنم کہ مثبت دعویٰ حضرت اقدس باشد۔ در تائید این مدعا  
از علم اللسان مرتبہ اہل فرنگ شواہد و نظائر بیان سازم و از جانبکہ اہل فرنگ  
با وجود عقل و فرہنگ مغالطہ خورده اند۔ پرده بر اندازم۔ این تحقیق اینق و تدقیق  
ایشن یک نادر تحفہ ایست کہ نقطہ نگاہ عالمے را متبدل و دین اسلام را بذریعہ خود  
تا شوکت عظیم نائل سازد۔ و ما لوفیقی الا باللہ

علاوہ ازین علوم ظاہریہ کہ حضرت حق مامور خود را عطا نموده بود۔ بہرہ وافر  
از علم باطنی کہ ورثہ انبیاء است نیز کرامت فرمودہ بود کہ در مقابلہ آں جملہ مخالفان  
عاجز ماندند۔ و احدے تاب معارضہ و یارائے مقابلہ نہ داشت۔

سابقاً مذکور شد کہ مسیح موعود شریعتی جدیدہ نیاورد بود۔ بلکہ بحسب پیش  
خبر یہائے قدیمہ برائے خدمت دین و اشاعت آں مبعوث شدند و کار ایشان  
اشاعت و تلقین علوم قراتیہ بود۔ بعد از قرآن کریم بیچ علمی جدید از آسمان  
نزول نمودند یافت ہمہ علوم دروے است و بعد از سید التقلین قداہ الہی و امحی  
جدید در دنیا نیاید و ہر کہ آید تجدید علوم او نماید و ہماں علوم را دوبارہ تازی بخشد  
چنانچہ الہام مسیح موعود از رب بدو داد است۔ کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ  
فتبارک من علم و تعلم۔

الغرض چوں جملہ علوم و کتاب میں مسطور دین الدنیاں محصور است  
اکھون ہر کہ بعثت یابد۔ ہماں علوم قرآنیہ خلق را بیا موزد و دلیل صداقتش ہین باشد



که حق تعالیٰ اور اور علوم قرآنیہ چنان بسطت از زانی فرماید کہ استدلالیان را بسوگن  
 راه نباشد بیکہ اور را علم صفات الہیہ و علم منازل روحانیہ بخشیدہ آید ۛ  
 پس اسکے بادشاہ جم جاہ ! ما بینیم کہ خدائے تعالیٰ از رحمت خود حضرت اقدس  
 را از علوم قرآن آنقدر پرہ وافر عطا نمود است کہ اگر بگوئیم کہ در عہد ایشان حق تعالیٰ  
 قرآن کریم را دوبارہ نازل فرمود است بیچگونہ مبالغہ نباشد بلکہ حق خالص و  
 موافق فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باشد از جملہ علوم قرآنیہ سختین من در آن  
 شعبہ اش سخن می رانم کہ از اثر وے بطور بحث اصولی اسلام را چنان نصرت و تائید  
 حاصل شدہ و در مقابلہ ادیان مختلفہ مقام اسلام را آنچنان رفعت و علویہ دست  
 کہ فاتح مفتوح گشتہ است و غالب مغلوب و قرآن کریم کہ قبل ازین یک قالیہ جان  
 پنداشتہ و یا یک جسد تا توان انگاشتہ می شد بعد قائم شدن آن اصول کھلدے زند  
 و جلال خود نمایندہ ثابت شد کہ مخالفان از رویت آن در ہر اس افتادند و روئے  
 بگزین ہنادند ۔

قبل از بعثت مسیح موعود این خیال بر طبع مسلمانان استیلا یافتہ بود و در این  
 صدور عامۃ الناس موشک این و سواسیشتافتہ بود کہ حقائق قرآنیہ و معارف  
 فرقانیہ کہ بزرگان دین بیان فرمودہ یا تخریر نمودہ اند بحد کمال رسیدہ و بانہما انجامید  
 و اکنون ما فوق آن حرفے از زبان بر آوردن یا بزبان قلم در آوردن صورت امکان  
 ندارد و زیادہ جستجو فضول و نامعقول و پیش علمای غیر مقبول است بلکہ پیش آنکہ  
 خبر دارد زیادہ تفصیلات غریبہ بجهت قرآن ضرر دارد ۛ

بر خلاف عقیدہ مردم زمانہ حال ایزد متعال حضرت اقدس را این علم عطا فرمود

و اعلام نمود که چنان که فصل خدا بینی اشیا بے ماوی در خود اسرار بے نهایت میدارد  
 قول خدا نیز معارف ایمانی و حقائق روحانی در خود بے غایت میدارد. هرگاه یک  
 گس که از دل مخلوقات و اذل موجودات در هر زمانه در تحقیقات جدید طاقتهای  
 خود را نمایان می سازد که یک متبصر را در حیرت می اندازد و در علم اسرار ترکیب اعضا  
 و سعت خواص افعال و تفصیل عادات و کار و کردار و اوضاع و اطوار او  
 یونانی و مظاهر گشته دماغ انسانی را از علم جدید آگاهی می رساند و همچنین  
 خاصیت های جدید و تاثیرات نباتات و اشجار و احجار هر روز عیان گشته  
 یک بر قوی تر بر معلومات انسانی می فشانند و تجارب را ترقی میدهند. و پایه  
 معلومات را در وسعت می دهند. پس چون علوم و فنون ظاهریه تنبیه قولی  
 عقلیه و تنویر افکار و تشحیذ الاذهان می نماید و ازان معلومات انسانی را هر روز  
 فزونی حاصل می آید. نظر بر آن کلام آبی را محدود گفتن چگونه زیباست. بلکه  
 عند العقل این حرف سر اسر خطاست. آیا کلام آبی مثل آن معدن است که  
 مردم تا زمان محدود ازان اخذ حقائق و معارف می نمودند و زنگ شک شبیه  
 از آئینه سینه می زد و دند. اکنون خزینه آن به نفاذ رسیده است و ظرف او  
 کاواک گردیده است که هر چند او را بکاوند چه بکند در آن نیابند حاشا و کلا.  
 بلکه باید که کلام آبی به نسبت اشیا مادی کثیر المنفعت و وسیع المطالب باشد  
 چون علوم جدید هر روز روئے ناگردد. و علوم فلسفیه و طبیعی بکمال سرعت  
 ترقی نماید و علم طبقات الارض و علم آثار قدیمه و علم جمادات و علم نباتات و  
 حیوانات و علم افعال الاعضا و علم هئیات و سیاست و علم الاقتصاد و علم معالما

و علم النفس و علم روحانیات و دیگر علوم قدیمه یا آن علوم جدیده که تازه دریافت  
 شده بمقابلت حالات ازمنه سابقه ترقی حیرت افزا حاصل نموده پس عقل کجا باور  
 می کند که جمله علوم و فنون در نشو و نماست. مگر برخلاف آن همه بر کلام الهی است  
 جمود و خمود طاری است که بحجرت تدبر نمایندگان خود اثمار مقاصد جدیده و  
 مطالب تازه بتازه نمی بخشند و آفتاب فیوض و برکات او چنان که سابق می داشت  
 این زمان بر قلوب پیروان خود نمی درخشد!

درین وقت هر قدر که الحاد و بیدینی و دوری از حق و بعد از تشریعت بنظر  
 نمی آید و نظریات یونان را حیرت می افزاید همه نتیجه بالواسطه یا بلا واسطه اثر  
 علوم جدیده طبیعی و ثمره حصول فلسفه مغربیه است. پس اگر قرآن کریم کلام خدا  
 است. بایسته که بمقابلت نتایج علوم جدیده آن حقائق و معارف را نمایاں سازد که  
 یا از اعلاط آن علوم پرده براندازد و بدلائل حقه تسلی طالب حق نماید یا ثابت کند  
 که هر شبهه که ناشی گشته محض نتیجه قلت تدبر یا ثمره سوء تفکر است و رند و حقیقت  
 شک و شبه نسبت کلام خدا پیدا شدن هرگز صورت اسکان ندارد و هیچ کس  
 بر حقائق او شبه پیدا کردن ندارد.

حضرت اقدس علیه الصلوٰه و السلام بدلائل قاطعه و براین ساطعه بپایه ثبوت  
 رسانید است که در قرآن کریم ذکر تمام ترقیات و حالات این زمانه موجود است  
 حتی که بعضی جزئیات این دور آخرین نیز در آن مرقوم و مسطور است. مگر زمره  
 مسلمانان گذشته که وجودشان به زمانه معلق نمیداشت. آن اشارات که متعلق  
 زمانه است نفهمیده بلکه آن را منسوب بزمانه قیامت می انگاشت مثلاً در سوره

نشانهای کثیر متعلق زمانه حاضره بیان شد است و پیش خبری ما نسبت این آفران  
از جانب حضرت سبحان عیان شد است. چنانچه می فرماید: - اذ الشمس كورت  
(۲) و اذ النجوم انكدرت (۳) و اذ الجبال سيرت (۴) و اذ العشار  
عطلت (۵) و اذ الوحوش حشرت (۶) و اذ البهار سجرت (۷) و  
اذ النفوس زوجت (۸) و اذ المودة سسلت باي ذنب قتلت (۹)  
و اذ الصعف نشرت (۱۰) و اذ السماء كسشت (۱۱) و اذ المحجيم ستر  
(۱۲) و اذ الجنة اذلفت یعنی (۱) هرگاه که آفتاب پیمیده شود (۲) و هرگاه  
ستارگان تاریک شوند (۳) و هرگاه که بهار از مقام خود روان کرده شود یعنی  
سامان به هم رسد که بدان کو بهار از جائے خود برکنده شود و درون آنها را بهار  
بریده شود (۴) هرگاه ناله آبستن ده ماهه مطلق و بیکار گردد یعنی آن زمانه فرار  
که بسبب ایجاد مرکب جدیده مثل کالک که بخار و غیره بجانب ناله خوش افتاد  
اختیاج کم پیش آید (۵) و هرگاه اقوامیکه از باعث علوم قرآنیه شباه  
وحوش گشته اند در عالم پراگنده و برپا شوند و ازین آیه وافی هدایه این هم هویدا  
می شود که اقوام مستند یورپ که تقریباً قبل از شصده سال یا هفتصد سال (در  
زمانه که اقوام ممالک ایشیا خیمه هذب و ترقی پذیرفته بودند) بباعث عریان تنی  
ویرانه پائی و حفاة و عراة بودند در شمار وحشیان زمانه محسوب می شدند در دنیا  
منتشر گشته بر حکمرانی و جهان بینی دسترس حاصل نمایند و گوئے سبقت از اقوام  
ممالک ایشیا بر بایند و این معنی هم می تواند شد که در آن وقت که اقوام وحشی را  
هلاکت فرارسد و محض نام شان باقی ماند و بس و این محاوره زبان عرب است

که می گویند حشمت الوحش ای اهلکث و درین جزو زمان همچنین بوقوع آمده که  
 سکنه قدیم ملک آسٹریلیا و امریکا که ایشان را وحشی می گفتند. اسپنجان بتدریج هلاک  
 گشته اند که اکنون از وجود بسیارے از ایشان نامے و نشانے باقی نمانده است.  
 (۷) و هرگاه دریاها شکافته و نهرها از آنها جاری ساختہ شود. (۸) و هرگاه  
 نفوس انسانی را باهم در صورت جمعیت دست دهد و اسپنجان اسباب تعلقات  
 پیدا گردد که باشندگان اکناف عالم باهم جمع آیند و تمام عالم مثل یک قبیله بنظر آید  
 چنانچه بواسطه اختراع آلات جدیدہ مثل ٹیلیفون یا بذریعہ سیم طلغراف مردم  
 از دُور نشسته باهم مشغول صحبت گردند یا بوسیله سفر کالسکه بخار و انتظام بواسطه  
 کل دنیا مثل یک شهر گردید است (۸) و هرگاه نسبت دختران زنده دفن کرده  
 یا زنان زنده سوخته باز پرس کرده آید که بپاداش کدام جرم سنگین ایشان را هلاک  
 کرده شد است یعنی اگر چه در مذہبے یا ملتے رسم زنده دفن کردن دختران یا  
 رواج زنده سوختن بیوگان (که آن را در عرف ہنودستی شدن می گویند) جائز ہم  
 باشد. مگر قوانین حکومت اسپنجان وضع گردد که مانع این رسم بد باشد و فتاویٰ جواز  
 مذہبی پیش آن قوانین بیچ و فتنے نداشته باشد. چنان کہ در زمان سابق در ملک  
 ہندوستان رسم شی نمودن زنان و کشتن دختر بچہ با عملاً روا بود. بلکہ بران فخر و  
 مباہات می کردند. الحال قانون دولتی انگلیس آن رسم مذہبی اہل ہنود را جرم  
 سنگین قرار داد است. ہذا آن روش بد ازین دیار نکلی براقاقت است -  
 (۹) و هرگاه کہ صحائف و جرائد و اخبارات و روزنامات و کتب رسائل  
 و اشتہارات و اعلانات را با کثرت و وفرت اشاعت دست دهد چنانچہ

درین زمانه کثرت آل را دیده عقل انسانی در حیرت می افتد (۱۰) و هرگاه از  
 آسمان پوست برکنده شود یعنی نشر علوم سماوی بصورت پوست کنده نمایان  
 شود و هم بذریعہ ارتقاء علم ہیأت و هم بوسیله جمیلہ اشاعت معارف  
 قرآنیہ و حقائق روحانیہ فرقانیه بسیار از مانع سماوی از پرده خطا بمنصه ظهور  
 جلوه گر گردد (۱۱) و هرگاه دوزخ تافته برافروخته شود یعنی بوجه انہماک  
 در علوم و فنون جدیدہ مردم از دین حق روئے خود برتابند و ایمان را پس  
 پشت انداخته چون بہائم در سامان عیش و عشرت مستغرق گردند و برائے  
 حصول مفاد دنیوی با ہم آتش حرب و ضرب و فساد و عناد برپا کنند و برائے  
 خود ہم در دنیا و ہم در عقبی نار دوزخ برافروزند و دیگران را نیز در آن  
 بسوزند (۱۲) و هرگاه جنت قریب کرده شود یعنی در عین ایام طہر الفساد  
 فی البرد البحر رحمت خداوندی در جوش آمده بجهت نجات خود سامانے ہم  
 رساند کہ نور ہدایت از سر نو بتابد و از ظہور پر نور مسیح موعود شجر ایمان باز  
 بار و برگ تازه بیارد و صحن و خوبی ہویدا و سامان حصول جنت بسہولت  
 پیدا گردد ❖

پس با غور وافر نگاہ باید کرد کہ این جملہ علامات متعلق زمانہ حاضرہ ہست  
 یا نہ ؟ و آیا ممکن است کہ یک عاقل از ہمہ علامات را برای العین مشاہدہ  
 نمودہ باز بگوید کہ این ہمہ علامات متعلق این زمانہ نیست بلکہ متعلق بہ زمانہ  
 دیگر است یا بزمانہ قیام قیامت تعلق میدارد - محض بر الفاظ اذ الشمس  
 کورت و اذ النجوم انکدرت نگاہ را اقتصاد کردہ در اشتباہ افتادن

و راه غلط پیموده همه ابر قیامت منطبق دانستن کجا جائز تواند شد. در حالیکه تعلق  
 دیگر آیات این سوره هرگز با قیامت معلوم نمی شود و ظاهر است که در روز قیامت  
 چون همه شیاء بیکار باشد پس خصوصیت ذکر معطل بودن عشار چه معنی دارد  
 اگر گفته شود که بوجه استیلائی فزع اکبر عشار معطل بماند. این جواب یک عاقل را  
 بیخ تسلی نمی دهد. زیرا که چون از هول رستاخیز تعلقات پدر و مادر و خواهر و برادر  
 و فرزندان و دختر همه گسیخته گردد. پس وجه تخصیص تعطیل عشار چیست و تعطیل آن  
 چه اظهار زیادی فزع اکبر می نماید و همچنین این سوال پیدا می شود که در آن روز  
 دریاها را چرا شگافه نهرها بر آورده و انهار را چرا با هم آمیخته شود و در آن وقت  
 تغییر و تبخیر بخار چه منفعت دهد و هم برین نظم این سوال نیز قائم میشود که خصوصیت  
 ذکر سوال نسبت مؤنث ده در آن مقام از برای چیست. حالانکه پیش از اعمال  
 بعد از حشر و نشر اجساد باشد نه در وقتیکه نظام کارخانه عالم در هم و بر هم  
 گردد و ظاهر است که در هم بر هم شدن کارگاه عالم بوقت نفخه اولی است و  
 پیش از اعمال بعد نفخه ثانیه بوقوع آید و هم برین نسق در آیات مابعد ذکر چیزهاست  
 که از آن ثابت می شود که آن همه حالات در دنیا واقع گردد مثلاً واللیل اذا  
 عَسَعَسَ وَالصُّبْحَ اِذَا تَنَفَّسَ یعنی قسم شبی که چون بغایت تاریک شود و قسم  
 بصبحیکه چون دم می زند یعنی طلوع می نماید لیکن چون در اول سوره اذا الشمس  
 کورت ذکر کرده گشتن نور آفتاب آمده پس صبح چگونه پدید آید و شب چگونه  
 کویان تاریکی خود را بلند بکند.

الغرض این همه علامات و اوقات و حالات و کیفیات که درین سوره مذکور شد

بار و ز قیامت بیچ گونہ تعلقے ندارد۔ بلکہ بے شبہ بحالاتِ زمانہ حاضر و آنرا مطابقت  
کلی است۔ گویا مرقع حالاتِ این زمانہ است کہ دریں سورۃ و انمودہ شدہ است  
پس دریں آیاتِ بنیات پیش خبری ہا متعلق حالاتِ این دور موجودہ و بیان  
ترقیاتِ مادیہ و کثرتِ آثامِ این ایام است و باز از حقیقتِ خداوندی آگاہی  
دادہ شدہ است کہ از خواندنِ آلِ ایمانِ مومنان تازہ می گردد و ہمہ اشواک شکوہ  
و اوبام را از بطن برمی کند ❖

الغرض این مثال از ان اخبار دادہ ام کہ در قرآن کریم متعلق این زمانہ بیان  
آں ہا شدہ و آنہا را خود حضرت اقدس در بعض کتب خود با بسط تمام بیان فرمودہ  
است و یا بعض خدا م حضرت اقدس موافق اصول بیان فرمودہ حضرت اقدس  
از قرآن کریم اخذ نمود است ورنہ پیش خبر ہائے مفاسد و حالاتِ این زمانہ  
و معالجاتِ آلِ مفاسد خدا تعالی در قرآن مجید بآں کثرت و وفرت شرح دادہ است  
کہ سخت ترین معاندے ہم براعتِ این سخن مجبور میگرد کہ لا ریب قرآن کریم  
کتابِ آلِ علام الغیوب است کہ بر مے حالاتِ زمانہ ماضی و مستقبل مخفی و  
محتجب نیست۔ اما در بیان کردنِ تفصیلِ آنہا مدعائے اصل مضمون از دست  
می رود و خوفِ طوالتِ مکتوب است ❖

و دوم علمِ اصولی کہ متعلق قرآن کریم حضرت باری عز اسمہ حضرت مسیح موعود  
علیہ الصلوٰۃ والسلام مد اعطا کردہ این است کہ در قرآن مجید بیچ دعویٰ بغیر  
دلیل بیان نشدہ است۔ از قائم شدنِ این اصل بجهت انکشافِ علومِ قرآن  
یک باب جدید بر روی طالبانِ حقائقِ قرآنیہ مفتوح شدہ است۔ چوں این



اصل را پیش نظر داشته در آیات کلام الهی غور کرده شد ظاهر و باهر گشت  
 که آن صدها بلکه هزار حقائق که قبل از قیام این اصل محض از قبیل دعاوی بلا اول  
 فهمیده می شد و از جهت اثبات آنها همین حجت پیش گرفته می شد که حق تعالی  
 چنین فرموده است پس مهیشان تسلیم باید کرد و پس اما در نفس الامر آنها  
 حقائق و معارف با خود با دلائل و براین حقیقت خود میداشت پس نتیجه نقیض  
 حضرت اقدس این شد که فطرت انسانی که بوجه ترقی علوم و فنون بار تحکم  
 بر خود گوارا نمی کند و میخواهد که همراه را بهیمنان عقل بسنجد بذر بیغه این اصل تسلی  
 یافته بجوش تمام آنرا تلقی کرد و بجائے اینکه آنرا بار گردن خود محسوس کند  
 احکام قرآنی را باعث آسایش جاودانی خود خیال نمود و دانست که قرآن کریم  
 بطور غلغله در گردن انسان انداخته نشده است بلکه مثل یک راهبر واقف  
 نشیب و فراز راه همراه او کرده است چنانچه حضرت اقدس از قرآن کریم  
 در ثبوت باری تعالی آنقدر دلائل قوی پیش فرمود که قوانین موجوده علوم طبیعی  
 آن را رد نمی تواند نمود چنانچه از اثرات یک جماعت دهریه تعلیم یافته علوم  
 جدید به جانب خدا پرستی باز رجوع کرد و همچنین آن اعتراضات که بر وجود ملائکه  
 می آوردند جواب آنها از قرآن کریم داده شد و اثبات ضرورت نبوت و  
 دلائل بر صداقت انبیاء علیهم السلام از آیات قرآن مجید بیان فرمودند ثبوت  
 قیامت و حشر و نشر نیز از قرآن کریم پیش کردند ضرورت اعمال صالحه و فوائدها  
 و نتائج خطرناک مناهای و ضرورت بازماندن از آن و همچنین دیگر مسائل ضروری را  
 به آیات و بیانات کلام الله ظاهر ساخته دلائل عقلیه و نقلیه بطور شواهد برآورد

ثابت فرمودند که بر قرآن کریم از علوم و فنون جدید هیچ اثر نخبه‌پسندیده دارد و شدن  
 صورت امکان ندارد. زیرا که ممکن نیست که فعل خدا با قول خدا مخالف بود. هر کلامیکه  
 مخالف فعل الهی باشد. آن کلام خدا نیست و آنچه کلام خداست با فعل خدا  
 مخالفت ندارد و نتیجه بیان این علوم آن شد که درین وقت محض جماعت احمدیه  
 از یک جانب به تحصیل علوم جدید به کمال توجه اشتغال دارد و از جانب دیگر بر  
 جمیع عقاید اسلامی نه به داعیه سیاسی و رعایت مصالح ملی یا بنا بر تعصب قومی بلکه  
 بصدق تمام و خلوص مالا کلام و نه تقلیداً بلکه علی وجه البصیره یقیناً و اثنی میدارد  
 و پیش دشمن و دوست بر صداقت آن ادله نیره می آورد و دیگر جمله کرده های  
 مسلمانان بسبب بے بهره بودن از این علوم حقیر یا راه انکار علوم جدید و رد نفوذ  
 و انکساب آنها را کفر قرار داده اند و باین طور ایمان مبهم خود را از صدمه علوم  
 جدید محفوظ و مصون گردانیده اند و یا از اثر آن علوم جدید متاثر نشده علانیه  
 و جهر آیین و ایمان را داغداشته اند و در ظاهر از خوف مردم اظهار اسلام  
 می کنند. اما در دل خود صد گونه شکوک بر تعلیم اسلام می دارند ❖  
 علم اصولی سوم متعلق قرآن کریم حضرت اقدس راحی تعالی این عطا فرموده  
 است که هر شک و شبهه که عقل انسانی نسبت مصحف مجید پیش می آورد جوابش  
 در قرآن کریم موجود است و این مضمون را چندان وسعت و اهمیت دادند که  
 عقل انسانی را در حیرت می اندازد و جواب هر شک و شبهه از قرآن کریم آورده  
 نه اینچنین که باین سخن پناه جسته باشند که قرآن کریم فلاں خیال را رد میکند  
 آن خیال ناقابل پذیرائی است. بلکه آن خیال را به آن دلائل قرآنی رد و ساقط

کہ اگرچہ آہنا از قرآن کریم ماخوذ است لیکن از اسجا کہ بر علم و عقل مبنی است۔ لہذا  
 مردم ہر مذہب و ملت بر تسلیم نمودن آل مجبور می گردند ❖  
 چہارم علم اصولی قرآن کریم کہ از بارگاہ صدیت حضرت اقدس را کرامت  
 شدہ این است۔ کہ ہر چند قبل ازین مسلمانان بالعموم بیان می نمودند کہ قرآن کریم  
 از جملہ کتب سماوی افضل است لیکن بیچ کس بر ثبوت رسانیدن نمی توانست  
 کہ بر کتب مقدسہ یاد دیگر تضامینف اورا کہ ام فضیلت و مزیت حاصل است  
 کہ بوسیلہ آل ایں کتاب مقدس بے نظیر و بے مثل اعتقاد کردہ می شود حضرت  
 اقدس ایں معنوں را بدلائل بیان فرمودہ خود قرآن بدارا وسعت و خوبی مہرین  
 نمودہ کہ از خواندنش دل انسان در وجد می آید و میخواہد کہ برسیدہ السادات  
 علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات بایک جان نئے بلکہ با صد ہزاران قربان گردد کہ  
 خدا ئے تعالیٰ بے طفیل ذات پاک او اینچنین تعلیم نادر با عنایت فرمودہ است۔  
 پنجم علم اصولی کہ حضرت اقدس را من جانب اللہ مرحمت شدہ این است  
 کہ قرآن کریم ذوالوجہ و المعانی است۔ بطورے بسیار میدارد۔ انسان بہر عقل  
 بہر فہم کہ دارد بخواند مطابق استعداد و فہم و عقل خود تعلیمات حقہ را در اں  
 خواہد یافت۔ الفاظ ہماں یک است۔ اما مطالب حقہ لاتعد و تحصی است۔ اگر  
 شخصہ کہ در علم چندان و ستر سے نداشتہ باشد اورا بخواند در اں تعلیم مطابق  
 ادراک خود بیابد کہ اورا ایمان بدارا آوردن بیچ مشکل نباشد و اگر صاحب  
 عقل و استعداد متوسط بخواند بر حسب علم و فہم خود از اں فائدہ برمی گیرد و اگر  
 صاحب عقل سلیم و مالک استعداد وسیع براں غور و تدبر نماید موافق ذہن رسوخ

علوم عالیہ ازان حاصل می کند و اینچنین نیست که مردم کم علم اس کتاب را از ہنرم  
استعداد خود بالاتر دانستہ دست ازان بردارند و یا صاحبان علوم و استعداد  
بلند یک کتاب سادہ اش پنداشتہ در ان سامان دلبستگی خود و اسباب ترقی علوم  
را نبابند

ششم علم اصولی متعلق قرآن مجید کہ حضرت اقدس را داده شدہ است این  
کہ قرآن کریم و ذکر حکیم علاوہ علوم روحانی علوم مادی را کہ دانستن آن ضروری است  
نیز بیان می نماید و انکشاف آن علوم با ترقی زمانہ دوش بدوش در افزونی است  
تا ایمان مردم ہر زمانہ ازان تازگی پذیرد

ہفتم متعلق قرآن مجید آن اصول و ضوابط را حضرت باری عز اسمہ بامیر موعود  
تعلیم فرمود است کہ اگر یک دانشمند آن را پیش نظر دارد بحول شد و قوت و تغصیر  
نمودن آیات کہ میہ از غلطیہا محفوظ تواند ماند و بہد آن بر انسان انکشاف علوم تازہ  
بنازہ ذہنی صورت می پذیرد و ہر بار کہ قرآن کریم را بخواند بمثلے سے موجب لذت  
جدید و سرور مزید میگردد

ہشتم علم اصولی حضرت اقدس را متعلق قرآن کریم این عطا شدہ است کہ  
خداوند تعالی حضرت مہدوح را تمام مدارج ترقیات روحانی از قرآن کریم تعلیم داد  
است و آن علوم کہ قبل ازین مردم بقوت عقل در دریافت کردن آن اکثر اوقات  
غلطی کردہ اند حضرت موصوف را متعلق آن علم محسوس از قرآن کریم کہ امت شد است  
و خدا تعالی حضرت ایشان را فہمائیدہ کہ تمام حالات روحانیہ ادنی باشد یا علی  
در قرآن کریم بالترتیب بیان شدہ است کہ بران عمل پیرا شدہ انسان بخدا تعالی

میتواند رسید و ثمرات ایمان و ایقان و اعمال و افعال خود حاصل می تواند کرد و  
 این امر قبل از این مرسوم را حاصل نبود. زیرا که ایشان را از آیات شتی استدلال  
 می کردند مگر همه مدارج روحانیه را که قرآن بجا نموده ایشان را معلوم نبود.  
 بهم علم اصولی حضرت اقدس را چنین مرحمت شده است که قرآن کریم من اوله  
 الی آخره چه سوره ها و چه آیات جمله به ترتیب خاص نازل شده است هر فقره و هر جمله  
 و هر آیت بر جای خودش موزون و در ترتیب صحیح و نظام ابلغ می رسد و هیچ ترتیب  
 بهتر از این صورت نمی بسد. در ترتیب دیگر کتب در مقابل آں یکسر هیچ است  
 زیرا که در ترتیب کتب دیگر محض پس یک امر ملحوظ نظر می باشد که مضامین متناسبه  
 یکدیگر جمع کرده آید. لیکن در ترتیب قرآن خصوصیت دیگر است که در آن  
 ترتیب مضامین در محض بلحاظ مضامین است. بلکه بطرز است که بجهات مختلفه  
 ترتیبش فمیدان ممکن است یعنی اگر مطالب مختلفه را پیش نظر دارند. برائے  
 هر مطلبه در و س مرتبیه یافته می شود. این نیت که اگر صرف یک تفسیر کرده آید  
 ترتیبش برقرار ماند و برائے تفسیر دیگر در ترتیبش خلل واقع می گردد. بلکه  
 هر قدر معانی صحیح که مطابق اصول تفسیر است. مراعات آں همه معانی در آن  
 مد نظر داشته شده است. ازین جهت بهر معنی که تفسیر کرده آید در ترتیبش فسخ  
 پدید نمی آید و این صفت مخصوص بغیر از قرآن مجید در هیچ کلام یافته نمی شود و  
 نیافته تواند شد.

و همچنین بهم علم اصولی سچ موعود را این داده شده است که قرآن کریم  
 مدارج نیکی ها و بدی ها که در قرآن کریم مدارج نیکان و بدال بیان کرده شده است

یعنی دانوده شده است - به بسط و تفصیل بیان کرده و احمی نماید که از کدام نیکی  
 نیکی دیگر حاصل می آید و از کدام بدی بدی دیگر می زاید - بذریعہ این علم عظیم الشان  
 انسان در اصلاح اخلاق نفع بزرگ و فائدہ سترگ تواند برداشت - زیرا که  
 بحصول این علم تدریجاً نیکوئی های بسیار حاصل تواند کرد که قبل ازین با وجودی  
 و افزای حاصل نمودن آن قاصر بود و اکنون بوسیله جمیلہ آن علم از خیلے بدیہا اجتناب  
 تواند ورزید که پیش ازین با وجود جد و جهد و تبلیغ پرہیز از آن ممکن نبود - گویا حضرت  
 اقدس یک معجزہ عظیم الشان از قرآن کریم نمایان کرده است کہ بر انسان  
 سرچشمہ ہر نیکی و بدی ہویدامی گردد کہ نفس انسانی بساغل آن رسیده آتش عطش  
 خود را خاموش می نماید و طوفان تباہی خیز معاصی از جوش و خروش باز میدارد  
 یا ز دہم این علم داده شدہ است کہ سورہ فاتحہ خلاصہ تمام مضامین قرآنی است  
 و برائے قرآن کریم بمنزلہ رُمتن است و جملہ مسائل اصولیہ بالا جمل درین سورہ  
 مندرج است و حضرت اقدس این اصل را بالتفصیل در ضخیم تفاسیر خود  
 بیان فرمودہ است و از بس مضامین لطیف و تازگی بخش ایمان ازین سورہ آخذ  
 نمودہ است و بذریعہ این علم کار حفاظت دین اسلام خیلے آسان و سہل گردید  
 زیرا کہ ہر امرے کہ از تفصیل قرآن در فہم انسان نیاید درین محل یک نظر  
 انداختہ آن را می تواند و مہن ہچنین یک سورہ را پیش نظر داشتہ مقابلہ تمام  
 ادیان باطلہ تواند کرد و جملہ مدارج روحانیہ را تواند شناخت -

الفرض این بیان بعضی امثلہ اصولی بود کہ بیان کردہ ام - علاوہ ازین علم  
 دواز دہم متعلق قرآن کریم حضرت اقدس را بطور تفصیل از بارگاہ خدا موبست گردید

است که بذریعہ اُن تراجم آیات مختلفہ و معانی اُن را بیان فرمودہ اند و متعلق  
ضروریات زمانہ ہدایات قرآنی را دا نمودہ اند کہ اگر اُن ہمہ را بیان کردہ آید اِس  
عجالہ متحمل اُن نہ تواند شد۔ بلکہ برائے اُن مجلدات ضخیمہ بکار است۔

الحاصل اِس چشمہ ماٹے علوم کدنی اِس دُعا را بپایہ ثبوت می رساند۔ کہ  
حضرت اقدس را با اُن مسدّد فیوض کل کہ علیم و خیر است و لایحیطون بشی  
من علم در شان اوست تعلّق خاص بود است۔ زیر کہ از طاقت انسان بیرون  
است کہ اینچنین علوم لطیفہ و نازک را بعقل ناقص خود دریابد۔ ہر گاہ بذریعہ  
اُن علوم و اُن اصول کہ حضرت اقدس بیان فرمودہ قرآن کریم تدریج کنیم  
ما را در ہر آیت کریمہ بحر مانے ذخار ناپیدا کماہ علوم متلاطم بنظر می آید۔

حضرت اقدس بجانب مضمون آیہ کریمہ لایمسه الا المطہرون نگاہی  
انداختہ بارہا معاندان و مخالفان خود را متوجہ ساختہ است کہ اگر بزعم شما  
کاذب ہستم پس سبب چیست کہ اینچنین علوم باریک درباریک و نازک در  
نازک خدا تعالی مرا عطا فرمودہ است و بار بار معاندان خود را دعوت مینماید  
داوند کہ اگر از شما عالمے یا شیخے یا پیرے یا خدا تعالی تعلّق میدارد باید کہ  
در مقابل من استادہ شود و حقائق و معارف قرآن را بیان سازد و چنان  
باید کہ وہ شخصے ثالث بطریق قرعہ اندازی یک حصہ قرآن کریم را بر آوردہ  
حوالہ ہر دو فریق نماید و ہر دو تفسیر اُن را کہ شامل بر معارف و معانی جدیدہ باشد  
بنویسد و باز مشاہدہ اِین امر باید نمود کہ حضرت باری عزّ اسمہ مدد کہ ام فریق  
می نماید ۛ

آتا با وجود ترغیب و ترہیب و تحریص متکاثرہ و دعوات متواترہ هیچ کس در  
سیدان مقابلہ و مناظرہ پائے خود از خانہ بیرون نہ نہاد و چگونہ ممکن بود۔ زیرا کہ  
مقابلہ حضرت اقدسؑ یک صعب ترین امرے بود۔ حتیٰ کہ با خدام حضرت اقدسؑ  
در علوم قرآنی هیچ کس مقابلہ نتواند کرد۔ چرا کہ قرآن کریم درین وقت محض برآ  
ماست و بس و اما بنحمت ربکامحدث۔

قبل از اختتام این مضمون نظم فارسی حضرت اقدسؑ کہ در مدح قرآن کریم  
است۔ ہدیہ ناظرین می نمایم کہ حضرت اقدسؑ مردم را دران بجانب علوم قرآنیہ  
متوجہ ساختہ است و ہو ہذا۔

از نور پاک آن صبح صفاد میدہ	بر غنچہ ہائے دلہا با و صبا وزیدہ
ایں روشنی و لعلان شمس الفصحی انداز	وین لبری و خوبی کس در رقم ندیدہ
یوسف بقصر چاہے محبوس ماند تنہا	وین یوسفے کہ تنہا از چاہ بر کشیدہ
از مشرق معانی صداما دقائی آورد	قد ہلال نازک زین نازکی خمیدہ
کیفیت علمش دانی چہ شان دارد	شہدیت آسمانی از وحی حق چکیدہ
آن نیز صداقت چون رؤیای آورد	ہر دم شب پرستے در گنج خود خزیدہ
روئے یقین نہ بیند ہرگز کسے بدینا	الا کسے کہ باشد بار ویش آرمیدہ
آنکس کہ عاشقش شد شد محزون معاند	داں پیخیز عالم کیں عالمے ندیدہ
باران فضل جملن آمد بمقدم او	بد قسمت آنکہ از مے سوزد گرد دیدہ
میل بدی نباشد الا گے ز شیطان	آن را بشر بد نام کہ ہر شے رسیدہ
لے کان دلربائی دامن کہ از کجائی	تو نور آن خدائی کیں خلق آفریدہ



میلم نماند با کس محبوب من توئی بس  
زیرا که زان فغان رس نورت بهار سید

## دلیل دہم

(اختیار امور غیبیہ)

دلیل دہم بر صد اقت حضرت اقدس کہ آں ہم در حقیقت بر صد ہا بلکہ ہزار ہا دلائل  
مشتمل است این است کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ محض بخواہبت خویش یسح موعود  
علیہ الصلوٰۃ والسلام را بکثرت ہر چہ تا مگر بر اسرار غیب الہی بخشیدہ است  
کہ ازان ثابت می شود کہ حضرت اقدس افرستادہ بارگاہ ایزدی است۔  
خدا تعالیٰ در قرآن کریم می فرماید: وَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ  
أَرَدْنٰی مِنْ رَّسُولٍ (سورہ جن رکوع ۲) یعنی ایزد تعالیٰ و تقدس بر غیب  
بکثرت کسے را اطلاع نمی بخشد بجز رسولی کہ برگزیدہ او باشد و معنی اظہر علیہ  
این است کہ او را بر غیب غلبہ دادہ است۔ پس ہر کسے کہ بر امور غیبیہ بکثرت  
اطلاع یابد و ہمیش مثل آب مصفا بود و از کدورت دالائش ہر قسم  
پاک و متبر باشد و او را از حق تعالیٰ نشان ہائے روشن دادہ آید۔ لاجرم  
او مامور و مرسل حضرت بیچون است۔ جَلَّتْ أَلَاؤُہ - و انکار او در حقیقت  
انکار قرآن کریم است۔ زیرا کہ در اں این قاعدہ معرفت مامور بیان شدہ  
است کہ کسے را بجز از رسول خود خدا تعالیٰ بر امور غیبیہ بکثرت اطلاع

نمیدهد و نیز آنکار جمله انبیاء است علیهم السلام که همواره در صداقت و دعوی خود  
همین دلیل را پیش کرده اند و در کتاب مقدس نیز مسطور است که علامت نبی  
کاذب این است که هر چه او بگوید راست بر نیاید.

هر گاه به این معیار دعوی حضرت اقدس راعی غایتیم را راصداقت آن  
انسان کامل همچو آن روز روشن آشکارا میگردد که آفتابش به نصف النهار  
رسیده باشد حضرت علام الغیوب بر ذات شریفش به آن قواثر و کثرات غیب  
ظاهر نمود که به استثنائے سید الاولین و آخرین صلی الله علیه و سلم در پیش خبریه  
احد از رسولان امم سابقه نظیرش نبود است و احق که تعداد آن پیش خبریه  
که حضرت اقدس بیان نموده باین کثرت و وفرت است که اگر آن پیش خبریه  
و اخبارات عن الغیب را تقسیم کرده شود هر حصه آن بحجت اثبات ثبوت  
چند انبیاء کفایت می کند.

من ازان جمله دوازده پیش خبری را بطور نمونه پیش می کنم این پیش خبری  
که حضرت اقدس بیان فرموده و بوقوع پیوسته چندین در چندین انواع است  
بعضی متعلق تغیرات جو السماء بعضی متعلق به امور مذہبی و بعضی متعلق به قابلیت  
و مانعی و بعضی متعلق ترقی نسل انسانی است و بعضی متعلق قطع نسل آن و بعضی  
متعلق به تغیرات ارضی و بعضی متعلق تعلقات دول و بعضی متعلق به رعایا و  
حکام و بعضی متعلق به ترقیات خود و جماعت خود و بعضی هلاکت دشمنان و  
بعضی متعلق حالات آینده دنیا. الغرض به امور مختلف و انواع و اقسام این  
پیش خبری را متعلق بود است که فهرست اقسام آن نیز طوئے می کشد

اکنون دوازه پیش خبری ها که بوقوع آمده دریں عجاله بیان می کنم و  
از همه اول آن پیش خبری را می نگارم که بکاک افغانستان تعلق میدارد.

## پیش خبری اول

متعلق شها و صاحبزاده عبد اللطیف مولوی عبد الرحمن شهیدان کبیر و اتما با بعد از  
لے پاوشاه والا جاہ بحق تعالیٰ جسم و جان و دین و ایمان تراد و حفا<sup>ظت</sup>  
خود دارد و از نتایج بد آن غلط فہمی ها و غلط کاری ها که در اقدام و ارتکاب  
آن ذات ہما یوں را دخلے نموده است معصون و مامون دارد۔  
چہل سال قبل ازیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام را منجا  
الہام شدہ بود۔ شہاتان تذبحان و کل من علیہا فان۔ یعنی دو  
بزدلج کردہ شوند و ہر کس کہ براں سر زمین بود و باش دارد لابد فنا گردد  
حالا ما می بینیم کہ موافق علم تعبیر الرؤیا از لفظ شاة دو چیز مرادی باشد  
یکے زن با انقیاد و دیگرے رعیت مطیع و منقاد۔ چونکہ فقرہ آئندہ یعنی تذبحان  
بازنان مسیح تعلق ندارد۔ زیرا کہ در معرض قتل آمدن کار مردان است  
نہ شیوہ زنان۔ بناءً علیہ قیاس غالب مقتضی ہین است کہ دو مرد و لا در  
پر جگہ مطیع و منقاد فرمان فاعلے خود بغیر صدور جرمے یا خطائے و شکستن قافضے  
یا آئینے کہ در پاداش آن قتل باشد ناحق و نادر و بقتل برسند و بعد ازاں براں  
دیارتباہی و مرگامرگی روئے نماید و ہلاکت عظیمی براں سر زمین نازل بود

کہ اہام کل من علیہا فان دلالت برائ میدارد ۛ

دریں پیش خبری ہر چند نسبت سرزمین خاص یا شہر خاص اشارتے یا  
وضاحتے بنود مگر از خواستے کلام و منطق اہام مستفاد می شود کہ اولاً این آقہ  
ہائکہ در محاکمہ مقبوضہ دولت انگلیس صورت پذیر نشود بلکہ در مملکتے بظہور آید  
کہ مردم در اں ملک با وجود اطاعت قوانین ملی مورد غضب عوام کالانعام  
گردیدہ بقتل ہم می رسند۔

دوم این کہ آں ہر دو مقتول از پیروان این ملہم من اللہ باشند و نہ  
ملہم را نسبت مقتولان اطاعت کیش خبر دادن و جہے ندارد۔

سوم این کہ این مقتولان بنا واجب قتل کردہ شوند و این قتل بپاداش  
بیج جرم سیاسی یا ملی واقع نگردد۔ زیرا کہ ذبح بزرگ و کبیرہ کردار ناسزا نمی باشد  
چہارم این کہ باعث ارتکاب این فعل نا واجب برائ سرزمین مرگ عالم نازل  
نگردد ۛ

اے بادشاہ و الاحاہ ! این ہر چہ امور با ہم متحد گشتہ این پیشخبری را  
از پیش خبر یہائے معمولی خیلے بالامی برد و امتیاز تمام می بخشد و بیچ کس یارائے  
این سخن ندارد کہ بگوید کہ از آنجا کہ دریں پیش خبری تعین بیچ ملکہ یا شہرے نیست  
لہذا بہم است نے نے چنین نیست بلکہ اصل سخن این است کہ امور اربعہ مذکور  
بہم آمدہ عظمت و تعین این پیشخبری را ثابت می کند زیرا کہ جمع آمدن این امور  
اربعہ بطریق اتفاق صورت امکان ندارد۔

غیب

بعد از این پیش خبری قریباً تا بیست سال بیچ سامانی وقوع آں از پردہ

بمنصہ ظہور ہویدا نشد لیکن پس ازان کہ بست سال تمام بریں الہام بگذشت  
 از خدا تعالی سامان وقوع آن آشکار گشت و دست غیب پرده از رخ واقعات  
 کشود تا آن امر مخفی صورت ظہور پذیرفته حیرت بر حیرت افزود کہ بیک ناگاہ  
 شخصے کتابے باخود از مصنفات حضرت اقدسؒ بمکاب افغانستان برود بدست  
 یک عالمے حقائق آگاہ باشندہ دوسید گاہ ضلع خوست داو دبر لوئے او  
 باب معرفت جدید کشاد۔ آں عالم از سادات عظام آں دیار و معروف و  
 مشہور روزگار بود۔ رعایا و برایا و حکام و الامقام اورا بنگاہ و عزت احترام  
 می دیدند۔ بلکہ بعض اکابر آں ملک غاشیہ تلمذ او بردوش می کشیدند و بوجہ  
 شرافت نسبی و فضیلت صبی و جوہر دیانت ذات و مکارم صفات او باو  
 موت و ارادت میداشتند و تہم محبت او در دل خود می کاشتند۔ بالآخر  
 آں عالم باعمل را بعد تدبیر وافر و غور متکاثر از مطالعہ آں کتاب مستطاب  
 از وجہ تحقیق اینق نسبت حضرت اقدسؒ بحدے اخلاص و عقیدت پیدا شد کہ  
 در دل خود اندیشہ کرد کہ انجمنین مالکے عاوی و براہین بجز مامورین اللہ دیگر  
 کسے نتواند بود۔ پس یک تلمیذ رشید را بجهت تحقیقات مزید در دارالامان قادیان  
 فرستاد و اورا اجازت داد کہ بعد از اطمینان تام از جانب فے بردست  
 حضرت اقدسؒ بیعت بکند۔ نام آں تلمیذ مولوی عبدالرحمن بود تلمیذ موصوف  
 پیش حضرت اقدسؒ رسیدہ بعد اطمینان کامل از جانب استاد خود صاحبزادہ  
 سید عبداللطیف دست در بیعت دادہ و کتب مصنفہ حضرت اقدسؒ را باخود  
 گرفتہ بجانب افغانستان مراجعت نمود۔ قبل از واقعه شہادت صاحبزادہ مؤمن

مولوی عبد الرحمن چند بار بقادیان رسیدہ اقامت میکرد و از مطالعہ مصنفات حضرت لذت روحانی می اندوخت و حقائق و معارف قرآن می آموخت چون دلش از محبت بادشاہ وقت و ابنائے ملک خود بگریز بود بے تابانہ ارادہ نمود کہ در شہر کابل رفتہ ایں فیڈ را بگوشش ہوش بادشاہ چم جاہ امیر عبد الرحمن خان فرمانروائے افغانستان رسانیدہ عند اللہ باجور و نزدیک بادشاہ سعی او مشکور گردود۔ اما بھیں کہ اُن خیر اندیش شاہ و درویش بپایہ تخت کابل رسید بعض بدلا سگان کوتاہ عقل و بدخواہان حکومت سخنان مخالفانہ از طبع خود وضع ساختہ بدر بار رسانید کہ ایں شخص از اسلام برگشتہ است و ارتداد اختیار کردہ و واجب القتل است۔ بادشاہ وقت بقتوی ملایان ناچار گشتہ حکم بقتل او داد و بہ جزائے محبتہ کہ بایادشاہ و ملک خود میداشت کہ او صوبت سفر ہندوستان بر خود گوارا کرد و باز بوقت مراجعت بوطن خود درخواست نارسیدہ خواست کہ عرودہ ایں تہنیت کہ مسیح دوران و مہدی آخر زمان در سرزمین قادیان از جانب خداائے منان نازل شدہ است۔ اولاً بیاد بادشاہ خود برساند و جائزہ بخشین و آفرین حاصل نماید۔ در مزدگانی ایں نوید جاوید معاندان جامہ درگرو نش پچپیدہ بر زمین انداختند و نفس بند نمودہ شہید ساختند۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

اما چون درس واقعہ درست خدا کا رمی کرد۔ بناءً علیہ آنچہ شدنی بود شد۔ زیرا کہ او تعالیٰ بست سال ازیں واقعہ بحضرت اقدس خیر دادہ بود۔ کہ دو کس و فاشعار از افراد رعیت بے جرم و بے خطائے قانون شکنی قتل گردند لاجرم قتلے ابھی کا رخو دکرو پس بذریعہ ایں قتل ازان دو کس کہ نسبت قتل ایشا

خبر داده شده بود یکے بقتل رسید .

آیا چوں بریں واقعه یکا یا دو سال بگذشت صاحبزاده مولوی عبداللطیف طالب اللہ  
 تراز و محل الجنتہ منوآه بہارادہ حج از وطن مالوفہ برآمد و از آنجا کہ با حضرت اقدس  
 بیعت کردہ بود . خواست کہ دریں سفر شرف ملاقات حاصل کردہ رہگرائے حرمین شرفین  
 شود چنانچہ بہ ایں ارادہ در قادیان رسیدہ و آنچہ بذریعہ کتب فہمیدہ بود با چشم سر  
 بدید بلکہ اثر صحبت بیش از پیش یافت و بوجہ صفائی قلب بجانب بیت منجیب  
 شدہ عزم حج البیت بر سال دیگر انداخت بقادیان پایندہ بجہندے چوں  
 بوطن مالوفہ خواست رسید ارادہ کرد تا بادشاہ را اذن نعمت عظمیٰ کہ دریں سیاحت  
 حاصل کردہ بود ارمغانے پیشکش نماید چنانچہ چار مکتوب بہ چار ارکان کابل بطور  
 نوزمان فرستاد بہ ورود ایں مکاتیب مردم بے بصیرت و انداں شاہ والا جاہ  
 امیر حبیب اللہ خان را بر خلاف صاحبزادہ موصوفہ اغرا نمودند و اتہانات و بہتانات  
 افترا کردہ نسبت آں خیر خواہ رعایا و بادشاہ حکم گرفتاری بنام گورنر خواست از دربار  
 کابل حاصل نمودند چوں سید بے گناہ در دربار بادشاہ رسید بفرمان شاہی سپرد  
 ملایان کردہ شد اما ایشان سپح الزام بر ذات او ثابت نہ توانستند کرد لیکن بعض  
 حق ناشناسان کہ بمقابلہ نام و مفاد سلطنت خواہشات خود مد نظر میداشتند را امیر صاحب  
 را اشتعال دادند کہ اگر ایں سید را را کردہ آید مردم تحت امر او در آیند و جوش جہاد  
 در دل رعایا جمود پذیرد و حکومت انفصانے رسد پس بحجت اوفتوی سنگسار کردن  
 دادند را امیر صاحب موصوفہ بخیاں خود خیر خواہی کردہ وے را ترغیب تو بہ داد مگر  
 صاحبزادہ ممدوح بہ پاسخ گفت کہ من حقیقتاً مسلمان ہستم از اسلام حقیقی کہ میدارم

توبه کرده چگونگی کافر شوم - بایچ صورتی این اوه حق را بعد شقت و فتنه بسیار یافته ام نمی آیم  
گذاشت - هرگاه بادشاه ما از جوع او یاس حاصل شد - رو بروی جم غفیر او را از شهر  
بیرون برده سنگسار نمودند :

و آن سید ذی وقار و فادار جان نثار بادشاه و ملک خود شکار سازش چند خود  
مطلبان گردید و مردم خود غرض بدین گونه امیر صاحب امثالطه دادند که زنده داشتن  
این سید سلطنت را خیل زبان دارد - حال آنکه وجود چنین مرد در استی شعار و راست کار  
و درست کردار که جان خود را فدای دین و مذہب کند بر ملک ملت ضروری بلکه پناہ  
می باشد که حضرت باری عز اسمہ طفیل اینچنین بندگان ستوده صفات هر آفت را از ملک دولت  
دور میدارد و خود غرضان این امر را که در حضور شاه پیش کردند که اگر این شخص زنده می ماند  
مردم در حصول ثواب جهاد خیل تکامل در زند و لیکن این سخن بر زبان نیاورند که این سید  
در سلک جماعتیکه نسلک است عقیده شاه این است که زیر هر حکومت که متماثلند زند  
دارند از دل جان فرمان پذیر و کامل اخلاص باشند و به اشاعت عقائدش جملہ رعایا  
جان نثار بادشاه شده از خائن جنگی با و اختلافات دور مانده با هم کمتر ستیزند و هر جا که  
قطره از عرق بدن بادشاه بچکد در آنجا خون بریزند - بلکه بر جای آن همه سخنها می مخالفان و من  
کردند اما حرف حق از زبان شان نہ بر آید که این کس با آن سلسله عالیہ تعلق میدارد که تعلیم  
این است که از سازش بهائے خفیه احقر از کنیہ رشوت نگیرد - دروغ گوئید و نفاق نوزید  
و بایں این اخلاق نہ صرف تعلیم داده می شود بلکه برین تعلیم عامل و پابند کرده می آید و در صورت  
اشاعت خیالاتش حالت ملک ملت آراسته و پیراسته شده قوم را ترقیات هر قسم حاصل گردد  
بادشاه درین امر غرور و افکار نبرد که این کس نمیکرد آن جهاد است که بلاسند مذہبی



و نیز دست اندازی قوم اصفندیہ را امور مذہبیہ را قوام غیر تاخت و تاراج کرده آید۔ نہ مگر جہاں  
 حقیقی و دفاعی است کہ خود جناب سالتماب صلی اللہ علیہ وسلم عمل یہاں ننوده است و همچنین  
 این شخص منکر جہاد سیاسیہ ہم نیست کہ ہر قوم برائے بقا و قیام مفاد خود با دیگران می کند۔  
 و بجانب این امر ہم توجہ نظر نمود کہ عقیدہ این قوم این است کہ با اقوام غیر کہ در امور  
 مذہبیہ مسلمانان دست اندازی نمی کنند۔ برنامہ جہاد جنگ جدال نباید کرد تا با اسلام  
 اعتراض واقع نگردد۔ ہاں البتہ اگر بنظر فوائد سیاسیہ و حفاظت حقوق ملیہ ضرورت  
 جنگ پیش آید۔ در اں صورت با اقوام غیر جنگ متیوال کرد لیکن نام آں جہاد نیست  
 زیرا کہ ہر فتحیکہ بر مے نیک نامی اسلام را قربان کرده شود از شکست بدر جہاد تراز است  
 الغرض مردم صاحب غرض حالات غلط پیش در گاہ سلطنت عرض نموده صاحبزادہ  
 عبداللطیف را بلا وجہ شہید ساختند۔ و بہ ایں طرحہ اول پیشخبری کہ شاتان تدمکان  
 بود۔ بوقوع انجامید کہ دو نفر ایں جماعت کہ بغایت وفادار و اطاعت گزار بودند۔ با وجود  
 ہر گونہ مطیع و منتقاد بودند۔ بادشاہ وقت ہمچو بڑے گناہ ذبح کردہ شدند۔  
 و حصہ دیگر بعد از وقوع ایں سانحہ در آں ملک تباہی آورد و آثار کُل من  
 عَلَیْہَا قَاتِی ہوید اگر وید۔ و در قوع آں بیسچ دیر نکشید۔ ہنوز بر شہادت آں سید  
 مرحوم یک ماہ نگزشتہ بود کہ دبائے ہیمنہ در کابل روئے نمود و بہ ایں کثرت و  
 و وفرت مردم ملک ہلاک شدند کہ بزرگ و کوچک ازیں مصیبت ناگہانی در فزع آں  
 افتادند و دلہائے مردم خوف زدہ شدہ و بالعموم سکان کابل محسوس کردند کہ ایں بلا  
 از رجم آں سید محسوم مظلوم بر سر مردم رسید است۔ چنانچہ شخصے بے تعلق میسٹر  
 اے فرناک مارٹن نام کہ تا چند سال در حکومت افغانستان بر عہدہ چیف انجینئر متنا

بود۔ گواہی خود را در کتاب مسیحی بہ اندر دی بسویوٹ امیر بیان کردہ کہ ایں وہ بلائے  
ہیضہ غیر مترقب بود۔ زیرا کہ بر دور ہائے گذشتہ وہ بلائے ہیضہ کہ در افغانستان واقع  
شدہ بود تا چار سال چنین وہ بلائے نمودار شدن متوقع نبود۔

لہذا ایں مرض ہیضہ منجانب اللہ یک نشان خاص بود و عجب اینکه حق تعالیٰ براءے  
مرید تقویت ایں پیش خبری بصاحبزادہ عبداللطیف شہید نیز اطلاع ایں معنی  
دادہ بود۔ چنانچہ قبل از شہادت خود بامردم گفتہ بود کہ من بعد از شہادت خود  
میںم کہ قیامتے متوجہ مردم شدہ است۔ الحاصل اثر ایں بلائے ہیضہ بر شہداء  
کابل افتاد۔ نہ غربا از حملہ آں محفوظ ماندند نہ امراء و نہ کسانیکہ ہر گزہ سامان حفظ  
صحت ہتیا داشتند از دستبرد ایں بلائے جان نشان رستگار بودند و کسانیکہ در رحم کردن  
شہید مرحوم دستے داشتند بہرہ وافر از ان بلائے عظیم حاصل نمودند و بعضے از انہا  
خود مبتلا گشتند و از بعضے قرابتیان عزیز ہلاک شدند۔

الغرض بعد از مدت بست سال ایں پیش خبری لفظاً لفظاً بوقوع آمد و بانشا ہائے  
قہری شان ماسور را ظاہر ساخت و براہل بصیرت ابواب ایمان ایقان بجاو۔  
کہ ام کس میتواند گفت کہ انجین پیشخبری کار انسانی است و کہ ام انسان  
در حالیکہ بایسان ہم بروے ایمان نیارودہ باشد۔ انجین خبر را قبل از وقوع واقع  
بیان تواند کرد کہ بروے در زمان آیندہ مریدان و معتقدان بکثرت گرد آیند و بسیار  
مردم بروے ایمان آزند حتی کہ سلسلہ اش بعد چندے در ممالک غیر شائع گردد و  
بازد و مریدش در اں ممالک محض بجرم ایمان آوردن بروے نہ بپاداش گناہ دیگر  
شہید گردند۔ و بعد از شہادت ایشان خدا تعالیٰ در اں سرزمین بوجہ ببار و بارہ ہلاکت

کشاید و نمونۀ قیامت بر پانماید و خیلے کسان ہلاک شوند۔ اگر بیچ بندہ بخینین اخبار  
 را پیش از وقت بیان مینماید کرد پس در کلام خدا و کلام بندہ بیچ امتیاز نیست  
 دریں مقام از الہ این شبہ لازم می نماید کہ ہر گاہ در الہام کل من علیہا فان  
 واقع شدہ یعنی ہمہ مردم آل سر زمین شربت مات چشند پس می بایست کہ کل  
 مردم کابل ہلاک می شدند و ظاہر است کہ ہمہ مردم شہر کابل ہلاک نشدند بلکہ بسیار  
 از ایشان زندہ ماندند۔ جوابش این است کہ لفظ کل گاہے بمعنی بعض نیز استعمال  
 می شود و ضرور نیست کہ در ہر مقام این لفظ متضمن معنی جمع باشد۔ چنانچہ در  
 مصحف مجید حق تعالی نگس نخل را امر فرمودہ فکل من حل الثمرات یعنی بخور از  
 کل ثمرات۔ حالانکہ نگس شہد از ہر میوہ نمی خورد۔ بلکہ از بعض میوہ جات طعام خود  
 حاصل می نماید۔ پس دریں مقام لفظ کل افادہ بمعنی بعض می دہد و ہمچنین نسبت  
 ملکہ سبا ارشاد شدہ است و احدیت من کل شیء یعنی او را ہر چیز دادہ شدہ  
 بود۔ حالانکہ او از دنیاے وسیع بر علاقہ بس مختصر حکومت میداشت پس دریں  
 آیت نیز ہمین معنی است کہ خدا تعالی ملکہ سبا را اکثر اشیاء عنایت کردہ بود نہ کل  
 اشیاء دنیا حقیقت سخن این است کہ بسا اوقات لفظ کل بر معنی عمومیت اکثریت  
 اطلاق می یابد و از کل افرادش حصہ نمایان دروے شامل می باشد و این  
 ہر دو امر در دوائے ہیبت کہ بعد از قتل سید مرحوم در کابل ردو نمائند موجود بود  
 بر ہر تنفسے خوف و ہراس استیلا یافتہ بود و گروہ کثیر در آن ہلاک شدند حتی کہ  
 یک باشندہ مملکت برطانیہ کہ از حقیقت الہام بیچ واقفیت نداشت آن  
 حالات را بخصوصیت در کتاب خویش نگاشت

اعتراض دیگر که وارد می شود این است که در ابهام لفظ **تَذْبَحَانِ** واقع شده است و آن دلالت میدارد بر بریدن گلو - مگر ازین دو شاهد ایکه به خبره کردن و دیگر بر جرم نمودن شهادت یافت است پس ذبح بوقوع نیامده است مگر این اعتراض از قلمت تدبر ناشی میشود زیرا که در کلام عرب ذبح بمعنی هلاک کردن در بسیار مقام مستعمل شده است چنانچه در واقعه حضرت موسی علیه السلام وارد است **يَذَّبَحُونَ** اَبْنَاءُكُمْ یعنی پسران شمارا ذبح میکردند - بحالیکه از تاریخ ثابت است که فرعونیان پسران بنی اسرائیل را ذبح نمی کردند - بلکه فرعون نخست قابله را حکم داد بود که اطفال را بمیراند و چون قدری بر سر رحم آمد حکم داد که بدریا اندازند (کتاب المقدس خروج باب ۲۲ و اعمال الرسل باب ۷ آیه ۹ ایضاً کتاب المود) علاوه برین از لغت نیز مستفاد می شود که ذبح بمعنی هلاکت است چنانچه صاحب تلج العروس در شرح قاموس می نویسد - **الذبح الهلاك** (جلد ۲ ص ۱۴۱) پس این اعتراض که سید عبداللطیف و مولوی عبدالرحمن ذبح نشده اند بلکه بذریعہ رحم و نجه هلاک گشته اند صحیح نیست زیرا که ذبح در اصل معنی هلاکت میدارد و بهر صورتیکه باشد و گلو بریدن نوعی از آن است ❖

## پیش خبری دوم

نسبت انقلاب سلطنت ایران

از جمله پیش خبری های حضرت اقدس مسیح موعود علیه السلام که کثیر التعداد است پیش خبری دوم که اراده بیان کردن آن میداریم متعلق بملکوت همسایه آن بادشاه عالیجاه است

یعنی سلطنت ایران و بادشاہ و کجکلاہ آں مرز و بوم -

حضرت اقدس را بتاریخ پانزدہم جنوری ۱۹۰۶ء الہام شد کہ (تزلزل در ایوان کسری)  
 الہام حسب عادت مقررہ و مطابق معمول روزمرہ در جرائد و اخبارات و رسائل اُردو انگلیشیہ  
 ایں سلسلہ عالمیہ شائع گردید۔ در وقت اشاعت ایں الہام حالت شاہ کجکلاہ ایران بغایت  
 محفوظ بود۔ زیرا کہ در ۱۹۰۵ء مطالبات باشندگان ملک اِ پذیرفتہ اعلان قیام  
 پارلیمان (پارلیمنٹ) دادہ بود۔ ازین جہت اوراد کل مملکت محروسہ قبولیت عام  
 حاصل گشتہ بود و ہر کہ و ہر بر عطاے پارلیمان اظہار خوشنودی می نمود کہ بادشاہ بلاوقوع  
 کشمکشہ رعایائے ملک را حقوق نیابت بخشیدہ است و دیگر سلطنتہائے عالم نتیجہ ایں  
 تجربہ جدیدہ کہ بغیر از جاپان برائے جمیع ممالک ایشیا یک امر عجیب کار غریب بود بنگاہ  
 شوق و امید انتظار می کشیدند و لیکن اذان نتائج خطرناک کہ باعث ایں قسم حکومت علی  
 در اقوام نیم تعلیم یافتہ و ملک نا تجربہ کار پیدا شدن ممکن بود ہیچ واقفیت نمیداشتند۔  
 دریں حال از حضرت اقدس شائع شدن اینچنین الہام کہ (تزلزل در ایوان  
 کسری فتاد) اگرچہ در نگاہ عالمیان باعث حیرت می نمودند۔ مگر در نظر خالق الالاض  
 و السموات کہ آں کار ہا کہ در چشم خلایق عجیب می نماید ہمہ سرسری است۔ مملکت ایران  
 بر نازہ ترین آزادی خود شاد و شاہ مظفر الدین بر قبولیت خود مبتہج و مسرور بود کہ  
 در ۱۹۰۶ء شاہ موصوف بعمر پنجاہ و پنج سالگی از دنیا رخت رحلت بر بست فرزندش  
 محمد علی میرزا بر تخت نشست۔ بہر چند محمد علی میرزا نسبت کجاستی و بیستجائی مجلس شورای اعلان جایی کہ لیکن بعد  
 آں آثار در چشم عالمیان نمودار گردید کہ نسبت آں حضرت اقدس را بذریعہ الہام خبر دادہ  
 شدہ بود۔ چنانچہ بعد از گذشتن سالے از الہام در ملک ایران آثار فتنہ و فساد رو نمود۔

در میان بادشاه و پارسیان مخالفت شد بدیدار شد و بر مطالب پارسیان از جانب بادشاه  
 لیت محل آغاز گردید بالاخر بتأکید مجلس کلا بادشاه وعده کرد که او آن شخص را که در خیال افراد  
 مجلس سبب فساد و عناد بودند از دربار علیحدہ خواهد نمود و خود نیز اراده کرد که از طهران کوچ  
 نماید. در بین این تغییر مکانی مابین فرج کاسک که محافظ بادشاه بودند و حامیان قوم پرتان  
 اختلاف واقع شد و اہام در یک ننگ باین گونه صورت وقوع یافت کہ ایوانی را المبعوثین  
 بضرب گلولہائے توپ منہدم گردانیدہ شد و بادشاه پارسیان را موقوف ساخت -  
 ازین عمل بادشاه در تمام مملکت ایران سیل بغاوت طوفان فساد برپا کرد و در لارستان  
 و لاهیجان و اکبر آباد و بو شہر و شیراز و تمام سمت جنوبی ایران دلدادگان جمہوریت  
 حکام و عمال شاہی را معزول ساخته عثمان حکومت بدست خود گرفتند و خانہ جنگی  
 آغاز شد چون شاہ دید کہ حالت نازک است خزائن و اسباب را در ملک روس  
 فرستادہ تمام ہمت خود در فرو کردن نائزہ بغاوت صرف کرد. اما بجائے اینکہ  
 فساد فرو نشیند و بالا گردید دیونا فیونا رو بہ ترقی آورد حتی کہ در ماہ جنوری ۱۹۰۹  
 در اصفہان ہم شگوفہ بغاوت بشکفت و سرداران بختیاری ہم با قوم پرتان متحد شدند  
 و افواج شاہی را شکست دادند ایں حالت دیدہ ہراس بر بادشاہ مستولی شد و  
 بخوف تمام بجائے حفاظت حکومت نیابتی عہد تازہ بر بست بار بار اعلان کرد کہ حکومت  
 استبدادی فروغ نہ بدہد و وعده آہی برنگردید خوف ہراس در ایوان کسری زیادہ تر پیدا شد  
 گرفت تا انجام کار آن روز سیاہ بر سر رسید کہ فرج کاسک نیز کہ بادشاہ را بران بسیار ناز بود  
 بادشاہ را تنہا گذاشتہ باز مرہ باغبیان در پیوست و بادشاہ با حرم خود از ایوان شاہی  
 برآمدہ بتاریخ ۵ ژوئیلہ ۱۹۰۹ در سفارتخانہ دولت روس پناہ گرفت بعد از اتمام دومین سال کامل

کہ الہام حضرت اقدس علیہ السلام کہ تزلزل در ایوان کسری فساد ظهور پذیر  
گردید۔ و از ایران حکومت استبداد منقطع گشت۔ و تجربہ جدید حکومت  
جمہوریت کہ نتائج آن بغیر ذات حق تعالیٰ هیچکس نمیداند ہوید اگشت۔  
ابر سیاه خوف و فزع و یاس و حرمان در ماہ جون و جولائی ہر قدر کہ بر  
ایوان کسری غومیزد آن حالت را ہماں کس اندازہ تواند کرد کہ بر آئی العین  
آن انقلاب را مشاہدہ کردہ باشد۔ و یا آن کس ازین نیرنگی روزگار عبرت  
حاصل می تواند کرد کہ اورا از جانب خدا فوق العادت قوت متخیلہ عطا شدہ باشد  
مگر برائے اہل بصیرت ایں نشان در ثبوت حضرت مسیح موعود و دلیلہ است  
بین و آیتہ است روشن۔ مگر آن مردم خیلہ کم اند کہ ازاں فائدہ برگیرند

## پیش خبری سویم

پیش خبری متعلق پادری آتھم کہ بذریعہ آن بر جملہ عیسائیوں  
عالم عموماً و بر عیسائیوں ہند خصوصاً اتمام حجت شدہ است  
مثال سویم از پیش خبری ہائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بر خلاف  
نصاری شائع فرمودہ است و از طرف اسلام بر ایشان اتمام حجت نمود  
بیان می کنم۔

لے بادشاہ والا جاہ انمیدانم کہ ذات ہمایوں ازین حال کما حقہ  
واقفیت میدارند یا نہ کہ مبتغان مذہب عیسویہ و واعظین آن گروہ شنیع  
چہ قدر از روایات غلط و عقائد غیر صحیحہ بعض مسلمانان فائدہ برگرفتہ بر ذات

مستجمع صفات سیدنا و سید الثقلین نورالکونین سرور دو جهان صلی اللہ علیہ وسلم  
 سخت ترین حمله یا بکار بردن را عادت خود کرده اند۔ مگر شدت حمله ہائے ایشان  
 بعد کے کہ سی یا چل سال قبل ازیں رسیدہ بود نظیر آں دریں جزو ترماں نشا  
 دادن نامکن است۔ حضرت اقدس بر زبان درازی ہائے از حد و رجا گزشتہ  
 ایشان نگاہ انداختہ و از خدا تعالیٰ توفیق یافتہ با قوت تمام مقابلہ آں گروہ آغاز  
 کرد تا آنکہ کجی حمله آں تاب آں نیاوردہ بر جائے خود قائم ماندہ را و فرار اختیار  
 کردند۔ و آنکوں گرد آں طرز تحریر کہ در آں آواں اختیار کردہ بودند نمی گردند۔  
 کسے کہ در میان ایشان در گندہ دہانی و بد زبانی از اقران خویش گوئے سبقت  
 برودہ بود و شخصے ذی وجاہت عبداللہ آتھم نام از صاحب منصبان دولت  
 انگلیس بود۔ بارے چاں اتفاق افتاد کہ مسلمانان و عیسائیایں خواستند کہ  
 در میان حضرت اقدس و آتھم یک مناظرہ مذہبی واقع گردد۔ در بین مناظرہ  
 ڈپٹی آتھم با وجود اعائے کمال علم چوں غریبے کہ دست بہ رخس و خاشاک  
 میزند خیلے دست و پا زد مگر کارے از پیش بردن نتوانست و در میان خویش  
 و بیگانہ و دوست و دشمن او را ذلت روزی شد۔ چوں در دوران مباحثہ ذکر  
 معجزات ہم در میان آمدہ بود۔ مشیت الہی تقاضا کرد تا ایں مباحثہ از معجزہ  
 خالی ماند۔ لہذا حضرت اقدس را از جانب حق تعالیٰ الہام شد کہ صورت مباحثہ  
 اختیار باید نمود۔ چنانچہ حضرت اقدس طرز مباحثہ اختیار فرمودہ و بارہ انجام آتھم  
 پیش خبری فرمودند کہ مضمونش اینست ” ہر فریقے کہ ازیں ہر دو عمدہ و دفع  
 را اختیار میکند و خدائے واحد قہار را گزاشتہ یک انسان ضعیف البنیان را خدا



یا پور خدا پنداشته است اولیاً بنا بر این آیات مباحثه یعنی مقابله یک روز یک ماه شمار آورد  
در مدت پانزده ماه در یابویه بقیته و او را ذلت و نکتته شد پیش آید بشرطیکه رجوع  
الی الحق نکند؟

چون کاغذ تحریر آخری مباحثه از جانب حضرت اقدس بود حضرت ایشان  
این پیش خبری را شامل آن تحریر نمودند و نوشتند که اگر این پیش خبری صورت وقوع  
یافت لابد ثابت گردد که رسول کریم صلعم که نسبت ذات مبارک ایشان آتقم در  
کتاب خود مستحلی به اندرونه بابل نمود باند من ذلک لقب و جمال نوشته است)  
فرستاده خدا و رسول بر حق است -

دیر پیش خبری بیان دو امر شده بود - اول اینکه فریق خدا داننده و خدا گوینده  
مسح علیه السلام یعنی دُپئی آتقم در مدت پانزده ماه بوجه صد و تعصب و بدگوی خود در قمر  
یابویه انداخته خواهد شد - دوم - اینکه اگر این فریق بجانب حق رجوع کند و برگشته خود  
پشیمان شود و بر غلطی خود آگاه گردد از عذاب محفوظ ماند - اگر فریق مخالف رجوع بسوء  
حق نمیکرد و بر ضد و عناد خود قدام می ماند و هلاک میگردد پیش خبری باطل میشد و اگر رجوع  
میکرد و در مدت پانزده ماه می مرد باز هم پیش خبری بطلان می پذیرفت - زیرا که این پیش خبری  
آگهی میداد که در علم الهی عمر آتقم از پانزده ماه زاید است - و آتقم در پانزده ماه در آن  
صورت خواهد مرد و قتی که او بر ضد و عناد خود قدام ماند - و با تامل اندک معلوم میگردد که از  
هر دو صورت پیشگویی هر دو پہلوئے صورت دوم از هر دو پہلوئے صورت اول  
زیاده شاندار است - زیرا که هر دو پہلوئے صورت اول این بود که اگر آتقم بر ضد خود  
مستحکم ماند در پانزده ماه می مرد و بر ضد خود بود و شش یک امر طبعی بود زیرا که او عالم نامو

گروه عیسائیان و مصنف کتب متعدده بود که در تائید دین عیسویت و تردید دین متین اسلام گاشته بود۔ و در حقیقت عرفی و ثباوی نیز معزز و باوجاهت ظاہری بود و با حکام سلطنت انگلیشیہ تعلقات و معرفت می داشت۔ چرا که خود نیز منصب یافته بود و در بشپ گری مذہبی جیتنے می داشت که درین مباحثہ عظیم الشان از جملہ پادریان بوجہ سرآمد بودن ایشان با خصوص برائے مباحثہ منتخب شدہ بود و دیگر پادریان و عظم بطریق نیابت مددگار او بودند پس نسبت این چنین شخصے ہمیں خیال پیدا می شد کہ او را بر دینے کہ می داشت یعنی بر عیسویت یقین کامل باشد۔ و بعد از مناظر و مباحث قرار یافتن او و در مباحثہ آنقدر تائید و حمایت دین عیسوی کردن او اغما و قوی بود کہ گاہے برائے طرفہ العین ہم قوت مجزائے مذہب اسلام را در دل خود جائے نہ بد و برائے یک لحظہ انکار الوہیت ابن مریم نکند و این امر کہ اندرین صورت موت او در پانزودہ ماہ اگر چہ فی حد ذاتہ شانے می داشت مگر موت شخصے ثصت و پنج سالہ یک شبہ پیدا می کرد کہ شاید پیمانہ عمر سیریز گشته بود۔

مگر بمقابلہ صورت مذکرہ بالا هر و پہلوے صورت ثانیہ یعنی اینکه اگر آتھم رجوع کند در مدت پانزودہ ماہ بہا و ئیہ موت نیفتد زیادہ شاندار است و پہلوے اولین این صورت کہ آتھم رجوع کند ازین امر کہ او بر ضد خود قائم ماند زیادہ شاندار است و پہلوے دو یمین نیز کہ او تا پانزودہ ماہ نمیرد از در پانزودہ ماہ مردنش زیادہ با وقعت است۔ زیرا کہ موت انسانے از دست انسانے دیگر نیز وارد میتواند شد مگر کسے را تا پانزودہ ماہ زندہ گذاشتن در اختیار کسے نیست۔

پس اگر صورت دومین پیشگوی بوقوعے آمد آن از وقوع صورت اولین زیادہ

باشوکت تر بود۔ و خدا تعالیٰ کہ پیش قدرت او هیچ امر ناممکن نیست پہلوئے دیہن را کہ زیادہ مشکل بود اختیار کرد یعنی حق تعالیٰ رعب خود را در دلش انداخت۔ و اول اثر این پیشگوئی این ظاہر شد کہ آنحضرت در عین مجلس مباحثہ دست بر ہر دو گوش خود نہادہ گفت کہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم را و جال نمی گوید۔

بر شیوع این پیش خبری چشمہائے تمام ہندوستان بدیں سوئے نگران بود کہ بہ بینیم کہ شتر بکدام پہلوی نشیند مگر خدا تعالیٰ نخواست کہ مخلوق او در انتظار پانز ہ ماہ باند پس متصل اشاعت این پیش خبری تصرف خود بکار آورد کہ در حالت آنحضرت قلع و اضطراب پیدا گردید تا آنکہ در یک مقام قرارش نہاد۔ و تئیر عظیم در حالت بیفتاد سخت کار و بار تصنیف کتب و رسالجات کہ در تائید عیسویت می نگاشت و خود را ہموارہ در ترویج اسلام مصروف میداشت بکلی واگذاشت۔ ظاہر است کہ ہرچہ مستغنی را از کار و بار تبلیغ و تصنیف خود قطعاً دست افشانہ خاموش نشستن

سر سری نیست۔ بلکہ دلیلہ است بر این کہ در دل او این احساس پیدا گشتہ بود کہ ہرچہ اسلام میگوید ہماں حرف راست است و دانست کہ در مقابلہ کردن اسلام راہ غلط رفتہ است۔ و نہ ہمیں کرد کہ خاموشی ورزید بلکہ در ہاویہ روحانی افکندہ شد یعنی دریں خیال کہ او دریں مقابلہ غلطی خوردہ است تا بحدی سر اسیمہ و پریشان خاطر شدہ رفت کہ اورا نظار ہائے عجیب و غریب پیش آمدن شروع شد۔ چنانچہ بسا اوقات بدوستان و خویشان خود میگفت کہ اورا مار ہا بنظری آمدند کہ برائے گزینش براو حملہ می کردند۔ و گاہے میدید کہ سگای برائے اذیت رساندن در عقبش می دوند۔ و گاہے نجیانش می آمد کہ مردم نیزہ بردار ہر دو سہ بورش کردند۔ حالانکہ نہ مار و سگ

این چنین تعلیم داده میتوانستند شد که عبدالدا آتھم رافتنہ بکنند۔ و نہ در ہندوستان  
 عام آزادی اسلحہ است کہ مردم در ہر ہائے شہر ہا نیزہ گرفتہ ایستادہ می شدند تا  
 آتھم را بکشند۔ اما در حقیقت این یک ہاویہ بود کہ در دوش یہاں سبب پیدا شد  
 بود کہ او از این امر پشیمان شد کہ چرا بر خلاف اسلام بر حمایت مسیحیت ایستادہ گشت۔  
 و این ہاویہ بہ بدل آں ہاویہ کبیر بود کہ اگر آتھم بر ضد خود قائم می ماند و راں انداختہ  
 شد فی ہو۔ و اگر فی الواقع ایمانش بر مسیحیت قائم می ماند و اسلام را ہچنان باطل می  
 پنداشت کہ قبل از اں می انگاشت۔ و یہ صورت چگونہ ممکن بود کہ در حتم و ساوس  
 و خطرات می افتاد۔ و نوبت بہ اینجا گئے میر سید کہ جانوران موذی مثل مار و مور را دشمن  
 خود قیاس کند و خیال کند کہ سگان براو حملہ می کنند۔ و اگر خدا را دشمن خود نہ پنداشتہ  
 بود چگونہ تمام مخلوق خدا را در نگاہ او دشمن و مخالف می نمود۔ و کار و بار فرانسویست را  
 یک لحظہ پس پشت انداختہ از کجا در شہر ہائے دور دست گریزاں و افتاں و  
 خیزاں و بیقرار و بے یار و بے غمخوار حیران و پریشان و سرگردان در بدر می شد۔  
 الغرض شقی دوم یعنی رجوع الی اسحق کہ از شقی اولین زیادہ مشکلتر بود و خدا  
 در الہام از اں خبر دادہ بود بہ عجیب ترین رنگہ و روشن ترین حالتی جلوه ظہور  
 نمود یعنی آں وقت رسید کہ دل آتھم نسبت اعتقاد الوہیت مسیح ابن مریم در  
 شک افتاد و صداقت اسلام بر دلش نقش ثروت بست۔ آنگاہ دوم حصہ خبر الی  
 بوقوع انجائید یعنی با آنکہ خوف و ہراس اورا بر بنتر مرگ بے حس و حرکت انداختہ  
 بود باز ہم خدا تعالی اورا از مردن باز داشت و نیم جانیش در قید حیات مجوس ماند  
 تا این فرمان حق راست آمد کہ اگر رجوع نماید از مردن محفوظ ماند۔

این پیشخبری بزرگ برائے باز کردن چشم عالمیان کافی بود۔ اما اگر این واقعہ  
 بنحاشتی میگزشت بعد چندے جائے این سخن می بود کہ مردم میگفتند کہ آتھم ہرگز  
 رجوع نہ کردہ بود و شائبہ تکلف و تصنع رجوع را بطرف او منسوب می کنند پس برائے  
 وضاحت مزید این پیشخبری خدا تعالیٰ گروہے را از میان عیسائیاں و مسلماناں  
 برانگیخت کہ تا در حمایت یک سچی غوغا بر پا کردند کہ آتھم نہ مرد است و پیشخبری غلط  
 برآمد است۔ در جواب این غوغا مردم گفتند کہ این پیشخبری در خود و صورت  
 داشت ازاں ہر دو صورت صورت ثانی بوضاحت تمام واقع گردید است۔ مگر  
 افسوس کہ ہمدانکار کردند و گفتند کہ آتھم ہرگز رجوع نہ کردہ۔ حضرت اقدس برای  
 حالت آتھم را دعوت داد کہ ہر چہ و کلائے تو یعنی بعض مسلمانان و عیسائیاں میگویند  
 اگر در حقیقت راست است پس باید کہ قسم خوردہ اعلان کن کہ دریں مدت در دل  
 تو خیال صداقت اسلام و بطلان عقاید عیسویت پیدا نہ شدہ است۔ مگر آتھم  
 از سوگند خوردن انکار کرد۔ و بغیر از سوگند یا و کردن اعلائے نبوت کہ من اکنون  
 نیز مذہب عیسویت را راست و حق میدانم۔ مگر قادر علی الاطلاق کہ تصرفش بر  
 دل و دماغ مردم است در میان این اعلانات این حرف نیز از قلمش بر آورد  
 کہ من مسیح را ہیچو دیگر عیسائیاں خدا نمی پندارم۔ و چنانچہ الفاظ الہام بالانقل شد  
 و مضمون پیشخبری ہمیں بود کہ ہر کہ بندہ خدا را خدا پندارد و در قضا و تدبیر سرگون یافتند  
 و آتھم اقرار کرد کہ من مسیح را ہرگز خدا نمیدانم و از حضرت اقدس نسبت این مدعا  
 بر آتھم تاکید آرد و دادہ شد کہ اگر اوفی تحقیقت اندرین ایام نسبت صداقت  
 مذہب خود مترد و گشتہ بود و یا احساس صداقت اسلام در دلش پیدا شدہ بود

باید کہ اعلان آں بہ حلف بکنند کہ من دریں ایام بر خیالات و عقائد خود بہاں حالت  
 قائم ماندہ ام کہ پیش ازیں در دل من جاگزین بود پس اگر قسم بخورد و تا یک سال  
 عذاب بر و نازل نشود ما کاذب با شیم و متصل آں ایں اعلان نیز دادند کہ اگر آتھم  
 قسم بخورد ما اور ایک ہزار روپیہ انعام میدہم۔ آتھم جواب داد کہ در مذہب عیسوی  
 قسم خوردن جائز نیست۔ حالانکہ در اناجیل مرقوم است کہ خواریان مسیح اکثر قسم  
 خورده اند۔ بلکہ در حکومتہائے عیسویہ ہیچ صاحب منصب را بغیر خوردن قسم و بردار  
 حلف ہیچ منصب اعلیٰ و عہدہ بلند حاصل نمی شود بادشاہان و حجان عدالت و ارکان  
 پارلمان و صاحب منصبان ملکی و مالی و سرعسکران افواج و شاہدان مقدمات را  
 ہمیشہ قسم داده میشود۔ بلکہ در عدالتہائے مسیحی ایں قانون است کہ قسم خوردن را صرف  
 برائے مسیحیان مخصوص کردہ اند۔ و از اقوام دیگر در عدالتہا قسم گرفتہ نمی شود بلکہ  
 در وقت شہادت صرف ہمیں میگویند کہ من خدا را حاضر و ناظر دانستہ گواہی میدہم  
 پس ہر گاہ نزد عیسائیان قسم خوردن صرف حق عیسائیان است و بس۔ بنا بر ایں عذر آتھم  
 بسیار نا معقول بود تا کہ از بار قسم خوردن و اہد زیر کہ او خیلے نظارہائے ہیبت ناک را پیش  
 ازیں کجیم خود دیدہ و خیلے تر سیدہ بود و آں ہمہ نظارہ ہائے اورا بقین میدادند کہ اگر قسم بخورد لا محالہ  
 ہلاک گردد و حقیقت قسم نا خوردن آتھم زیادہ تر بوضاحت بر ما ہویدا می شود ہر گاہ ما کجا  
 می کنیم کہ عیسائیان را ہیچ منصب مذہبی بغیر از حلف برداشتن منجانب دولتہائے  
 ایشان میسر نمی گردد و صاحب منصبان مذہب پراٹسٹنٹ را کہ آتھم باں تعلق  
 میداشت دو گونه قسم خوردن واجب میباشد یکے بحیث ہمیشہ ہوا دار ماندن  
 از بہر کلیسا و دیگر برائے وفادار بودن بحیث سلطنت خود چوں ایں سخن را

که مذکور شد حضرت اقدس بجانب آلتهم بذریعہ اشتہار چاپ زودہ فرستادہ اور  
جواب سکوت اختیار کرد حضرت اقدس رقم انعام را بند زنج افرایش دادہ تا بچہ  
ہزار و پیر بسا نید و فرمود کہ باید بے انتظار گذشتن سال تمام رقم انعام را قسم  
خورده بدست آرد۔ اما چون آن حالت را کہ بروی در ایام پانزدہ ماہ طاری  
گشتہ بود و میخواست کہ از نگاہ قوم خود پوشیدہ دارہ و ازین جهت قسم خوردن نتوانست  
ناچار از قسم ایا کرد و بنجاموشی ایام خود را گذرانید۔ و نوشتن مضامین ترویج اسلام  
را و بازبان تبلیغ دین مسجیت نمودن را بجای موقوف کرد۔ ازین حالت او صدق  
پیشگیری زیادہ واضحت گشت۔ و خدایتعالی باین طریق از دشمن اسلام اقرار  
رجوع از عقیدہ الوہیت مسیح کنانید۔ و باوجود آنکہ در ہماں مباحثہ کہ دران پیش  
خبری کردہ شدہ بود در یک پرچہ بحث خجیلہ زور بر اثبات الوہیت مسیح زودہ بود  
و جمیع صفات الہیہ را بر نعم خود در مسیح ثابت میکرد و مگر باز ہم حق تعالی خیالاتش را کہ  
دربارہ صداقت اسلام و در دل مبداشت از او ضلع و اطوارش کہ در مطالعہ قسم  
اختیار کرد و مظهر آورد۔

و فرج این پیشگیری با شوکت و عظمت خود در رنگیت کہ یک سید الفطرت  
را از ان ترقی ایمان حاصل میگردد۔ و تجلی الہی را بچشم خود معائنہ می نماید۔ زیرا کہ در دل  
شخصی شدت ترین مخالف اسلام و اعدائے عدو دین متین و سرگروہ قوم نصاری کہ  
بر خلاف اسلام از جانب ایشان مناظر و مباحث مقرر شدہ بود و تمام عمر او در تائید  
عیسویت و ترویج اسلام صرف گشتہ بود و یکبار خیالات صداقت اسلام را بر قسم  
ساختن و شکوک در عقائد متضمنہ او پیدا نمودن و بہ تبدیل خیالاتش تا پانزدہ ماہ او

زنده داشتند از طاقت بشری خارج است۔

## پیش خبری چہارم

بحق ڈوئی متوطن امریکہ۔ ازیں پیش خبری کہ درختی ڈوئی مدعی امریکہ  
است بر عیسائیوں کل دنیا عموماً وبراہل امریکہ خصوصاً اتمام حجت

شدہ است

اکنون یک پیش خبری دیگر را کہ بذریعہ آن عموماً بر نصاریٰ کل دنیا و بالتخصیص  
بر عیسائیوں ویا مغرب حجت تمام شد است ذکر می نمایم۔ الگزنڈر ڈوئی نام شخصے  
در امریکہ خیلے مشہور و معروف بود مستط الراس و منبت الاقدام خویش اگرچہ سر زمین  
آسٹریلیا میداشت ولیکن بعد از آن در ملک امریکا اقامت گزیدہ در سنہ ۱۸۹۲ء عظم  
مذہبی آغاز نمود۔ و در اسرّع اوقات بسبب این دعوی کہ اورا بغیر دادن دوا  
طاقت شفا بخشی حاصل است قبولیت تمام پیدا شد و در سنہ ۱۸۹۲ء دعوی کرد کہ او  
برائے آمد ثانی مسیح بمنزلہ ایلیاست و برائے رفت وروب راہش مبعوث گشتہ است  
و چون بسبب ظاہر شدن علامات بعثت مسیح کسانے را کہ بہ مذہب عیسوی تعلق  
دارند انتظار آمد ثانی مسیح بدرجہ غایت است۔ بناءً علیہ اورا بہ سبب این دعوی  
عروج کامل حاصل شد۔ و در امریکا قطعہ زمین خریدہ در آن شہرے صیحون نام آباد کرد  
و منادی داد کہ مسیح دریں شہر نازل گردد۔ جماعت متولین آن دیار بہ امید اینکہ از  
ہمہ اول مسیح را بہ بینند۔ در آن شہر قطعات اراضی خریدہ مکا نہائے سکونت قیمتی  
لکھو کہا روپیہ تعمیر کردند۔ و او در آن شہر مثل بادشاہان ذی شوکت بسر می برد و



میدان و معتقدانش و در مدت قلیل از یک لک تجاوز کردند و در تمام بلاد مسیح  
 برائے تبلیغ کار خیلے منادی کنندگان را پیش خود جمع کرد۔ چون بادیین اسلام عدو  
 شدید میباشند ہمیشہ بر خلافت این دوین متین سخت کلامی می کرد۔ بالاخر در سن ۱۹۰۷  
 اعلان داد کہ اگر مسلمانان دین عیسوی را قبول کنند فیہا ورنہ ہمہ ہلاک شوند چون  
 حضرت اقدس را ازین معنی خبر حاصل شد عجالتہ یک اشتہار شائع فرمودند و  
 فضیلت اسلام در آن ثابت کردہ نوشتند کہ برائے صداقت کیش عیسوی بلونہا  
 نفوس اہل اسلام را ہلاک ساختن چہ ضروری است۔ مرا کہ حق تعالی مسیح موعود  
 ساخت است بر تو واجب است کہ بامن مباہلہ کنی تا خدا بتعالی در میان صا  
 و کاذب فیصلہ بفرماید و مردم را نیز ازین فیصلہ مددے و سہولتے دست دہد۔  
 این اشتہار منجانب حضرت اقدس در سن ۱۹۰۷ م بہ این کثرت درویار یورپ امریکا  
 شائع و ذائع گردید کہ قریباً تا یک سال در ہر اید یورپ و امریکہ بر این اشتہار  
 رکے زنی ہا کردہ شد۔ و اکثر اہل الرائے بہ نظر غائر و راں میدیدند و از اں بیان  
 جہل اہل مطالع کہ بہ این مناظرہ و مقابلہ خیلے و بستگی میباشند جرائد خود را مشخ  
 ازین مضمون در ہندوستان میفرستادند۔ از کثرت اشاعت این قدر جرائد و صحا  
 اندازہ میتوان کرد کہ زیادہ از دو میلیون نفوس را ازین مقابلہ آگاہی حاصل بود۔  
 اما ڈوئی بجاہب اشتہار نہ پرداختہ بر اسلام دُعائے بد کرد و حملہ ہائے سفیہانہ  
 آغاز نمود۔ بالاخر بتاریخ چہارم فروری سن ۱۹۰۸ م در جریدہ خود این سخن شائع  
 نمود کہ من از خدا بتعالی درخواست کردہ ام کہ ہر دوی اکں روز فرا برسند کہ اسلام  
 را از صفحہ دنیا بردارو۔ و این نیز تخریر نمود کہ لے خدا دُعائے مرا قبول کن کہ اسلام

را ہلاک ساز۔ باز بتاریخ پنجم ماہ اگست ۱۹۰۳ء بنگا شست کہ صیحون آن دلغ  
بدنامے انسانیت را کہ اسلام نام میدارد و غیر از ہلاک کردن نگذارد۔ حضرت  
افدس دانستند کہ این دشمن اسلام از عناو خود باز نمی آید ہمدیس سال یکشتا  
کہ نامش بدیں عنوان است (پیش خبری نسبت ڈوئی و بگٹ) شائع فرمودند۔  
و در اس اشتہار نگاشتند کہ ما را حق تعالی بجهت قائم کردن توحید و نیست کردن  
شرک مامور نمود است و اطلاع داد است کہ اگر ڈوئی در مقابلہ من صراحتاً  
کفایت با من مبالغہ کند بحسرت تمام بموجودگی من در غم و اندوه مبتلا گشتہ و اصل  
جهنم گردد۔ و حضرت افدس ایں ہم نوشت کہ ما اور اقبل ازیں ہم دعوت مباہلہ  
داده ایم و اوقاتا حال بجواب آں التفات نکردہ است۔ اکنون اور اہمیت بیفت  
ماہ برلے دادن جواب میدہیم و بالیقین بدانند کہ بر شہر صیحون او آفتے نازل  
گردد۔ حضرت افدس در آخر کار بلا انتظار جواب ڈوئی دےا کردند کہ لے خدا ایں  
داوری را فیصل بنا و دروغ بانی ڈوئی و بگٹ را بر مردم فاش بفرما۔

ایں اشتہار بکثرت تمام در ممالک مغرب اشاعت یافت و در جراند  
امصار مشہورہ مثلاً گلاسکو ہیرلڈ و انگلستان نیویارک کرشل۔ ایڈورٹاگز  
امریکا و یورپ وغیرہ شائع گردید و بیونہام مردم را براں اطلاع حاصل شد۔  
طالع ڈوئی بوقت شائع شدن ایں اشتہار بر عروج کمال بود و تعداد  
پیروانش ترقی افزوں میداشت و اکثر معتقدانش متمول و ذی ثروت بودند کہ  
تنجیناً در سہ سال ہی لاک روپیہ بطور نذر و تحایف پیشکش او میکردند۔ و خیل  
کارخانہ جات را مالک بود و قریباً شش کروڑ روپیہ نقد در خزانہ میداشت۔

و از بعضی نواب و امارا علم و فضل زیادہ پیشکش بود۔ و آن قدر ننومند و تندست  
و توانا بود کہ صحت و تندرستی خود را یک معجزہ قرار میداد و میگفت کہ من بحکم خود دیگر  
را صحت و توانائی بدینوانم بخشید۔ الغرض از ہر جہت صحت و مال و کثرت دولت  
و خدم و حشم پیش خود میداشت۔

بعد از شائع شدن اشتہار حضرت اقدس اکثر مردم از سوال میکردند۔  
کہ چرا جواب اشتہارات حضرت اقدس را نمیدہی۔ او در جواب میگفت کہ مردم  
میگویند کہ چرا جواب فلاں فلاں سخن را نمیدہی۔ آیا شما خیال میدارید کہ من جواب  
کرے چند و یا مورچہ ہائے ناتواں بدہم (اگر پائے خود برایشان بگذارم آنہارا  
پامال تو انم کرد۔ مگر من اس ہاراموقع میدہم تا از نگاہ من دور تر رفتہ چندے  
زندگانی بکنند۔

بسا اوقات انسان از بے شعوری بزم خود کاروانائی میکند اما در حقیقت  
آن کار از راہ نادانی از وسرزدہ باشد۔ ہمیں طریق ڈوئی نیز باوجودیکہ از مقابلہ پہلو  
میکرد و در مقابل ایستاد و اورا ہیج معلوم نشد۔ باوجود اینکہ حضرت اقدس اورا نوشتہ  
بود کہ اگر اشارۃ نیز در مقابلہ بایستند باز ہم بدرو اندود و حسرت و حرمان در  
روزگار حیات من ہلاک شود و لیکن ڈوئی حضرت اقدس را یک ضعیف کرے یا موچہ  
ناتوانے قرار داد و نیز بہ اس ادعائے کہ اگر پائے بروئے ہم اورا پامال می سازم۔  
خویشتن را مقابل گردانید و کلمہ سابقۃ الہیہ را بر خود وار و نمود۔ سرکشی و تکبرش  
برایں حد اکتفا نکرد بلکہ بعد چندے ذکر حضرت اقدس بر زبان آوردہ و در شان  
رفیعش کلمہ بیوقوف سبح محمد از دہان بر آورد۔ و گفت اگر من بروئے زمین پیغمبر

نہیں تم پس ہچکس پیغمبر نیست۔ و بتاریخ پنجم دسمبر ۱۹۳۱ء علی الاعلان بر سر مقابلہ  
سینہ سپر کروا اعلان داد کہ فرشتہ خدا با من گفت است کہ تو برو دشمن خود غالب می  
گویی بمقابلہ پیشخبری حضرت پیش خبری ہلاکت ایشان بیان کرد۔ و این مقابلہ او کہ  
اولاً اشارۃ شروع شد و آہستہ آہستہ بجانب صراحت منجر شد زود بار آور گردید۔  
و بعد ازین حملہ آخریں چون در مقابل ایستاد۔ حضرت اقدس بر خلاف او پیرے در  
جراں نوشتن و کلمہ از زبان بر آوردن موقوف فرمود و حکم فانتظر انہم منتظرین  
چشم انتظار بر فیصلہ الہی کشادند۔

آخر خدا یکے بطش او بتاریخ است و لیکن خبیثہ شدید است دست خود را  
در از کرد و پایش را کہ بر مسیح محمدی نہادن آرزو میداشت بمرض فاج شل گردانید۔  
و طاقت پائے بر مسیح خدا نہادن اور خدا کے میداد۔ بلکہ اور بار بار لے آں نہاد  
کہ پائے خود را است بر زمین ہند۔ غضب اللہ الواحد القہار در صورت فاج  
بروے بر سخت و بعد چندے افاقہ روئے داد۔ مگر بعد از دو ماہ ۱۹ دسمبر ۱۹۳۱ء  
آں مرض ہلک حملہ دیگر کار برد و بقیہ طاقتش را نیز چوں رشتہ بوسیدہ گسیخت۔ و  
چوں خبیثہ ضعیف و نحیف و ناتوان و ناچار گردید کار خود را بہ نواب خود سپردہ و  
جزیرہ کہ آب و ہوائش بحیث مفلوجان مفید بود سکونت اختیار کرد۔ مگر خدا او را  
انجائیز نگذاشت و بطش الہی را وہ نمود کہ ہمچنان کہ ڈوئی مسیح محمدی را کہ رے گفتہ بود  
مثل یک کرم منزلیہ در نظر مردم حقیر نماید۔ و مال متاعیکہ بروے فخر و مبالغات میداد  
و بہ پندار آں اینقدر جرات و جسارت و تکبر و غرور پیش گرفته بود سرمایہ و کثرت  
در سوائی او گرداند۔ چنانچہ صورت حال چنان واقع شد کہ بیمار شدن و بہ جزیرہ رفتن

در دل مریدان او شبیه افنا دکه او دعوی میکرد که من بیماریاں را نه به عاقله حکم خود شفا  
 میدهم حال کدام امر واقع شد است که خود درین مرض چنانچه بنده گشت است که  
 ازاں صورت رهایی نمی ببید پس در غیبت او در جستجوی این راز شدند و در نهان  
 خانه اش که کسی را در آن بار نمیداد تفحص کردند بکثرت قرا به های شراب خانه  
 خراب دیدند وزن و فرزندش گواهی دادند که آن عیسائی نژاد پنهان از نظر  
 آن نصرانیان بکثرت مالا کلام شرب الیهو و میگرد و مگردن ظاهر مریدان و معتقدان  
 خود را بشدت تمام ازاں باز میداشت و اجازت هیچ مسکری نمیداد حتی که از  
 تنباکو نوشی نیز منع میکرد وزن و دوی بیان کرد که من در آیام غربت او همراه و  
 دمساز او بودم مگر کنون حالات پیدا و را دیده خیل افسوس میخورم که بغیر از من  
 بازن دیگر تعلق نا جائز میبارد و بر خلاف دیانت مسیحی این مسئله اختراع کرده  
 است که در یک وقت چند زن در پیش خود داشتن نیز جائز است و بایں  
 جیلہ زن دیگر کردن اراده میدارد و تخریبات آن زن که در جواب خطوط و طری  
 نگاشته بود پیش مردم گذاشت ازین سبب غیظ و غضب مردم زیاده  
 گشت و چون فرد حساب جمع و خرج برگرفتند ظاهر شد که پنجاه لک روپیه غن  
 کرده است و زیاده از لک روپیه دختران دوشیزه و نو خواستہ را بر لے  
 کاربرد و رخصیه سوغات و تحائف فرستاد است بنابران از جانب جماعت او  
 را پیغام تلغراف دادند که جمله اراکین مجلس به اتفاق ہمدگر بر اسراف و تنزیہ  
 و ریاکاری و غلط بیانی و بددیانتی و تصرف بیجا و غضب و زور و کلام مبالغہ  
 آمیز شما اعتراض میدارند لهذا خود را ازین منصب معزول پندارید۔

و توئی این الزامات را توبه نکردن نتوانست - انجام کار همه مریدانش  
 مخالفت شدند - ناچار استدعا کرد که مریدان را یک نظر به میند تا یک حیلہ ایشانرا  
 بجانب خود مائل سازد - آخریدین تصور باطل منوچہ صیون شد - مگر بغیر از چند نفر  
 مقتدا و پیروان او تا استناسیوں بحیث استقبالی بیرون نیامدند و اکابر  
 جماعت بحال او اصلاً ملتفت نشدند - از کج توجہی ایشان خیلہ تنگ آمده و  
 بدالت آورد - لیکن از انجانیز بر بیت المال قوم او را قبضہ میسر شد و صرف  
 قدرے قلیلے برائے قوت لایموتش دہانیدہ شد - و یکیسی او بہ حدے رسید  
 کہ پیش خدمتان حبشی بروشہا برداشتنه لعش نیم جان او را از جائے بہ جائے  
 می بردند و در نہایت پریشانی و سرگردانی روزگار خود را بسر می برد و در تخریش  
 را و بدہ دوچار نفر از رفیقانش کہ ہنوز او را ترک نکردہ بودند مشورہ کردند و بر چارگی  
 او نظر کردہ شخصے از رفیقانش مشورہ داد کہ روئے بدکنوران نامور آوردہ علاج  
 و دولے ڈاکٹری بکنند - مگر او بہ این وجہ از علاج انکار میکرد کہ مردم میگوبند قبیل  
 ازین دیگران را از علاج منع میکرد و اکنون خود بجانب علاج محتاج گردیدہ است  
 آخر وقتیکہ بچملہ لکہا مریدان محض دو صد نفر باقی ماندند و از جانب عدالتہائیز ناگام  
 و نامراد ماند - و مرض شدت گرفت - تحلی آں نیاوردہ دیوانہ شد - روزے چند مرید  
 بفرض استماع و عطا اورفتند - دیدند کہ بہر عضو خود ملتہائے کہستہ بستہ است و  
 میگوید نام من جبری است - و تمامیت شب با شیطان در ستیز و آویز بودم و  
 درین جنگ سرعکرا فواج شیطان کشتہ شدہ است - و او خود ہم زخم خوردہ  
 بر روئے زمین پلاس و ابرہین افتادہ است ہمہ مردم ازین سخنان بے سرو پا

دانستند که کارش بہ دیوانگی رسیدہ است۔ ناچار اور انتہا گذارستہ سر خود گرفتند و بتاریخ ۸ ماہ مارچ ۱۸۵۷ء الفاطیہ پیشخبری ہفت ماہیہ حضرت اقدس کہ ڈوئی درگاہ من بحسرت تمام و اندوہ و حرمان مالاکلام دنیائے فانی را گذارستہ یقیناً نشیند لفظاً لفظاً بوقوع پیوست۔ یعنی یہاں ڈوئی کہ خود را پیغمبر خدا و امی نمود بحسرت و اندوہ تمام ناکام و ناشاد و نامراد جان خود بداد۔ وقتِ مُردن او صرف چار نفر بر بالین سرش بودند۔ ہنگی سرا بہ اش قریباً نئی روپیہ بود۔

اے بادشاہ عالی پایگاہ ایہچ موتے با حسرت و یاس زیادہ از بس ممکن نیست۔ بالیقین اس واقعہ البتہ عبرت انگیز و سائنحہ البتہ حیرت خیز و براہلِ یورپ و امریکا نشانے است رخشاں چنانچہ بسیارے از جرائد اہل فرنگ اس امر را تسلیم کردہ اند کہ پیشخبری تہی ہندوستان بہ اتمام رسید و بر تسلیم صداقت اس پیشخبری مجبور گشتہ اند۔ و نام چندے از اس جرائد مع کیفیت مرقوم ایشان ہدیہ ناظرین می نمایم۔

دُقول گروٹ جریدہ امریکامی نگارد۔ اگر احمد و پیروانش بریں پیشخبری کہ چند ماہ می گذرد کہ بہ صحت تمام بوقوع آمدہ فخر و مبایات کنند برایشان بیج الزام عائد نتواند بود۔ ۷ جون ۱۸۵۷ء۔

”ترجمہ سیکر جریدہ امریکامی نو بیسہ“ حالات ظاہرہ خلافتِ نادر زندہ ماندن دعوت دہندہ بود۔ مگر او گوئے سبقت ربود یعنی عمر حضرت اقدس از عمر ڈوئی زیادہ بود و نسبت ایشان قوی تر و جوان بود۔

روزنامہ بوٹن ہیرلڈ نام کہ از امریکا شائع می شود رقمطراز است کہ ”بعد

موتِ ڈوئی شهرتِ نبی ہندوستان بلندی پذیرفتہ است۔ آیا اس راست  
 نیست کہ او پیشخبری موتِ ڈوئی کردہ بود کہ اس در زندگی او یعنی سچ محمدی واقع خواہ  
 شد و موتش باخیلہ در دو حسرت خواہد بود۔ عمرِ ڈوئی شصت و پنج سال بود و عمر  
 پیشخبری دہندہ ہفتاد و پنج سال“

الغرض از بس جرائد و اقتباسات آہناتِ تجریمی بر آید کہ بردہاے ہر اندک کار  
 و روزنامہ نویسان قومِ مسیحی و دہریہ اثرے قوی از بس پیشخبری پیدہ اگشتہ بود۔ و  
 از تبارِ کج حیرت انگیزش خیلہ متاثر شدہ بودند حتی کہ اس اثر را از درج کردن  
 جرائد و روزنامہاے خویش باز ماندن نتوانستند۔ پس اس امر یقینی است کہ  
 ہر گاہ اس نشانِ شوکتِ اقترانِ پیشِ چشمِ دانشمندانِ یورپ و امریکا بزور  
 ہر چہ تمام تر گذارشتہ آید ایشان شہادتِ بسیارے از اہل جرائد ملک و قوم و مذہب  
 خود را دیدہ از صداقتِ آن الحار کردن نتوانند۔ بلکہ لایذ تسلیم کنند کہ دینِ اسلام  
 از جانبِ خدا است۔ و محبوباً عقائدِ دینِ عیسوی را ترک گفتہ در قبولِ اسلام  
 ہرگز تامل نہ نمایند بلکہ یقین کنند کہ بغیرِ داخل شدن در اسلام ہیچ انسان نجات  
 خود حاصل نتواند کرد و لہذا در پذیرفتنِ دینِ متینِ محمدیہ و ایمان آوردن بر  
 سید المرسلین صلعم و بر خادِمِ او سچ موعود علیہ السلام در بیع نوازند۔ چنانچہ محمدؐ  
 آثارِ آن حالا تہویر پذیرفتن آغاز کردہ است و در امریکا دیرین وقت نہیادہ از  
 ہفت صد کس در جماعت احمدیہ داخل گشتہ در و بر سرورِ کائنات صلعم  
 می خوانند۔ ( اللہم نہ دفسد ولا تنقص )



## پیش خبری پنجم

ابن پیشخبری حضرت اقدس نسبت لیکھرام پشاورى است  
 کہ بوجہ آں بر تمام ہندو تمام حجت شد است  
 حال امن از اں پیشخبری ہائے حضرت اقدس کہ بر ہندو برائے اظہار  
 صداقت اسلام کردہ شدہ بودند یک پیشخبری را بیان می کنم۔ و این پیشخبری  
 یکے از اں پیشخبری ہاست کہ بروقت خود وقوع یافتہ و ہائے لکھام دوم  
 را لزائیدہ و صداقت اسلام را در قلوب متکمن ساختہ و صد ہا اشخاص  
 از اں پیشخبری ہا متاثر شدہ ظاہراً ایمان آوردہ اند و برابر مسلمان شدہ  
 میروند۔

تفصیل این پیشخبری بدین منوال است کہ از چہل یا پنجاہ سال یک  
 فرقہ جدیدہ در میان ہندو اں سر برافراشتہ است کہ خود را آریہ سماج می  
 گویند۔ این قوم حالت خراب مسلمانان این زمانہ را کہ ظاہر است۔ دیدہ تدبیر  
 اندیشیدند کہ مسلمانان را ہندو یاید کرد۔ و بحجت حصول این مقصد پیشوا یا  
 این قوم ہمیشہ برخلاف دین متین اسلام طومار ہائے بد زبانی و گندہ دہانی  
 شائع میکرد لیکن منجملہ ایشان شخص بود لیکھرام نام کہ نسبت اسلام و شارع  
 علیہ السلام در اعتراضات گندہ نوشتن و شائع ساختن از ہمہ بد زبانی ترو  
 ہرزہ درائے تریود۔ حضرت اقدس باو سے بار ہا گفتگو فرمودند اورا قائل صداقت  
 اسلام گردانیدند۔ لیکن چند آنکہ حضرت اقدس اورا بجا لطفت بہ جانب صداقت

اسلام ترغیب دادند۔ اوہاں قدر در تعصب و عناد ترقی نمود و آیات کریمہ را  
 بوجہ قساوت قلبی و خست طبع آنچنان ترجمہ کردہ و چاپ زدہ شائع می کرد کہ  
 خواندن آن بر انسان شرافت منش خیلے ناگواری آمد بہ نزدیک آن بد باطن  
 در دنیا بدترین کسمے آن بود کہ مستحج تمام فضائل روحانی و جامع جمیع کمالات  
 انسانی بود است صلعم۔ و از ہمہ بدترین کتابے آنست کہ محزن ہمہ علوم و گنجینہ  
 فضائل کمالات است۔ ظاہر است کہ نور آفتاب بینائی چشم بہار را اسبب  
 میرساند پس حال او نیز ہمہ بریں قیاس بود۔ آخر کار چون بحث و مباحثہ طول  
 کشید و آن بدشعار در بد گوئی بہ نسبت سیدنا و سید الثقلمین صلعم ترقی روز  
 افزوں نمود و بہ نسبت حضرت مسیح موعود ہم تمسخر و استہزا پیش گرفت کہ چرا  
 نشانے برائے من نمی نماید پس حضرت اقدس در بارہ او رجوع بحق صل و علا آورد  
 و دعا فرمودند۔ خدا یتعالیٰ با حضرت خبر داد کہ برائے او این نشان مقرر شدہ است  
 کہ عنقریب او ہلاک گردد۔

حضرت اقدس قبل از اشاعت پیشخبری از دے دریافت فرمودند کہ  
 اگر نرا بہ اشاعت این پیشخبری رنجے میرسد آنرا بیان کن تا شائع نہ کردہ آید  
 لیکہرام در جواب نوشت کہ من از پیشخبری ہائے شما باکے ندارم۔ ہرچہ میخواہید  
 بلا تردد اشاعت نمایند۔ چوں در پیشخبری تعیین وقت نبود۔ او مطالبہ تعیین  
 وقت نمود۔ حضرت اقدس تا آن زمان کہ خدا یتعالیٰ وقت مقرر فرماید توقف  
 ورزیدند۔ آخر الہام شد کہ از ابتدائے ۲۰ فروری ۱۹۰۳ء در میان شش  
 سال بر سر لیکہرام عذاب الیم نازل گردد کہ نتیجہ آن موت باشد۔ حضرت اقدس

این پیشخبری را شائع فرمودند و نیز این الہام را کہ در بارہ لیکھرام بود و راں  
 پیشخبری درج نمودند یعنی عجل جسد لہ خوار۔ لہ نصب و عذاب  
 یعنی این شخص مثل گو سالہ سامری است کہ مثل گاؤ صد امیکند۔ و او را از روقا  
 بہرہ نیست۔ بر لے او بلائے و عذابے مقرر است۔ بعد ازین حضرت اقدس  
 نوشتند کہ حال ابرہہ مردم جملہ مذاہب ظاہر میکنم کہ اگر بر لیکھرام از تاریخ ۲۰ فوریا  
 ۱۸۹۳ء در مدت شش سال عذابیکہ از تخلیفات سرسری نادر و خارق عادت  
 بود کہ با خود پیستہ داشتند باشد نازل نشود پس باید کہ ہمہ مردم بدانند کہ من از  
 جانب خدا مبعوث نگشتمہ ام۔ و بعد از اشاعت این پیشخبری یک پیشخبری دیگر  
 کہ متضمن بر مزید وضاحت ہلاکت او بود مشہر ساختند۔ و ہو ہذا۔ **شعر**  
 و بشری ربی و قال مبشراً۔۔ ستعرف یوم العید والعید اقرب  
 و منها ما وعدنی ربی و استجاب دعائی و اخبرنی ربی فی رجل مفسد  
 عدو اللہ و رسولہ مسمی لیکھرام الفیشاوری و اخبرنی ربی انہ من  
 الہاکلین۔ انہ کان یسب نبی اللہ فبشرنی ربی بموتہ فی سنتہ سنۃ ان  
 فی ذلک لآیات للطالبین۔ یعنی خدا بتعالیٰ مر ایشارت دادہ کہ تو روز عید  
 خواہی دید و آن روز باروز عید ملحق باشد۔ و نیز مردم فرمودند کہ ازاں افضال الہی  
 کہ بر من نازل شدہ یکے این است کہ خدا بتعالیٰ در حق شخص لیکھرام دعائے مرا  
 بشنید و قبول کرد و خبر داد کہ عنقریب او روئے ہلاکت بیند۔ این دنی الطبع در  
 حق رسول کریم صلعم الفاظ ناشائستہ از زبان می برآرد من بروئے دعائے بد کردہ  
 ام و خدا بتعالیٰ مرا آگاہ فرمود است کہ در مدت شش سال او در ہلاکت افتد

و دریں پیشخبری از برائے طالبان حق نشان عظیم الشان است۔ بعد ازین تشریح دیگر  
 که واضح و آشکارا تر بود ظاهر گشت۔ و آن در کتاب برکات الدعاء کہ مصنفه حضرت  
 اقدس است زیر عنوان ”درباره لیکھرام پشاور سی خبر سے دیگر“ شائع کرده شد  
 و در آن درج است ”کہ امروز تیار پنج دویم اپریل ۱۳۲۹ء مطابق چہار دہم  
 رمضان المبارک ۱۳۲۹ء ہجری مقدس بوقت صبح در حالت رجوع دگی دیدم کہ  
 من در کاتے وسیع نشستہ ام و چند احباب در من حلقہ زدہ اند کہ دین اثنا  
 شخصہ قوی پہل نمنہ شدہ شکل عجیب کہ گویا از چشمانش خون می چکد پیش روئے من  
 آمدہ استناد۔ چون چشم کشادہ بجانبا و نگریستم دیدم کہ شخصہ است بشکل عجیب و  
 شامل غریب گویا انسان نیست بلکہ او از ملائکہ شداد و غلاظ است کہ از دیدن او  
 ہیبت بردہا طاری می شود۔ وہیں کہ من او را دیدم از من پرسید کہ لیکھرام کجاست ؟  
 و نام شخصہ دیگر ہم ہر زبان آورد۔ فی الفور دستم کہ ایں فرستادہ خدا برائے  
 سزا دادن لیکھرام و آن شخص دیگر مامور شدہ است“ پس حضرت اقدس در  
 کتابے دیگر کہ آن ہم از مصنفات حضرت اقدس است و آئینہ کمالات اسلام  
 نام دارد۔ متعلق لیکھرام ایں اشعار شائع فرمودند۔

ہم از نور نمایان محمد	الہی منکر از شان محمد
بیابن گز غلمان محمد	کرامت گر چہ بے نام و نشان است
بترس از تیغ بران محمد	الہی دشمن نادان و بیراہ

ازین تمام پیشخبری ہا کہ بالا ذکر آن شد و اضحی شود کہ حضرت اقدس را  
 نسبت ہلاکت او در اوقات مختلفہ از جانب خدایتعالی اہمام شدہ بود کہ۔

(۱) لیکھرام بعد از یکہ نتیجہ اش موت با شد ہلاک گردد۔

(۲) این عذاب موت در مدت شش سال نازل شود۔

(۳) موت لیکھرام در روزے واقع شود کہ ملحق بر روز عید باشد۔ خواہ اول از عید خواہ بعد از عید۔

(۴) باوے ہاں سلوک کردہ شود کہ یکو سالہ سامری بعل آمدہ بود یعنی اول پارہ پارہ شدن باز سوختن شدن سپس بدریا افگندہ شدن۔

(۵) برائے ہلاکت وے شخصہ کہ از چشمہایش خون می چکد مامور شدہ است۔

(۶) عرضہ تیغ محمدی گردد۔

این علامات و نشانات آنقدر واضح است کہ در منطق و مفہوم و معانی آں احدے را گنجایش شک و شبہ نیست۔

چون پنج سال کامل بریں پیشگیری ہا کہ متعلق لیکھرام بودند بگذشت

و شمنان خندہ زناں استہزاء آغاز کردند کہ اینقدر مدت دراز بگذشت و

چیزے واقع نشد۔ مرزا صاحب کاف ثابت شد۔

از حسن اتفاق عید الفطر باروز جمعہ جمع شد۔ روز دہم بروز شنبہ بوقت

عصر شخصہ لیکھرام را با خنجر تیز اندرون خانہ اش شکم بدرید۔ تاروز یکشنبہ

نفس شماری نمودہ پیالہ مرگ بدم در کشید۔ و سخن خدایتعالی با تمام تفصیل خود

بہ اتمام رسید۔ زیرا کہ در الہام الہی بود کہ در مدت شش سال می میرد۔ ہاں طو

در شش سال بلکہ پیش از شش سال بمرد۔

نسبت موت او خبر دادہ شدہ بود کہ روز دوم عید واقع گردد و خود آں روز

برائے مومنان عیدے باشد۔ بچیاں بظہور رسید۔ و ایں نیز اطلاع داده  
 شدہ بود کہ شخصے کہ از چشمانش خون می چکد۔ اور ابکشد۔ بچیاں وقوع یافت۔  
 و ازیں خبر نیز آگهی داده شدہ بود کہ بایتغ محمدی کشتہ گرد۔ آخر کار دست قضا  
 بایتغ بیدریغ بیاداش آں شوخیہا کہ نسبت ذات اظہر صلعم کردہ بود شکستہ  
 پارہ لوجان را از جسمش آوارہ نمود۔ و اشعارے براں رفتہ بود کہ باوے معاملہ  
 گوسالہ سامری پیش آید۔

پس گوسالہ سامری وارد در روز سبت یعنی شنبہ پہلویش دریدہ شد  
 و چنانکہ گوسالہ سامری را بعد از پارہ پارہ کردن سوختہ بودند و خاکسترش را در  
 دریا انداختہ بودند بچیاں بسبب ہندو بودنش ہندو اں بسوختند و خاکسترش  
 را بدریاے راوی انداختند۔

تفصیل واقعہ قتلش ایں چنین بیان کردہ اند کہ شخصے سیاہ قام با چشم  
 خون آشام پیش لیکھرام آمدہ گفت من مذہب اسلام میدارم ولیکن ہندو شدہ  
 میخواہم لیکھرام باوجود ہمایش مردم کہ زنہار ایں کس را پیش خود اجازت آید  
 و نشستن و حرف زدن نہد مگر آں اجل رسیدہ ہیچ پروائے آں نصالح نکردہ  
 بجهت ہندو ساغتن او ہماں روز شنبہ را کہ در اں خود ہلاک گشت معین ست  
 و قبل از قتل شدن چیزے می نوشت و او را برائے آوردن کتابے حکم داد۔  
 بظاہر چناں معلوم شد کہ آں قاتل برائے دادن چیز مطلوبہ پیش او آمد و خنجر  
 را تا دستہ و شکمش سپوخت۔ و آں چناں خنجر را در اندرون شکمش بگردانید کہ  
 تمام احشاء و معائش را برید۔ حسب بیان قرابت داران و سگواران او فی الفو

اُس قاتل چاکب دست از پیش چشم مردم بدرجست و غائب شد لیکن کھرام در اُس وقت  
بر بالا خانہ خود نشستہ بود و در زیر مکانش قریب دروازہ خیلے زنان و مردان جمع  
بودند و گفتگو ہا می نمودند۔

اما بیچکس گواہی نمیدہد کہ قاتل او از بالا خانہ پائیں شد۔ زن و مادرش مع  
دیگر کساں در منزل پائیں نشستہ با ہم گرم صحبت بودند۔ یقین اُس ہر دو اینست  
کہ قاتل لیکن کھرام از بالا خانہ پائیں تیامدہ است۔ حاضران بے بیج درنگ در  
جستجوئے او بہر طرف نگاہ کو کردند مگر سراغ او نیافتند۔ واللہ اعلم کہ بر آسمان پرید  
یا در زیر زمین خزید۔

لیکن کھرام در درو شدید و اندوہ تمام مبتلا شدہ برو زیکشتیہ ہلاک شد۔ و اُس  
کشف حضرت اقدس کہ در اُس ظاہر کردہ شدہ بود کہ شخصے چالاک دیداک کہ خون  
از چشمانش میچکد نسبت لیکن کھرام می پرسد بجهت حضرت موصوف بطور نشانی  
تاقیام قیامت باقی ماند۔ و برائے کسانیکہ بر ذات نبی کریم و رؤف و رحیم صلی اللہ  
علیہ وسلم بد زبان و گندہ و ہنی میگردند عبرتے شد۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

## پیش خبری ششم

پیش خبری نسبت شاہزادہ دلیپ سنگھ کہ ازاں

بر قوم سکھاں حجتہ تمام شد۔

اکنون منجملہ اُس پیش خبری ہا یک پیش خبری را بیان میکنم کہ بروقت خود واقف  
شدہ برائے سکھاں بر صداقت اسلام دلیلے ساطع و بر حقیقت مسیح موعود

عبدالسلام مجتہ قاطع گردید است۔

چوں انگریز اس مملکت پنجاب را مسخر نمودند۔ در ذیل مصلحت ملکی شاہزادہ  
 ولیپ سنگھ پسر راجہ رنجیت سنگھ را کہ وارث حکومت پنجاب و خرد سال بود بہ لندن  
 بُروند۔ مدتی آنجا بسر بُرد و او را اجازت باز پس آمدن حاصل نشد۔ تا آنکہ سر  
 زمین پنجاب از قبضہ سکھاں بر آمدہ من کل الوجوہ در تسلط دولت انگلیشیہ درآمد۔  
 بعد غدر دہلی چوں پائے حکومت سلطنت مغلیہ از ملک ہندوستان بدر شد  
 و بیچ خطرہ نامد۔ شاہزادہ ولیپ سنگھ صاحب بہادر ارادہ ملک پنجاب نمود و در  
 عام و خاص شہرت پیدا شد۔ عنقریب شاہزادہ موصوف وار و پنجاب خواہد شد۔  
 دیں اثنا حضرت اقدس را الہام شد کہ او دیں ارادہ کامیاب نگردد۔ حضرت  
 اقدس بسیارے از مردم خصوصاً ہندواں را از مضمون الہام آگہی دادند و  
 در یک اشتہار نیز بہ ایں معنی ایماے نمودند کہ رئیس پنجاب را در حالت ارادہ  
 ورود ابتلائے پیش آید کہ در پنجاب نیاید۔ بوقت اشاعت الہام ہیکس را ایں  
 وہم و گمان ہرگز نبود کہ او از ورود بسا حل ہندوستان بازداشتہ آید۔ بلکہ ایں خبر  
 بشدت تمام شہرت پذیرفتہ بود کہ عنقریب در ہندوستان داخل گردد۔ لیکن بعد  
 از روانہ شدن او از لندن حکومت ہند را اندیشہ پیدا شد کہ در ملک پنجاب رسیدن  
 ولیپ سنگھ مفاد ملکی را متافی است۔ زیرا کہ چند آنکہ خبر آمدنش شائع می شد و در قوم  
 سکھاں بر بنائے روایات قدیمہ توجو شے می افزود۔ حکومت ہند و دیں اندیشہ  
 افتاد کہ مبادا بر آمدنش در ملک فتنہ و فساد عا دث گردد۔ لہذا او را از ورود بسا حل  
 ہندوستان بازداشتند۔ ایں خبر مانعت مردم را وقتے معلوم شد کہ در دل خود



قطعاً فیصلہ کردہ بودند کہ در چند روز در زاد و بوم برسد۔ مردل قوم سکھان از رسیدن  
 آن خبر صد مہ عظیم وارد شد۔ اما جلال واحد ذوالجلال والا کرام بقوت تمام ظاہر  
 گردید کہ حق تعالی نوشتہ دہائے مردم را در آن وقت میخواند و میداند کہ ہنوز خود  
 مردم از راز دل خود بے خبری باشند۔

## پیش خبری ہفتم

ایں پیش خبری نسبت طاعون است کہ از اں ثابت می گرد و کہ حق تعالی  
 مالک سلسلہ اسباب باریک درباریک است۔ بعد بیان پیش خبری متعلقہ افغانسان  
 و مالک ملحقہ اش پہاڑ پیشخبری ہائے حضرت اقدس بیان نموده ام کہ بہ آہنا برستہ  
 اقوام حجت قائم شد۔ حالا اں پیشخبری ہا را بیان میکنم کہ بذریعہ اں بر جمیع اقوام  
 ہندوستان خصوصاً و بر لے ہر سکونت دارندہ سطح زمین عموماً احتقاق حق کردہ شدہ  
 است کہ از اں ثابت می شود کہ حق تعالی بر سلسلہ اسباب کہ خیلے باریک و در نظر  
 مردم تاریک است بلکہ وہم و گمان انسان بسر حد اں نتواند رسید قادر و توانا است  
 و اں ہمہ را در تائید و تشدید کار ما موران خود آمادہ می سازد۔ حضرت اقدس انیں  
 نوع پیش خبری ہا بسیار کردہ است کہ در وقت خود ہوید اگر دید است و بعضے  
 در زمان آئیندہ بوقوع برسد۔ مگر از اں میان بطور مثال اں پیش خبری را  
 بیان میکنم کہ نسبت طاعون است کہ در اں ایں خصوصیت است کہ خبرش مخبر  
 صادق صلی اللہ علیہ وسلم ہم بیان فرمود۔ لامحالہ ایں وبائے ہمالک در زمانہ مسیح  
 موعود ہوید اگر دو۔

هرگاه بموجب خبر رسول کریم صلعم در شب سیزدهم ماه رمضان خسوف قمر  
 و در روز بیست و هشتم بهای ماه مبارک کسوف شمس واقع شد حضرت باری  
 عز اسمه بچنانیج موعود الهام نمود که اگر مردم از این نشان انکار و زبردند و  
 هیچ فائده ایمان از این بزرگترفتند و ما مور را قبول نکردند برایشان عذاب نازل  
 خواهد شد چنانچه الفاظ خود حضرت اقدس درین باره اینست و حاصل الکلام  
 ان الکسوف والخسوف آیتان مخوفتان اذا اجتماعا فوق هکذا  
 شدید من الرحمن و اشارة ان العذاب قد تقور و اکدم الله  
 لاهل العدا و ان (نور الحق حصه دوم) یعنی کسوف و خسوف هر دو از جانب  
 خداست و نشانهای خوفناک است و چون هر دو بهم جمع آیند چنان که درین  
 وقت جمع آمده اند از جانب خدا بطور تنبییه می باشند و اشاره می نمایند که  
 عذاب مقرر شده است برائے کسانی که از سرکشی باز نمی مانند بعد از آن حق تعالی  
 برائے وقوع این پیشگیری در دل حضرت القانود که استدعائے و بایء عالم  
 کنند چنانچه در قصیده عربیه که در ۹۴۹۲ طبع شده می فرایند.

فلما طغى الفسق المبيد بسيله | تمثيت لو كان الوفاء المتبر  
 فان هلاك الناس عند اول الفقه | احب واولى من خلاى عيسى

یعنی هرگاه فسق هلاک کننده مردم چون سیلاب سر خود بر آورد آن وقت از خداستغاث  
 استدعا کردم که کاش و بایء هلاک کننده بیاید و مردم را هلاک نماید زیرا که  
 نزد عقلمندان مرگ پسندیده تر است از این که مردم در گمراهی تنباه کننده مبتلا  
 گردند.

حضرت اقدس بعدہ در ۹۶۸ھ در کتاب سراج منیر تحریر فرمودند کہ این عاجز  
 را الہام شدہ است "یا مہیسم الخالق عدوانا" یعنی اے مسیح خلق و  
 مرض متعدی بما توجہ بفرا۔ بعد ازاں فرمودند کہ "مگاہ کنبد این خبر مائے کدآ  
 زمانہ است و معلوم نمی شود کہ کئے بوقوع می آید۔ وقتے است کہ بدعای  
 میرند و وقتے می آید کہ بدعا زندہ می گردند۔" وقتے کہ این پیشگوئی آخریں  
 شائع شدہ در آن وقت طاعون صرف در شہر بمبئی نمودار شدہ بود و یک سال  
 ماندہ باز زائل گشت و مردم خوش بودند کہ دکن و راں اکنوں سد باب طاعون  
 کردہ اند۔ مگر حضرت اقدس را از حق تعالی اطلاعات بر خلاف آن میرسید۔ چوں  
 مردم حملہ اولین این مرض را حملہ عارضی و اتفاقی پنداشتند و در ملک پنجاب  
 محض در یک دو قریہ این مرض بغایت کمی رونما شدہ بود و باقی تمام ملک ازاں  
 محفوظ بود و در شہر بمبئی نیز شرارہ این آتش رو بخود آورده بود۔ در آن وقت حضرت  
 اقدس اعلا نے دیگر شائع فرمودند "کہ امر سیت ضروری کہ ما را بوش ہمدردی  
 بنی نوع انسان بر نگاشتہن آن آمادہ ساختہ است و ما خوب میدانیم کہ کسان  
 کہ از روحانیت بہرہ ندارند بر سخن ما استہزاء و تمسخر نمایند۔ مگر بر ما فرض است  
 کہ آنرا بسبب ہمدردی بندگان خدا بیان نماییم و آن اینست کہ امروز بتاریخ  
 ششم فروری ۹۶۸ھ روز یکشنبہ در رؤیا دیدہ ایم کہ ملائکہ در مختلف اصلاع  
 پنجاب نوباد و ہائے نہایت بد شکل سیاہ رنگ و کوتاہ و خیلہ خوفناک اند و زمین می  
 نشانند۔ و ما از بعض نشانندگان آن پرسیدیم کہ این چہ چیزے است شخصے  
 جواب داد کہ درختان طاعون است کہ عنقریب دیں ملک برگ باریدہ کنند۔

مگر اگر گفتوئے او ایں امر برماشتنبہ ماند کہ در سرمائے آئندہ برپا شود و نشر کند یا در سرمائے حال۔

الحاصل منظر آں نوباد ہائے سیاہ بغایت ہیبت ناک بود کہ مادیہ ایم و مارا پیش ازین نسبت طاعون الہام نیز شدہ بود۔ **إِنَّ اللَّهَ لَا يُخَيِّرُ مَا يَقُومُ حَتَّىٰ يُخَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ۔** انہ اوی القریبہ۔ یعنی تا وقتیکہ مرض معصیت از دلہا دور نشود و بائے ظاہری ہم دور نگردد۔ و در آخر آں شہتا چند اشعار فارسی نیز درج نمودند۔ و آں ایں است۔

گر آں چیزیکہ می بینم عزیزاں نیز دیدند	ز دنیا تو بہ کردند بے چشم زار و خونبار
خورتا باں سب گشت است از بدکاری مژم	زمین طاعون ہی آرد پئے تحویف و انداز
بہ تشویش قیامت باز آں تشویش گریبنی	علاجی نیست بہر دفع آں جود حسن کردا
من از بہر دین گفتم تو خود ہم فکر کن ہائے	خرد از بہر آں رواست لے دانا و ہشیار

ازین پیش خبری با ظاہر است کہ حضرت اقدس قبل از ۹۴۳ھ و خیر غذا خطر ناک و من بعد بہ الفاظ پوست کنندہ پیش خبری و با فرمودند۔ و باز وقتیکہ ہنوز در ہندوستان آغاز طاعون نمودار شدہ بود و بخصوصیت خبرنیا ہی پنجاب دادہ بودند۔ طاعون آئندہ را نمونہ قیامت قرار دادند و فرمودند کہ ایں طاعون دور نشود تا وقتیکہ مردم اصلاح دلہائے خود نکنند۔

و بعد ازین ہر چہ واقع شد تحریر و تقریر در ادائے آں قاصر است۔ ابتداء طاعون اگر چہ از بمبئی شد و قیاس انتصائے آں میکرد کہ زور او در آں شہر سخت تر باشد۔ مگر بمبئی را پس انگندہ طاعون در ملک پنجاب اقامت

گزیید۔ وہ آں شدت حملہ آور کہ در ہر بار سر ہر ہفتہ نقد سی ہزار اموات بوقوع  
آمد۔ و در ہر سال لکھو کہا مردم لقمہ نہنگ اجل گشتند۔ ہزار لاکھ تو راں بہر شخص و  
تجارب معین شدند و انواع انواع چارہ گریہا بر وے کار آوردند مگر ہیچ فائدہ  
مترتب نشد۔ و در ہر سال بشدت تے حملہ طاعون بظہور می آمد کہ حکومت ہند و محکمہ  
حفظان الصحة تشناخص الایصار و انگشت بدندان می ماند۔ و خیلے مردم لکھوں  
کردند کہ این عذاب از انکار مسیح موعود نمودار شدہ است۔ ہزار لاکھ لکھو کہا  
مردم این نشان قہری را دیدہ بصداقت حضرت اقدس قائل گشتند و بر مائو  
من اللہ ایمان آوردند۔ و تا وقتیکہ حق تعالی مامور خود را اطلاع نہ داد کہ طاعون  
برفت و تب باقی است در زور طاعون ہیچ کمی واقع نہ گردید۔ بعد از ان زور  
طاعون رو بجی آورد و برابر کم شدہ رفت۔ مگر از بعض الہامات حضرت اقدس  
مستنبط میشود کہ حملہ لائے این مرض چہ دریں ملک و چہ در دیگر ممالک بار دیگر  
نیز بظہور آید۔

خدایتعالیٰ بندگان عاجز خود را در پناہ خود دارد۔ نزدیک من این پیش خبری  
چنداں وضاحتیں میدار کہ مومنان و کافران را برائے اعتراف صداقت مسیح موعود  
مجبور می نماید۔ و بعد از این اگر کسے در ضد و تعصب ترقی کند حالت اذ قابل رحم است  
ہر کہ چشم خود میدارد تو اندوید کہ (اول) اینکه خبر طاعون بہ عرصہ دراز قبل از  
انتشار آں داده شدہ بود و تا این زمان مسیح قانون طبی ایجاد نشده کہ بذریعہ آں  
نسبت و بوائے ہیضہ یا طاعون قبل از برپاشدن این امراض خبر داده آید۔  
(دویم) بر نمودار شدن طاعون مردم را بہ کرات و مراتب مطلع کردہ شدہ بود کہ این

دورہ طاعون راسر سری یا انفایہ خیال بناید کہ و بیکہ سال بسال زور اوزیادہ باشد  
(سویم) و این خبر نیز قبل از وقت داده شدہ بود کہ زور این مرض در ملک پنجاب  
بشدت تمام رونما گردد۔ و واقعات آئندہ اثبات این امر نمودند کہ بہ نسبت دیگر  
ممالک در ملک پنجاب اموات بکثرت رونمود است۔ (چہارم) دکتوران متواتر  
خوشخبری ہاشائع نمودند کہ اکنون زمام این مرض را بدست آورده ایم مگر حضرت  
اقدس آگہی دادند کہ زور این مرض مہلک ہرگز کم نگردد تا آن زمان حق تعالی خود علاج  
او نفرماید۔ و بچیناں بوقوع آمد کہ حملہ ہائے اس تانہ سال بشدت تمام بماند (پنجم)  
در آخر خدا تعالی خود رحم فرمود و وعدہ شکستن حدت اس و بانمود و خبر داد کہ دورہ  
طاعون گذشت دورہ تب ہنوز باقی است۔ چنانچہ بعد از بی الہام شدت و بائے  
طاعون محم شد و در ملک پنجاب دورہ حمیات شدیدہ پدید آمد کہ از اس بیچ خانہ  
خالی نماند۔ در کاغذات کوائف حفظان لصحت تسلیم کردہ شد کہ حملہ حمیات اس  
زمانہ غیر معمولی بود۔

## پیش خبری ہشتم

پیش خبری زلزلہ عظیمہ است کہ بہ اس بر تمام ملل و نخل باطلہ حجت  
تمام گردید و بہ ثبوت رسید کہ قادر علی الاطلاق جل جلالہ در تہ  
ارض بچیناں فرمانروا است چنانکہ بہ سطح غیر احکمان است  
اکنون از اس پیش خبری ہائے حضرت اقدس کہ نہ صرف ذات باری عز اسمہ  
را در بر زمین و بر ساحت و فضا ہائے اس یکساں جاری و ساری ثابت می کنند

یک پیش خبری را بیان می کنم۔

این پیش خبری متعلق زلزله عظیم است که در ملک پنجاب بتاریخ چهارم ماه  
اپریل ششصد و هشتاد و پنج رخداد شد۔ و بذریعہ آن برپیروان ادیان مختلفہ از صدق اسلام  
و صداقت مسیح موعود علیہ السلام محنتی نیرہ قائم شد۔ و بارہ این زلزله از حضرت  
اقدس این الہام شائع شدہ بود۔ (آسیب زلزله) و دعفت الدیار و محالها  
و مقامها) یعنی یک زلزله شدید خیلے خطرناک واقعہ شود کہ بوجہ آن مکانات  
متعلقہ رہائش مستقلہ مردم و مقامات اقامتہ عارضیہ بار کھائے فوجی  
تباہ گردد۔

این الہامات بجزائرمند متعددہ متعلقہ سلسلہ احمدیہ درہاں اوقات اشاعت  
پذیرفتہ بود و وقوع این الہامات از روی الفاظ ظاہرہ چنان بعید از قیاس  
خیال کردہ می شد کہ شاید شدت طاعون از اں مراد باشد۔ مگر نزد حضرت حق  
چیزے دیگر مفہد بود۔ و در ذیل فرمایش قلم کہ آتش فشان کا نگہ را کہ ماہر ان طبقات  
الارض جوشش آن را بے ضرر پیدا شدہ بودند و آتش افشانی او را از دیر باز  
ہندوان توہم پرست بہ خیر تقاضائے قربانی یک بٹکے مادہ یعنی دھبی (براکہ  
بسیج کا رے و مصرفی نمی نمیدند۔ و ماہر ان علم طبقات الارض نسبت آن خیال  
میداشتند کہ حالا فوران او بوجہ کم کم آتش بر آمدن کلی تمام شدہ است و بسیج  
خطرہ تباہی از اں صورت امکان ندارد و از صد ہا سال بگذر و شعلہ نارش  
صتم خانہ ہائے سربہ فلک کشیدہ بہ صورت زریں تعمیر کردہ بودند و خیلے صنم  
پرستان و رانجا سکونت می داشتند۔ و مردم بے شمار برائے دیدار رتبان

بیجان و ریارت شعلہاے آتش فشاں بد آنجا میرفتند حکم داده شد تا اندرون  
خود جو شے نوپیدا کند و بر صداقت مامور او گواہی دهد۔

اندریں الہام چنانچہ از الفاظش معلوم میشود در خیال مقامے خبر واقع  
شدن زلزله که در بر یاد کردن سخت تر یں باشد داده شده بود که در آن بکثرت عمارت  
باشند که برائے بود و باش عارضی بنا کرده میشوند یعنی کیمپ و غیره۔ و ظاہر  
است کہ یہ این صفت یا ہما نجانہا و ہما سرائامی باشند یا بار کہائے فوجی کہ  
آمد و رفت افواج در آن میشود نیز از ہمیں قبیل اند کہ برائے سکونت مستقلہ  
نمی باشند۔

این اعتراض نتوان کرد کہ لفظ حملہا کہ پیش از مقامہا آمدہ برائے امر  
متذکرہ بالانیست۔ و ہمچنین این نیز خیال نباید کرد کہ درین مصرع شاعر بر  
تمام نمودن قافیہ آن را سخت آورده و مقامہا را بعد از آن۔ بلکہ اصل سخن  
این است کہ خدا بیتالعالی را در انتخاب این مصرع با الہام خود بیج حاجت و ضرورت  
بنود۔ و او تعالیٰ عبارتے دیگر بجایش ارشاد فرمودن می توانست۔ و ہمچنین این  
مصرع الہی برائے تعلق دادن مصرع دیگر الہام نشده بود کہ رعایتش با قافیہ دیگر  
بد نظر باشد و ہمیں غلط چونکہ این مصرع با کدام شعرے منضم شدنی نبود تا  
رعایت قافیہ را ملحوظ داشتہ می شد۔ پس درین صورت خدا بیتالعالی الفاظ این  
مصرع را مقدم و مؤخر کردن میتوانست۔ اما این مصرع را بغیر تقدیم و تاخیر  
و بغیر رد و بدل بعینہا ہیئت کذائی در الہام نازل فرمودن برائے اثبات این  
عرض منتخب شد تا خدا بیتالعالی ظاہر کند کہ زلزله عظیمہ در مقامے واقع شدن منظور



علم الہی است کہ در انجا مکانات عارضی و عمارات مسافر خانہا بکثرت باشد و چنانچہ  
ظاہر است اینچنین عمارات زیادہ تر در مسافر خانہا و قشونہا و سیرگاہ ہا و  
زیارت گاہ ہا می باشد۔ پس خبر وقوع این چنین زلزلہ شدید نسبت بہ یک مقام  
از چنین مقامات دادہ شدہ بود و ہمچنان وقوع آمد۔

بعد چندے از اشاعت این اہام ہنگامیکہ مردم را دہم و گمان وقوع آن  
نماندہ بود یک ناگاہ کوہ آتش افشان کا نگڑہ کہ خاموش و در حالت سکون بود در  
حرکت آمد۔ و بتاریخ چہارم اپریل ۱۹۰۵ شہر بوقت صبح ہمیں کہ مردم از نماز فجر فارغ  
شدند تا صد مایل زمین را جنبش داد۔ شہر کا نگڑہ و بیت خانہ اش و مہمانسرایا  
و مسافر خانہا جملہ در زمین خست شد۔ محسکہ انگلیس کہ در دہم سالہ بفاصلہ  
ہشت مایل واقعہ بود سپاہ خانہایش ہمہ با زمین برابر شد۔ مکانات انگریزاں  
کہ برائے بیسلاق یعنی اقامت موسم گرما ساختہ بودند بکلی مہدم گشت و با زمین  
پیوست۔ و عمارات قشون و لہوزی و کلوہ نیز ریزہ ریزہ و درہم برہم شد۔ و ہمچنین  
خیلے قری و امصار را نیز ازین آسیب صدمہ عظیم رسید بہت ہزار نفوس  
ازین آفت شکار ہنگام اجل شدند۔ ماہران علم طبقات الارض حیران بودند  
کہ آیا باعث این زلزلہ چہ چیز بود۔ مگر چہ میدانستند کہ سبب این زلزلہ تکتذیب بود  
بودیس۔ و مقصد آن این بود کہ مردم بجانب دعوائش متوجہ گردند۔ حکما و عقلا  
سبب آنرا در زمین جستجو کردند مگر در حقیقت باعث آن از فراز چرخ بریں بود  
و کوہ کا نگڑہ کہ آتش فشانیش از زمین ہائے مردم فراموش شدہ بود حکم پروردگار  
خود بجای آورد۔ علاوہ ازین زلزلہ حضرت اقدس خبر بسیار زلزلہ دیگر نیز دادہ بودند

کہ بعضے بروقت خود واقع شدند و بعضے واقع شدنی اند۔

## پیش خبری ہم

پیش خبری جنگ عظیم کہ برہمہ عالمیان جتھے است حکم و استوار  
کہ ازاں بہ اثبات رسیده کہ ہچناں کہ حق تعالیٰ بر جادات و نباتات  
حاکم است ہمبراں نسق بر دلہائے سلاطین حکمران کہ در نشہ حکومت  
یست و لا یعقل گشتہ خود را از دائرہ سلطوت و جبر و تشہش آزاد  
می پندارند نیز حکمران است۔

مثالے ہم ازاں پیش خبریہائے کہ برہمہ روئے زمین حجت ثابت شدہ اند  
منتخب میکنم کہ بواسطہ آں ثابت شدہ کہ دلہائے ارباب حکومت ہچناں در قبضہ  
قدرت و دست ہچناں کہ دلہائے عامۃ الناس۔ و بنی نوع انسان ہچناں در تحت  
تصرف و دست چنانکہ مخلوقات دیگر۔

ایں پیش خبری در شہادہ شائع شدہ بود و در آں ازاں جنگ عظیم خبر درج  
بود۔ ہماں جنگ کہ در چند سال گذشتہ در ہر گوشہ زمین مردم را جبران و  
سرگردان ساختہ و ہوش و حواس کافۃ الناس را پر آگندہ و دل ہر کہومہ را  
از خوف آگندہ بود۔ و ہنوز ہم اثر آں بکلی زایل نشدہ بلکہ شرارہ شرارتش از کدام  
کدام جائے گاہے گاہے سر بر میزند۔

اصل الفاظ الہام کہ در آں نسبت ایں حرب و ضرب خیر دادہ شدہ بود  
موہم نہزلہ عظیم بود و لیکن از علاماتے کہ متعلق آں بیان کردہ شدہ بود ظاہر

می شد که سولے زلزله این مصیبت دیگر است که پیش خواهد آمد۔ والہامات دیگر تا بیدار خیال میکنند  
چنانچہ آل الہامات کہ در آن دربارہ این جنگ خبر داده شده بود این است۔ نشانے تازه۔

ہمیب نشان تازہ۔ زلزلة الساعة۔ قوا انفسکم۔ نزلت لک۔ لک نری

آیات۔ ہندم ما یعمرون۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فهل انتم مومنون

کففت عن بنی اسرائیل۔ ان فرعون و ہامان و جنودہما کالوا خاطئین

فتح نمایاں ہماری فتح۔ انی مع الافواج آتیک بغتۃ۔ و ہمچنین این الہام نیز بکرات

از جناب باری القاشدہ کہ سہمہ بر افتاد و زلزله آمد۔ آتش فشاں مصالح الحرب۔ سید العرب

عفت الیدیار کذکری۔ اریک زلزلة الساعة۔ یریکم اللہ زلزلة الساعة۔

لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار۔ ترجمہ۔ زلزله نمونہ قیامت جانہائے

خود را نگاہ دارید۔ من برائے تو نازل شدم۔ ما برائے تو نشانہائے بسیار بنمایم۔ آنچہ مردم

بنام میکنند ہمہ منہدم گرد۔ بگو بہ نزد من شہادتے است از طرف خدا بتعالی۔ آیتا شامایان می

آید۔ مصیبت بنی اسرائیل را دور کردم۔ فرعون و ہامان و لشکرے ہر دو خطا کار اند۔

فتح نمایاں۔ من با فوج ناگاہ بہ نزد تو می آیم۔ کہ سہمہ بر افتاد و زلزله در آمد۔ برائے اہل عرب

را ہہمائے خوب پیدا شود۔ کہ بران گام زدن برائے شاں مفید است۔ خانہا آچنان خو

شوند چنانکہ ذکر من از دلہما محو شدہ است۔ ترا زلزله کہ نمونہ قیامت باشد بنمایم۔ خدا شما

را زلزله کہ نمونہ قیامت باشد بنماید۔ برائے کیست ملک امروز برائے خداے واحد قہار۔

و تشریح مزید ہمیں زلزله را در یک نظمی فرمودہ اند کہ خلاصہ اش اینست۔

چند روزے بعد زامروز آید از حق یک نشان

انقلابے آید از قہر خدا بر کائنات

زاں بگردش افتد این دہ ما و شہر و مرغزار

بہر عریانے نمازد تاب تابند و از ازار

سخت زلزله در افتد تا همه خیمه‌ش خورو  
چشم تا بر هم زنی گردد زمین زیر و زبر  
هر که شب میداشت پوشاک بزرگ یا من  
هوش انسان بر پردیجی حواس طائران  
سخت آفت باشد آن ساعت پئے همراه  
چشمه‌ای که همدار رنگ خون گشتگان  
مضمحل گردد ز خوف و دهرشت آن جن انس  
این نشان حق نمودار است از قهر و غضب  
ها کن انکار و جیمه سفیه ناشناس  
این سخن وحی حق است این سال بر آید بیخا  
زین گماں بگذر که باشد بگمانیها معاف

جاندار و مردم و اشجار و کسار و بحار  
جو همای خون رواں گردد چو آب رود با  
صبح چون برخاست باشد چون در خان چنان  
نغمه خود را کند بسیار کبوتر هم هزار  
راه را نشناسد از پیشو شی خود را هوار  
احمر قافی نماید چون شراب انجبار  
زار اگر باشد در آن ساعت بود با حال زار  
حمله با آرد فلک با خنجر خود بار بار  
بر همین از صدق من باشد همه دار و مدار  
چند روزی صبر کن چون متقی و بردبار  
قرض تست این یک بیک باز آیت از قرضدار

این زلزله چنان سخت باشد که از آن بر فورع انسان و حیوان و قری و شهر یا دژ را غارت  
تباہی دارد شود و شخصه از سر سبکی در بر سبکی جامه بر تن خود راست نتواند پوشید مسافر را  
در آن سخت صعوبت پیش آید و بعض مردم از اثر آن متاثر شده تا دور دست از راه است  
بیراه شده قطع طریق کنند و در زمین شگافها و مغار یا افتد و جو همای خون رواں  
گردد و رود بار بار از خون گشتگان سرخ شود و این آفت بر تمام روی زمین نزول یابد  
کوچک و بزرگ و جمله حکومتها از صدمه آن تا توان و شکسته گردند زار روی علی الخصوص  
بحالت زار گرفتار آید اثر این حادثه بر بندگان نیز واقع شود و حواس باخته شوند و نغمه‌ها

خود را فراموش کنند۔

علاوہ ازیں حضرت اقدس را الہام شدہ بود۔ ع  
رواں گردند کشتی با شود تا جنگ و کشتیہا۔

لنگر بردارید۔ و حضرت اقدس ابن نیز تحریر فرمود کہ این ہمہ در مدت شانزدہ سال صوت  
و قوع پذیرد پیشتر ازیں حضرت اقدس را ایک الہامی شدہ بود کہ ازاں معلوم می شد کہ  
این زلزلہ در وقت حیات ایشان واقع شود۔ اما بعد ازاں خدا بتعالی بہ الہام خود یکے عا  
نسبت این زلزلہ بحضرت ایشان تعلیم داد کہ (لے خدا این زلزلہ مرا نما) چنانچہ ہمچنین واقع  
شد و این جنگ عالمگیر بعد عرصہ شانزدہ سال روئے خود نمود۔ لیکن در زندگی حضرت  
پیش نیامد۔

قبل ازیں نوشته شدہ است کہ دریں پیش خبری لفظ زلزلہ آمدہ مگر مراد ازاں  
جنگ عظیم بود۔ اکنون من آن دلائل بیان میکنم کہ ازاں معلوم می شود کہ در آن انجا خبر ہمین  
جنگ عظیم دادہ شدہ بود۔

(اول) در لغت عرب لفظ زلزلہ برائے معنی جنگ بلکہ نسبت ہر آفت شدید متعل شد  
است و در قرآن کریم نیز این لفظ بمعنی جنگ عظیم آمدہ است۔ کما قال اللہ تعالیٰ  
اِذْ جَاءُوكُم مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ  
وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللّٰهِ الظُّنُونَا۔ هُنَالِكَ  
ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا (احزاب ۸) یعنی یاو  
کنید و قتلہ را کہ دشمنان از جانب بالا و نیز از طرف پایین شما حملہ آورہ بودند و چشمہا خیر  
و دہا بکلفت ہمارا رسیدہ بود و شما نسبت خدا بتعالی گماہماے گوناگون میکردید۔ دریں

موقع مومنوں در آزمائش سخت انداختہ شدہ وہ بہ آفت عظیم مبتلا گردانیدہ شدہ بودند۔  
پس چون لفظ زلزله برائے ہر آفت اطلاق می یابد و در قرآن کریم بمعنی جنگ و جدال  
استعمال یافت است اندرین صورت الفاظ پیشگوی تحمل آن است اگر معنی این پیشگوی  
بجائے زلزله چیزے دیگر کردہ شود۔

(۲) چون حضرت مسیح موعود این پیش خبری را شائع فرمودند این تفسیر باو سے ضم نمود  
کہ ”اگرچہ در پیش خبری ظاہر الفاظ بجانب زلزله اشارہ میکنند ولیکن ممکن است کہ سولے  
زلزلہ زمین آفتے دیگر باشد کہ نظارہ قیامت یکشم مردم و انما یہ کہ نظیر آن چشم زمانہ ہرگز  
ندیدہ باشد و بر جانہا و عمارتہا تباہی و بربادی وارد آید“ (بر این احمدیہ حقیم پنجم ص ۱۱)  
پس قبل از وقوع پیش خبری ذہن ہلہم نیز یہ این جانب منتقل گشتہ بود کہ عجیب نیست  
کہ مراد از زلزله مصیبتے دیگر باشد۔ ہر چند مخالفان بریں امر اصرار شدید کردہ بودند کہ از یہ  
لفظ معنی دیگر مراد نباید گرفت مگر حضرت اقدس بالقوۃ جواب اعتراضات شاہ ہمیں  
گماشتند کہ چون زلزله در محاورات کتب الہی مختلف المعانی است پس چگونه این  
لفظ را در معنی خاص محصور کردہ شود۔ کہ این آں علامات را بیان می نماید کہ بیان کردن  
آنها قبل از وقت کار انسان نیست۔ و نیز از وقت ظهور واقعہ ہم اطلاع میدہد۔ و  
این پیش خبری آں وقت را نیز بیان می کند کہ در آن ظهور آں واقعہ خواہد شد۔ و نیز این  
ہم ظاہری سازد کہ نظیر آن واقعہ پیشتر نشدہ باشد۔

(۳) الفاظ پیش خبری خود ظاہر میکنند کہ مراد از زلزله لرزش زمین نیست بلکہ از  
مصیبتے دیگر مراد است زیرا کہ (۱) در پیش خبری بیان شدہ کہ این زلزله بزعام دنیا  
واقعہ شود۔ و ظاہر است کہ زلزله لزلی زمین در تمام سرتین عالم در یکبار حادث نمی گردد۔

بلکه در بعض قطعات ارض هویدای شود یعنی جائے جائے می آید نه در همه جا. (۳) از پیش خبری  
 معلوم میشود که در وقت آن زلزله بر مسافران راه پیچودن دشوار گردد بلکه از راه بے راه شوند  
 و ظاهر است که اثر زلزله یعنی زمین لرز بر مسافرنی باشد بلکه خطر آن بر کس نه باشد که در آن  
 وقت درون شهر یا معموره یا مکانات مسکونه می باشند پس آن زلزله که در مسافران  
 را مصیبت پیش می آید و راهبها را گداشته بیه روی پیش گیرند آن آفت محاسبات است  
 زیرا که مسافران و سیاحان صفوف جنود را نمی توانند نگاهت. بلکه آن راه را گداشته  
 چپ و راست سرگردان میگردد (۳) و نیز از پیش خبری معلوم می شود که اثر آن زلزله  
 بر زراعتها و بوستان یا افتد نگه ظاهر است که اثر تباهی زلزله ارضی بر زراعتها و باغها  
 هیچ نمی باشد بلکه از جنگ و جدال باغات و زراعات پائمال میگردد. و از آتش افشانی  
 توپ و تفنگ درختان و اراضی مزروع سوخته خاکستری شود. و گاهی بنظر مصارع  
 جنگی و انتظامات حربی زراعت و باغ و بوستان را تباه میکنند (۴) از الفاظ  
 پیش خبری ظاهر میگردد که اثر این زلزله بر طائران و پرندگان خیل سخت باشد که  
 نفحات دوستان سرانها را فراموش نمایند و هوش و حواس از سرایشان سپرد. این  
 اثر بر پرندگان هوا از زلزله اراضی هیچ واقع نمی شود. زیرا که به وجه خفیف الحظه بودن  
 حرکت اراضی را محسوس میکنند خصوصاً وقتی که طائر در پرواز باشد هیچ اثر آن در نمی  
 یابد مگر در میدان حرب و ضرب از آواز توپ و تفنگ خیل اضطراب و قلق در پرندگان  
 هواید می آید و از قطع شدن اشجار و گوله باری و دادم طیور بجانب آن علاقه نمی کنند  
 و حواس ایشان مفقود میگردد. (۵) در الهامات متعلقه زلزله یک جمله کففت عن  
 بنی اسرائیل نیز آمده است که معنیش اینست که بنی اسرائیل را از شر نگاه دادم

این جمله را با زمین لرزه هیچ تعلق نیست. لهذا ازین الهام یقیناً مراد از واقعه ایست که  
 قوم بنی اسرائیل را از آن نفعی رسید است. و انشاء الله بیان میکنم که این نیز یک  
 علامت جنگ بود که ظهور رسید. و این امر را هم تفصیل بدیم که ذکر آن در قرآن کریم نیز  
 آمده است (۷) و از الفاظ پیش خبری معلوم میشود که مراد از زلزله جنگ است زیرا که  
 در الهامات زلزله این بیان شده است که لشکر فرعون و امان خطاکار اند. و معلوم می  
 شود که این اشارت بجانب فیصر جرمین است که خوشتن را قایم مقام و نائب خدا ظاهر می  
 ساخت و همچنانکه فرعون میگفت **أَنَا رَبُّكُمْ أَلاَ عَالَمٌ** او نیز خود را از همه سلاطین روی  
 زمین برتر و بالاتر می پنداشت. و از امان شاه آسیر یا مراد است که در ذات خود چیزی  
 نبود و بر حکم امیر اطور جرمین حرکت میکرد. اگر از لفظ زلزله جنگ مراد گرفته نشود بلکه زلزله  
 مراد قرار داده آید در متنی کردن **إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا**  
**خَاطِئِينَ** خیل وقت پیش آید (۷) در الهامات این زلزله الهام انی مع  
 الافواج آتیت بغتة نیز بار بار نازل شده که از آن معلوم میشود که بطرق جنگ  
 اشاره است. (۸) و نیز در الهام بیان شده است که کوهی آتش فشان بشکافد  
 که مصلحتهاست عرب بوسه وابسته بود و ایشان از خانه ها بر آیند. و ظاهر است که  
 این نیز بالمره زمین تعلق ندارد. بناء علی هذا ظاهر میگردد  
 که مراد از شکافتن کوه آتش فشان ظهور جوش طبل است که مخفی بود و بسبب پیچان  
 و قویم پیش آید. و آن وقت عرب مصلحت خود را در آن بینند که خاموش ماندن ایشان  
 در چنین هنگام خلاف مصلح است. و از خانه های خود بر آمده ازین موقع فائده بردارند  
 (۹) **الْقَلْبُ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ** که در الهام آمده از آن هویدای می گردد که در آن



زمان مصائب افزان بادشاهی در قبضه تصرف مالک الملک حقیقی باشد۔ و این الهام  
ظاہری نماید کہ جلہ حکومتها درین شکست کلی مضحک گردد۔ و حضرت واحد قہار حکومت خود  
را بانسانہائے قہری در نظر عالم جلوہ گر سازد۔

(۱۰) در یک الہام این است کہ کوہ برافشا و وزلزہ پیدا شد۔ این امر انوار آموزان مدار  
نیز میداند کہ زلزل از برافشا و زلزہ نمیکرد بلکه برعکس آن جبال شاخہ  
از میان زلزل برمی افتد پس ازین الفاظ نیز تبادری شود کہ در الہام زمین لرز  
مراد نیست بلکہ بطریق استفسار مراد از آن چیزیست دیگر است و آن همین است کہ  
مصیبت عظیم نازل شود کہ بسبب آن در دنیا زلزل واقع گردد۔ و مردم با یکدیگر  
در افتد و صورت محاربه عظیم پیدا آید۔

(۴) چہارم ثبوت این امر کہ از زلزہ آفتی دیگر مراد است این است کہ  
الہاماتے دیگر کہ ہمدراں ایام شدہ بود بر جنگ عظیم دلالت میداشت مثلاً این  
الہام کہ لشکر را بر داری یعنی ہر قوم افواج بحری را حکم دہد کہ ہر وقت مستعد کارزار  
و آمادہ پیکار باشد۔ و ہمچنین این الہام کہ (رواں گردند کشتیہا کہ گرد جنگ کشتیہا)  
یعنی مراکب افواج بحری بکثرت این شو و آن سوتر و د نمایند تا مواقع جنگ بحری  
را بدست آرند۔

بعد اثبات این مدعا کہ در پیشگیری مراد از زلزہ جنگ عظیم است کہ در ایام  
گذشتہ بوقوع آمدہ است۔ اکنون در اجزائے مختلفہ این پیش خبری غور باید کرد کہ  
چگونہ صورت وقوع پذیرفتہ است۔ اولاً اینکہ درین پیش خبری بیان شد است  
کہ ابتداءً آن یدیں صورت نمود اگر گردد کہ نخست مصیبتے رونماید و در نتیجہ آن این

زلزله در دنیا چهره کشاید چنانچه هم برین نقص مصیبت قتل شاهزاده آسٹریا و گمش  
موجب آغاز این محاربه گردید. و اختلافات مفاد ملی و ملکی و سیاسی را در این دخله  
نبود. و خبری دیگر درین پیشگیری این داده شده بود که تمام روسی زمین از این متاثر  
گردد. پس من کل الوجوه این امر ثابت شد که قبل ازین هیچ مصیبتی آنچنین خطرناک  
در دنیا وجود نپذیرفته است که اثر آن در همه اکناف و اطراف کل عالم پدید آمد باشد  
یورپ خود مرکز این جنگ بود. مگر بیچاره ایشیا نیز درین آفت ملوث گردید.  
در ملک چین جنگ واقع شد. جاپون شریک جنگ عظیم گردید. هندوستان هم شمولیت  
درزید. مراکش جنگی بر من اکثر بر سواحل هندوستان تا ختن آورد. در حدود ایران جنگ  
ترکان و افواج انگلشیه واقع شد و با تفصل جرمنی فتنه و فساد ایران صورت وقوع  
یافت. و در عراق و شام و فلسطین و سائر یا حرب و ضرب نمودار شد. در افریقہ نیز  
هر چار گوشه جنگ برپا شد. در افریقہ جنوبی حکومت سوئده افریقہ برحد و ویست  
افریقہ جرمنی حمله با آورد. و خود در جنوبی افریقہ بغاوتی شدید برپا شد و در مستعمرات نوآباد  
افریقہ مشرقی منعلقه جرمن و بر ساحل مغربیه در کیران و نیز بر ساحل مغربی نهر سویز و سرحد  
مصر که لمحق به طرابلس است کارزار واقع شد. برعلاقه آسٹریلیشیا مراکش جرمن حمله آورد  
و در انجام کار گرفتار آمد و در ملک نیو گائنا جنگ پدیدار گشت. و بر ساحل امریکا مابین  
افواج کجری جرمن و انگلیس بیکار پدید آمد و ملک کینڈا و ریاستهای متحدہ درین  
کارزار شرکت ورزیدند. و ریاستهای مختلفه جنوبی امریکا نیز بر خلاف جرمن اعلان جنگ  
دادند. الغرض هیچ قطعہ از قطعات ارض باقی نماند که از اثر این جنگ و جدال محفوظ  
مانده ضرر جان و مال نبرد داشته باشد.

همچنین درین پیش خبری علامت دیگر این بیان کرده شده بود که شهر ناکو و سها و  
مرغزار و اوز را عتقا تلف گردد. چنانچه همچنین وقوع آمد بسیاے از کوه بچا از کثرت گول  
باری و حفر نقبها نیست و نابود شد. و خیله شهر ناکو و ایران شد حتی که جرمن را بر آفرین و تعمیر کوش  
چندین ارباب و پیر بتاوان دادن افتاد. و تا حال گردش زیر بار آن تاوان خم است.  
لاریب در اکثر کوهسار از کثرت گول باری سفاکها افتاد و از نقصان بساتین و زراعت  
و باغات و غیره که وقوع یافته حد و پیا نی ندارد. هر فوج که در ملک غیر رسید کشته و  
باغها و شهرها را بر باد و کرد حتی که از سینه بیکانه هم نماند و نشانی نگذاشت چوں  
سلسله امتداد توپ خانها در آن جنگ تا هزارها فرسنگ بود هر چه بواسطه گول باری  
نقصان واقع شد حساب برداشتن آن شکل است.

یک علامت این بیان کرده شده بود که هوش و حواس جانوران خواهد پدید چنانچه  
همچنین هویدا گردید که در علاقها نیکه جنگ بر پا بود جانوران آن سرزمین نیست و  
نابود شدند. علامت دیگر درین پیش خبری این بیان کرده شده بود که زمین زیر و ز  
گردد چنانچه در سرزمین فرانس و سربا و روس از کثرت گول باری در بعض مقامات چنان  
مغارتاے عمیق پیدا شد که از زیر آب بر آمد. و همچنین از زور دادن طرین جنگ  
خندق هر حصه ملک کنده شد حتی که هرگز معلوم نمی شود که گاهه در آنجا آبادانی بوده است  
بلکه تا جایکه نظر کار میکنند از خندقها و دمدها گریو و غارهاے کوهستان بنظمی آید  
همچنین علامت دیگر بیان شده بود که آب جوئبارها و رودبارها از خون سرخ شود  
و جوئبارهاے خون جاری گردد. چنانچه بلا مبالغه همچنین واقع شد. و در بعض اوقات از  
کثرت خون ریزی که در معرکه قتال روئے داد تا میلهها آب آنها سرخ بود و در هر سرحد و نفوذ

آنقدر مردم جام موتِ احمق چشیدند که میتواں گفت که جوہاے خون رواں شد است۔  
 علامت دیگر این بیان شدہ بود کہ در اں اوقات بر مسافران آمد و شد خیلے صعب شود  
 و بعضے از اں بارہا گم کنند چنانچہ ایں علامت نیز ہو بہو ظہور پذیر گردید و در صحاری و برای  
 از نشرو پینا در شدن افواج و در بجا زخار از حملہاے جہازاے ابد و ز تحالیفے کہ بہ  
 مسافران رسید اندازہ اں نتواں کرد۔ در ابتداء جنگ ہزار ہا و لکوکہا مسافران در  
 ممالک دشمنان محصور شدند۔ و بعضے تا ہزار ہا میل راہ راج کردہ و از راہ بیراہ گشتہ بطن  
 رسیدند۔ و در دوران جنگ سپاہیان فوج را بوجہ قبضہ نمودن دشمن بر شوارع و گزرگاہ ہا  
 و منزلہا تاصداف و فرسنگ راہ راست گذاشتہ راہ کج پیہودن پیش می آمد۔ افراد افواج  
 انگلیس و ملک فرانس بوجہ نابلد بودن از اکثر طرق و شوارع راہ غلط می کردند۔ چوں  
 اینچنین واقعات بکثرت رونے نمود۔ آخر کار نام سرباز و نمبر اور او نام دستہ فوج بر تختہ  
 نوشتہ در گلوبش می آویختند تا اگر راہ را گم کند بہ ایں جیلہ بمنزل خود برسد۔

و علامت دیگر کہ در پیش خبری بیان گشتہ بود ایں است کہ (یورپ آنچہ بنامی  
 کند منہدم کردہ آید) ایں علامت نیز حسب منطوق پیش خبری ظاہر گشت چنانچہ در ایں  
 جدال و قتال علاوہ از برکنندہ شدن عمارات کثیرہ ظاہری بنیاد تمدن ایشان نیز از بیخ  
 و بن برکنندہ شد است و اکنون بجهت بر آمدن خود از اں دایم گلوگیر خیلے دست و پا  
 میزنند و لیکن روئے کامیابی نمی بینند۔ بالیقین بعد از چند گاہ حملہ عالم خود برای العین  
 مشاہدہ کند کہ تمدنیکہ قبل از جنگ اٹالی یورپ را حاصل بود قائم نہاں است۔ و در عرض  
 اں آں رسوم را اختیار کنند کہ در انجام کار توجہ ایشان را بجانب اسلام مائل نماید۔ و  
 ایں امر از خدا متعالی مقدر شدہ است و هیچکس ایں امر را باز نتواند داشت۔

و علامته دیگر در میان پیش خبری این بود که تکلیفی که بنی اسرائیل از دیگر اقوام میر  
 حالا ایشان را از این بازداشتند آید چنانچه این علامت نیز بوضاحت تمام رونمائی به خاص  
 عام شده است حقیقتش اینست که در اثنائ جنگ و پیکار مسر با نفور که بحال  
 لارڈ بالفور است اعلان داد که جهودان که از وطن اصلی خود یعنی فلسطین آواره و در  
 ممالک دیگر سرگردان هستند باز به ایشان داده آید و حکومتهاست اتحادی بین این قرار  
 داد و اختتام نسب العین خود دارند که آن بے انصافیها که نسبت بنی اسرائیل از ایشان  
 بوقوع آمده است بالضرور دور باید کرد چنانچه بر حسب این وعده بعد از اختتام  
 جنگ فلسطین را از قبضه ترکمان برآورده دار القرائ قوم یہود قرار داده اند و اکنون  
 در آن سرزمین طرز حکومت به این نوعیت جاری شده است که در نتیجه اش فلسطین  
 دار القرائ آن قوم تواند شد و جهود آن را از هر چار طرف در انجا جمع کرده می آید و  
 مطالبه قدیمه این قوم را که متعلق به اجتماع قوم خود در آن سرزمین بود بکلی تسلیم کرده اند  
 و این امریست بکلی گفنی انگیز و حیرت نیز که نسبت این واقعه قرآن کریم نیز از  
 سیزده صد سال پیشتر ایما فرموده است کما قال الله تعالى وَ قُلْنَا مِنْ بَعْدِ  
 لَيْسَ بِنَبِيٍّ اسْمَآئِيلَ اسْكُنُوا الْأَرْضَ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَتِيفًا  
 (بنی اسرائیل ع اخیر) یعنی بعد ممالک فرعون بنی اسرائیل را گفتیم که درین سرزمین بود  
 باش و درید پس هرگاه که وعده آخری برسد شمار از اطراف و کناف عالم فراهم ساخته  
 درین سرزمین می آوریم بعض مفسرین از لفظ الارض زمین مصر و از وعده پسین روز  
 قیامت مراد گرفته اند مگر این هر دو امر غلط است زیرا که بنی اسرائیل را گاهی  
 اذن بود و باش مصر از جانب خدا بتعالی حاصل نشده است بلکه حکم سکونت ارض مقد

آمده بود و همانجا ایشان بود و باش اختیار کرده بودند و از وعده **الْآخِرَةِ** قیامت مراد نیست  
زیر که قیامت را با سکونت ارض مقدسه هیچ تعلق نیست.

سخن صحیح اینست که با ایشان وعده عطا ئی ارض مقدسه داده شده است و باز  
این گفته که هرگاه وعد **الْآخِرَةِ** بیاید ما شمارا یکجا جمع کرده خواهیم آورد و بجانب این امر اشاره  
فرمود که برای شما آن وقت در پیش است که ناگزیر در آن ترک وطن بگوئید. ولیکن در وقت  
وعد **الْآخِرَةِ** یعنی در وقت بعثت مسیح موعود که بعثت ثانیه است شمارا باز فراهم کرده بطول  
می آیم چنانچه در تفسیر البیان است که وعد **الْآخِرَةِ** وقت نزول عیسی من السماء است.  
خدا بمتعالی در او اهل همین سوره نسبت قوم یهود ذکر و زمانه بیان فرموده است حیث  
قال **فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءَ أَوْ يُجْهَكَ وَلِيُدْخِلُوا الْمُسْلِمِينَ**  
**كَمَا دَخَلُوا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتْبِيرًا**. یعنی چون وعده  
دیگر یا بخارزد یا چهره مالے شمارا متغیر گرداند و در آیند و دشمنان شما در مسجد همچنان که  
در اول بار داخل شده بودند و بر هر چه قدرت یا بندگان بر یاد دهند ازین آیه معلوم میشود  
که درین مقام از وعده **الْآخِرَةِ** آن زمانه مراد است که بعد از زمانه مسیح اولی بر سر  
یهودان آمده بود مگر چونکه بعد ازین وعد **الْآخِرَةِ** بجائے اینکه جمع کرده شوند یهود را پراکنده  
گردانید بودند ازین جهت ناچار تسلیم کردن می افتد که در مقام دیگر مراد از وعد **الْآخِرَةِ**  
زمانه ایست که بعد از نزول ثانی مسیح است و از جثتنا **بِأَكْمَرٍ** یعنی قافرا دآن اجتماع  
یهود است که این وقت در فلسطین صورت پذیر است. که از همه دنیا فراهم آورده  
ایشانرا آنجا متوطن ساخته اند و آنچیز در الهام حضرت اقدس وارد شده است  
که کففت عن بنی اسرائیل از آن مراد دور شدن مخالفت اقوام عالم است که

بانی اسرائیل الی یومنا هذا بوده است که ایشان را اجازت نسبت سکونت دارا قرار قیدیه  
ایشان نمیدادند.

و همچنین علامته دیگر این بود که این حادثه عظیم و در مدت شانزده سال واقع گردد  
و لاریب در شش ماه نسبت آن الهام شد و در سال ۹۱۰ بعد از سال این جنگ عالمگیر  
برپا شد.

و علامته دیگر این بود که در آن وقت تمام مراکب و سفائن بحریه از هر جهت آماده باشد  
چنانچه علاوه آن اقوام که بر سر ریاضش بودند حکومتها و دیگر نیز بجهت حفاظت ممالک  
خود مراکب بحری خود را هر وقت مستعد میداشتند که مبادا دسته بحری قوای دیگر متعلق  
سواحل ایشان حرکتی نامناسب بکنند که از آن چار و ناچار جنگ پیش آید و به این  
غرض نیز که تا حفاظت حقوق خود را کنند.

علامته دیگر در الهام این بود که در آن روز کار مراکب بحریه در هفت قلزم هر وقت  
گشت نمایند تا بایکدیگر در آمیزند یعنی آمادگی مراکب و سفائن بحری بقوت هر چه متاخر  
بنظر رسد و در همه کج کشتیها بزور تمام دایر و سائر خواهند بود. چنانچه هر قدر مراکب و  
سفائن بحری که درین جنگ با استعمال آند و بر لای کشاکش گشت زده اند مثال  
آن قبل ازین دیده نشده خاصه سفائن تنباه کننده و و البوریا و کشتیهای کوچک زیر  
آب شنا کننده درین جنگ آنقدر بکار آورده شدند که قبل ازین هیچ نشانی از آن پیدا  
نبود. و در لفظ کشتیها ایما بود که درین پیکار و نبرد به نسبت و البوریا و بزرگ سفائن  
کوچک بکثرت استعمال شود.

و علامته دیگر نسبت این آفت آن بود که یک بیک حادثه گردد چنانچه این جنگ عظیم

نجاته بر پا گردید که مردم حیران ماندند و نامور مدبران عالم اقرار کردند که اگر چه ایشان منتظر جنگ عظیم بودند مگر به این سرعت جوش زدن آں کجلی غیر مترقب بود و بمجره قتل شهزاده آسٹریا و شهزاده خانم اوفور ایک جهان در بهمان آمده بدوید و بے تحاشا در نایره آتش بهیجا خزید۔

و علامتے دیگر ایں بود کہ دریں جنگ آں مواقع و مصلح روئے نماید کہ اہل عرب از آں منتفع گردند و ہنگام از خانہ بادر آیند و در سنیز بیا ویزند چنانچہ ہاں صورت پیش آمد کہ بمجر و شمولیت ترکان دریں رستنا نیز جوش آزادی قوم کہ در دل بادیه نشینان عرب بہیمان میگردد و نگہ بملاحظہ سطوت حکومت اتراک در دل شان می افرد و فرصت حصول مدعا دیدہ در مخالفت ترکان ب حرکت آمد تا فتمشیر در روئے سلطنت عثمانیہ کشیدند و بہ آخر از رفقہ فرمانبرداری اتراک آزاد گردیدند۔

و علامتے دیگر ایں بود کہ خانہا مسما بلکہ با زمین ہوا گردید چنانچہ از اہام عفت الدیاد محلہا و مقامہا ظاہر است در انجام کار ہچنان بوقوع آمد۔

در ہمہ عالم مرکز دار العشرت و نقطہ عیش و نشاط علاقہ شرقی فرانسا بود و سرزمین یورپ را شہر آب خانہ خراب ازین ملک دستیابی شد و تمام ہوا پرستان حاکم مغربہ بہ بہت حصول روسیای درینجا جمع می شدند از قہر خدا ہمیں علاقہ قشتنگ از یک سرتاسر دیگر دریں جنگ ہدف ہمام توپ و تفنگ گردید و آنچنان کہ ذکر الہی دریں دیار منقود بود نقش عمرات آں ملک نیز ناپدید گردید۔

و علامتے دیگر ایں بود کہ در آں فتح ما باشد یعنی باہر حکومت کہ جماعت مسیح موعود یار و مددگار باشد آنرا فتح حاصل آید چنانچہ ہچنان بطور آمد حق تعالی البطفیل دعائے حضرت



مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام برطانیہ عظمیٰ را ازین مصیبت کبری نجات کرامت فرمود۔  
 اگر چه در زعم خود مدبران دولت انگلیس حصول این فتح را نتیجہ حسن تدابیر خویش  
 می انگارند لیکن اگر بر تفصیلات واقعات نگاه کنند البتہ ایشان را معلوم گردد کہ اتفاقات  
 عجیبہ غیر مترقبہ باعث این فتح عظیم شد است و از ان بالبداهہ ثابت میشود کہ این عقدہ  
 کشائی محض نباخن تصرفات آسمانی بود است نہ بذریعہ تدابیر انسانی و آلات ہیولانی۔  
 علامتہ دیگر کہ در خود خیال نشانہا میدارد این بود کہ حالت زار روس انبروزار شود  
 در زمان اشائیں پیش خبری حالات زمانہ سراسر مخالف الفاظ پیش خبری بود و لیکن چون  
 لفظاً و معنیاً بظہور رسید بحجت و انشوران ذی ہوش موجب حیرت شد بدگر وید۔  
 درین پیش خبری پیش خبری ہائے دیگر مندرج است۔ زیر کہ خبر داده شدہ بود کہ تا  
 وارد شدن این آفت از نقصان محفوظ و سلامت باشد۔ و در اثنائے این جنگ بر ذرات  
 وے صدہ عظیم وارد گردد و لیکن چنان نبود کہ ناگاہ کشتہ شود۔ زیر کہ ہر کہ قتل رسد نسبت  
 ہرگز گفتہ نمی شود کہ در حال زار گرفتار است پس الفاظ الامام بیابانگ بلند خبر میداد کہ در  
 چنان غلبے کہ بس الیم و مصیبت فہیم باشد مبتلا بشود۔ و باز این امر نیز از پیش خبری  
 معلوم می شود کہ درین آفت خاتمہ کار تاجداری زاران روس گردد۔ زیر کہ الفاظ الامام  
 تخصیص شخصے نمیکرد و واحدے را معین نمی نمود۔ بلکہ زار را بحیثیت منصب اہم بطور  
 روس بودن بیان فرمود است۔ ہذا نظر دقیق صرف باید کرد کہ این پیش خبری ہر چه  
 شان و شوکت خود واقع گردید است قبل از وجود این آفت پر خافت خیالے مردم بر خلاف  
 زار منصوب ہائے بسیار بعل آورده بودند لیکن او از جملہ مکائد و جملہ شدا بد محفوظ ماند۔ اما  
 چون محاربہ عظیم رو نمود وقت مقرر فرمودہ حضرت باری تعالی شانہ بر سر رسید دفعۃً زار

در سر پنجم حالت زار گرفتار گشت و جمله دانشمندان روزگار از قدرت کردگار حیران و انگشت  
 در دهان ماندند چنانچه از حالات معلوم می شود که هرگاه در ملک روس فتنه و فساد برپا شد  
 زار در آن وقت بجهت معائنۀ افواج بر سر حد ملک خود رفتند و در وقت روانگی او  
 از دار السلطنت چندان فساد می نمود که موجب شد در ملک برپا نمود لیکن بعد از آن از غلط  
 کاری های یک گورنر در میان رعایا جو شعله پیدا شد اما در حکومتها این چنین جو شعله ها  
 همیشه پیدا می شود و ظاهراً است که این چنین حکومت عظمی که به مضبوطی تمام قائم شده باشد  
 با این چنین فتنه و فساد فوراً از پا در نمی افتد مگر دست تصرف الهی در پرده کار می کند و زار  
 مردم از آن جو شعله رعایا شنیده گورنر را حکم به سختی کردن داد و مگر این بار برخلاف ایام گذشته  
 از سخت گیری گورنر جو شعله مردم ترقی کرد و زار آن گورنر را تغییر داده بر جای و گورنر دیگر  
 فرستاد و در عقب آن خود نیز بجانب دار السلطنت حرکت کرد تا بقدم خویش آتش  
 فتنه را فرو نشانند مگر در بین راه خبر رسید که آتش فساد و بالا شد است لهذا او را مشورت  
 دادند که در این وقت شورش در دار السلطنت داخل شدن مصلحت نیست مگر او پروا  
 این سخن نکرده بگمان اینکه در موجودی او همه هیجان مردم فرو نشیند سر زده بصوب دار السلطنت  
 روان شد تزن مکررک راه طے کرده بود که شنید که بغاوت عظیم سر بر زده است و باغیان  
 و فتنه زار را قابض گشته اند و حکومت ملی قائم گردیده است از قدرت خدا این همه  
 تغییرات حیرت افراز مدت یک روز صورت گرفت یعنی از صبح دوازدهم پانزدهم  
 تا شام آن روز شاهنشاه عظیم الشان که نسبت بادشاهان کل دنیا ذی اختیار تر و از همه  
 صاحب اقتدار تر بود و خود را از این محکوم احدی نشنوده و بر همه حکمرانی کننده میخواند  
 از حکومت معزول شده فرمانبردار رعایا گردید و بتایخ پانزدهم پانزدهم پانزدهم پانزدهم

اور این اعلان بدستخط خودش نوشتن افتاد که او و اولادش از تخت روس دست بردار  
 می شود و حسب پیش خبری حضرت اقدس عثمان حکومت از خاندان زار برائے دوام  
 بدر رفت. مگر هنوز بعضی خصوص کلام الهی باقی بود و نکولس دوم اندیشید که از حکومت  
 بیدخل شده جان خود و جان فرزندان خود را زار نگاه تواند داشت و بر داخل ملک  
 ذانیبه خود به خاموشی عمر خود را بسر تواند کرد. مگر از مشیت الهی این اراده او بسر نرسید.  
 بتاریخ پانزدهم پاریس از تخت دست برداشت و بتاریخ بیست و یکم پاریس او را اسیر کرده  
 بجانب سکوسیلور و آنه کردند. و بتاریخ ۲۲ مارچ حکومت امریکا حکومت باغیان را  
 صحیح تسلیم نمود. و بتاریخ بیست و چهارم انگلستان و فرانس و اطالیه نیز حکومت ایشان  
 را تسلیم داشتند تا همه آرزوهای زار هبَاء مَشْهُوراً گردید. زیرا که برای العین مشاهده  
 نمود که آن حکومتها بے هم نوا که برایشان اعتماد داشته با جز من جنگ بھمی کرد و یک هفته چشم  
 از حکومت او گردانیده حکومت باغیان را تسلیم نمودند و در حمایت او هیچ حرفی از زبان  
 بیرون نیاوردند. با وجود آن هنوز در اراده الهی مصائب زیاد بر داشتند برائے او  
 مقدر بود تا زار از حالت زار خود مھر برالهام خدائے واحد قهار ثبت کند. اگر چه زار بحال  
 اسیر و گرفتار و از جان خود بیزار بود مگر هنوز عثمان حکومت روس در دست یکے از  
 شاهزادگان خاندان شاہی بود که پورا و نام داشت و بھیں وجه بازار در حالت قید  
 سلوک احترام آمیز کرده می شد. و آن شہنشاہ ہفتم حصہ دنیا با زن و فرزندان و طفل  
 باغیانی آیام زندگانی رامی گزرا نید. کہ در ماه جولائی آن شاهزادہ نیز بر ترک حکومت مجبور شد  
 و سر رشته حکومت در قبضہ اقتدار کسی آمد و سختی های قید زیادہ شد مگر از حدود  
 انسانیت منجاور نبود. و برین اثنا دست قضا طرح نو در انداخت. بتاریخ ۷ نومبر با و ت

بولشویک کر سکی را ہم از حکومت معزول ساخت۔ و بر ذرا حالتِ ناز و ترقی کرد کہ از  
استماعِ آن دلِ یک انسانِ سنگدل نیز آب میگردود۔

زار را از محلِ شاہی سکوی بر آورده از جائے بہ جائے و از مقامے بہ مقامے مُقیم  
می ساختند۔ بالآخر بجهتِ یاد و مانیدنِ آن مظلوم کہ بذریعہٗ قید سائبر یا بر جایائے  
بیکس رومیداشت اور ادر اکسٹریگر فرستادند۔ ایں شہریت نہایت کوچک  
کہ در مشرقِ کوه بورال و از ماسکو چارده صد و چیل میل دور است۔ دریں شہر کارخانہ  
ماشینہائے کان کنی است کہ ہم در اینجا ماشینہا ساختہ می شود و ہم در کانہائے سائبر یا  
اسیران شاہی در اینجا کار و بار می کنند گویا در آن سرزمین برده اور اہر لحظہ نقشہ اعمال  
او پیش رویش نہادند۔

آن قوم بریں عذابہائے ذہنی الکفانہ کردند بلکہ فرقہٗ مسوویٹ در غذا و خور و نوش  
او ہم تنگی آغاز کرد و قراولانِ وحشی بچاہے خرد سال اور آپیش روئے خودش و زنش  
بہ نہایت بیدردی شلاق میزدند و دختر و بچہایش را بطور ظالمانہ دق میکردند و از این  
ظلم و ستم دلشان نمی شد۔ ہر روز ستے تازہ ایجاد می نمودند۔ آخر روزے مادر را و برور  
ایستادہ کردہ بمواجبہ او بہ بے حیائی و بے حرمتی پردهٗ عصمت دخترانِ دوشیزہ او  
را دریدند۔ بچہارہٗ زارینہ نابِ ایں نظارہٗ جاسوز نیاورده ہر گاہ روئے خود بجانب دیگر  
می گردانید۔ آن سفاکانِ خیرہ چشم بطعنِ ستان اور احمیور می کردند کہ او اں طرف کہ اں  
کار از درجہٗ انسانیت فرو افتادہ را کہ ظالمانِ بفعل می آوردند رو آورده بہ چشم خود بہیند۔  
انجام کار بعد دیدنِ ایں چنین مظلوم و کشیدنِ اینقدر عذاب و چشیدنِ ذائقہٗ عقاب  
کہ غالباً از ابتدائے دور تاریخ تا ایں زمانہ برادرے از بنی نوع انسان اینچنین آفت

نازل نشده باشد بتایخ شان نزدیم جولائی مع اہل و عیال و ذریت و خاندان خود بہ تخت  
 تربیں عذاب قتل کردہ شدہ و سخن تہی برحق کہ (زار اگر باشد و راں ساعت بود با حال زار)  
 بے کم و کار است برآمد زار یہ ایں حالت زار درگذشت و قبصر جرمین و شاہ آسپریا  
 از حکومت بے دخل شدند شہر ہاویران و کوہ ہاپران و بنی نوع انسان بکشت و و قتل  
 قتل شدند و جو نہائے خون ہر طرف رواں گشت۔ عالمے زیر و زبر شد۔ مگر افسوس  
 کہ بنی آدم باز ہم از اس دیلے بر صداقت مامورین اللہ حاصل نکرد و گنجیدہ مانے مالک  
 الملک و الملوک همچنانکہ از رحمت مالا مال است از عذاب و رحمت نیز خالی نیست  
 اما مبارک کسانے کہ در عین وقت امر الہی را بفہمند و بجائے ستیزہ با پروردگار خود  
 آشتی نمایند و بر شاہنہائے خداوندی کورانہ قدم نہ نہند۔ رحمت خدا شامل حال ایشان  
 می شود۔ و از برکات او حصہ میگیرند و وجودشان برائے عالم مبارک ثابت می گردد۔

## پیش خبری دہم

نشان ترقی دارالامان قادیان

تا ایں زمان آں نشان مانے عظیم الشان بیان کردہ ام کہ محض پہلوئے ترمیب  
 و اندازہ در خود میداشت۔ یا اندازہ و بشیر ہر دور متضمن بود۔ اکنون آں بشارات مگر  
 آیات را در تجریر تحریری آرم کہ محض پہلوئے بشیر را حاوی است۔ و از انجملہ دیر مقام  
 برستہ مثال اقتضار میکنم۔ و ایں بشارات از آں قبیل است کہ بوجہ عمومیت خود زبان  
 نہ دوستان و دشمنان بودہ است۔ و حالہم در پیران ہرند اہب نسبت آں گواہ  
 و ستیاب میتوانند شد۔ و از وقتیکہ علم اینہا بحضرت اقدس دادہ شدہ و در کتب حضرت

روزنامه‌ها شائع و ذائع شده آمده اند و تحت ال پیش خبری را بیان میکنیم که در آن نسبت  
ترقی قادیان از جانب حضرت منان با سیح موعود الهام شده است.

حضرت اقدس را اطلاع داده شد که ده قادیان ترقی حاصل کرده یک شهر عظیم همگستره  
و بمبئی گردد و گویا مردم شماری و کثرت آبادی این قریه کوچک تا نه ملک یا ده ملک برسد و  
معموری او شمالاً و شرقاً تا ساحل رود بیاس وسعت گیرد که از قادیان فاصله نه میل  
میدارد. بوقت اشاعت این پیش خبری تعداد مردم قادیان از دویست و هشتاد نفوس متجاوز نبود  
از دویست خانوار چند مکان آب و برق گنج باقیش جمله از خشت خام بود که اریه مکانات مسکنی  
یونانیو ها حالت تنزل میداشت. یک خانه قابل رمایش بشرح چهار آنه یا پنج آنه  
بدست می آمد قطعات اراضی بوجه ارزانی بجهت بنا کردن یک مکان قابل رمایش  
بقیمت ده یا دوازده روپیه بفروخت می رسید و دشوار بود که کسی آرد و ده روپیه  
از بازار بیک وقت بخرد. زیرا که ساکنان قادیان زمیندار بودند یا کاشتکار زنان شال  
بست خود گندم در آسیا ساییده نان می پختند

برائے تعلیم اطفال خرد سال یک مدرسه ابتدائی از جانب دولت انگلیس جاری  
بود و در آن چار یا پنج روپیه علاوه از مشا هر خود حاصل کرده کار و بار بوسته خانه  
را نیز انجام میداد. واک در هفتنه دو بار می رسید تمام عمارات در حلقه فصولی قصبه  
بود. الغرض در چشم ظاهر بین هیچ سامان بجهت وقوع این پیش خبری یافته نمی شد  
زیرا که قادیان از لیون ریلوے بفاصله یازده میل دور واقع است و راهش  
تا یازده میل خام و ریگستان است. در ملکه که ریل جاری باشد شهر شهر یک قریه تبدیل  
بود. لایحاله صورت ترقی می بنید. درین قصبه هیچ کارخانه هم نبود که بواسطه شمولیت

مزدوران ترقی معصوری آنرا کسے ترقب میداشت۔ نہ محکمہ درون قصبہ بود که بذریعہ آن آبادی  
ترقی می کرد۔ نہ دریں مقام ضلع بود نہ تحصیل حتی که برائے سکونت پنج نفر سر بازاران گزمه  
ہم یک مکان بچختہ نبود۔ مرکز تجارت دیگر قری نیز نبود کہ بہ آن آبادی می افزود۔ در وقت  
شیوع این پیش خبری میدان حضرت زیادہ از چند صد نفر و سلسلہ تبعیت نبودند کہ  
ایشان را یک جافراہم آورده آبادی بلکہ را رونق می دادند۔

البتہ این سخن حقیقت دارد کہ میتوان گفت کہ چون دعوی حضرت اقدس شائع شدہ  
صورت امید پیدا کردہ بود کہ شاید روزی چند میدان حضرت اینجا آمدہ سکونت ورزند  
و از سکونت ایشان آبادی این قصبہ و بہ ترقی نہد مگر کہ ام کس این امید در دل میداشت  
کہ تعداد میدان حضرت بہ این زودی سیغزاید کہ آبادی قادیان در مدت قلیل این  
چنین وسعت غیر محمول حاصل کند۔

(دویم) مثال این ترقی را مردم کجا دیدہ اند یا شنیدہ اند کہ میدان کار و بار را  
گذاشتہ و موطن و مساکن را پس پشت انداختہ و از خویش و بیگانہ دامن افشانده  
در جوار شیخ یا مرشد یا استاد خود آردہ در ہمسیاگی اذقطن و زربیدہ اند۔ بر مول مبارک  
حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام ناصرہ نوزدہ صد سال می گذرد کہ ہنوز ہم بر صورت دای  
است نہ بر ہیأت شہرے۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی حضرت شیخ احمد سنہری  
حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہم نیز در قصبات سکونت میداشتند۔  
منقط الراس و منبت الاقدام این بزرگواران ہنوز ہم بحالت خود است و بیچ صورت  
ترقی درانہا پیدا نشدہ است۔ و اگر بالفرض پیدا ہم شد آن قدر نبود کہ ازاں حسابے  
نہاں برگرفت نہ بر کہ قلیل از ظہور قبولیت ایشان ہم آن مقامات معصور بودند۔ آبا

ساختنِ امصار آں چنان شکل است کہ بسیار بارشایانِ تاجدار بجانبِ پہلوئے اقتصادی  
 نظر انداختہ شہر آباد کردہ اند و لیکن شہر مالے نو تعمیر کردہ ایشان را چنانکہ باید ترقی نصیب  
 است۔ بلکہ بعد چندے رو بویر اینہا نہادہ اند۔ آقا قادیان نیز پہلوئے اقتصادی بجائے  
 نامناسب و خراب واقع شدہ است۔ نہ برکنار سکتہ احمیدہ است۔ کہ مردم بطمع تجارت  
 برائے حمل و نقل اموال التجارۃ در آنجا سکونت و رزندہ نہ ازاں اینقدر دور است کہ  
 بسببِ بعد مسافت از استنسیون ریل آنرا مرکز تجارت قرار دہند۔ پس نظر بر حال  
 مذکورہ صورت ترقی آں از پس ناممکن بود۔

و عجب اینکہ قادیان بر ساحلِ دریائے یا تہرگم نیست کہ در بعض اوقات ایں ہر دو  
 چیز نیز در ترقی تجارت و آبادانی قصبہ ملحق باشند۔

الفرض سراسر در حالاتِ مخالفت و بغیر موجود بودنِ سامانِ معموری بلکہ حضرت اقدس  
 پیش خیر بیان فرمودند کہ انشاء اللہ قادیان ترقی روز افزوں حاصل نماید۔ بعد از  
 اشاعتِ ایں پیش خیر حق تعالیٰ در جماعتِ احمدیہ ترقی کرامت فرمود۔ و نیز مع آں  
 در دل ایں گروہ ایں خواہش نیز پیدا کرد کہ موطن و مساکن خود را خیر باد گفتہ در قادیان  
 سکونت اختیار نمایند۔ پس مردم بغیر ہر سچ تحریکِ قصبات و قری و امصار و خانمان و  
 خویش و تبار را ترک گفتہ در قادیان صل اقامت انداختند و بہ تقلیدِ ایشان دیگر مردم  
 نیز سکونت ایں جا را اختیار کردن شروع نمودند۔ اگرچہ ہنوز برائے کامل وقوع  
 پذیرفتنِ ایں پیش خیر ضرورتِ وقت است۔ آتا تا بہ حدے کہ بوقوع رسیدہ است  
 آں نیز قابلِ حیرت است۔ در ایں وقت معموری ایں قصبہ چار و نیم ہزار از دو چند  
 آبادی سابق ہم زیادہ است۔ بر جائے فصیل شہر خیلے مکاناتِ پختہ تعمیر گشتہ



است. اکنون در کشت زار با طرح عمارات ریخته اند و آبادی این قصبه از حد و دایره  
 خود بسیار تجاوز کرده است. و قریباً نایک میل بر آبادی قدیمه افزوده است و بسیار مکانات  
 پخته تعمیر کرده اند. عمارات پُر فضا و شاهراه های کشاده حیثیت قصبه را بصورت یک  
 شهر تبدیل ساخته است. بازار لا و سبع گشته اند و فرش کوچی را خشت بسته اند. اگر امرو  
 کس آرزو کند خریدن سودا های هزار مار و پیله دارد البته میتواند خرید بجای یک سکه  
 ابتدائی دو مدیه های اعلی بر پا شده جاری است. یک مدرسه اهل بنو و است و یک  
 مدرسه دختران است. و یک دارالعلوم دینی است. و بوستانه خانه که در آن در یک هفته  
 دو بار ذاک میرسد و یک مدرسه به اضافه چند روپیہ کار میگرد. اکنون هفت یا هشت  
 کارپردازان روزانه در آن کار میکنند. و بصورت شکل کار هر روزه را به انجام میرسانند  
 انتظام سیم تلفات در پیش است. هفت جرائد نامور مثل الفضل و الحکم الفاروق  
 تشجید الاذان. ریویو آف ریلیجنز اردو. ریویو آف ریلیجنز انجلیسی. جریده نور. بعض  
 در هفته دو بار. و بعض یکبار. و بعض در پانزده روز. و بعض در سه یا چهار روز یکبار  
 کوچک اشاعت می پذیرد. پنج مطابع مصروف کار چاپ کردن کتب در سائل و اخبارات  
 و جرائد و اشتها رات و اعلانات است. یک ماشین پریس نیز جاری است. در ذاک  
 شهر های عظیم اگر غلط افتد وزیر و وزیر شود ممکن دارد مگر قادیان شهرت گرفته است که اگر  
 محض نامش را بر لافافه نوشته در بوستانه خانه شهرت گذاشته آید بغیر هیچ پس و پیش شد  
 یک راست در قادیان برسد. اسماصل با وجود موجود بودن جمیع حالات مخالف و معصیت  
 این قصه ترقی روز افزون یافته است که نظیرش بر سطح زمین نشان دادن مشکل است  
 هر قدر اصول ترقی که بطور اقتصادی برای ترقیات امصار و قری بود است قادیان

بر خلاف آن جملہ ترقی غیر مترقب حاصل کردہ صدائے کلام خدائے عزوجل را ظاہر ساخته است۔ آن مردم کہ حالت سابقہ این شہر را پنجم خود دیدہ اند اگرچہ پیرو مذہب دیگر باشند براعترا ف این امر محبوب گشتہ اند کہ ترقی این شہر اتفاقات غیر معمولی ست۔ مگر افسوس در دل خود اندیشہ نمی کنند کہ آیا ہمہ امور غیر معمولی بردست حضرت میرزا صاحب جمع شدنی بود۔ ۹

## پیش خبری یازدہم

پیش خبری برائے نصرت مالی

از پیش خبری ہائے تبشیری بطور مثال این پیش خبری دیگر نسبت امداد مالی است کہ در رنگ خود خیل عجیب و در میان حالات غریبہ بر زبان حقائق ترجمان حضرت اقدس از فضل خدائے رحمان و رحیم جاری شد است۔ و در حقیقت این پیش خبری از ہمہ پیش خبریہائے عظیم الشان اولین پیش خبری است۔ و تفصیلش بدین منوال است کہ بامی والد ماجد حضرت اقدس بیمار شدند۔ ہنوز از حق تعالی نزول الہام بر حضرت شروع نشدہ بود۔ روزی نظر بظاہر اسباب علوم می شد کہ بیماری شان رفع شدہ است و قدرے عارضہ زجربانی است حضرت اقدس را اولین الہام وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ القاشدہ۔ چون در لغت عرب طاری کہے را میگویند کہ در شب آید۔ بناءً علیہ بہ فہم حضرت اقدس رسید کہ در وقت شب والد ماجد ایشان رحلت فرمائے عالم جاودانی گردد۔ و این الہام بطریق تعزیت از جانب حضرت باری عز اسمہ از راو کمال ترحم القاشدہ است۔ و برائے تکلیفات آئندہ اظہار ہمدردی است۔ چون بسیار مد اخل خاندان بحیات والدشان

منتقل و پیشین و انعام و دولت انگلیس و همچنین بسیار حصہ جائداد با زندگی شان وابستہ  
بود بناءً علیہ ازیں الہام بہ اقتضائے بشریت حضرت اقدس را خیالے در دل پیدا شد  
کہ از وفات شان بسیار سے از وسائل داخل منقطع گردد۔ و مدد معاش و انعام دولت  
انگلیس ہم بستہ شود و اکثر حصہ جائداد بدست شرکار بیفتد۔ بہ مجرد ایں خیال الہامی  
دیگر شد کہ بر پیش خبری عظیم الشان شامل بود۔ و ایں انیست۔ (اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ  
عَبْدًا) یعنی آیا اللہ تعالیٰ کفایت کنندہ کار مائے بندہ خود نیست۔ چوں در ایں الہام  
از جانب حق جل و علا و عدۃ تکفل مہات و انصرام ضروریات حضرت اقدس بود۔  
حضرت اقدس فرمودند ایں الہام را بر مہر کندہ کنند۔ تا دیگر مردمان نیز براں شاہد باشند  
بعض مسلماناں و بعض اہل سنو و را ازیں معنی اطلاع دادند۔ یکے از ہندواں را کہ ہنوز ہم  
بفنیہ حیات است در شہر امرتسر فرستادند تا ایں نگین کندہ را بیاورد۔ بدیں طور صدمہ  
مردم ازیں آگاہ گشتند پس برائے وضاحت ایں الہام خدا تعالیٰ سامانے متیاف فرمود  
کہ در خاندان حضرت تنارے برخواست۔ و بجهت حصول جائداد خاندانی و عویداران  
بسیار بمقابلہ حضرت اقدس برپا شدند برادر بزرگ ایشاں منتظم جائداد بودند۔ باین  
برادر بزرگوار و دیگر قرابتیاں خلائی پیدا شد۔ حضرت اقدس با برادر بزرگ خود از  
راہ خیر خواہی فرمودند کہ با ایں رشتہ داران کہ بمنادعت برخاستہ اند احسان باید کرد و اما  
ایں مشورہ موافق مزاج شان نیفتاد۔ بالآخر نوبت بعدالت رسید۔ رشتہ داران مخالفت  
برائے دُعایہ حضرت اقدس التجا آوردند۔ چوں حضرت ہمت بر دغا گماشتند معلوم شد  
کہ رشتہ داراں و شرکار در تنازع پانزی بیرند۔ و برادر حضرت اقدس مقدمہ را باکے دہد۔  
انجام همچنان واقع شد کہ حضرت فرمودہ بود و جائداد بقدر یک ثلث بلکہ زیادہ بشرکار

دمانیدہ شد و بہر جہت حضرت اقدس و برادر بزرگوار ایشان حصہ قلبیہ از جائداد باقی ماند۔ اگرچہ  
 جائدادے کہ بحکمہ حضرت اقدس رسیدہ بود برائے توانج زندگی ایشان کفایت میکرد مگر کاریکہ  
 در پیش بود مدخل جائداد برائے آن اکتفا نمی کرد۔ در آن اواں حضرت اقدس برائے اشاعت  
 اسلام و حمایت دین متین در تصنیف کتاب عظیم الشان کہ بر این احمدیہ نام دارد مشغول بودند  
 حق تعالیٰ برائے آن کتاب مقرر داشتہ بود کہ در دنیا سہ مذہبی غوغائے عظیم برانگیزد و در  
 مل و خل شتی حرکتی غیر مترقب پیدا کند۔ و بحجت اشاعت این کتاب رجم بشیر می تابست  
 مسبب الاسباب دریں حالت یاس ابواب امید بکشد و دوہما کے اُن مردم را کہ باندہ  
 چنداں سر و کارے نمیداشتند تحریک داد و برائے اشاعت این کتاب سامانے بہر ساد  
 مگر این کتاب ہنوز در چار جلد شائع شدہ بود کہ اخراجات بیشتر افزونی گرفت۔ زیرا کہ  
 اگرچہ این غرض حاصل شد کہ از ہر جانب کہ حضرت اقدس رخ حملہ را گردانیدن میخواستند  
 از اُن جانب رخ حملہ برگشت مگر برخلاف خود حضرت اقدس خوش مردم از حد در گذشت  
 و مسلمانان و ہندواں و سکھاں حملہ بہ اتفاق یک دیگر بر ذات حضرت اقدس حملہ آوردند  
 و بر الہامات حضرت تمسخر و استہزاء آغاز کردند۔ و ازین غرض ایشان این بود کہ تا برت  
 الہامات صدمہ وارد شود و آن اثر کہ از فیض تصنیفات حضرت در دہما کے مردم پیدا  
 شدہ زائل گردد و ایشان را بمقابلہ اسلام شکست حاصل نشود۔ مگر علاوہ از مخالفان  
 مذاہب غیر از مسلمانان نیز بعض حسود بر مخالفت حضرت ایستادند۔ گویا در وقت  
 واحد از ہر چار طرف بر حضرت اقدس حملہ با آغاز گردیدند و اندازہ این امر باخیلے آسانی  
 توان برنی گرفت کہ شخصیکہ خویش و بیگانش بر ذات او حملہ با آوردند پیش روئے وے  
 چہ قدر کہ ہما کے مشکلات حاصل میگردد پس برائے اعتراضات مردم و برائے قیام

شان اسلام ضرورت شدید بجانب مال کثیر پیش آمد۔ و حضرت و اہم البرکات بکثرت  
 آن نیز سامان ہر گونہ عطا فرمود۔ من بعد تغیرے سوم آغاز کردید یعنی حق تعالیٰ گفت کہ مسیح موعود  
 نقوی۔ و سچ اول وفات یافتہ است۔ چوں این دعویٰ را حضرت اقدس حکیم الہی پروردانہ  
 کسانیکہ تا این وقت با ایشان دم از مودت میزدند بہ مجرد شنیدن این دعویٰ ہمہ روئے  
 بر تافتند۔ و شرمہ قلبیہ کہ تعدادشان بہ چہل نفوس میرسید و رسکب بیعت در آمدند  
 گویا ازین دعویٰ نمودن دروازہ جنگ عالمیان بر روی حضرت کشادہ شد۔ آنانکہ قبل  
 ازین دم از اعانت میزدند و مخالفت حضرت ایستادہ گشتند۔ دین حالت اخراجات  
 ضروریہ روی نیز اید نہاد۔ اول خرچ اشاعت جوابات اعتراضات مخالفان۔ دوم  
 خرچ اظہار دلائل بر دعویٰ مسیح موعود بودن۔ سوم خرچ اشتہارات مختصرہ تا مردم را  
 انہیں دعویٰ اطلاسے بہم رسد۔ این اخراجات بکثرت نازک ساختن حالت کفایت  
 میکرد۔ مگر حق تعالیٰ برائے اظہار قدرت کاملہ خود ابواب اخراجات مزید را نیز مفتوح  
 ساخت یعنی حق تعالیٰ حکم داد کہ در قادیان بحیثیت همانان ماہمانخانہ عام تعمیر کنند و  
 اعلان نمایند کہ مردم را باید کہ بحیثیت تحصیل معلومات دینی و تکمیل ایمان خود را بقادیان  
 برسانند و همان ماشوند تا اگر شکے یا شبہتے در دل دارند رفع گردد۔ ظاہر است کہ  
 دین حالت نازک جدا گشتن ہمہ معاونان و وسعت پذیرفتن جماعت و افزایش  
 کار و بار اشاعت و گرا نیاری تعمیر ہما خانہ و صرف کثیر بحیثیت مدارات همانان موجب  
 ترقی شکلات میگردد۔ و نظام کار و بار شخصے را کہ معیشت قلیل دارد در ہم و بر ہم می سازد  
 مگر حضرت کردگار در دل آن چند نفوس کہ با حضرت اقدس بودند کہ از انجملہ یک نفس  
 نیز خود را مالدار نمی توانست گفت و چہیے کثیر در ایشان غرا و مساکین بودند جوہر اخلاص

بیا فرید که هر گونه تکلیف بر جان و مال و اهل و عیال خود تحمل نمودن را بر خود گوارا کردند۔  
 لیکن نهادن و نکاسل را در راه دین بطبع خود راه ندادند۔ در حقیقت همت ایشان این  
 همه کار و بار را سرانجام نمیداد بلکه وعده **اَللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدًا** از پرده غیب تصرف خود  
 آشکارا میکرد۔

این آں زمانه بود که مردم از چهار طرف بر جماعت احمدیہ بختیها بکار می بردند بولویان  
 قتاوی کفر میادند که پیروان جماعت احمدیہ گردن زدنی و سوغتنی هستند خانههای  
 شان را غارت نمودن و مال و منال ایشان را غصب کردن و زنان ایشان را  
 بغیر حصول طلاق به نکاح دیگران دادن محض جائز نیست بلکه موجب ثواب کثیر است  
 و شریران و بدکرداران که برای اظهار خبیث طبع خود همیشه بچوبهانه راه می جویند  
 آغاز از نکاپ این اعمال ناشائسته با فخر و مبالات میکردند و مردم ایشان را از  
 خانمان آواره می ساختند و از مناصب و ملازمت بے جرم و خطا معزول می نمودند  
 و بر املاک ایشان جبراً و قهراً قبض و تصرف میکردند چنانچه خیل احمدیان ازین محضه ها  
 صورت خلاصی ندیده بر هجرت نمودن از خانمان مجبور شده بودند۔ انرا چاکه محض قادیان  
 و هجرت نمودن دران دارالامان مطمح نظر ایشان بود ازین جهت بحالت درو و آں از وطن  
 جلاشدگان اخراجات هماننداری همانخانه قادیان یوماً فیوماً می افزود۔ و بیرون اوقات  
 نقد و جماعت تا یک دو هزار نفوس فروزده بود مگر هر یک از ایشان شکار حمله یائے مخالفان  
 گشته بود۔ از یک دو هزار نفر که با وجود آنکه شب و روز خود را محض ابتغاء لوجه الله و اعلاء  
 کلمه الله با اقارب و اجانب در مباحثات و مناظرات مصروف و مشغول میداشتند۔  
 بغرض اشاعت دین متین نقد و مال بهم رسانیدن و باز بار هماننداری کسانیکه در قادیان

بهجت تعلیم دین جمع آیند بطور ع خاطر برداشت نمودن و نیز بار اخراجات برادران مظلوم  
 و مهاجرین بلا اجبار و اگر اه بلکه برضا و رغبت بر سر خود نهادن امری بود پس حیرت انگیز  
 و عبرت خیز شکر الله تعالی هم - ضد ما مردم هر دو وقت بر دسترخوان جماعت کس سیری نشدند  
 و هم برائے رفع حوائج بعض غریبا انتظام نمودن ناگزیری افشاء از کثرت مهاجرین و  
 افزایش مهمانان هر روزه علاوه هما نخانه از هر خانه کار هما نخانه گرفته می شد در خانه حضرت  
 اقدس هر حجره یک مهمان خانه مستقل بود که در آن همان فی یا مهاجره با اهل بیت خود  
 سکونت میداشت - الخرض بار از برداشت خیل افزون بود - هر صبح از افق میبید  
 با خود ابتلائے تازه فراغ می آورد - و هر شام که می رسید با خود واقعات و ذمه واینها  
 جدیده نمایان می ساخت مگر نسیم اَللّٰهُمَّ بِكَافٍ عَبْدُكَ همه افکار و غموم و هموم را  
 چون گردوغبار دور میگرد - و آن ابر که در ابتدا آتند بید بر بگردن بنیاد سلسله عالمیه  
 می داد و چشم ندان باران رحمت الهی می بارید - و در وقت بلاییدن بهتر تا بلایان و نعمت  
 بهمت افزائے اَللّٰهُمَّ بِكَافٍ عَبْدُكَ می سرود - در خیال من میرسد که مردم  
 افغانستان در زمین خود نقشه صعوبتهائے آن زمانه را بوجه احسن تصور توانند نمود -  
 چرا که در ایام گذشته جماعتی از مهاجران هند در آن سرزمین رسیده بود و در افغانستان  
 که حکومت منتظم و با قاعده قائم است در انتظام کار مهاجران مشغول بود و با وجود اینکه  
 بعض مردم از میان ایشان اخراجات خود را خود برداشت می نمودند و تعداد بسیار  
 نیز از مهمانان افزون تر بود زیرا که یک کروڑ باشندگان سرزمین کابلی میزبان  
 دو لک مهمان بودند مگر با اینهمه چه قدر وقت که پیشین نیامده ازین اندازه توان  
 برگرفت که هر گاه بر جماعتی که از دو هزار زیاد تر باشد وقت بار صد تا مهمانان و غریبا و

ہماجرین درافتد۔ و با وجود تکفل همانان آن جماعتے بے سر و سامان را بحیثیت اشاعت اسلام ہم خرج کردن مال لابد باشد و آن ہم در وقتیکہ در خانہاے خود شاں تنازعاً و فسادات برپا بود۔ قیاس باید کرد کہ گردن باریک آن درویشان و مسکینان چہ قدر زیر این بار گران خم گشتہ باشد۔

و باز این ضروریات سلسلہ نہ برائے یک دور و زیایک دو ماہ یا یک دو سال بود۔ بلکہ ہر سال کار اشاعت اسلام ترقی می کرد۔ و حضرت حق سبحانہ بحیثیت این کار و بار بفضل خود تکفل می نمود۔ و در ۱۸۹۸ء حضرت اقدس تعلیم دینی اطفال جماعت را مد نظر داشتہ مدرسہ اعلیٰ جاری فرمودند۔ ازین جہت اخراجات بہ نسبت سابق زیادہ تر افزود۔ باز یک جریدہ زبان انگریزی و یک جریدہ زبان اردو در ہر ماہ در بارہ اشاعت اسلام شائع کردند۔ بناً علیہ در ضروریات اخراجات زیادہ تر ترقی شد۔ مگر اللہ تعالیٰ انصرام کل ہمام ہر وقت می نمود تا اینکہ دیس جزو زمان علاوہ سکول انگریزی مدرسہ دارالعلم دینیات و مدرسہ زنانہ و چند مدارس ابتدائیہ جاری است۔ و جماعت مبلغین ہندوستان و جماعت مبلغین ماریشس و سیلون و انگلستان و امریکہ و افریقہ و بحیثیت انسداد فتنہ ارتداد و راجپوتانہ برپا گشت۔ و دیگر صیغہائے بسیار مثل صیغہ تالیف و اشاعت صیغہ تعلیم و تربیت و صیغہ انتظام عام و دارالقضا۔ و افتاء وغیرہ در قادیان قائم شد و تخمیناً سہ سال چار لک روپیہ بخرج میرسد و این بخرج یوٹا فیوٹا درازد یاد است اللهم زد فرد و لا تنقص۔ این ہمہ برکات و فیوض را خدا تعالیٰ حسب وعدہ اَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدًا ہم میرساند۔ و ما توفیقی الا باللہ۔

این جماعت ما جماعت غربا است۔ زیرا کہ سنت الہی است کہ در ابتدا غریبا و مسکین



در سلسله داخل می شوند که حالت شان را دیده متمولین همی گویند ما آنرا بک اتیه عاک  
 اَلَا الَّذِینَ هُمْ اَرَادُوْا لَنَا بِاَدِیِّ الرَّأْیِ - و درین صورت حکمت الهی مقتضی آن  
 می باشد که هیچکس نگوید که این سلسله بدو من برپا گشته و ترقی کرده است و تا مخالفان  
 نادان نیز بخود قسم اعتراض نکنند پس ازین چنین جماعت مساکین تحمل این قدر بار مصارف  
 برداشتن بے نصرت الهی صورت نماند - این جماعت همچنان حاصل سرکاری را ادا  
 میکنند همچنانکه دیگران میکنند و معامله زمین نیز بخود دیگران داخل خزانه عامه دولت  
 انگلیس میکنند و بار مصارف شاهراه و مستشفاه و مدارس را نیز با خود سائر مردم  
 میکشند الغرض آن همه اخراجات که بر دیگر رعایا است بر افراد این جماعت نیز هست  
 و در اشاعت دین و کار و بار و قیام اسلام اموال خود را بطوع و رغبت صرف می نمایند  
 و از عرصه سی و پنج سال الی یومنا هذا این بار مردان را بر دوش خود برداشته اند - لکن  
 درین زمانه به نسبت زمانه سابق بعض اکابر رجال و متمولین و معززین درین جماعت  
 شریک شده اند - الحمد للہ علی ذلک لیکن همان قدر در مصارف اضافه شده است  
 آیا این امر باعث حیرت نیست که سائر مردم دنیا با وجود مالدار کثیر بودن و با آنکه نسبت  
 پیر و ان جماعت احمدیه زیادہ نوانگر اند پیوستہ شکایت ضیق معیشت خود میکنند حتی که  
 زکوٰۃ ہم بخوشی ادا نمی نمایند - اما مردم این جماعت سر ہر سال با وجود ادائے فرضیہ زکوٰۃ  
 و صدقات لکو کہار و پیہ در راه خدا تبلیغ اسلام صرف میکنند و بکول اللہ وقوتہ بر این امر  
 نیز آمادہ اند کہ اگر ایشانرا آفتہ آید کہ ہمہ اثاثہ خود را در راه دین ایشانرا کنید بے هیچ درنگ  
 بطور خاطر صرف نمایند و برابر وے شان گرہ نیفتد - آخر انسان دانشمند را باید کہ بخور کند  
 کہ این جوہر ایشانرا و این قدر قوت اتفاق فی سبیل اللہ در طلب اعلیٰ ایشانرا کجا پیدا شد

لا یریب الہام اَیُّسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہُ در دہائے ایشان این قوت مافوق العادہ  
 کرامت فرمودہ است۔ ورنہ آن کدام طاقت است کہ در وقتیکہ مسیح موعود را فکری  
 مصارف ضروریہ متعلق ذات خود را منگیب بود و وعدہ سرانجام دادن این گونه مصارف  
 روز افزون داد و بعد از وعدہ دادن انجاز آن فرمود۔ آخر ملیونہا مردم کہ خود را مسلمان  
 میگویند و دریں زمانہ موجود هستند۔ بہ ما نہایند کہ چہ قدر مال و دولت در اشاعت اسلام  
 صرف میکنند۔ اگر اندازہ تعداد جماعت مازیدہ از زیادہ کردہ آید معلوم خواہد شد کہ اگر  
 آن قدر مال کہ این جماعت پر اشاعت اسلام خرج میکنند۔ دیگر مسلمانان ہندوستان  
 نیز صرف کنند یا نہ کہ بہ آن حساب ہشت کروڑ یا دہ کروڑ روپیہ خرج سالانہ باشد  
 بشرطیکہ حالت مالیہ ایشان مثل جماعت ما بود۔

لیکن در میان ایشان خیلے والیان ریاست و تاجران مالک کروڑ ہا روپیہ  
 ہم موجود هستند۔ اگر بر حالت ایشان ہم نظر کردہ آید ہر سال پانزدہ شانزدہ کروڑ روپیہ  
 صرف مسلمانان ہندوستان را بر اشاعت اسلام خرج باید کرد۔ مگر آن ہمہ بمقابلہ چار  
 پنج لک روپیہ این جماعت یک دو لک روپیہ ہم صرف نمی کنند۔ و این فرق ازینست  
 کہ در میان جماعت ما وعدہ اَیُّسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہُ کار میکنند۔

## پیش خبری دوازہم

پیش خبری حضرت اقدس در بارہ ترقی جماعت است کہ بتوقع آمدہ

بر دوست و دشمن حجت ثابت شدہ

اکنون از ان پیشخبر ہائے بشیری یک پیشخبری دیگر را کہ در بارہ آن تعلیم است کہ

حضرت اقدس بجهت اشاعت آس بعثت یافته اند بیان میکنم۔ این پیشخبری نیز از آن  
قبیل است که لگو که مردم بر آن شایه اند۔ و در آن وقت شائع کرده شده بود که پیچ سامان  
جهت انصرام پذیرفتن آن هرگز موجود نبود۔ الفاظ این پیشخبری این بود که دعوت ترا  
تا بکنار دنیا برسانم و گروہ ہوا خواہان خالص و متہان دلی ترا بیفزایم و در نفوس اموال  
ایشان برکت دهم۔ و جماعت احمدیہ را نشوونما دهم حتی کہ برکت و کثرت ایشان در نظر ما  
عجیب بنماید۔ یا تون من کل فج عمیق۔ یعنی مردم از اطراف و کنات دنیا پیشتر  
آیند تا در سلک جماعت تو داخل شوند۔ انا اعطیناک الکوثر یعنی مادر ہر چیز تو  
کثرت دهم کہ در آن جماعت نیز شامل است۔ حضرت اقدس را در بارہ کثرت ترقی  
و افزونی جماعت در زبان انگلیسی نیز الہام شدہ است و آن این است۔  
(آئی ول گوئیو الارج پارٹی آف اسلام) یعنی من ترا یک جماعت عظیم مسلمانان  
عطای کنم۔ ایضاً ثلثہ من الاولین و ثلثہ من الاخرین یعنی ترا یک  
جماعت بزرگ از اولین و تیز از آخرین دادہ شود۔ و معنی این الہام این نیز میتواند  
شد کہ از امت انبیائے پیشین گروہ کثیر و از امت مسلمانان کہ پسین امتها  
ہستند۔ نیز یک جماعت عظیم بر تو ایمان بیاورند۔ ایضاً یا نبی اللہ گفت کہ اعرفک  
یعنی زمین آواز دہد کہ لے نبی اللہ من قدر ترا نشناختہ بودم۔ و درین الہام از زمین  
مراد اہل زمین است۔ و ایضاً انا نشرک الارض نا کلہا من اطرافہا یعنی ما و اثر  
این زمین گردیم و او را از اطراف او بخوریم۔

بعضے از این الہامات آس وقت القا شدہ و شائع گشتہ است کہ ہنوز یک

استنفس ہم بر حضرت اقدس ایمان بیاورہ بود و بعضے از آن در بعد القا شدہ در آن

وقتی که اگر سلسله احمدیه قائم گشته بود مگر در حالت ابتدائی بود۔ در آن وقت چین  
 شائع کردن که "وقت برسد که جماعت عظیمی با نوشا مل شود۔ و نه محض اینکه در هندوستان  
 بلکه در تمام ممالک روئے زمین مریدان توان انتشار یابند و پیروان هر مذہب از مذہب خود  
 برآمده داخل مذہب نو گردند و خدا بتعالی ایشان را افزایش عنایت کند۔ و مسیح  
 ملک از تبلیغ تو بیرون نماند۔ آیا این پیش خبر یا سرسریست۔ آباد ماغ انسان بر بنا  
 قیاسات قبل از وقت این چنین خبر را بیان توان نمود۔ زمانہ حاضرہ زمانہ علمی است  
 و مردم مذہب آباء را که صد اقیات آن از یوم ولادت زمین شین شاں کرده شده  
 است گزاشته اند۔ درین زمانہ نہ نصاریٰ هستند و نہ ہندو و نہ ہندو۔ نہ  
 یہودیہاں بر یہودیت خود قائم اند و نہ پارسیاں بر دین زرتشت ثابت اند۔ بلکه مذہب  
 عقلی در لباس رسوم مذہبی در ہر سو سر خود بر آورده است۔ و اگر چہ نامش در ہر حصہ  
 ملک جدا تجویز کرده اند۔ مگر شک نیست کہ خیالات مردم کل دنیا در مذہب متحد گشت  
 است۔ در ہرچہ زمانہ کہ مردم از تقلید انبیائے پیشین صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین  
 مطلق العنان و خلیع العذار گشته بہ جانب طبیعت و دہریت گرائیدہ اند۔ حضرت قدس  
 دعویٰ ما مورس اللہ بودن و مسیح موعود بودن کردند۔ نظر بظاہر قبولیت آن ناممکن  
 الحصول و غیر معمول بود۔ علاوہ برین حضرت اقدس بحجز زبان عربی و فارسی و اردو  
 بزبان دیگر شناسائی نمیداشتند۔ و زاو یوم شاں ملک ہند خاصۃً پنجاب بود۔ ساکنان  
 این دیار را بوجہ کم علمی و جہالت شاں سی سال قبل از زمانہ حال اہل عرب باشندگان  
 ایران خیلہ بہ چشم حقارت می دیدند۔ پس درین حالت کسے را از کجا امکان توقع این  
 امر بود کہ نصحاء عرب و حکمائے ایران و علمائے افغانستان و عقلائے شام و فضلائے

مصر بر مردے ہندی نژاد ایمان آرند۔ و کد ام دانشمند را امید بود کہ انگلیسی تعلیم یافتگان  
ہند کہ بوجہ غلبہ خیال دہریت قرآن کریم را تصنیف نبی عرب قرار میدادند بر دعویٰ حضرت  
اقدس بسبب اجابت گویند و ایں امر را بادل و جان تسلیم نمایند کہ خدا بیتیالی دریں زمانہ  
نیز بایندگان خود کلام می کند و طرفہ اینکه اُن شخص کہ باوے خدا بزبان انگریزی ہمکلام  
می شود از زبان انگریزی کہ نداشتن اُن نزد ایشان بدترین گناہان است یک لفظ ہم  
نمیداند۔ پس عقل بیچ دانشمند تجویز نمی توانست کردن کہ شخصے کہ از السنہ مغربہ بکلی  
نابلد و از علوم مغربہ نا آشنا و از رسوم و عادات مغرب ناواقف و از وطن مالفہ گاہے  
بیرون نہ رفتہ (حضرت اقدس از پنجاب بیرون ناصرت علیگڈہ تشریف بردہ اند) تا  
اقصائے ملک یورپ و افریقہ و امریکا عقائد و خیالات خود را برساند و ماہران علوم  
و فنون جدیدہ کہ جملہ ساکنان ایشان را از کرم و مہور و ملح حقیر تر میدانند۔ سخن او را بہ سمع  
رضا تلقی نمایند۔ و حرف او را با گوش دل شنودہ بصدق نیت بر اُن ایمان آورند۔ ایں امر  
در فہم کد ام مرد بزرگ می آید کہ مردم افریقہ کہ از خلعت ایشان انقطاع پذیرفتہ در  
صحاری و برباری دور دست بر ہمتہ افتادہ از عقل و دانش بہرہ نداشتند غنقریب بر صد  
او گوش ہند و ایمان آورده خلعت تہذیب در بر کشند۔ حالانکہ نہ شناسائے زبانے از  
السنہ اُن بر اعظم در سرزمین پنجاب یا ہندوستان یافتہ می شود کہ سخن حضرت را پیش  
ایشان نرجمانی نماید۔ الحاصل ایں ہمہ موانع از یک طرف بود و کلام خدا طرف دیگر۔ آخر ہماں  
شد کہ خدا بیتیالی ارشاد کرد۔ ہماں شخص تنزوی بر او بیہمول کہ در تنگنائے صحن خانہ خود  
چہل قدمی نمودہ الہامات خود را بر قطعات کاغذی نگاشت و خبر قبولیت خود بہ اہل عالم  
میداد باو چونکہ در اُن اوقات اور بعض اہل وطن ہم نمی شناساختند۔ با ایں ہمہ موانع

و مراحات بنصرت و تائید رب السموات والا زمین از جابئے خود بر خاست و مثل ابر آذاری  
 بر آمد و در انظار مردم جگر و شمنان و حاسدان را چوں غریب مشک ساخته بر فضا ئے  
 عالم محیط شد و در هندوستان بفرید و در افغانستان و خشتید و در عرب و ایران و مصر و سیلا  
 و بخارا و ترکستان بیارید و در مایشس و افریقہ مشرقی و جنوبی بیول رحمت الہی  
 رواں کرد و سرزمین افریقہ مغربی و ملکیت نا بحیریا و گولڈ کوست و سیرالیون و آسٹریا  
 را سیلاب نمود و گلستان انگلستان و علاقہ لائے جرمنی و روس و امریکا را شاد نمود  
 امروز بیچ برا عظم دُنیا نیست کہ در ان از مریدان حضرت اقدس جامعے نباشند  
 و بیچ ندی ہے نیست کہ از ان این مذہب حصہ وافر نگرفته است و خراج خود وصول نکرد  
 در ہمہ اقوام عالم چہ سچی و چہ ہندو و بدھ و پارسی و سکھ و یہود گر ویدگان حضرت اقدس  
 موجودند و مردم یورپ و امریکا و افریقہ و ایشیا بر ذات ایشاں ایمان آورده اند از  
 عیسائیاں و پارسیاں و سکھاں و ہنود و بدھ و یہود خیلے کساں اسلام پذیرفته شرف  
 بیعت حضرت اقدس حاصل کرده اند و از یورپین و امریکن و افریقین و ساکنان ایشیا ہر ان  
 فرستادہ حق ایمان آورده اند آنچہ از زبان وحی ترجمان حضرت اقدس بر آمدہ اگر کلام  
 نبود چگونہ انجام پذیرفت و صورت وقوع گرفت۔ آیا این امر عجیب نیست کہ ہماں یوہ  
 و امریکا کہ بیش از دین اسلام را میخورند حالا اسلام بطریق مسیح موجود آں مالک  
 را میخورند و صد ہا مردم درین وقت در انگلستان و ہمچنین در امریکا اسلام آورده اند  
 و مساجد بر پا کرده اند و بعض افراد جرمن و روس و اٹلی بیعت این سلسلہ عالیہ را  
 قبول کرده اند۔ ہماں اسلام کہ از دست مذاہب غیر شکست بر شکست میخورد حالا  
 بد عالمے حضرت مسیح موجود و شمنان را در ہر میدان خاک میسازد و است و جماعت مسلمین را

ترقیات بخشیدہ است۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

## دلیل یا زدہم

عشق حضرت مسیح موعود با ذات خدا و رسول او

بعد از بیان چند پیشخبری ہلے حضرت اقدس علیہ السلام انکوں دلیل یا زدہم بر صداقت دعویٰ شاں پیش میکنم کہ حق تعالیٰ در قرآن کریم فرمودہ است وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی کسانیکہ در راہ ماسعی می نمایند ما ایشان را راہہائے خودی نمائیم۔ و براں راہہا رہبر ایشان می شویم۔ و ہمہرین سن با حضرت نبی کریم صلعم ارشاد کردہ است قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ط یعنی اے محمد ایشان را بفرمائے کہ اگر شمارا با خدا محبتے است پس اتباع من بکنید او تعالیٰ شانہ با شما آنچنان محبت کند کہ شما محبوب الہی گردیدہ۔ از بس ہر دو آیہ وافی ہدایہ معلوم می شود کہ محبت و عشق صادق بخدا و تعالیٰ و رسول او صلعم ہمیشہ ہمین نتیجہ می بخشد کہ انسان و اہل بانندی شود و محبوب او میگردد۔

پس معیار کمال محبت صادقہ افراد ایں امت محمدیہ ہمیں است کہ دلہائے شاں از بادہ محبت الہی سرشار شوند و از اتباع سنت سنیہ نبویہ صلعم سرخوش گردند۔ بر ہمیں معیار صداقت دعویٰ حضرت اقدس چون خورشید نصف النہار ظاہر و باہر و تثبیت و مبرہن می شود۔

محبت امر است و مضمونش مضمونیست کہ ما را بجانب بیان کردن آن چنداں حاجت نیست۔ چرا کہ شعرائے ہر ملک و ہر زبان کیفیات آنرا از زمانہ نامعلوم بیان

کرده اند و جملہ اہل مذاہب براس ایمان آورده بنیاد وصول الی اللہ برابر اس قائم نموده اند  
 مگر اس بیان کہ حضرت ابن دغالی در قرآن کریم در تشریح محبت کامل فرموده است از  
 موشگایہا جملہ شعر لے نازک خیال بالا تراست - یعنی قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ  
 وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ نَّاقَرْتُمْ مَعَهُ  
 وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تُرَضُّونَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ  
 وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ  
 وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (توبہ ۲۴) یعنی لے پیغمبر کو اگر پدر اس  
 و پسر اس و برادر اس و زنان و رشتہ دار اس شما و ما ہا یکہ بدست آورده آید و تجارتیکہ  
 از بے رواجی اس می ترسید و خانہا یکہ پسند میدارید از خدا و رسول او و جہاد در راہ  
 او محبوب تر باشند شمار ابا ذہب محبت نیست پس منتظر باشید تا عذاب بر شما نازل  
 گردد و خدا بتعالی بے راہ روندگان را راہ حق نمی نماید - یعنی علامت محبت کامل این است  
 کہ انسان ہمہ چیز را در راہ خدا تعالی قربان کند و اگر بر لے اس قربانی مستعد نیست  
 پس لاف و کزاف او بچیزے نمی ارزد - ہر شخص بازبان خود دعوی می نماید کہ با خدا بتعالی  
 محبت می دارد و ہیچ دعوی را مسلمانی نیست کہ بگوید کہ مرا با خدا و رسول محبت نیست  
 ولیکن باید دید کہ پر توہ اس اقرار محبت بر اعمال و افعال و جوارح و اعضا و اقوال و  
 احوال و اوضاع و اطوار او افتاد است یا نہ - خیلے کسان خود را در محبت رسول  
 کریم صلعم روح فداہ سرشار میداند و در لغتہا نظمہا لے دل آویز میگویند و می خوانند  
 و می شنوند و ہو ہو میکنند و اشک از چشمہا میریزند مگر در اتبایع احکام نبوی  
 توجہ ندارند و در پیروی او امر و نواہی او نمیکوشند و دعوی محبت خدا می کنند



لیکن بہت وصول الی اللہ سعی نمی کنند۔ مگر ہم کہ اگر محبوب کے بجائے او تشریف نمی آید  
عاشق ہمہ کار و بار خود گذارند۔ مصروف ملاقات او میگردد۔ و اگر تفریب ملاقات عزیز  
بہم میرسد از فرحت در پیرین خود نمی آید۔ و اگر شرف باریابی خدمت حکام حاصل آید بر  
جان خود می نازد۔ مگر مردم دعوی محبت الہی میکنند و لے گرد نماز نمی گردند و اگر کسی  
از انہا نماز میگذازد و گاہے میگذازد و گاہے از آن تساہل می ورزد۔ و اگر تساہل نمی  
ورزد بہ آن زودی و عجلت نماز را دایمی کند کہ معلوم نمی شود۔ سر را کے از سجده برداشت  
و کے باز در سجده گذاشت و سجده شام بچوم مرغ است کہ بر آواز و نغماتی زندہ نشود  
در نماز دارند نہ حضور تعالیٰ بچین حق تعالیٰ جز لے روزہ ذات خود را قرار داد است مگر  
مردم با وجود دعوی محبتش بر لے گرفتن دست و دامانش پیش نمیروند سعی در حصول  
تقرب مولیٰ نمی کنند۔ دعوی محبت خدا میکنند و حق الناس را مثل رشیر مادر می خورند۔  
در رخ میگویند بہتان می بندند۔ دم از عشق الہی میزنند لیکن توفیق تلاوت قرآن و تدبیر  
فی القرآن نمی یابند۔ آیا چنانکہ مردم با قرآن کریم سلوک می نمایند یا خطوط و دوستان  
مثل آن سلوک می ورزند یعنی آیا آن مکاتیب را در جامہ پیچیدہ میگذرانند و سعی  
در فهم مطالب آن نمی کنند۔ الحاصل محبت الہی کہ حقیقی است چیزے دیگر است و  
دعوی نمودن چیزے دیگر۔ محبت حقیقی ہیچ گاہ از عمل خالص و قربانی راہ خدا جدا نمی  
باشد و ما را این نوع محبت و اتق و این گونه عشق صادق درین جزو زمان جزو ذات  
حضرت اقدس علیہ السلام و تبعانش در جائے دیگر بہ نظر نمی آید۔ حالات زندگی و سوانح  
حیات حضرت اقدس ظاہر میکنند کہ از بد و طفولیت بہ محبت خدا و رسول شریوند۔ این  
عشق در رگ و ریشہ آن مامورین اللہ طاری و ساری بود۔ از آیام خورد و سالی پابندی احکام

شرعیہ ملحوظ خاطر مبارک بود۔ و علت گزینی را دوست میداشتند۔ چون از تعلیم فارغ شدند۔ والد حضرت مدوح اراده کردند کہ حضرت را در سلک ملازمت سرکار انگلیس منسلک سازند لیکن حضرت این امر را از دل ناپسند میداشتند و با وصف اینکه پدر بزرگوار بار بار اصرار می فرمودند۔ اما حضرت اقدس تن بہ این کار در نمیاد۔ زیرا کہ با وجودا بر جسم و جان ایشان غلبہ کرده بود۔ چون ذات حضرت اقدس یک رکن خاندان ریاست نشان بود اگر اراده میکردند مثل برادر بزرگ خود کہ بعدہ جلیلہ ممتاز بود یک منصب اعلیٰ حاصل می نمودند لیکن از جاہ طلبی ابا فرمودند۔ و این نیز نبود کہ در کار و بار و نوشت و خواند طبع شان کہالت میداشت زیرا کہ از آن بعد کار و کردار زندگی حضرت ثابت نمود کہ همچو ذات آل حضرت محنت پسند و جفا کشے در سطح دنیا یافتن مشکل است۔

شخصے از قوم کھان کہ بزرگان شش یا والد ماجد حضرت تعلقات دوستی میداشتند قریب قصبہ قادیان سکونت میداد۔ واقعه را بیان میکنند و با وجود اختلاف مذہب ہمنوز ہم چشمانش در حالت بیان این واقعه اشکبار می شود کہ بارے والد حضرت اقدس مرا نزد ایشان فرستاد و فرمود کہ برو میرزا غلام احمد را بگو کہ ہمپائے من نزد حکام بالا دست برو تا من برائے منصب تحصیلداری او سفارش کنم۔ آن سکہ روایت میکنند کہ چون من بہ نزد یک ایشان رسیدم دیدم کہ در حجرہ تنہا نشسته کتاب میخوانند چون پیغام رسانیدم کہ پدر بزرگوار شما برائے منصب تحصیلداری شما سعی میکند شما ہلو ایشان چرا نمیروید۔ فرمودند از جانب من در خدمت حضرت والد با ادب تمام عرض باید کرد کہ من نوکری کسیکہ کردنی بود کردہ ام۔ اگر مرا از نوکری حکام دنیا معاف فرمایند برائے من بہتر باشد۔

در آن اوقات شغل حضرت اقدس تلاوت قرآن و مطالعہ احادیث نبویہ و مطالعہ  
مثنوی حضرت مولانا روم بود۔ جماعتی از مسکینان و یتیمان نزد ایشان می آمدند و ایشان  
نہ خود را بر ایشان تقسیم می کردند و بسا اوقات نفس خود را بر فاقہ میداشتند۔ و اگر اشتبا  
غلبه می کرد به نحو بریاں رغبت میکردند و عورت گزینی و خلوت پسندی بر طبع حضرت  
آن قدر غالب بود کہ بعض اوقات مردم خانہ را فرستادند طعام بجیت ایشان  
فراموش می شد و ایشان نیز تقاضائی کردند۔

بارے به این خیال کہ اگر از نگاہ والد ماجد در شوم شاید خیال ایشان در کار  
و بار دنیا داشتند رفع گردد۔ بفرمان والد ماجد به سوئے سیالکوٹ رفتند لیکن آنجا  
به تقاضائے گذر اوقات بطور عارضی ضرورت ملازمت پیش آمد مگر این عہد  
و منصب در اوقات عبادت شان مایع نبود۔ و به غرض صیانت نفس خود از مذلت  
سوال این ملازمت قبول فرموده بودند۔ ورنہ ترقی دنیاوی و حصول جاہ مقصود خاطر  
هرگز نبود۔ در تقریب آن توکری در وہلہ اول بر زمین مبارک ایشان منکشف شد  
کہ اسلام در سر نیچہ اعدا بحالت نازک گرفتار است و نہا بہ دیگر در فکر غرق کردن  
کشتی اسلام حیلہ ہائے فراوان بکار می برند و مسلمانان در خواب غفلت افتاده  
اند۔ و بسبب آن این بود کہ شہر سیالکوٹ مرکز تبلیغ پادریان است و در چہار سوق  
شہر قیسان کیش نصاری بر خلافت اسلام در دہائے مردم نسبت اسلام آشواک  
شکوک می انباشتند۔ و حضرت اقدس این نظارہ دلگداز را دیدہ حیران بودند کہ  
ہیچکس در مقابل ایشان نمی ایستد۔ این آن زمانہ بود کہ مردم می انگاشتند کہ عیسویت  
ندہ بہ حکومت و پادشاہی است۔ و خیلہ ازان می ترسیدند کہ از منظرہ و مباحثہ پادریان

نقصانے میسر ہو علمائے محفل بہ استثنائے شاذ و نادر از تربید پادریان خوفی در ول  
میداشتند۔ و ہر کہ در مقابلہ ایشان می ایستاد در حملہ اول مغلوب می شد۔ نیز کہ از علوم قرآن  
کہیم هیچ آگاہی نمیداشت حضرت اقدس این حال پر اختلاف را دیدہ بر مقابلہ پادریان کمر  
ہمت بر میان جان خود چست بر بست۔ و بزور ہر چہ تمام تر مباحثات با ایشان شروع کردند  
و باز دروازہ این مباحثات را بر لے قوم آریہ و اقوام دیگر ہم و سبج تر فرمودند۔ بعد چندی  
والد ماجد حضرت ایشان را و پس طلب داشتند و بہ این خیال کہ حالاً بلازمت غیر مستقلہ  
خوگرفتہ اند شاید اکنون بر ملازمت مستقلہ تن در دہند باز در خیال ملازمت ایشان افتاد  
مگر حضرت اقدس باز خواستگار معافی گشتند چون دیدند کہ والد بزرگوار در مصائب و نیویہ  
بتلا گشتہ اند حسب فرمان شاں این کار را بر ذمہ ہمت خود گرفتند کہ از جانب شاں  
پیروی مقدمات در عدالت نیابند۔ اللہ اللہ در پیروی مقدمات نیز بطور عجیب انابت  
الی اللہ زیادہ تر ایشان ظاہر شد۔

بارے چنان اتفاق افتاد کہ بر لے پیروی مقدمہ بجانب عدالت تشریف بردند۔  
ہنوز دہشتی مقدمہ قدرے دیر بود کہ وقت نماز در رسید۔ و با وجود منع مردم بر لے نماز در  
مسجد رفتند بعد رفتن ایشان حاکم عدالت ایشان را بر لے پیروی مقدمہ طلبید۔ ایشان ہچتا  
در عبادت الہی مشغول ماندند۔ و چون از نماز فارغ شدہ عدالت رسیدند حسب قانون  
انگلیسی حاکم راجی بایست کہ مجبوراً فیصلہ یک طرفہ بوجہ غیر حاضری حضرت برخلاف حضرت صادر  
کند۔ مگر حکم احکامین را کہ بر قلوب حکام حکمرانی میکند این امر پسند نیاورد و توجہ خاطر حاکم  
ازین جانب برگردانید و او برخلاف امید در حق والد حضرت اقدس فیصلہ داد۔ از صدور  
این فیصلہ ہمہ حاضرین در حیرت افتادند۔

شخصیکه از ایام طفولیت دوست حضرت اقدس بود روایت دارد که من در لاهور ملازم  
 بودم حضرت اقدس بر لای پیروی مقدمه که مرا فخر آں در عدالت العالیه و اثر بود تشریف آوردند  
 آں مقدمه بود که اگر بر خلاف حضرت فیصله می یافت بر جمیع حقوق والد و بالآخر بر حقوق  
 ایشان از آن صدمه سخت وارومی شد. آں شخص بیان میکند که چون از پیروی مقدمه مرا جهت  
 نمودند خیل بهشاش و بهشاش بودند از خوش بودن ایشان فهمیدم که یقیناً فیصله مقدمه از  
 عدالت در حق ایشان صادر شده است. من بر کامیاب شدن در مقدمه مبارکباد عرض  
 کردم فرمودند که مقدمه را که ما بایستی داده ایم. اما خوشنودی ما ازین جهت است که اکنون  
 چند روزی بفرغت نشسته موقع یاد خدا بدست افتد.

چون از پیروی مقدمات تنگ آمدند مکتوب بخدمت والد را جد نوشتند و ازین  
 قسم کار با فراغت دست دادن را آرزو کردند. آں مکتوب را درین مقام درج میکنم  
 تا معلوم شود که حضرت اقدس از آغاز جوانی از دنیا چه قدر تضرع پیدا داشتند و در یاد خدا  
 اوقات خود گذاردن را چه بایسته میفرمودند. این مکتوب را حسب رسم و رواج آنوقت  
 در زبان فارسی نوشته اند که در ذیل مندرج است.

حضرت والد مخدوم من سلامت - مرا هم علایمانه و قواعد فدویانه بجا  
 آورده معروض خدمت والا میکنم. چونکه درین ایام برای العین می بینم و  
 بچشم سر مشاهد میکنم که در همه ممالک و بلاد هر سال چنان وبائی می افتد که  
 دوستان را از دوستان و خویشان را از خویشان جدا میکند و هیچ سال  
 نمی بینم که این ناسره عظیم و چنین حادثه ایلم در آن سال شوق قیامت نبینند  
 نظر بر آن دل از دنیا سروده است و روان خوف جان زرد و اکثر این

دومصرعہ رشید مصلح الدین سعدی شیرازی بیاد می آید۔ و اشک حسرت

ریختہ می شود ۵

مکن تکیہ بر عمر ناپائدار | مباحش این از بازئی روزگار

و نیز این دومصرعہ ثانی از دیوان فرخ قادیانی نمک پاش جراحت دل می شود۔ ۵

بدنیائے دُول بندے جواں | کہ وقت اجل میرسد ناگہاں

لہذا بیخوابم کہ بقیہ عمر در گوشہ تنہائی نشینم و دامن از صحبت مردم بچنیم و بیاد او بجانہ تعالیٰ  
مشغول شوم۔ مگر گذشتہ را عذرے و وفات را تدارکے شود۔ ۵

عمر بگذشت و نماد است بحر گمے چند | بہ کہ در یاد کسے صبح گنم شامے چند

کہ دنیار اساسے محکم نیست و زندگانی را اعتبارے نے۔ والیکس من خاف علی نفسہ  
من آفتہ غیور۔ والسلام۔

ہمدیس زمان والد ماجد حضرت اقدس وفات یافتند و ایشان را از جملہ کاروبار

دنیای قطع تعلق دست داد و در مطالعہ دینیات و روزہ داری و شب بیداری مشغول

گشتند و در اخبارات و روزنامات جواب اعتراضات مخالفان اسلام می دادند۔

ظاہر است کہ مردم بجهت فلو سے سنیز نامیکند مگر حضرت اقدس تمام جائداد و ترکہ

پدیری و اثاث البیت خود را بہ برادر بزرگ خود سپردند۔ طعام از خانہ برادر بزرگ صبح

و شام می آمد و اگر ضرورتے محسوس می شد۔ ملبوس را نیز بوقت ضرورت می فرستادند و حضرت

اقدس نہ از جائداد حصہ خود را میگرفتند و نہ کاروبار آں میکردند۔ مردم را تلقین نماز و روزہ

مبغض نمودند۔ و بجز در دست شان بیچ نبود۔ طعامیکہ از خانہ برادر بزرگ می آمد برغیر باو

مساکین ویتامی تقسیم میکردند۔ و بعض اوقات بجهت سدرتی بقدر دوسہ تولہ طعام

تداول میکردند و باقی را بیدل درویشان می فرمودند و در بعض اوقات بقدر دوسه تولهیم  
 باقی نمی ماند و خود را بر فاقه میداشتند نه این بود که جائدا و قلیل بود در آن زمان مداخل  
 یک قریه در میان هر دو برادران مشترک با المناصفه و مداخل جاگیر و غیره مزید بر آن بود  
 درین ایام حالت ضعف اسلام را مشاهده نموده پیشین حتی جل و علا به تضرع و  
 اتهمال دعا فرمودند از بارگاه محمدیت ایمانے یافته کتاب بر این احمدیه تصنیف فرمودند  
 و نسبت آن اعلان نمودند که درین کتاب سه صد دلائل بر صدافت اسلام نوشته ایم  
 این کتاب در اثبات هستی ذات باری تعالی عز اسمہ و رد اعتراضات مخالفین که  
 نسبت سید المرسلین صلعم کرده اند یک حررہ کاری ثابت شد کتاب هر چند نام تمام ماند  
 ولیکن در حالت موجوده خود از دوست و دشمن خراج تحسین حاصل گرد است و  
 علمائے نامور بر آن تقریبات نگاشته اند که این کتاب از عرصه یک هزار سال نظیر  
 خود خود است نظر بر اکابر قدمائے مصنفین که در بهترین ایام اسلام بودند داشته  
 این تقریظ مطلب خود را خود شریح می کند علاوه برین هر رساله و اخبار که نفاذ می یافت  
 در آن حقیقت و عظمت دین اسلام را عیاں میفرمودند و جواب اعتراضات دشمنان  
 اسلام را میدادند حتی که همه اقوام ملک پنجاب مخالف ذات حضرت اقدس گشتند  
 مگر حضرت اقدس بقدر یک فرہ بہ آن اعتنا نفرمودند

این آن زمانه بود که از یک جانب عیسائیان بر ذات اظہر و اقدس سیدنا  
 و سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام سب و شتم می کردند و از جانب دیگر قوم آریہ گنده  
 و ماننی اختیار کرده بودند و علمائے اسلام از مناقشات باہمی بر یکدیگر فتاویٰ کفر میدادند  
 و بارغ اسلام پائمال حملائے اعدا می شد مگر علما را از بحث رفع الیدین و آمین بالجہر

و قرأت فاتحه خلیفہ امام و در نماز دست بر سینه بستن و یا زیر ناف نهادن فراغت  
 نبود و چنین حالت حضرت اقدس از جانب اسلام مرد میدان و ارسینہ سپر کرد و ایستاد  
 و در ترویج اعمال صالحہ بین المسلمین سعی فرمودند و توجہ حضرت اقدس بکلی از بی مباشات  
 بر گراں بود کہ استدلال احناف صحیح است یا حجت الہدایت - بلکہ بریں امر ہمہ تن  
 قوت خود را صرف کردند کہ ہر مسئلہ را کہ راست دانند - آزار است دانند مگر کہ امام کار  
 کہ بر لے دین مفید باشد کردہ نشان بدہند - عامل باشند و الحاد و اباحت را گذاشتہ  
 بر احکام شریعت عمل نمایند -

با پیادت دیانند بانی مذہب آریہ سماج و بالیکہرام - جیونداس - مرلی دھر - اندر  
 بحثہا کردند - و تا آن وقت عقب مخالفان دین را نمی گذاشتند کہ از بدگوی و گندہ خوی  
 باز نمی ماندند - یا اینکه خدا بیتی قال آنان را ہلاک میکرد - و ہمچنین با منادان فحش گو  
 مسیحیان مقابلہ می کردند - گاہے با آتم عیسائی و گاہے با فتح مسیح و گاہے با مارٹن و  
 گاہے با ہاول و گاہے با رائٹ و طالب سچ مباشات می نمودند - و بریں ہم اکتفا ناکند  
 لائند و لاخصی اشتہارات در زبان انگلیسی ترجمہ کردہ بجانب ملک یورپ و امریکہ روانہ  
 میکردند - و با ہر کہ می شنیدند کہ بجانب اسلام میلان میدارند ریغہ خط و کتابت و اشتہارات و  
 اعلانات دعوت اسلام میدادند - چنانچہ مسطرویہ اولین مسلمان ملک امریکہ نتیجہ  
 کوشش ہائے آن وقت حضرت اقدس بود کہ در آن زمان از توجہ حضرت اقدس مشرف  
 بہ اسلام گشتہ بود - این شخص خبیلع معزز است و از جانب سلطنت متحدہ امریکہ یک دفعہ بر  
 عہدہ سفارت ممتاز گشتہ بود - حضرت اقدس میلان طبع اورا بجانب اسلام دیدہ باشے  
 خط و کتابت آغاز کردند - آخر آن سلیم الطبع اسلام را قبول کرد و از عہدہ سفارت دست  
 بردار



شده الغرض بجهت اشاعت توحید و اثبات صداقت نبوت رسول کریم صلعم در دل  
حضرت اقدس شغفہ بود کہ برائے یک لمحہ از اس غافل نمی ماندند۔ بعد از اس وقتیکہ بفراوان  
خدا ئے رؤف و رحیم دعویٰ خود را متلائع نمودند از اس کار حضرت زیادہ وسیع تر گردید۔ ہیچ  
دشمن اسلام سر بر نیاورد کہ بجهت سرکوبی او یا حرئہ گراں دلائل و برہان ایستادہ نشدند  
چون حالات ڈوئی کا وہی امریکہ کہ ذکرش در صدر گذشت و دشمنی او با اسلام  
بگوش حضرت اقدس رسید۔ ازینجا نشسته ماورائے بحر اعظم مقابلہ او نمودند۔ و همچنین  
چون پگٹ در لندن دعویٰ خدا ئی کرد بسرعت تمام بروے نعرہ زدند تا خاموشی در گوشہ  
گمنامی خزید۔ اسکا اصل بر روئے زمین ہر کجا کہ دشمن اسلام پیدا شد با سیف و سنان  
دلائل و برہان سرش را بشکستند و عقب اورانگہ داشتند تا آنکہ از شرارت خود باز نیامد  
یا ہلاک نشد۔

ہفتاد و چار سال در دنیا عمر یافتند۔ از وقت ہوش قبول کردن تا وقت جان  
گذاشتن مدت العمر شب و روز در صداقت اسلام مشغول ماندند بعض اوقات ماہ ہادر کا  
تصنیف چنان منہمک می ماندند کہ از مصروفیت کار اشاعت وین نسبت ایشان در  
اوقات این امر معلوم کردن مشکل بود کہ کدام وقت سر بہالین نہادہ استراحت میفرمودند  
یا خدا و رسول محبت می داشتند کہ کار اسلام را کار خود میدانستند۔ اگر کسی خدمت اسلام  
میکرد و خیلہ ممنون او می گشتند۔ اکثر حصہ شب بیدار ماندہ مصروف نگاشتن مضامین  
دینیہ می بودند۔ و اگر شخصے یک دو روز نوشتہ کاتب را مقابلہ می کرد۔ یا کاغذات  
مطبوعہ اولین یعنی پروف را تصحیح میکرد۔ و اگر او را درین معائنہ اتفاق محنت کشی  
یک شب یا یک روز پیش می آمد باو سے اظہار تشکر و امتنان می نمودند کہ گویا آنکس

خدمت ذات ایشان را بجا آورده ایشان را مأمون احسان گردانیده است و هرگز این خیال نمی کردند که کار خدمت اسلام کرده است و فرض خود را ادا ساخته است با وجود پیرانه سالی و ضعف و بیماری زاید از هشتاد و کتب در عربی و فارسی دارد و تصنیف فرمودند و صد بار است هزار بار که اشاعت اسلام نوشتند و صد بار تقریرات در مجامع علما و فضلاء دیار و امصار نمودند و روزانه طالبان دین را تعلیم محاسن اسلام میدادند و ایستقدرد کار دین آنهاک میداشتند که بارها اطباء بحیث قدرت استراحت نمودن تقاضای کردند مگر حضرت ایشان در جواب میگفتند که راحت و آرام ما دیرین است که اشاعت اسلام نمایم و سرکوبی مخالفان دین کنیم - الحاصل تا روز وفات عادت شریف بهمین بود و آن روز که بجا رحمت الهی پیوستند آن روز را نیز در خدمت اسلام صرف کردند - چنانچه در صبحیکه ازین جهان رحلت فرمودند شام روز گذشته در تصنیف کتب مشغول بودند که در آن هندو را را بجا نبی اسلام دعوت میدادند - ازین طرز عمل که بالا مذکور شد ظاهری شود که در اظهار جلال خدا تعالی و اثبات صداقت نبی کریم صلی الله علیه و سلم تا بکدام حد سوز و گداز و جوش در دل حضرت اقدس موجزن بود -

قبل ازین نگاشته ام که محض الفاظ که بر زبان انسان جاری می شود بحیث اثبات محبت حقیقی هرگز معیار نیست الا کسی که از حرکات و سکنات و اعمال و افعال خود عشق حقیقی را ثابت کند - آری کلام او بر آن اظهار جذبات دلی او ذریعۀ قویست زیرا که جذبات دل یک عاشق صادق از خدمات غیر معمولی او هم بیشتر می باشد و بسبب راستبازی او دل دیگران را نیز زخمی می کند - پس از

منظومات حضرت اقدس و دو نظم را کہ یکے در عشق شاہد حقیقی است و دویم در محبت  
رسول کریم فداہ ابی و امی نوشتہ در ایں جا درج می کنم۔

ہر دم از کاخ عالم آوازیت  
نہ کس او را شریک و انبازیت  
ایں جہاں را عمارت اندازیت  
وحدہ لا شریک حی و تدبیر  
کار ساز جہاں و پاک فتدبیر  
رہنماؤ معلّم رہ دیں  
متّصف با ہمہ صفات کمال  
بریکے حال ہست در ہمہ حال  
نہست از حکم او بروں چیزے  
نتوان گفت لاس اشیاست  
ذات او گرچہ ہست بالا تر  
ہرچہ آید بفہم و عقل و قیاس  
ذات بے چون و چنڈ افتاد است  
نہ وجودے بذات او انباز  
ہمہ پیدا ز دست قدرت او  
گر شریکش بدے ز خلق دگر

کہ بخش بانی و بنا سازیت  
نہ بخارش و خیل ہمرازیت  
و از جہاں برتر است و ممتازیت  
لم یزل لایزال فرد و بصیر  
خالق و رازق و کریم و رحیم  
ہادی و ملہم علوم یقیں  
برتر از احتیاج آل و عیال  
رہ نیابد بد و فنا و زوال  
نہ ز چیزیت او نہ چوں چیزے  
نہ توان گفتن اینکہ دور از ماست  
نتوان گفت زیر اوست دگر  
ذات او برتر است ز آل و سوا س  
وز حدود و قیود آزادست  
نہ کسے در صفات او انباز  
کثرت شاں گواہ وحدت او  
گشتے ایں جملہ خلق زیر و زبر

ہرچہ از وصفِ خاکی و خاک است  
 بند بر پائے ہر وجود نہاد  
 آدمی بند ہست و نقش بند  
 ہمچنین بندہ آفتاب و قمر  
 ماہ را نیست طاقتِ این کار  
 نیز خورشید را نہ یارائے  
 آب ہم بندہ ہست زینکہ بدام  
 آتش تیز نیز بستہ او  
 گر بر آری بہ پیش او فریاد  
 پائے اشجار در زیر بند است  
 این ہمہ بستگانِ آں یک ذات  
 لے خداوندِ خلق و عالمیاں  
 چہ ہیبت است شان و شوکت تو  
 حمد را با تو نسبت از اعزاز  
 تو و جیدی و بے نظیر و قدیم  
 کس نظیر تو نیست در دو جہاں  
 زور تو غالب است بر ہمہ چیز  
 ترست ایمن کند تر ترس و خطر  
 خلق جوئند پناہ و سایہ کس

ذاتِ بیچوں او ازاں پاک است  
 خود ز ہر قید و بند ہست آزاد  
 در دو صد حرص و آزر بہ کند  
 بند در سیرگاہِ خویش و مقر  
 کہ بتابد بروزِ چوں احرار  
 کہ نہد بر سرِ شب پائے  
 بند در سرویست نے خود کام  
 در چنیں سوزشے فگندہ او  
 گرمیش کم نہ گردد اے استاد  
 سخت در پاسا سلاسل افگند است  
 بر وجودش دلائل و آیات  
 خلق و عالم ز قدرت حیراں  
 چہ عجیب است کار و صنعت تو  
 نے در اں کس شریک نے انبار  
 متنترہ ز ہر قسیم و سہیم  
 بر دو عالم توئی خدائے یگاں  
 ہمہ چیزے بہ جنب تو ناچیز  
 ہر کہ عارف ترست ترساں تر  
 واں پناہ ہمہ تو ہستی و بس

هست یاد تو کلید هر کارے  
 هر که نالد بدر گهت به نیاز  
 لطف تو ترک طالبان نکند  
 هر که با ذات تو سرے دارد  
 زینکه چوں کار بر تو بگذارد  
 ذات پاکست بس است یار یکے  
 هر که پوشیده بانو در سازد  
 هر که گیرد درت بصدق و حضور  
 هر که راهت گرفت کارش شد  
 هر که راه تو جست یافته است  
 وانکه از ظل قربت تو رسید  
 اے خداوند من گناهم بخش  
 روشنی بخش در دل و جانم  
 دستانی و دلربائی کن  
 در دو عالم مرا عزیز توئی

خاطرے بے تو خاطر آزارے  
 بخت گم کرده را بیاید یار  
 کس بکار رهت نریاں نہ کند  
 پشت بر روے دیگرے دارد  
 رو به اغیار از چہ رو آورد  
 دل یکے - جاں یکے - نگار یکے  
 رحمت آشکار بنوازد  
 از در و بام او بسیار نور  
 صدامیدے بروز گارش شد  
 تافت آن رو که سر تنافته است  
 بر در هر که رفت ذلت دید  
 سوئے درگاه خویش را هم بخش  
 پاک کن از گناہ پنهانم  
 به نگاہے گرہ گشائی کن  
 و آنچه میخواهم از تو نیز توئی

عجب نوریت در جان محمد  
 ز ظلمت ها و لے آنکه شود صاف  
 عجب دارم دل آن ناکساں را  
 که گردد از محبان محمد  
 عجب لعلیت در کان محمد  
 که روتابند از خوان محمد

ندانم مایهچ نفس در دو عالم  
 خدازاں سینه بزار است صد بار  
 خدا خود سوزد آن کرم دنی را  
 اگر خواهی نجات از مستی نفس  
 اگر خواهی که حق گوید شنایت  
 اگر خواهی دلیله عاشقش باش  
 سرے دارم فدائے خاک احمد  
 بگیسوئے رسول الله که هستم  
 دیرین راه گر کشندم در بسوزند  
 بکار دین نترسم از جهانے  
 بے سهل است از دنیا بریدن  
 فدا شد در رهش هر ذره من  
 دگر استاد را نامے ندانم  
 بدیگر دلبرے کارے ندارم  
 مرا آن گوشه چشمے بباند  
 دل زارم به پیلویم مجوید  
 من آن خوش مرغ از مرغان قدسم  
 تو جان ما منور کردی از عشق  
 در بیجاگر دهم صد جاں دیرین راه

که دارد شوکت و شان محمد  
 که هست از کینه داران محمد  
 که باشد از عدوان محمد  
 بیا در ذیل مستان محمد  
 بشو از دل ثنا خوان محمد  
 محمد هست برمان محمد  
 دلم هر وقت قربان محمد  
 نثار رُوئے تابان محمد  
 نتابم رُو ز ایوان محمد  
 که دارم رنگ ایمان محمد  
 بیا و حسن و احسان محمد  
 که دیدم حسن پنهان محمد  
 که خواندم در دبستان محمد  
 که هستم گشته آن محمد  
 نخواهم جز گلستان محمد  
 که بستیمش بدامان محمد  
 که دارد جا به بستان محمد  
 فدایت جانم لے جان محمد  
 نباشد نیز شایان محمد

کہ ناید کس بمیدان محمد  
 ترس از تیغ بران محمد  
 بجو در آل و اعوان محمد  
 ہم از نور نمایان محمد  
 بیا بنگر ز غلبان محمد

چہ ہیبت ادا دند این جواں را  
 الای دشمن نادان و بے راه  
 رہ مولیٰ کہ گم کردند مردم  
 الای مُنکر از شان محمد  
 کرامت گر چہ بے نام و نشان است

### در مدح قرآن کریم

بر غنچہ ہائے دلہا باد صبا وزیدہ  
 ویں دلبری و خوبی کس در قمر ندیدہ  
 ویں یوسف کہ تنہا از چاہ بر کشیدہ  
 قد ہلال نازک زان نازکی خمیدہ  
 شہد یست آسمانی از وحی حق چکبیدہ  
 ہر یوم شب پرستی در گنج خود خزیدہ  
 الا کہے کہ باشد بار ویش آرمیدہ  
 وآن بے خبر ز عالم کیس عالم ندیدہ  
 بد قسمت آنکہ از دے شو دگر دودیدہ  
 آنرا بشرید انم کز ہر شرے رسیدہ  
 تو نور آں خدائی کیس خلق آفریدہ  
 زیرا کہ زان فضاں رس نورت ہا رسیدہ

از نور پاک قرآن صبح صفا دمیدہ  
 این روشنی و لمعان شمس الفحی ندارد  
 یوسف بقعر چاہے مجوس مانند تنہا  
 از مشرق معانی صداما دقائق آورد  
 کیفیت علومش دانی چہ شان دارد  
 آن نیز صداقت چوں رو بعالم آورد  
 روئے یقین نہ بیند ہر کسے بدنیاب  
 آنکس کہ عالمش شد خون مخون معارف  
 باران فضل رحمن آمد بمقدم او  
 میل بدی نباشد الا رگے ز شیطاں  
 لے کان دلربائی و انم کہ از گنجائی  
 میل مانند پاکس محبوب من توئی بس

باید که ارباب دانش و نبیش درین امر تامل کامل نمایند که این چنین شخص که  
از همدالی الحمد هر ساعت و هر لحظه عمر خود را در یاد الهی و اظهار بلال عظمت رسالت پناهی  
و در اشاعت قرآن و در محبت اسوه حسنه نبی رؤف و رحیم و اطاعت دین متین و استحکام  
شرع مبین و اشاعت اسلام صرف کرده باشد و خویش و بیگانه را بفرض حفاظت  
عزت خدا و رسول دشمن جان خود گردانیده باشد و هر ذره وجود خود را در خدمت دین  
اسلام فنا نموده باشد آیا این چنین شخصه یار و یار این چنین عظیم الشان شخصه  
مضل یا ضال یا مفسد یا دجال بودن ممکن است ؟ اگر این حال و این اقوال و  
این اوضاع و این اعمال مفسدانه است و اگر این عشق خدا و رسول علامت کفر  
است و اگر این چنین محبت خدا و رسول کفر و ضلالت است خدا کند که این کفر و  
ضلالت بجای نصیب من گردد.

خلاق زمین و آسمان گواه است. کلام او گواه است و رسول خدا گواه است  
و عقل سلیم گواه است که این چنین شخصه زینهار هیچگاه کافر و کاذب و ضال و مضل  
نخواهد بود. اگر با اینقدر عشق و محبت الهی و با اینقدر زهد و طهارت و تقوی و با این  
ریاضت و عبادت و با اینقدر عشق خدا و رسول صلعم و با اینقدر اطاعت و انقیاد  
شرعیت اسلام و با این قدر اشاعت احکام الهی و با اینقدر مجاهده و سعی تبرّیخ  
دین متین و با اینقدر پابندی و سنن و نوافل و با این صلوة و صیام و  
خضوع و خشوع و با این عصمت و عفت و با این محاسن و فضائل و با این جوش  
و غیرت اسلامی از جوش اولین و آخرین اقرب و تر بود. شخصه کذاب و دجال و  
مفتری علی اللهی تواند شد پس بر سطح زمین و پرده عالم هیچکس مستحق هدایت نشده



است و آئندہ ہم نخواہد شد۔

## دلیل دوازدهم

قوت احیائے حضرت مسیح موعود

دربین دلیل قوت احیائے حضرت مسیح موعود را پیش میکنم۔ و این دلیل نیز مثل دلائل سابقہ مجموعہ ہزار ہا اولہ براہین است۔ این وقت خیال مسلمانان همچو عیسائیاں این است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردگان جسمانی را زندہ میکرد۔ چنانکہ قبل ازین نوشتہ شدہ است۔ لکن این خیال ہرگز مطابق تعلیم قرآن نیست۔ بلکہ این عقیدہ حسبِ نصوصِ صریحہ منتجِ شرک و ضائع کننده دین و ایمان است۔ لاریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مثل دیگر انبیائے کرام علیہم السلام مردگان روحانی را زندہ می ساخت و کلام خدا بر این مدعا گواہ است۔ و متکبر آن منکر کلام خداست۔ بلکہ آن مردگان روحانی بودند و نفس الامر بجهت احیاء این جنین مردگان انبیا از جانب خدا شرف بعثت می یابند۔ از جناب آدم علیہ السلام تا آنحضرت صلیع جملہ انبیا بجهت ہمیں غرض و مدعا تشریف آورده بودند کہ مردگان روحانی را زندہ فرمایند و معیار سے از معیار شناخت صداقت انبیائے اولو العزم یکے این است کہ مردگان بردست ایشان زندگی جاوید می یابند۔ و اگر این معجزہ از کسی ظاہر نشود دعوت لاریب شکوک است۔ و آنکس کہ مردگان این قسم را حیات می بخشد بالیقین او فرستادہ بارگاہِ یزدی است۔ زیرا کہ این احیاء برخیز اذن الہی کے را میسر نمی آید و ہر کہ اذن اللہ حاصل شدہ بے ریب و گمان راستباز صادق است۔

اے شاہ والا جاہ ! ایں نشان عظیم الشان را حق تعالیٰ بدست حضرت  
 مسیح موعود بہ ایں کثرت ظاہر فرمودہ است کہ بعد از رسول کریم صلعم از تاریخ ہیج پیغمبر  
 و سوانح حیات ہیج رسولے بہ ایں صراحت و وضاحت ثابت کردن از قبیل محالات  
 است۔ واللہ اعلم بحقیقتہ الحال۔

حضرت ایشان وقتے در دنیا شرف بعثت پذیرفته اند کہ در اں وقت نہ محض  
 موت روحانی بر سلماناں طاری گشتہ بود بلکہ در اجساد آل مردگان روحانی بوجہ  
 گذشتن مدت مدید و عرصہ بعید فساد عظیم سرایت کردہ بود۔ و مثل جیفہائے کہنہ در  
 ایشان تفرق اتصال و متن و تعفن راہ یافتہ بود۔ ایں موت روحانیہ شان بدرجہا  
 بدتر از موت جسمانیہ ایشان و سخت تر از موت جمیع امتہائے گذشتہ بود۔ زیرا کہ  
 جلد انبیائے کرام امتہائے خود را از ایں موت حسرتناک ترسانیدہ اند۔ و جلد  
 انبیائے کرام امتہائے خود را از ظہور و جلال ترسانیدہ اند۔ چنانچہ رسول کریم صلعم  
 فرمود است۔ انہ لم یکن نبی بعد نوح الا قد انذر الدجال قومہ  
 وافی انذر نسکہ۔ (در ندی ابواب الفتن) یعنی بعد نوح علیہ السلام ہیج پیغمبرے  
 نگذشتہ کہ قوم خود را از دجال نہ ترسانیدہ باشد و من ہم شمار از اں فی ترسانم پس  
 از مردگان فتنہ و جالی زیادہ تر لقمہ نہنگ اجل کدام کس باشد۔ و زندہ ساختن ایں  
 مردگان بگور کفر و اکاد و فرقتہ را کہ از حد احیاء و امید زندگانی دور تر رفتہ بودند الحق  
 شکل ترس کارے بود۔ مگر حضرت اقدس ایں خدمت را انجام دادند و بوجہ نیکویہ  
 اتمام رسانیدند۔ و ہزار ہا و لکوکہا مردگان را زندہ فرمودند۔ و جماعتے برپا نمودند کہ  
 نظیرش با ستثنائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم در دیگر کدام جماعتے نشان دلون

محال است۔

تعلقات حضرت موسیٰ علیہ السلام با قوم بنی اسرائیل تعلقات سیاسی نیز بوده است باز ہم حمله قوم بنی اسرائیل بر موسیٰ علیہ السلام ایمان نیاورد و بود بلکه خیلے بہو محض بہ لحاظ سیاسیات بر اتباع و انقیاد و مجبور گشتہ بودند۔ چنانچہ حق تعالیٰ در حق ایشان فرماید۔ وَمَا اَمَنَ بِمُوسٰی اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمٍۭہٗ۔ یعنی اطاعت حقیقی موسیٰ علیہ السلام مجبور بعض نوجوانان قبیلہ او دیگر افراد قوم بنی اسرائیل نکرد بودند۔ ایں حالت شان متعلق زمان قیام مصر بود و لیکن از آنجا برآمدہ اکثر حصہ قوم از تہ دل قائل صداقت وے علیہ السلام نبودند۔ اکثر بہو و عنود بر مرتبہ و مقام و درجہ نبوت او علیہ السلام از تہ دل قائل نبودند۔ ہاں البتہ سیاسیتہ با وے ہمراہ بودند۔ چنانچہ حق تعالیٰ میفرماید کہ بعض کسان از قوم موسیٰ بعد خروج از مصر با حضرت موسیٰ گفتند۔ یَا مُوسٰی لَنُؤْمِنَ بِكَ حَتّٰی تَسْرِیَ اِلَیْہِ جَہَنَّمَ فَاَخَذَ شَکْلُ الصّٰحِقَّةِ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۔ یعنی ما ہرگز سخن ترا باور نمیکنیم تا آنکہ خدا تینا را بچشم سرنہ بینیم۔ پس عذاب الہی شمارا بگرفت در حالیکہ شما میدیدید۔ و همچنین از قرآن کریم و اناجیل و توارنخ مستفاد می شود کہ بر جناب عیسیٰ علیہ السلام خیلے کم کسان ایمان آورده اند۔ و از اں میاں آنانکہ مخلص بودند و حیات روحانی یافتند خیلے کمتر بودند۔ لیکن از آنجا کہ حضرت اقدس علیہ السلام بر لے ابرائے فیوض روحانیہ رسول کریم صلعم و اشاعت برکات مصطفویہ نازل شدہ بودند و مقام بلند رتبہ علیائے مسیح محمدی بودن از بارگاہ رب العباد یافتہ بودند بنا بر اں حق تعالیٰ بر دست ایشان بسیار مردگان را زندہ گردانید۔ و آنچنان مردگان را زندہ گردانیدند کہ اگر بر ایشان آب جتا

از چشمہ محمدی پاشیدہ نمی شدہ گز امید زندگی شان نبود۔

آیا این امر عجیب نیست کہ درین زمانہ بجا لیکہ از ہر چہا طرف ہجوم بدعات سیئہ و رسوم دنیا طلبی و نفرت از دین حق و بے اعتنائی از کلام الہی و ہنیک شریعت و ترک اعمال صالحہ و بے توجہی از دُعا و عدم غیرت دینی۔ و کثرت زنا و فواحش بنظر می آید۔ حضرت اقدس جامعے پیدا کرد است کہ با وجود کہ تعلیم علوم جدیدہ بر خدا و رسول و ملائکہ و کلام اللہ و معجزات و دعا و حشر و نشر و بعث بعد الموت و بر جنت و نار یقین کامل می دارند۔ و بقدر وسع بر شریعت غزایا بندی می و در زند۔ حتی کہ فریے از افراد این جماعت بعد تجوئے بسیار بہ شکل دستیاب گرد کہ در ادائے صلوٰۃ متہاوت باشد و این چندین ضعف عمل نتیجہ حالت ابتدائی آنکس خواہد بود و انشاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ رفع شود۔

و آیا این امر حیرت افزا نیست کہ چون طلبائے علوم جدیدہ و دولہادگان تعلیم یورپ از دین بکلی تنفر میدارند و دین و مذہب را محض یک ذریعہ اجتماع ملی و سیاسی میدانند۔ از میان ایشان حضرت اقدس جامعے فراہم آوردست کہ سجدہ گاہ ایشان از آب اشک تضرع ترمیگرد و دیندائے شان از فرط گریہ و بکا چوں دیگر بر آتش نہادہ می جوشند۔ و جملہ ترقیات سیاسیہ و حصول جاہ را بر شاعت اسلام و اعلائے کلمۃ اللہ قربان کردہ دین را بر دنیا مقدم میدارند۔ از میان ایشان اکثر افراد بوجہ فارغ التحصیل بودن زبان انگلیسی دستگاہ آں میدارند کہ برائے خود از دولت انگلیس مناصب جلیلہ حاصل کنند و افترا ت جاہ و مال و منال نمایند۔ مگر دین حق را ناتوان دیدہ و ضرورت جہاد علمی را محسوس نمودہ تمام جذبات نفس و متنبیات

بشری را پشت پا زده بر لے انجام دادن خدمت دین مکرہمت استوار بنه اند شکر اللہ  
 سعیم و بر قوت لایموت قناعت و وزید فاقہ را بشکم سیری پسند نموده اند۔ بر زبان ایشان  
 نام خدا و نام رسول جاری است۔ اعمال شان عظمت توحید باری و اظهار صداقت رسالت  
 سرور کو بن است صلعم۔ سُبْحَانَكَ رَبِّي وَجْهَهُمْ مِنْ أَثَرِ الشُّجُوذِ۔ انوارِ حرمت  
 الہی از چہرہ ہائے شان ہویدا است و در محبت و عشق خدا و رسول دیرین دارنا پا بندار  
 زندگی بسر میکنند۔ و صد ہائے خوش آیند آزادی در گوشہ ہائے شان میرسد و ماغبائے  
 شان از خیالات جریت قاصر نیست و نہ این است کہ البصار ایشان بہ جانب نظارت  
 جد و جہد ناظر نیست۔ نے نے۔ بلکہ ہر جہ و گہاں خواندہ ایشان نیز خواندہ اند و ہر چہ  
 دیگران شنیدہ ایشان نیز شنیدہ اند۔ و آنچه دیگران دیدہ ایشان نیز دیدہ اند لیکن  
 چوں بنظر غائر ملاحظہ نمودند دیدند کہ مسلمانان دیرین وقت بجانب آزادی چندان احتیاج  
 ندارند چندانکہ بغلامی۔ فتنہ و جالی اگر کدام نقصانے بہ اسلام رسانیدہ است بذریعہ  
 آں وسیع انتظام است کہ او بر لے بیچکنی اسلام اختیار کردہ بود۔ لہذا ہر یکے ترقی  
 اسلام را دیرین امر مخصر دیدہ کہ ہمہ ربانی بودہ زیر یک رایت مجتمع گردند کہ کوچک و بزرگ  
 عالم و جاہل امیر و فقیر ہر یک ہلکی طاقت و قوت خود را در یکجا جمع آورند۔ و بر یک دست و پستیا  
 بدارند تا مقابلہ کفر و فساد ممکن گردد پس ہنگام حکم خدا و مفاد اسلام را بر خیالات خود ترجیح  
 دادند و دین را بر دنیای مقدم داشتند و از اثرات زمانہ متاثر نگشتند۔ و ربتہ اطاعت  
 شیخ خود در رقبہ ہائے خود بطوع و رغبت انداختند و بدو خوشی مستعد و آادہ گشتند کہ  
 بہبودی اسلام را بد نظر داشتہ بدان جانب کہ آں دست کہ زیر سایہ وسعہ مجمع گشتہ  
 اند انگشت اشارہ جنباند۔ بغیر آوردن عذرے و پیشی کردہ جہلئے بدان سوئے بروئے

آرند و بسر خود بدوند و از هیچ گونه قربانی کردن دیرین نوازند و خیال هیچ تکلیف در دل  
 نیاورند و صرف همین نیست که این عهد و پیمان بزبان بسته اند بلکه بران عمل پیرا  
 شده اخلاص خود را آشکارا کرده اند و درین وقت بسیای از ایشان از زاد و بوم و  
 خانمان و زن و فرزند مجبور و تکلیفات مالی بر خود گوارا کرده در اطراف و کناف عالم  
 به امر خلیفه وقت و ر اشاعت دین و تبلیغ اسلام بگامی کنند و بسیار اند که در  
 انتظار اند که کے اشاره شود و تا تمام ر شته های علائق دنیوی را گنجینه به غرض  
 اظهار جلال ایزدی از خانمان بر آیند و این خوان نیجائے نعمائے رضائے الهی را بر  
 بایند منهم من قضی نحبه و منهم من یؤخر الله اجله فخرهم الله احسن الجزاء

در راه خدا کشته می شوند و زرد کوب اعدا را مثل حلوی می خورند از خانه باید ر کشته  
 می شوند و دشمنانهای می شنوند و جفا های می بینند و دعای می کنند خفیه ترین خلایق دانسته  
 می شوند مگر این همه استخفاف و استحقاق را منظور و مقبول خاطر میدارند زیرا که دل  
 ایشان از ضیائے ایمان منور است و چشمان باطن شان از انوار الهی نورانی است  
 و آن نظاره جلال ایزدی را دیده اند که دیگران را بینه نیست - تنگ عزت و زرد  
 کوب برداشته با دیگران نکویی و خیرخواهی می کنند ذلیل کرده می شوند مگر خواستگار  
 عزت دیگرانند کثر الله انشا اله

آخر به نگاه انصاف باید دید که آن کیست که درین وقت تنها با جان ناتوان از وطن  
 و خانمان برآمده بجهت حفاظت و اشاعت صداقت اسلام در سرزمین امریکا بر سر  
 پیکار است و مثل حبابی بالطابت بحر زخار و دوچار و درین حالت زار دست بکار و  
 دل بیار است و با وجود این حالت پر ملالت دل تنگ و متقاعد از جنگ نیست

لاستہ بود مرده ولیکن از دست مسیح موعود آجیات خورده - بانیم جانے کہ دارد در ز نیست  
چند روزہ حیات جاودانی یافتہ باتن ناتوان یکہ و تنہا گردن گردان و گردن کشاں خطہ  
مردم خیز امریکار از بطوق اسلام آوردن آند و میدارد - زیرا کہ میدانکہ یک جان زندہ  
برلیو ہنہام دکان ہچو کہ گراں است -

ہچنین بنظر غائر تامل باید کرد کہ آخر آناں کیستند و کیانند کہ در انگلستان تبلیغ  
دین و ایمان مشغولند - آرسے ہماں معدودے چند اند کہ مسیح محمدی ایشان را بہ یک نیم گاہ  
مقتول کردہ حیات جاودانی بخشیدست این سر باران اسلام میدانکہ اگر نظر بظاہر حالت  
از وجہ نظام مادی انگلستان کل ہندوستان را مطیع و منقاد خود ساختہ است مگر یقین  
میدارند کہ انگلستان با وجود فتح ظاہری از توحید خدائے ذوالجلال دور مانده در دست  
تشلیت جان عزیز و جانیت در باختہ است - اگرچہ ہمیش شراب تنومندی خورد است  
ولیکن رُوح حیات دل مُردہ اش بکلی افسردہ است - این جو امر داں ازاں آب حیواں  
کہ از دست مسیح موعود خورده اند خما و خیکہا پر کردہ با خود بُردہ اند تا مر دگان تشلیت را  
جرعہ آب حیات توحید بچشانند - و ازیں اجبار اموات بر جان بنی نوع انسان منت  
نہند - جاہ و شمت و اقبال و دولت و سطوت و شوکت انگلستان بلکہ کل یورپ در  
دل ایشان ہر اسے پیدائی کند و بیچ خوف در جان ایشان نمی اندازد زیرا کہ میدانند و  
بجنگ زندہ نمی پردازد - بناؤ علیہ ازیں حرب روحانی ملول نمی گردند -

سواحل افریقہ مغربی کہ در اں عیسویت پادراز کردہ بود و لو کہہا باشندگان آں سر  
زمین را از مثلث تشلیت مست و خراب و لا یعقل ساختہ در چاہ صلاحت سرگون انداختہ  
بود و قیساں کیش عیسوی برائے پرستاری یک انسان ضعیف البیان آں باو دیگران

کم خردی را یک جافرہم می آوردند۔ و آل سادہ لوحاں گروہ بنی آدم را صبح ثلاثہ غسل  
 نہ ہر ملاہل شرک و کفر و تشلیث سرتار و لبریز میدادند۔ خدا را انصاف۔ آخر آن کد ام مرد  
 پر دل جگر و اراست کہ خود را یکہ و تنہا برائے اعلان نام خدائے یکتا در آن میدان ریگ  
 تپاں رسانیدہ است۔ و مشت استخوان و جان ناتواں ہدف توپ و تفنگ مشرکان  
 گردانیدہ است۔ بلے ایں ہماں کس است کہ از دم جان بخش روح پرورد مسیح موعود حیات  
 جاودانی یافتہ است۔ و بغرض حفاظت اسلام از اعزہ و اقربا و احباب و اصحاب از  
 یاراں و برادران برپیدہ و جانب خانان ندیدہ (در حالیکہ مسلمانان بر موت اسلام صبر و  
 شکیب و رزیدہ بودند۔ زیرا کہ آثار فنا و زوال از ناصبیہ حال اسلام دیدہ بودند) آن  
 مرد ناتواں بادل قوی در آن عرصہ ریگ رواں و سرزمین درندگان بے یار و مددگار  
 خود را رسانیدہ و خلق کثیر را از پیجہ تشلیت رسانیدہ۔ کثر اللہ امثالہ۔

باز آن کد ام ہیلوان است کہ وطن را خیر باد گفتہ عنان توجہ بجانب ماریش  
 منعطف گردانید۔ و از دنیا جدا افتادگان و از ہستی خود بے خبر شدگان را زندگانی  
 بخشید۔ و کد ام شخص سرانہیپ یا لنگار کہ مشہور تاریخی جزیرہ است۔ بدوم  
 جان بخش خود بیار ساخت۔ و کد ام کس اہل روس و افغانستان را آب حیات بخشیدہ  
 جان عزیز خود را برائے زندہ نمودن ابتائے وطن در باخت۔ ایں ہمہ ہا ہماں کسانند کہ  
 از دم مسیح موعود زندگی یافتہ اند۔

آیا ایں علامت زندگانی نیست کہ از جہل ملیون مسلمانان ہندوستان احدے  
 بہ نظر نمی آید کہ برائے اشاعت اسلام از چار دیوار خانہ خود پائے بیروں نہادہ باشند۔  
 مگر از فتنہ قلیلہ خاکساران جماعت احمدیہ صد ہا بہادر دل بر مرگ نہادہ اند و در میدان



تبلیغ ایستاده اند و آں مرده دلاں را بہ آبِ حیاتِ اسلام زندہ ساختہ اند کہ نسبت  
ایشان ہرگز خیال کردہ نمی شد کہ گاہے نامِ اسلام ہم بشنوند و یا برائے سجدہ پشت خود را  
خم کنند۔ اگر ایشان جیانتے تازہ نیافتہ اند چگونہ نقشہ دنیا را تبدیل نمودہ اند و بجهت  
مقابلہ یک جہان چگونہ دست خود را دراز کردہ اند۔ و ایشان را کدام چیز بدیں امر مجبور  
کرد است کہ وطن و آرا مگاہ خود را گذاشتہ سفر را کہ صورت سفر دارد پرلے خود گزیدہ  
اند و روئے این ہمہ مصائب و نوائب دیدہ اند۔ دستِ روبرو سینہ نامہ بخورند و همچوں  
رانندگان و در ماندگان و آوارگان و بیچارگان شہر بہ شہر و کوچہ بہ کوچہ و در بدر می گردند۔  
آباید و مادر و زن و فرزند و خواہر و دختر و خویش و برادر ندارند۔ آباہ و وطن یا بے و  
دوستدائے و کارے و با بے ندارند کہ محنت سفر را بر راحتِ حضر اختیار کردہ اند  
آخر یہ چیز دل ایشان را از دنیا برداشتہ است و بجانبِ دین مائل ساختہ است  
آبا ہمیں نیست کہ خود روحِ زندگی یافتہ اند و قدر حیاتِ جاودانی شناختہ اند و  
حالاً در شکرِ آں مُردگان دُنیار برائے حی لا موت کہ ستر شئمہ زندگیت زندہ ساختہ  
اند۔ بلے ہستی او تعالیٰ در ایشان گنجیدہ ہستی ایشان دروے ناپدید گردید۔ فتنارک اند  
احسن الخالقین۔

ذکرِ قوتِ زندگی بخشِ حضرت مسیح موعود کہ در میان آدرہ ام اگر تاثیر آں را  
واضح نکنم آں زندگی کہ معیارِ صحیح حیات است البتہ مشتبہ بماند۔ و آں این است کہ  
حضرت اقدس بقوتِ احیائے خود آنچنان روحِ زندگی در دلِ مریدانِ خود دمید است  
کہ خیلے کساں بذریعہ آں نہ محض خود زندہ شدہ اند بلکہ قوتِ احیاء موتی و نفس ایشان  
پیدا گردید است۔ اگر این قوتِ لطیفی حضرت دیگران را بیستہ نمی شد در دلِ مردم

باسے اس شبہ پیدائی شد کہ وضع و ترکیب دماغی حضرت اقدس چنان واقع شدہ است  
 کہ برآں پروہ از علوم غیر متعارفہ کشادہ می شود و نظارہ بایکدہ در وقت خود ظهور می پذیرد  
 پیش نظر ایشان قبل از وقت تجلی میگردد ازین جهت در توجہ حضرت قوت و  
 تاثیر پیدا شده است کہ تمنیات ایشان برنگ دعا انجام می پذیرد و جملہ  
 تصورات شال صورت واقعہ میگردد مگر این سخن درست نیست زیرا کہ حضرت اقدس  
 آن خزانه را با خود بگور نہ برده اند بلکہ آن قوت را باہر کہ تعلق صحیح بہ آن حضرت  
 میدارد علی قدر مرتبہ سپردہ اند در نتیجہ تعلق و محبت کہ با حضرت اقدس باشد  
 حق تعالی باران علوم حقہ بر دل او می بارد۔

دیرین وقت این جماعت از فیض یافتگان حضرت اقدس بسیار نفوس متبرکہ  
 میبارد کہ فیض الہی در شرح مطالب قرآن زبان ایشان در افشا نہا میکند و بیا  
 ایشان تاثیر پیدا کردہ رشتہائے اوام و ظنون فاسدہ و شکوک و شبہات لاطائلہ  
 را قطع می نماید۔ قرآن مجید کہ برائے مردم لفافہ سبعمہر بود برائے ما کتابے است مبین  
 صورت نمائے حق الیقین مشکلات و معضلاتش برائے ما آسان است و رموز  
 پنهانش بر اعیان است۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل  
 العظیم۔ ہیج خیالے یا نہ ہے یا اعتقادے نیست کہ خلاف اسلام باشد و ما آنرا  
 بحول اللہ و قوتہ محض بہ تیغ قرآن پارہ پارہ نکرده باشیم۔ و ہیج آیتے نیست کہ بر آن  
 اعتراض قدیم و جدید بذریعہ ہیج علمے پیش کردہ آید و از وحی خفی الہی آگاہی یافتہ ما  
 جوایش را از کلام الہی بر نیارودہ باشیم۔

الہام الہی و کشف صادقہ از جانب رب العزت صرف بر ذات حضرت اقدس

محدود و منحصر نبود بلکه با بسبب اے از زندگی یافتگان آں سرچشمہ حیات حق تعالیٰ انعام فرموده است و میفرماید: وخیلے رویائے صالحہ کہ بروقت خود صورت و قوے یافتہ ایمان نشان و ایمان احباب شاں را تا زنگی می بخشد حق تعالیٰ با ایشان تکلم می نماید و بر دل ایشان ابواب رضامندی خود میکشاید و راه خوشنودی خود با ایشان می نماید تا در رقتن بر آہ تقویٰ مدوے بیابند و دل ایشان قوت گیرد و حوصلہ شاں ترقی پذیرد در باب استجابت ادعیه و نصرت الہیہ نیز فیض حضرت اقدس جاری است و در حیات پذیرفتگان آں چشمہ آب حیواں ایں روح زندگی بخش ساری است۔ حضرت و اہب البرکات اکثر دعوات افراد ایں جماعت را نسبت دیگران بیشتر قبول میکند۔ و نصرت خود بر ایشان نازل می سازد و ہلاکت بر دشمنان ایشان می اندازد۔ و ابواب استجابت دعوات بر روی ایشان می کشاید و ثمرات محنت ایشان عطای فرماید۔ و ایشان را تنہائی گزارد۔ و برائے ایشان غیرت خود در کار می آرد۔ احوال حضرت اقدس ہر روز مرگاہاں را زندہ میکرد۔ و نہ صرف زندہ میکرد بلکه روح زندگی بخش در ایشان میدید تا دیگران را زندہ کنند۔ ایں معجزہ بغیر از انبیائے کرام علیہم السلام کہ محبوبان الہی اند۔ دیگر کسے ظاہر نتواند کرد۔ و بالیقین ایں ہمہ فیض از درگاہ حضرت سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلعم حاصل کرده بودند و کار و بار شاں جملہ کار و بار نبی امی فداہ ابی و امی بود۔ کما قال علیہ السلام۔ کل برکت من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علمہ و تعلمہ۔

(الہام حضرت مسیح موعود)



بخیال من میرسد کہ برائے اثبات صداقت حضرت مسیح موعود این دوازده  
دلائل کہ درج کتاب کرده ام کفایت میکند۔ و ہر کسے کہ بہ نیت دریافت حق بر این  
دلائل غور و فکر نماید لاریب دروازہ حق الباقین بر روی او کشادہ گردد کہ حضرت اقدس  
مسیح ربانی و مامور بزدانی و مرسل حقانی بود۔ و نیز اینکه حالاً در انتظار بعثت مسیح دیگر  
بودن امر بیت فضول و سراسر غیر معقول و نسنو عقلاناً مقبول۔ مرد عاقل را باید کہ بچو  
تشنہ کمال برائے حصول ایمان بسوئے این سرچشمہ آب حیوان از سر قدم سخته  
بدود۔ و دریں سلک مرصع کہ دست مسیح موعود علیہ السلام ساخته است مفلسک  
بودن را موجب صلح و فلاح خود بشمرد۔

برائے آن مرد فہیم و دارائے عقل سلیم کہ خود را مسلمان میگوید اند کہ ام شہادت  
صادق از شہادت خدا و رسول زیادہ در کار است۔ چنانکہ در صدہ نگارش یافتہ۔ خدا  
و رسول خدا و دیگر انبیاء کہ کلام ایشان محفوظ است بر صدق دعوی مسیح موعود شہادت  
ادافرمودہ اند۔

عقل سلیم و فطرت مستقیم نیز تقاضا میکند کہ دریں زمانہ پر آشوب مصلحی می باید۔  
تا زنگ شکوک و اوہام از آئینہ خاطر مردم بزداید۔ و تحیر صادق صلح ہر علمائیکہ  
برائے مسیح موعود بیان فرمود است جملہ دریں دور حاضرہ چہرہ خود نمود است۔ خود جہا  
منبع برکات حضرت اقدس شاہد دعوی خود است۔ زیرا کہ آن دشمنان دین متین کہ برائے  
ایشان ضرورت مسیح موعود بود دریں جزو زمان در میدان دنیا موجود اند۔ و ہر رنگے کہ

شکست آن اعداے ملت مقرر بود و از دست مسیح موعود صورت ظهور یافت - در  
گروه مسلمانان مفاسد بر حدی رسیدہ است کہ در حالت موجودہ بدون قرآن زیاد  
از این صورت امکان ندارد و الحمد للہ کہ بذریعہ آن مأمور خدا اصلاح آن نیز بطریق  
احسن بوقوع انجامید -

حضرت و اہلب البرکات تعالیٰ شانہ با ذات مسیح موعود در تمامیت عمرشان  
آن سلوک مرغی داشتہ کہ با رسولان و محبوبان خود میداشت - تا در ہر میدان علم فتح  
بنام او داشت و از ہر شر و فسادش نگاہداشت - و با معاندان و حاسدانہاں  
طریق سلوک نمود کہ با عدلے مرسلان و مأموران ہمیشہ مناسب پنداشت - قانون  
قدرت خود را نیز در خدمتش متعین داشت و زمین و آسمان را بر تائید و نصرتش  
برگذاشت - ابواب علوم القرآن بر رویش کشاد و ذرائع اشاعت آن نیز مہیا ساختہ  
پیشش نہاد - تا آنکہ کسانے کہ معدن علم و فضل دانستہ می شدند ہمہ را دعوت مقابله  
داد - و ہیکس رو برویش نتوانست ایستاد - کلامش بر نگاہ عاجز غالب قائل  
آمد - و وعدہ لَا يَمْسُكُهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ - بر دعوی او شاہد صادق آمد - ابواب  
غیب بر رویش گشود - و بر ہزار ہا امور غیبی اطلاعش نمودہ - تا بر وقت خود صورت  
ظہور یافتہ موجب اظہار جلال الہی گردید - سنت الہی است کہ علام الغیوب بجز  
رسولان خود ہیکس را بکثرت بر امور غیبیہ اطلاع نمی بخشد - و نخواہد بخشید -

آنکہ ہمہ عمر خود را در محبت خدا و رسول صرف نماید ہرگز او تعالیٰ چنان محب صادق  
را از در گاہ خود نمیراند - هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَان - حضرت اقدس مثل  
انبیاء یک جماعت مقدس بحیث اسلام کار کن پدید آور و کہ با خدا تعالیٰ تعلق خاص

دارد۔ واورا منجانب اللہ قابلیت احیاء موتی و کشتہ امور روحانی عطا شدہ ہر یکے  
 از ایشان بر دین خدا فدا و از علائق دنیا جدا است۔ جملہ بحیث اسلام غمخوار و از ماسوائے  
 آن بیزار اند پس با وجود موجود بودن اینقدر شواہد قویہ دعوی مدعی صادق را قبول  
 نکردن و برگزشتہ او ایمان نیاوردن عند اللہ درست و پسندیدہ نیست۔ فی الحقیقت  
 از ان مرد بلخ خود عالی ہمت کہ با اسلام و خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام محبت میدارد  
 و بر مفاوہ نفس خود فوائد اسلام را مقدم می شناسد۔ ہرگز این توقع نمی توان داشت  
 کہ بعد دیدن و شنیدن و فہمیدن اینچنین تفصیل و توضیح پنیہ در گوش کردہ خاموش  
 نشیند۔ چشم خود از دیدن صداقت بستہ از قبول امر حق تہمل گزیند۔ اگر این برایہن  
 دلائل کہ من بیان کردہ ام صداقت مسیح موعود را ثابت نمی کنند پس من نمی دانم کہ باز آن  
 کدام اولہ و براہین است کہ بذریعہ آن ثبوت انبیائے گذشتہ ثابت می شود۔ و آن  
 کدام دلائل و براہین است کہ بواسطہ آن بر انبیاء ایمان توان آورد۔

بہ استثنائے رسول کریم صلعم اگر زیادہ ازین بر صداقت نبوت سایر انبیاء  
 دلائل یافتہ نمی شود بلکہ کم ازین یافتہ می شود پس چہ سبب است کہ بر آہنہ ایمان  
 آورده شود و بر مسیح موعود آورده نہ شود۔ اگر ایمان آوردن موقوف بر آن سخنیاست  
 کہ انسان از مادر و پدر نمی شنود بلکہ بعقبتی و تدقیق حرف حق را قبول داشتن ایمان است  
 پس لامحالہ از دو امر یکے را تسلیم باید کرد یا ہمہ انبیاء را انکار باید کرد یا دعوی مسیح موعود  
 را نیز قبول باید نمود۔ و اے شاہ ذی جاہ من از ذات آن فرمانروائے فہیم و ذکی امید  
 دارم کہ بطریق موخر الذکر را قبول نمایند و بر آن فرستادہ خدا ایمان بیارند کہ آن را خدا  
 عزوجل بر اے انہار صداقت قرآن کریم و نبی رؤف و رحیم و غلبہ دین اسلام و مگر گوی

ادیانِ باطلہ و یارمیِ مسلمانانِ دینِ جزو زمانِ مامور فرمودہ است ایمان بیلندہ زیر  
کہ رضائے خدائے بے ہمتا را قبول داشتن و بر راہ او قدم برداشتن موجب برکات  
لا تعد ولا تحصى است۔ و خلافِ رضائے حق ایستادہ شدن و از او امر حق روئے  
بر تافتن ہیچ گاہ یا برکت نمی یابند۔

حالتِ اسلامِ دینِ وقت قابلِ رحم است و ممکن نیست کہ ہر کہہ بادی دینِ خدا  
مجتبے را سخاوارد دل او شاد و نوازند شد تا وقتیکہ سامانِ کامیاب شدنِ اسلامِ مہتیا  
نخند و تا وقتیکہ اسلام را از ہر قسمِ خطراتِ محفوظ نہ بیند۔ دشمنانِ دین در عداوتِ اسلام  
از حد تجاوز کردہ اند و در حشیمِ ایشان ہیچ حسن و خوبیِ اسلام نمودار نیست بلکہ آن را از  
سرتاپا مجموعہِ عیوب می شمارند و تقویمِ پارینہ اش می انگارند و آنکندہ خود را محبانِ اسلام  
میگویانند یا از اسلامِ ریجیدہ اند۔ یا حالتِ زار او را قابلِ توجہ ندیدہ اند۔

اقرارِ اسلامِ بر زبانِ ایشان است لیکن از خلقِ فرود فتنش خلافِ امکان  
است۔ عنانِ توجہ شان کلی بر اقبالِ دنیا موقوف است۔ و بسوئے سیاسیات  
معطوف۔ اگر قطعۂ زبانی از دست بگذارند زمین را بر آسمان بردارند لیکن اگر ہزار ہا  
بلکہ بلبلوں ہا مسلمانان از اسلام بہ مذہبِ عیسوی یا مذہبِ ہنود روئے ارادت آرند  
ایشان پروائے آن ندارند۔ بچیتِ حصولِ حطامِ دنیا در فراہم آوردنِ فدا بیاں جانان  
کو تا ہی رواند ندارند۔ مگر برائے اشاعتِ دین از انجملۂ یک کس از دروازہ خانہ سر نمی آرد  
اگر کسے منکرِ خلافتِ سلطانِ ٹرکی باشد حقِ ایشان را آتشِ فراگیرہ و لیکن اگر  
کسے رسالتِ سید المرسلین را رواند یا در گنجیتِ احدے در حرکتِ نمی آید بہیہات  
بہیہات این حالتِ بد روز افزون است و کارِ دینِ مسلمانان و اثر گوں۔

حالت ہندوستان بہ اینجا رسیدہ است کہ تبلیغ در پیروان مذاہب باطلہ سخن دور از کار است۔ اگر کسے در رد آں چلہا کہ مذاہب باطلہ بر اسلام می کنند مشغول می شود مسلمانان گلویش میگیرند کہ این کار نزدیک ایشان دور از مصلحت و بعید از اقتضائے روزگار است۔ الغرض اسلام گویا خس و خاشاک است کہ از صحن خانہ ہارفتہ بیرون دروازہ را دور انداختہ شدہ است۔ و نام اسلام را صرف بر آں حصول فوائد سیاسی باقی نگہداشتنہ اندویش۔ بلکہ دفع نمودن ایں حالت و نگہداشتن اسلام از بین مصیبت محض یک سبیل باقیماندہ است کہ حضرت مسیح موعود را قبول کردہ و بدامنش خود را وابستہ آید زیرا کہ بغیر سایہ دامن طغتنش ہیچ راہ ترقی کشفانہ نیست حالہا جہاد تیغ و سنان ما دامیکہ بنائے ایمان استوار نہ گردد و مفہوم صحیح اسلام آشکارا نگردد و سودے ندارد دست ہنگام مقتضی بجلالند نشود سعی در ترقی مسلمانان ہیچ بہبود ندارد بلکہ اصلاً باب ترقی بر روی ایشان نکشاید و سامان رفاه پدیدار نیاید۔

تایخ نگاران یورپ بر ذات اطہر و اقدس رسول کریم روحافداہ اعتراض میکنند کہ نعوذ بانقد من ذلک اشاعت اسلام بزور حسام بے نیام کردہ است و نہ دلائل مؤثرہ کہ دلہا را بخود و رکشد موجود نبود۔ آہ آہ! اقوال و افعال مسلمانان نیز تا بید سخن ایشان می نمود۔ اکنون رب العزت میخواہد کہ آں اعتراض را از نبی کریم خود صلعم دور کند بنا بر ایں از منتشس یکے را مسیح موعود ساختہ فرستاد است تا بہ شمشیر دلائل و براین عالمے را مسخر کردہ اسلام را بر ادیان باطلہ غلبہ دہد تا بر ہر مخالف و موافق ظاہر و باہر گرد و کہ ہر کابیکہ خادم بہ اتمام رساند سید بوجہ احسن آنرا سرانجام رساندن می تواند حالہا بجز ایں راہ رہے دیگر برائے اعانت اسلام نیست۔ خدا متعالی میخواہد کہ دشمنان



رسول کریم صلعم را در غلامی و حکم برادری رسول کریم صلعم در آمد و طرقی آن صرف یک همی  
است که آن اسلام درست و راست را که حضرت مسیح موعود علیه السلام آورده است به  
آن صحیح طریق که حضرت ایشان تلقین فرموده اند به آن ایمان خالص که حضرت در  
دلها پیدا نموده پیش روی جهانیاں گذاشته آید تا راه گم کردگان بادیة ضلالت  
را بشهرستان هدایت آورده شود اگر مشیت ایزدی تقاضا کند که بذریعہ دیگر اسلام  
را ترقی و غلبه دهد پس همه راههای سابق را مسدود می نمود و جمله آلات حرب و آلات  
ضرب مختصرات این زمانه در دست مسلمانان می بود بلکه موجد آن تمام اسباب و  
سامان های جنگی ایشان می بودند و انبایان یورپ و امریکا و ظاهر است که درین زمانه  
بجای ایجاد نمودن آن آلات و ادوات مسلمانان علم استعمال آن اشیا نیز نمی دانند  
و این عدم آگاهی مسلمانان دلیله است قوی که خدا تعالی بذریعہ جهاد باسیف اسلام  
را قوی کردن اراده ندارد بلکه میخواهد که با دلائل نیر و براین موثره رعب اسلام در  
دل عالم بیندازد و مذاهیپ باطله را مغلوب سازد.

پس از مسیح موعود دو رایتان سده بلند در راه ترقی اسلام بنیاد نهادن و  
دشمنان دین را موقع حمله دادن است که بر رسول کریم حمله نکنند و بر عزت و ناموسش طعنہ  
نمایند که تحمل آن هیچ مسلمانی غیر تمرد یا رانیست و دیدن دشمنان آن یک مرد یا ایما  
را گوار نیست رسول کریم قرصه عیدنی یا رسول الله فرمود است که آن امت  
چگونه هلاک تواند شد که از یک طرفش جلال من چهره کشود و از طرف دیگرش مسیح موعود روی  
خود خواهد نمود ازین حدیث شریف و پیش خبری شیف ظاهر و باهر میشود که ایمان همان  
جو انحراف محفوظ تواند بود که در میان این هر دو رکن یکین اقامت خواهد نمود پس بعد نزول مسیح موعود

ہر کس کہ بروے ایمان نمی آرد خدا بیتی عالی اور در حفاظت خود نمی دارد و ہر کہ در راسخ مزاجتے  
ورزد و در حقیقت دشمن اسلام است و ترقی اسلام پسند نمی آید ورنہ در اقامت آن رکن  
منین کہ مستقیب اسلام بہ آن محفوظ میتواند بود چگونه مزاحمت تواند نمود۔  
انجینیں شخصے کہ بزیر شمشیر قہر الہی بایستاد کاش کہ ادرش نمی زاد خاک بودے تا ایں  
روزیدش رونہ نمودے۔

اے یاد شاہ بلند پایے گاہ ایخے وعداے خداوندی بالعتبت مسیح موعود و ابست  
است پذیریتے آن اسلام را زندگی نو دادہ خواہ شدہ بچنا کہ درختہ بہ بارانے کہ بروقت خود  
بیار و مرثیہ کیو بیامی آرد اسلام از بختش شادابی پذیرد و ہر کہ بروے ایمان آرد زندگی نو  
از سر گیرد۔ خداے غیور تا دیر صبر نمود مگر ازیں پس خاموش نخواہد بود و زیادہ ازیں ہملت  
نخواہد داد کہ بندہ ضعیف را باوے شریک و انباز انگاشتہ آید و فرزندش ساختہ  
بالاے آسمان بردہ زندہ کن مردہ و خلق کنندہ جسم و جان پنداشتہ آید۔

بلے مہربان است مگر غیور نیز از دیر باز انتظار کرد کہ کدام وقت مسلمانان بجزا  
کلام پاکش رو آورند مگر افسوس کہ مسلمانان کلام پاکش را پس پشت انداختند۔ ایشان بجزا  
لغویات دیگر مشغول گشتند و قدر کلام خدا نکردند و ایں آیت از ذہن شان فراموش شد کہ  
یا رب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مہجوراً پس خدا نیز از ایشان روئے  
بگردانید۔ حالاً چارہ غیر ازیں نیست کہ دست در دست مسیح محمدی دادہ اعتراف قصود خود  
نمایند و در ریفقہ اطاعت او در آیند تا دامن این مسیحا بگیرند و اقرار کنند کہ در آیندہ از  
کتاب خدا روئے نگردانند و تلافی مافات کنند۔ لا یریب حق تعالی رفے بر ایشان نخواہد آورد۔  
آہ۔ آہ۔ مردمان دُنیا بدینیا گرویدند و با خدا محبت نورزیدند۔ خدا نیز از ایشان دُنیا

را باز گرفت و در ذلت مبتلا نمود. خود را مسلمان گفته محبوب خدا را زیر زمین سپردند و عیسی  
 ابن مریم را زنده بر فلک بردند. خدا نیز ایشان را باز بین برابر کرد و عیسیائیان را  
 بر سر حکمران ساخت. این حالت ظاهری مسلمانان مبدل نخواهد شد تا اعتقاد باطن  
 خود را درست نه کنند. مذاہب ظاہری امروز سودے ندید چرا که این همه تنباهی نتیجه غضب  
 الهی است تا مسلمانان یا خدا صلح نکنند روز بروز دلیل تر شده خواهند رفت. پس  
 مبارک است آنکه برائے صلح و رضا جوئی خدا همی و دو تا از ذلتها نگاه داشته شود و  
 نصرت خداوندی باوے بیش از پیش دست خدا در جمله کارهایش از دستش پیش بود  
 لے بادشاہ ذمی جاہ! بعثت مسیح موعود کار سرسری نیست بلکه یک امر عظیم و  
 واقعه عظیم است. مسیح موعود آں کسے است کہ رسول اکرم صلم بمے سلام فرستاده است  
 و فرمودہ کہ اگر بموعوب نہائے بسیار تا خدمت وے رسیدن ممکن باشد باز ہم مسلمانان  
 را قدم بمنزل گاہش باید نهاد. و بارہ بعثت یافتن او در تمام مذاہب دنیا پیشخبری  
 یافته می شود. و هیچ نبی نگذشت است کہ نسبت تشریف آوری وے اطلاعی نداده است  
 پس برائے کسیکہ ہرنہی از انبیاء خیرے داد است و امت ہرنہی چشم بر رایش نہادہ چہ  
 عظیم الشان و رفیع المکان خواهد بود. و چہ قدر مبارک است آں بیدار بخت کہ زمان او  
 را یافتہ بسوے بولشتابد. و از بر کائناتش بہرہ دریابد.

لے بادشاہ بلند پایے گاہ! مسلمان و امورانِ الہی ہر روز نمی آیند علی الخصوص  
 انجینیں مسل عظیم الشان کہ مسیح موعود است. از طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم برائے  
 احدے اینقدر بشارات مروی نیست چیزے کہ برائے مسیح موعود مروی اند. پس بار اینتر  
 انہیں برتر آید دیگر انسانے را امید نباید داشت. زیرا کہ او برائے امت محمدیہ علم خاتم الخلق

برافراشته است۔ بعد از وی حال انتظار زمانہ قیامت باید کشید پس یک روز از روزهای  
زمانہ اش را آن تاثیر است کہ دنیا و اہلہا در جنب آں خفیر است۔ آں مرد خدا خیلے خوش  
نصیب است کہ قدر چہیں بزرگوار نگاہ دارد۔ ویرے ایمان آورده خوشنودی خدا بدست آورد۔  
زیر کہ اینچہیں فرد کامل مقصد آفرینش خود را حاصل نمود و حق تعالی برے راز عبودیت کثود۔  
اے بادشاہ عالیجاہ! چوں مامورے از جانب جناب احدیت می آید جماعت او بر  
یک حالت نمی ماند۔ از غربا و مساکین آغاز میگردد تا بادشاہاں و سلاطین ترقی پذیرد۔ ویر باز  
آں وقت می رسد کہ جماعت پیر و دانش بر مالک روئے زمین متصرف شود۔ پس این حال ہمیشہ  
نخواہد ماند کہ جماعت ما جماعت غربا و مساکین باشد۔ بلکہ ہر شب دو چند و ہر روز چہا چند  
ترقی می پذیرد۔ طاقتہائے جملہ بادشاہان روئے زمین متحد شدہ رفتار ترقیش مسدود نتواند  
نمود۔ آں روز قریب است کہ این جماعت تمام مل و نخل را لقمہ خود نماید و از جملہ ناہنگہا  
سبقت ریابد۔ چنانکہ الہام حضرت اقدس است و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین  
کفروا الی یوم القیامت۔ یعنی تبعان ترا بر منکران تو تا قیامت فوقیت خواہم داد۔ و نیز  
خدا تعالیٰ با حضرت ایشان فرمودہ است کہ "خدا تعالیٰ آں کساں را کہ در بیعت تو داخل  
نباشند ہمارہ کم خواہد کرد۔ و چہیں خواہد بود کہ بادشاہان جہان از این جماعت باشند۔ و این  
گروہ مغلوب نگردد۔ بلکہ ہمیشہ غالب ماند و ہرگز مغفوح نباشند۔ بلکہ فاتح باشند۔ چنانچہ  
الہام حضرت اقدس است کہ سلاطین زمان از پوشاک تو برکت جویند مگر ہر کسے را وقتے  
می باشد کہ در وقتے یک انسان را وارث عترت می سازد و وقتے می آید کہ ہماں کار  
بپیشیرے نیز زد۔ کسا یکہ در صدر اسلام سبقت ورزیدند۔ تا این زمان سلاطین  
است مرحومہ ہمیدہ می شوند۔ اما کسانیکہ بعد از اں در وقت غلبہ اسلام ایمان آوردند

تعدادشان از شمار افزون است ولیکن نامهای شان نامعلوم است. پس هر یک که درین وقت که این جماعت نظر بظاہر حالت ضعیف و انستہ می شود ایمان آورده داخل شود و نزد باری تعالی عز اسمہ در زمرہ السابقون الاولون نوشته شود و وارث انعام خاص گردد و در پیش در صفحات تاریخ ترقی اسلام بہ آب زم زم قوم شود. و برکات عظیم شامل حالش بود اگر چه از وقت حال حصہ بسیار گذشت است مگر ابواب عزت هنوز کشاده است و سالانہ تقرب الی اللہ ہمیتیا و آمادہ است.

ہذا آن بادشاہ والا دستگاہ را بہ این جانب متوجہ می سازم کہ قدر این وقت بشناسند کہ بِنَا اِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْاِجْمَاعِ اَنْ اٰمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا بر زبان رانده بریں ندا کہ آنرا خود ذات رب العباد بلند کرد است بلیک اجابت گویند تا ذات متجمع صفات آن شہریار کامگار مقبول بارگاہ رب العزت گردد.

من حرف راست بصدائے بلند میگویم کہ اکنون وصل خدا بیرون از دائرہ احمد ممکن نیست. ہر کس کہ بر دل خود گاہ کند معلوم نماید کہ در دلش برخدا و سخنان خدا آنچنان وثوق نیست چنانکہ بر امور قطعیہ و یقینیہ می باشد و نہ در دل خود آن نور دریابد کہ بغیر آن ویدار حق تعالی میسر شدن محال است. این نور و این یقین و این وثوق بغیر از جماعت احمدیہ در هیچ جماعتی یا گروهی یافتہ شدن دشوار است. زیرا کہ مشیت الہی ہمیں است کہ کافہ ناس را بر یک مرکز جمع کند.

آیا ہر کہ بر موت خود و نظری دارد بر چنین زندگانی خوش تواند بود کہ در دوری از خدا بسر شود و در آن از انوار ربانی بہرہ نیابد. پس آن نور را حاصل کردن واجب است و بجانب آن یقین شافق لازم کہ محض در سلسلہ احمدیت حاصل می شود و بغیر آن

زندگان بی لطف و بے مزه است۔ بناءً علیہ بر دیگران سبقت بورزید تا در نسل آیندہ  
نام آن ذی جاہ با ادب و احترام بر زبانہا جاری بماند۔ و در ہر زمانہ بر اہم مبارک رحمت  
فرستندگان رحمت فرستند۔

لا یریب متمسکان سلسلہ الہیہ و مقتضای جبل الیقین دین مسین از بس گرانبار میگردد  
مگر بار ایشان باعث بیخ و ملال نمی باشد۔ کشادہ رزق ثمرہ محنت خود بر سر کشد و از آن بیج  
تکلیف محسوس نمی کند۔ مادر کہ فرزند خود را در آغوش یا بر دوش می برد و از آن گران بیخاطر  
اویزند۔ در دین خدا سعی کار کردن بر مومنان رنجی نرساند۔ بلکہ مومن آن رنج را مایہ  
گنج می پندارد۔ پس از آن ذمہ واریہائی کہ از قبول حق بر انسان عایدی شود و لتنگ  
نباید شد و احسان الہی را یاد کرده و عنایات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم را پیش نظر  
داشتہ باید اسلام کہ برداشتن آن فرض ہر مسلمان است بر دوش باید کشید۔ حق جل و علا آن  
بادشاہ را از فضل ناقتناہی خود برائے حکمرانی خلق برداشت است مگر در کشیدن بار احکام  
اسلام با دیگر افراد مسلمانان مساوی داشت است یعنی چنانکہ خدمت اسلام بر دیگر  
مسلمانان فرض است ہیچناں بران بادشاہ ہم فرض است۔ و چنانکہ بر ماموران الہی  
و دیگران را ایمان آوردن واجب است بر ذات ہمایوں صفات شہر بار افغانستان  
نیز واجب است۔ پس احکام باری تعالی را و آنچه او تعالی دریں وقت بر کافہ مسلمانان  
انعام خود مبذول داشتہ بخشنود و تمام قبول باید نمود۔ و در سلسلہ کہ جناب الہی از فضل  
ناقتناہی قائم کردہ داخل شدہ از فیوضات و برکات کہ پارہ از آن حصہ از تمام ممالک  
دُنیا گران قیمت و وسیع تر است حصہ خود را حاصل باید نمود۔ جناب سرور عالم صلی اللہ  
علیہ وسلم فرمود است من فارق الجماعۃ شبرا خلیس مبتلا۔ پس از جماعتی کہ خدا تعالی

آزاد برائے اصلاحِ عالم قائم کرده جدا ماندن مقامِ خوف است خصوصاً بجهت  
پادشاهان که بر ایشان ذمه داری به نسبت اتحاد الملک و بالاست اول از نفس خود  
شاں و دیگر از رعایائے خود خیلے از کم خردان در کار دیں ہم بر افعال اقوال  
پادشاهان نگران باشند کہ الناس علی دین ملوکهم پس بہ نزدیک خدا تعالی  
ذمه دار رعایا پادشاهان می باشند چوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ جانِ جهان  
خدایش با در بجانبِ قیصر نامہ خود فرستاد ادر بجانبِ این امر توجہ دہانیدہ  
بر جلد قبول کردن حق ترغیب دادہ بودند و نوشتند کہ فان تولیت فغلبت اثم  
الادیس بیان یعنی اگر دعوتِ اسلام را قبول نمکنی گناہ مرزبانان آں سرزمین  
بر تو باشد +

پس اے شہریار کارگار باید کہ سخن حق را قبول کردہ از راہ رعایائے خود  
سدِّ ممانعت را کہ اکنون در راہ حائل است از راہ کرم بردارند تا گناہ رعایا بذات  
شہریار منضم نشود بلکہ از نیکبہائے ایشان حصہ کثیر بذات والا عاید گردد۔ زیر کہ  
ہر پادشاہیکہ انکار حق می کند برائے دیگران چو سدِّ مانع خیر میگردد و شریک گناہ  
ایشان قرار دادہ می شود و بمحمان آں پادشاہ کہ حق را قبول می کند برائے دیگران راہ  
راہ کشادہ شریک ثواب شاں گردانیدہ می شود۔ دنیا روزے چنر عاقبت کا  
با خداوند معلوم نیست کہ مدتِ حیات چند است آخر را و رفتن در پیش است  
و پیش خدا تعالی ایستادن ناگزیر است آنجا جز عقائد صحیحہ و اعمال صالحہ دیگر هیچ بکار  
نیاید۔ من کان یرجو لقاء ربہ فلیعجل عملاً صالحاً ولا یثربک بعبادت  
ربہ احدًا۔ امیر و فقیر و برنا و پیر از دنیا ہی دست می روند۔ ز بادشاہ یا خود

چیزے برداشت نہ فقیر لٹیزے۔ رفیقِ طریق بغیر از ایمان صحیح کسے نیست۔ و  
 زادِ راہ بجز اعمالِ صالحہ چیزے نیست۔ ہر مامورِ خدا ایمان بیارید تا در امانِ خدا  
 و آئند و ندائے آسمانی و صدائے ربانی را قبول نماید تا از سلامتی جاوید بہرہ یابید  
 من آں حق را کہ از خدا تعالی بر من بود۔ ادا کردم و پیغامِ خدا را بہ آں شہر یار  
 تا جدار رسانیدم۔ چمنِ شَاءَ فَلْيُكْمِلْهُمِنْ دَمْنٍ شَاءَ فَلْيُكَفِّنْ تَسْلِيمٌ و عدم  
 تسلیم و قبول و عدم قبول کا یہ آں شہر یار است۔ ہاں میں امید فرور میدارم کہ آں  
 والا جاہ بر تحریرِ نقیبِ غور و انفرکارِ بند و چون آنرا مطابقِ قرآنِ حدیث یا بندہ  
 در ایمان آوردن ہر مامورِ زمانہ و رلیغ نمایند و خدا کند کہ بچنین باشد۔

## وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

جمہ اقسامِ کتب و تائیدِ سلسلہ حقہ احمدیہ فرام کردہ

عبد العظیم پوپہ پراہمیر احمدیہ سجد پو قادیان

دارالامان